

خوب ترنگ

۱۱

میاں خوب محمد چشتی
ایک تنقیدی مطالعہ

مع

حیات مصنف و مطالعہ تنقیدی دیگر تصنیفات

پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے ایک مقالہ

ڈاکٹر عالی جعفری

جس پر ۱۹۵۹ء

مبئی یونیورسٹی نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی



گجرات اردو اکادمی

حکومت گجرات، گاندھی نگر

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

**پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ**



خوب ترنگ

انرا

میاں خوب محمد چشتی

ایک تنقیدی مطالعہ

مع

حیات مصنف و مطالعہ تنقیدی دیگر تصنیفات



پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے ایک مقالہ

ڈاکٹر عالی جعفری

جسٹ پر ۱۹۵۹ء

مبئی یونیورسٹی نے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری تفویض کی



گجرات اردو اکادمی

حکومت گجرات، گاندھی نگر

GUJARAT URDU AKADEMY
GUJARAT STATE
GANDHINAGAR

130188

A CRITICAL EDITION OF KHUBTARANG

BY

MIYAN KHUB MUHAMMAD CHISHTI

WITH

HIS LIFE AND A CRITICAL STUDY

OF

HIS OTHER WORKS

A Ph. D. THESIS (1958)

BY

A. N. JAFREE

FIRST PUBLICATION YEAR : 1993

COPIES : 500

PRICE : RS. 85.50

PUBLISHED BY : DR. HASU YAJNIK
GUJARAT URDU AKADEMY
DAFTAR BHANDAR BHAVAN,
SECTOR : 17
GANDHINAGAR- 382017

PRINTED BY : MARUTI OFFSEAT PRINTERS.
TAVADI PURA, SHAIBAUG,
AHMEDABAD

فہرست

صفحہ						عنوان
ج	۲	۲	۱ - پیش لفظ
۱۵	۲	۱	۲ - پہلا باب
۵۵	۲	۱۶	۳ - دوسرا باب
۹۱	۲	۵۶	۴ - تیسرا باب
۱۲۱	۲	۹۲	۵ - چوتھا باب
۲۲۵	۲	۱۲۲	۶ - پانچواں باب
۲۲۷	۲	۲۲۶	۷ - چھٹا باب
۲۲۵	۲	۲۲۸	۸ - ساتواں باب
۲۵۲	۲	۲۲۶	۹ - کتابیات

پیشرفظ

خوب ترنگ

از میاں خوب محمد چشتی

گجرات صدیوں سے علم و ادب کا مرکز رہا ہے سرزمین گجرات کو اردو زبان کا پہلا صاحب دیوان شاعر دلی گجراتی کی زاد بوم ہونے کا فخر حاصل رہا ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ وہی سے قبل بھی یہاں گجری۔ اردو کی روایت کا پتہ چلتا ہے۔ پندرہویں سو لہویں صدی عیسوی کے گجری زبان کے کارناموں کے بارے میں محققین ادب نے اظہار خیال کرتے ہوئے ان کی لسانی اور ادبی اہمیت پر کارآمد روشنی ڈالی ہے۔ شاہ بہاء الدین ہاجن، خوب محمد چشتی، شاہ علی بیگ گام دھنی، قاضی محمود دریا کی، امین گودھروی وغیرہ کے کلام گجری کو باقاعدہ مرتب کر کے منظر عام پر لانا تاریخ ادب کی ایک بڑی اہم ضرورت کو پورا کرنا ہے۔

چونکہ کلام گجری کے قدیم سرمائے کو احاطہ تحریر میں لاکر انہیں محفوظ رکھنا اکاڈمی کے اغراض و مقاصد میں شامل رہا ہے لہذا گجرات اردو اکاڈمی کے ادبی منصوبوں میں کلام گجری کی ترتیب و تدوین اور ان کی نشر و اشاعت کو مقدم رکھا گیا ہے۔ اس سے قبل علم دوست حضرات کی خدمت میں گجری اردو مثنویاں پیش کی جا چکی ہیں شاہ خوب محمد چشتی کا شمار گجرات کے اکابرین صوفیا میں ہوتا ہے۔ ان کی مشہور و معروف مثنوی "خوب ترنگ" گجری زبان کا شاہکار ہے۔ فاضل محقق ڈاکٹر عالی جعفری نے برسوں کی محنت و مشاقہ اور عرق ریزی سے "خوب ترنگ" کے کئی

تلمی نسخوں کا موازنہ و مطالعہ کرنے کے بعد اس سے مرتب کیا ہے اور قیمتی و مفید مطلب
حواشی کے ذریعہ اس کی لسانی اور ادبی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

گجرات اردو اکاڈمی گجری زبان کے اس فن پارے کو قارئین اردو کی
خدمت میں پیش کرتے ہوئے فخر و مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

ڈاکٹر ہمسو یاگنک

سکرٹری جی جرات اردو اکادمی

گاندھی نگر

پیش لفظ

اردو زبان کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اردو کی تشکیل و ترویج میں گجرات نے بڑا اہم حصہ لیا ہے۔ علمائے کرام و صوفیائے عظام نے دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے فارسی کے دوش بدوش بلکہ اس سے کہیں زیادہ مقامی زبان — ہندی یعنی اردو کے قدیم یا گجری ہی کو استعمال کیا۔ ان کی اس سعی جمیل کی نشاندہی نہ صرف کتب تاریخ مثلاً مرآت احمدی و مرآت سکندری وغیرہ سے بلکہ قوام الدین بلخی کی فرہنگ بحر الفضائل اور پھر بہاؤ الدین باجن، قاضی محمود دریائی، علی جوگام دھنی اور خوب محمد چشتی کے کلام سے بھی ہوتی ہے۔ مؤخر الذکر تو اس امر کی بھی شہادت بہم پہنچاتے ہیں کہ علی جوگام دھنی اور خوب محمد چشتی تک آتے آتے اردو تشکیلی دور کے مراحل سے گذر کر اتنی توانائی حاصل کر چکی تھی کہ وحدت الوجود کے سے دقت پسند مسئلہ تصوف کی توضیح و تشریح کے لئے وہ بلا جھجک استعمال ہو سکتی تھی اور دسویں صدی ہجری کے سیاسی انتشار کے سبب گجرات سے دکن ہجرت کر جانے والے بزرگوں کی اولاد مقامی ادیبوں اور شاعروں کی زبان سے اپنی زبان کو متماثر قرار دینے کے لئے ایک مخصوص فخر و عجت سے یاد کر سکتی تھی۔

مگر دلچسپی کی بات یہ ہے کہ اردو زبان سے متعلق لسانی تحقیق کرنے والوں نے جتنی توجہ خوب محمد چشتی پر صرف کی ہے اس کا مستحق انہیں شاید کوئی دوسرا گجراتی شاعر نظر نہیں آیا ہے۔ حافظ محمود شیرانی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محی الدین زور، پروفیسر نجیب اشرف ندوی، پروفیسر عبدالقادر سروری، نصیر الدین ہاشمی، ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی، ڈاکٹر مسعود حسین خاں اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صاحبان نے مختلف اوقات میں خوب محمد چشتی کی خوب ترنگ کی اہمیت کو اپنے اپنے انداز میں محسوس کر لیا ہے۔ میرا مقالہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ تاہم اس میں پہلے پہل نہ صرف خوب ترنگ کا متن متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ دوسری خصوصیات کے ساتھ ساتھ اس کے لسانی اوصاف کو بہ تمام تفصیل بیان کیا گیا ہے تاکہ اردو کے قدیم — خصوصاً گجری کے سلسلے میں زبان کی ساخت اور ادبی تشکیل کی کیفیت نمایاں ہو جائے۔ اس کے علاوہ میں نے خوب محمد چشتی کی دوسری کتابوں اور رسالوں کا تنقیدی جائزہ و مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا اندازہ مندرجہ ذیل تقسیم ابواب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

پہلا باب: میاں خوب محمد چشتی کا زمانہ (۹۲۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

(۱) سیاسی و معاشرتی حالات

ب

(ب) دینی و مذہبی ماحول : مشہور علماء و اہل طریقت

(ج) ادبی ماحول : شعرا و ادیب : عربی و فارسی

(د) اطباء و گجرات

دوسرا باب : (۱) اردو کیا ہے ؟

(ب) اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریے

(ج) اردو کے مختلف نام : دکنی و گجری : اردو کی ادبی تشکیل

تیسرا باب : (۱) حیاتِ خوب محمد چشتی (۹۲۶ھ تا ۱۰۲۲ھ)

(ب) تصانیفِ خوب محمد چشتی - خوب ترنگ کے علاوہ

(ج) حیاتِ خوب کے ماخذ : خوب محمد چشتی کا ذکر کرنے والی کتابیں مع اقتباس و تبصرہ

چوتھا باب : (۱) تصوف : ۱۔ فلسفہٴ آخوند

۲۔ تاریخ تصوف

(ب) سلسلہٴ چشتیہ : تاریخ ، خصوصیات ، نظام

پانچواں باب : (۱) مثنوی - صنفِ سخن

(ب) اردو مثنوی ، خوب محمد سے پہلے

(ج) اردو مثنوی ، خوب محمد کے زمانے میں

(د) خوب ترنگ کا تصوف مع ترجمہٴ رسالہٴ عقیدہٴ صوفیہ

(ه) خوب ترنگ کی فنی و ادبی اور شعری و عصری خصوصیات

(و) خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

چھٹا باب : (۱) خوب ترنگ کی تدوین و ترتیب کے لئے استعمال میں آنے والے نسخے مع مختصراتِ خصوصی

(ب) متنِ خوب ترنگ

ساتواں باب : فرہنگ

کتابیات :

مقالہ کی تکمیل میرے لئے مسرت و الم کی ملی جلی کیفیتیں رکھتی ہے۔ خوشی ظاہر ہے تکمیل مقالہ کی ہے اور الم اس بات کا ہے کہ میرے شفیق استاد پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب (مرحوم) جنہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے خوب ترنگ پر کام کرنے کا مشورہ دیا تھا، آج اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں مقالہ کی تکمیل کی

خوشی مجھ سے زیادہ ہی ہوتی۔

اس مقالہ کی ترتیب و تہذیب کے لئے ڈاکٹر زور، پروفیسر سروری، پروفیسر نجیب اشرف ندوی اور ڈاکٹر مدنی صاحبان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے مفید مشوروں سے مجھے سرفراز کیا۔ اس کے لئے میں ان تمام علمائے ادب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

خوب ترنگ اگرچہ ۱۳۲۷ھ میں اپنی فارسی شرح کے ساتھ نعمانی پریس (پٹن - گجرات) سے شائع ہو چکی تھی مگر کئی اغلاط سے پر؛ اس لئے مختلف قلمی نسخوں کی تلاش و جستجو میں مجھے احمد آباد، پٹن مذکور اور حیدر آباد کا سفر کرنا پڑا۔ نتیجہ میں مجھے کچھ اچھے نسخے مل گئے جن سے خوب ترنگ کا متن متعین کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی۔ ان نسخوں کا ذکر میں نے چھٹے باب میں خوب ترنگ کے متن سے پہلے کر دیا ہے۔

احمد آباد میں خوب ترنگ کے قلمی نسخوں تک رسائی حاصل کرنے میں محب محترم سید جمال الدین قادری وکیل اور ناظم کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد کا مشکور ہوں۔ خوب ترنگ کی نقل تیار کرنے کے لئے محبی ضیاء الدین ڈیسائی، محبی پروفیسر احمد حسین قریشی اور محبی سید محمد علوی کا منت گزار ہوں۔ محبی ضیاء الدین اور محبی پروفیسر احمد حسین قریشی نے احمد آباد کے نسخوں کے تقابلی مطالعہ میں بھی کافی مدد کی ہے۔ پٹن کا سفر محبی محمد حسین ڈیسائی (برادر ضیاء الدین ڈیسائی) کی معیت میں آسان اور دلچسپ رہا۔ ڈیسائی برادران نے میرے طعام و قیام کے لئے احمد آباد میں جو سہولتیں بہم پہنچائی تھیں ان کے لئے بہ صمیم قلب شکر گزار ہوں۔

حیدر آباد کا سفر برادر م پروفیسر خواجہ حمید الدین صاحب شاہد کی بہت افزائی پر کیا تھا۔ تقریباً دو ہفتہ انہیں کے ہاں بہ آرام و فراغت مقیم رہا۔ علاوہ برائیں اپنی نجی مشغولیات سے وقت نکال کر وہ مجھے ڈاکٹر زور، پروفیسر سروری پروفیسر آغا حیدر حسن دہلوی اور نصیر الدین ہاشمی صاحبان ہی کے یہاں نہیں لے گئے بلکہ کتب خانہ آصفیہ اور کتب خانہ سالار جنگ میوزیم بھی لے گئے اور میرے کام کے سلسلے میں سہولتیں بہم پہنچوائیں۔ ان سب کے لئے میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

آخر میں مجھے محب محترم جالب مظاہری سہسرامی، محب محترم تصدق حسین قاضی، محبی محمد معراج بٹ کا شمیری اور محبی مجاہد حسین حسینی کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ ان کے لطف و عنایت کے سبب میں اپنے مقالہ کی ضروری کاپیاں تیار کر سکا ہوں۔

مرتب مقالہ

۷۱- این۔ جعفری
بمبئی ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء

پہلا باب

(عہدِ خوب محمدِ چشتی : ۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

سیاسی و معاشرتی حالات
دینی اور مذہبی ماحول ، مشہور علماء و اہل طریقت
ادبی ماحول : شعراء و ادباء اور اطباء

سیاسی حالات

خوب محمد حسینی کی زندگی گجرات کی اسلامی سلطنت کے آخری زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے مختصر حالات کے تذکرہ کے ساتھ عصری کیفیت بیان کرنا مناسب ہوگا۔

سلطنت تغلق (دہلی) کی کمزوری سے شہ پانچو پور، مالوہ اور دکن کے صوبیداروں نے اپنی اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لیکن آفاقدوست ظفر خاں نے مدت تک گجرات میں اس قسم کی کوئی جسارت نہ کی۔ تاہم ہریان بدلتے ہوئے سیاسی و معاشی حالات کی بنا پر علماء و مشائخ کی استدعا اور بلند جوصلہ بیٹے تاتار خاں کے پیہم اصرار پر ۸۱۰ھ میں اس نے مجبوراً مظفر شاہ کا لقب اختیار کر کے گجرات کی عظیم الشان خود مختار سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کی حکومت میں کم و بیش پندرہ بادشاہ ہوئے ہیں۔ مظفر شاہ کے بعد تاتار خاں کا بیٹا احمد شاہ اول بادشاہ ہوا۔ یہ بڑے عزم اور جوصلہ کا بادشاہ تھا۔ اس کو مذہب و تصوف سے بڑا لگاؤ تھا۔ احمد آباد کا شہر اسی کا بسایا ہوا ہے۔ وزراء کے مشورے سے اس نے جو ملکی و اصلاحی قوانین اجراء کئے تھے وہ مظفر شاہ حلیم کے زمانہ تک جاری و پوری تھے۔ احمد شاہ کی وفات پر محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ اپنی فیاضی و سخاوت کے سبب زربخش و لکبکش مشہور تھا۔ تاہم جنگ و جدال کا مرد میدان نہ تھا۔ اس کی موت پر قطب الدین احمد شاہ کا لقب اختیار کر کے بادشاہ ہوا۔ مختلف جنگوں میں داد شجاعت دی۔ قطب الدین کے بعد محمود بیگڑہ سریر آراے سلطنت ہوا۔ گجرات کی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی زندگی میں اس نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ اس کی شان اور دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ سکندر لودھی شاہ دہلی نے اس کے ہاں تحفے تحائف بھیج کر دوستی و محبت کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ محمود بیگڑہ کے بعد مظفر شاہ حلیم تاج و سریر کا مالک ہوا۔ یہ بڑا مدبر اور متدین بادشاہ تھا۔ اس کے بعد سکندر شاہ اور کچھ دنوں کے بعد بہادر شاہ بادشاہ ہوا جو اسم باسمنی تھا۔ گجرات کی آس پاس کی سلطنتیں اس کی ہیبت سے کانپتی رہتی تھیں۔ اگر رومی خاں نمک حرامی نہ کرتا تو بہت ممکن تھا کہ بہادر شاہی پرچم دہلی پر لہراٹھتا۔ ۹۲۳ھ /

میں پرتگالیوں نے دھوکے سے اسے قتل کر دیا۔ عنوی خوب ترنگ میں بہادر شاہ کا ذکر ملتا ہے :

۱۰ بلی: لوکل محمدن ڈائی نیٹیز ص ۷۱، حاشیہ

۱۱ یاد ایام

۱۲ مرآت سکندری

۱۳ یاد ایام

فتح ہوئی مانڈو کی جب حاکم شاہ بہادر تب

(حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیاء و مالک شدن بر ہر مقام)

بہادر شاہ کی وفات کے بعد ابار کا سایہ سلطنتِ گجرات پر منڈلانے لگا۔ چنانچہ اس کے بعد اکبر کے فتحِ گجرات یعنی کوئی ۳۶ سال تک نظامِ سلطنت میں ڈھیلا پن پیدا ہوتا رہا۔ کمزور و نوعمر حکمران ذی اقتدار امراء کے ہاتھوں میں کھٹ پستی بنے ہوئے تھے۔ خانہ جنگیوں اور امراء کی آپسی لڑائیوں نے سلطنتِ گجرات کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ ان ۳۶ سالوں میں کچھ دن محمود فاروقی اور پھر پہلے سولہ سال محمود سوم نے حکومت کی۔ (۱۵۲۸ء تا ۱۵۵۲ء) لیکن اختیار الملک عماد الملک دریا خان اور عالم خاں لودھی جیسے زبردست امراء کی مجموعی اور کبھی انفرادی نگرانی میں ۱۵۲۵ء تک اس نے بس نام کی حکومت کی۔ یوں تو مسجدوں میں خطبہ اسی کے نام کا پڑھا جاتا اور سکے بھی اسی کے نام کے ڈھالے جاتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ حکومت کا اصل "حکمران" سلطان محمود نہیں بلکہ حسب موقع کوئی امیر ہوتا۔ صاحبِ مرآت سکندری کے مرہبی سید مبارک بخاری اور دوسرے وفادار وزراء کی مدد سے محمود نے دریا خان وغیرہ کے چنگل سے رہائی پائی اور ۱۵۲۵ء تا ۱۵۵۲ء تک بہ نفس نفیس حکومت کی۔ مگر اس کی نوسالہ ذاتی حکمرانی سے ملک کو بحیثیت مجموعی کوئی خاص فائدہ نہ پہنچا۔ اس کی اصل وجہ اس کی ادنیٰ مذاقی اور اوباش پسندی تھی۔ ورنہ افضل خاں بنبانی اور آصف خاں بنبانی نے حتی الوسع سلطنت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا تھا۔ اور اگر جرجی چڑھار اور برہان جیسے ادنیٰ طبیعت والوں کو (جو سلطان محمود کی ناک کا بال بنے ہوئے تھے) سلطنت میں دخل نہ ہوتا اور وہ سن مانی نہ کر پاتے تو ان کے ہاتھوں محمود سیکڑہ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ لیکن برہان نے محمود سوم کے ساتھ اس کے وفادار اور لائق و بااثر امراء کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ (۱۵۵۲ء/۵)۔ سلطان محمود شاہ سوم کے بعد احمد شاہ سوم بادشاہ ہوا۔ یہ دوسرا کم سربادشاہ تھا۔ چنانچہ پہلے کی بہ نسبت امراء کو کھیل کھیلنے کا زیادہ موقع ملا۔ ۱۵۵۲ء میں انہوں نے سلطنتِ گجرات کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اور اپنے اپنے علاقوں میں خود مختارانہ حکومت کرنے لگے۔ ویسے نام کو بادشاہ وقت کی اطاعت بھی جاری تھی۔ ان کے بڑھے ہوئے حوصلوں اور اقتدار کی جنگوں نے سلطان محمود سوم کی حکومت کے ابتدائی حصہ کی تاریخ دہرا کر سلطنتِ گجرات کے خاتمے کو قریب سے پہنچا کر دیا۔ ہمایوں کی ایران سے واپسی کے بعد شمالی ہندوستان میں افغانوں پر عرصہ حیات تنگ تھا۔ وہیں سے بھانے وہ گجرات پہنچے اور انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔

احمد شاہ سوم کی حکومت دراصل امراءے ثلاثہ — عماد خاں، سید مبارک بخاری اور عماد الملک کی حکومت تھی۔

۱۵ ایضاً

۱۶ ایضاً

۱۷ کومی سیرٹٹ: تاریخ گجرات (انگریزی)

۱۸ مرآت سکندری

اعتماد خاں نے اکبر کو متعدد بار گجرات پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور اسی زمانے میں سلطان مبارک شاہ فاروقی (ع
۶) نے گجرات پر دو حملے کئے۔ دوسرے حملے میں سلطان پور اور نندربار کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ مقامی ارا سے جشی اور
کی عداوتوں نے صورت حال اور نازک کر دی۔ ایک عجیب نفسا نفسی اور ہیجان و انتشار کا عالم تھا۔ یہی تو وجہ تھی کہ اکبر
بگولے کی طرح شمال سے چلا اور آندھی کی طرح گجرات پر چھا گیا۔ (۱۵۷۲/۵۹۸۰ء)

بیرم خاں کی آمد اور وفات
سلطان محمود سوم کی وفات سے چند مہینے قبل حج کے ارادہ سے بیرم خاں گجرات آیا اور پٹن میں قیام کیا۔ مبارک
خاں بودھی نے باپ کے قصاص کے طور پر بیرم خاں کو سہسر لنگ کے تالاب کے کنارے قتل کر دیا۔ (۱۵۵۳ء)۔ تاریخ وفات
قاسم ارسلان کے ذیلی قطعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

در راہ شد از شہادتش کار تمام
گفتا کہ "شہید شد بیرام"

بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام
در واقعہ ہاتھی پے تاریخش

سلطان احمد شاہ کی وفات

سلطان محمود سوم نے اپنی دانائی کی بنا پر دریا خاں وغیرہ جیسے امراے جبار کو اپنے ارادوں سے باخبر نہ ہونے
دیا لیکن سلطان احمد سوم میں بچپنا ہی نہیں تھا بلکہ وہ احمق اور بودا بھی تھا۔ اکثر کیلے کے درختوں پر تلواریں مارنا اور
کہتا کہ میں فلاں امیر کو یوں ماروں گا اور فلاں کو یوں۔
چنانچہ موقع پا کر اعتماد خاں نے اسے قتل کر دیا۔ روایتاً یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی موت عشق و عاشقی کا نتیجہ تھی۔
وجہ کچھ بھی ہو۔ اس کے مادہ تاریخ وفات "بیگناہ مقتول شد" سے اس کے لئے عام ہمدردی کا پتہ چلتا ہے۔

سلطان مظفر شاہ سوم

سلطان احمد شاہ سوم کے بعد بارہ سال نتھو سلطان مظفر کا لقب اختیار کر کے بادشاہ ہوا۔ یہ سلطنت گجرات کا آخری
بادشاہ تھا۔ تیسری دفعہ یکے بعد دیگرے، ایک بچہ کی تخت نشینی نے سلطنت گجرات کو بھی ختم کر دیا۔ ارانے
سلطنت کو ایک دفعہ پیرا پس میں ختم کر لیا
تھیرواں، احمد آباد، بندہ کھسبایت، ساہرستی اور مہی کے درمیانی اضلاع۔

تہ تاریخ گجرات، کومی سیرٹٹ (حال سلطان احمد شاہ سوم)

تہ مرات امدی

تہ اساتون السلاطین (تاریخ بیجا پور)

۵. تاریخ وراثت

۲۔ شیرخان فولادی اور موسیٰ خاں فولادی : سرکار پٹن اور جنوب میں کاوی تک کا علاقہ۔

۳۔ چنگیزخان بن اعتماد الملک ارسلان : سورت، بھڑوچ، بڑودہ اور چانپانیر۔

۴۔ تاتارخان لودھی : جوناگڑھ، سرکار سورٹھ۔

۵۔ سید میراں سید حامد بخاری : دھندو قہ اور دھولک۔

سلطان مظفران امرا، کے ہاتھوں جوالاتی قیدی بنا ہوا تھا۔

اکبر کا پہلا حملہ

اپنی زر خیزی اور شاندار تجارت کے لئے گجرات صد ہا سال سے شہرت رکھتا تھا اور اس پر ہر ایک بادشاہ کی دلچسپی ہوئی نظریں پڑا کرتی تھیں۔ چنانچہ اعتماد خاں کے بلاوے پر اکبر لیبیک کہتا ہوا جولائی ۱۵۷۲ء میں گجرات کی طرف روانہ ہو گیا اور ۷ نومبر ۱۵۷۲ء میں شاہی لشکر کے ساتھ پٹن پہنچا۔ گجراتی امرا سلامی کے لئے آئے۔ وہاں سے احمد آباد کے لئے چلا۔ جوٹانا کے مقام پر بھی گجراتی امراء سلامی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں ”شیر گجرات“ میراوتراب، سید مبارک بخاری کے پوتے سید حامد بخاری وغیرہ بھی تھے۔ اکبر نے اعتماد کو بڑے ترک و احتشام کے ساتھ بلوایا اور بہ سہولت تمام پورے گجرات کا دورہ لگاتار کیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کرنا گیا۔ کھنڈایت پہنچنے پر کچھ دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے مرزایان تیموریہ نے الگ پریشان کیا۔ لیکن اس نے وقتی طور پر اسے دبا دیا۔ اور دوسرے حملہ گجرات کے زمانہ میں ان کا قلعہ فتح کر دیا۔ سورت کو فتح کرنے کے بعد مراجعت کی اور عید کے بعد گیارہ مہینہ دار الخلافہ سے باہر رہنے کے بعد اکبر فتح پور سیکری وٹ گیا۔

دوسرا حملہ

گجرات سے آنے ہوئے ابھی پورے تین مہینے بھی نہیں ہو پاتے تھے کہ اکبر کو اطلاع ملی کہ گجرات بغاوت کی آگ لگی ہو رہا ہے۔ اس بغاوت کا سرغنہ مرزا محمد حسین تھا۔ اس بغاوت میں محمد علی خان والے اختیار الملک کبھی، مرزا یان ملہ اور شیرخان فولادی وغیرہ تھے۔ کچھ عرصہ بعد مظفر شاہ سوم چند مہینوں کے لئے اپنا تخت واپس لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اکبری پرچم ایک بار پھر احمد آباد پر بہا کر رہا۔ مظفر شاہ اکبر کا قیدی بن گیا اور پھر بھاگ کر کاٹھیار ”شیر گجرات“ کے پاس چلا گیا۔ اگلے دس سال تک مغلیہ فوجوں سے محاربہ کرتا رہا۔ تنگ آکر مغلیہ فوج نے اس کا ترقہ کر دیا۔ اس کے بعد گجرات میں دس سال تک ایک بار پھر لے لینا چاہتے تھے کہ ۱۵۹۳ء میں اس نے استرے سے اپنا کاروبار روڈی کر دیا۔

۱۰۰۵ھ میں بہادر بن سلطان مظفر سوم احمد آباد پر حملہ آور ہوا۔ مکرشلست کھائی اور بھاگ نکلا۔

۱۰۱۲ھ میں اکبر کا انتقال ہو گیا۔ اور جہانگیر بادشاہ ہوا۔ ۱۰۱۵ھ میں سید و قسلی بخاری صوبیدار گجرات قرار پائے۔

لیکن انہیں بٹھا کر جہانگیر نے مرزا کو کلتاش کو صوبیدار بنا دیا۔ ۱۰۱۸ھ میں ملک عشر، سردار نظام شاہ سورت اور بڑودہ وغیرہ پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مچا دی۔ جہانگیر نے اس کا سدباب کیا۔ اور پھر کسی نے اس کے زمانہ میں گجرات پر حملہ نہیں کیا۔

جرات نہیں کی۔ چنانچہ گجرات امن و آشتی کی زندگی بسر کرنے لگا۔
یوں ہم دیکھتے ہیں کہ خوب محمد حشمتی کے زمانہ میں گجرات بیشتر سیاسی انتشار کا شکار رہا۔ تاہم معاشرتی اعتبار سے گجرات
اس وقت بھی نمایاں ہی رہا۔ تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

معاشرتی حالات

ظفر خاں الملقب بہ سلطان مظفر اہل کے خاندان نے ایک سو چوراسی برس تک گجرات پر حکومت کی۔ ان کا رعب داب
متصلہ حکومتوں اور حاکموں پر بھایا ہوا تھا۔ نیت کے اعتبار سے بڑے اخلاص کیش تھے۔ اور حوصلہ ان کا بلند تھا۔ عدل گستری میں
اپنے پرانے کی تمیز نہیں تھی۔ رعایا کی قرار واقعی خبر گیری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ یموں اور بیواؤں کی ہمیشہ دستگیری کی
علما و مشائخ کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ جھاڑیوں اور جنگلوں کو صاف کرواتے، ویرانوں کو آباد اور بے کاشت
زمینوں کو زرخیز کھیتوں میں تبدیل کرتے رہے۔ عمارتیں اور باغات تیار کروائے۔ پھلوں میں آم، انجیر، کیلا، سنگترہ، انگور،
انار، مرک، فالسہ، ناریل، جامن، آنولہ، کٹھل، بڑیل، کھرنی اور پھولوں میں گلاب، سیوتی، چمپا، چمیلی، بیلا، موگرہ،
جوہی، کیتکی، کیوڑہ وغیرہ دور دور سے منگو کر باغوں کو آراستہ کیا۔ امراء الگ مسابقت کی دوڑ میں ملک کی سرسبزی و
شادابی میں اضافہ کرتے تھے۔ زراعت اور صنعت و حرفت کو دن دوئی رات چوگنی ترقی دیتے تھے۔ باجرہ، ابر، موٹھ
کی پیداوار کے علاوہ ان کی حوصلہ افزائیوں اور مہربانیوں نے گجرات کی کاشت میں عمدہ چاول، نیشکر وغیرہ کا اضافہ کیا۔
ان بادشاہوں کی فیاضیوں اور سرگرمیوں کے سبب قسم قسم کے گجرات میں صدہا گارخانے تھے۔ جن میں بیش قیمت و نادر شہاد
سنگ تراشی، زردوزی، کارچوب، چینی کا کام، صندل اور ہاتھی دانت کے نادرات، زربفت، کمنجواب، منجمل، سفراط
الانچ، چکن اور چیرہ ایسی چیزیں تھیں۔ جو ہندوستان میں بڑی بڑی قیمتوں پر فروخت ہوتی تھیں۔ ان کے علاوہ احمد آباد میں
اتنا عمدہ کاغذ تیار ہوتا تھا کہ نفاس اور صفائی کے باوجود دولت آباد اور کشمیر کا کاغذ اس کے آگے مات کھاتا تھا۔
جب سلطان محمود سوم نے اپنے راستے سے امراء کو شکست دے کر ان کانٹوں کو دور کر دیا اور مطمئن ہو گیا تو ۹۵۳ھ
میں اس نے آباؤ دار الخلافہ احمد آباد کو ترک کر کے محمود آباد عرف چانپانیر کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا۔ وہاں اس نے ایک بربست
محل تعمیر کروایا جسے آہو خانہ نام دیا۔ اس کا طول دو فرسنگ اور عرض عرصہ میدان جنگ کے برابر تھا۔ اس کے طول عرض
میں کونے کونے پر چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائیں جو اپنی خوبصورتی میں بے مثل تھیں۔ اکثر دیواریں اور چھتیں منقش تھیں۔ ان
عمارتوں کے دروازوں پر دو رویہ بازار تھے۔ جن میں بہت سی دوکانیں تھیں۔ دوکانوں میں انسانی ضرورت کا ہر سامان ہیا

۱۵ ایضاً

۱۶ ایضاً

۱۷ یادایام (عبدالحمیدی)

۱۸ مرآت سکندری

تھا۔ ان کے بیچنے کے لئے ہر دکان میں "پری زاد" مقرر تھے۔ جدھر نظر دوڑائیے آراستہ و پیراستہ باغ موجود تھے۔ باغوں میں درختوں کے تنے زربفت و محل اور ان کی شاخیں اطلس و کنجواب میں بلبس تھیں۔ ان باغوں میں سلطان محمود آہو چشموں کے ساتھ داد عیش و کامرانی دیتا اور ان کی معیت میں سیر و شکار کرتا۔ عید کے دن ہاتھیوں اور گھوڑوں کو زرد زیور سے اس طرح آراستہ کرتا کہ کسی زمانہ میں بھی کسی بادشاہ نے اس امر میں یہ ظرافت و لطافت روانہ رکھی ہوگی۔

صاحب مرآت احمدی سلطان محمود سوم کے نقل دار الخلافہ کے سلسلے میں رقمطراز ہے :

"چون نوبت سلطنت محمود ثانی [ؑ] رسید محمود آباد دروازہ کروہی بلدہ را پایتخت و مقر سلطنت خود گردانید و از احمد آباد تا آنجا بازار دو رویہ ساخت۔ و مردم را فرمود تا بہ اطراف آن عمارات ساختند کہ در حقیقت یک شہر شدہ بود و بتدریج ارباب صنایع و بدایع فراہم آمدند یہ تخصیص کار شہر بانی بہ انواع اقمشہ زربافی و ابریشم بانی از جنس کنجواب و قطنی مشروع و الپو و محمل و چکن دوزی و کار چوب و وہ یک روزی بنا بر موافقت آب و ہوا و رنگ و بہار حج بر جمیع ولایت ہندوستان برآمد کہ در اطراف عالم و اقصای بلدان ایران و روم و شام بنام و نشان گجرات مشہور و معروف شدہ و طرفہ این کہ انچہ در بلدہ احمد آباد بافندگی، نساجی، کاذری، قصابی و کندی گری دقائی می نماید بارونق است بر این کہ دیگر اگر بفاصلہ بردہ کردہی بجمیل آرنند بخوبی آن نیست [ؑ]

احمد آباد کے بارے میں امین احمد رازی صاحب تذکرہ ہفت اقلیم کی رائے بھی بہت اہم ہے :

"شہر احمد آباد بحیثیت لطافت و کیفیت آبادانی و بشہرت تمام عالم رجمان دارد و در نزاہت اہلیہ و عمارات مستثنی از بلدان دیگر است۔ اگر گفتہ شود در کل بلاد عالم باین عظمت و آراستگی شہری موجودہ نشدہ اغراق و مبالغہ بودہ و نباشد۔ بازارش برخلاف شہرہای دیگر نہایت وسعت و پیراستگی سکنش از انات و ذکور ہمہ نمکین [ؑ] الحق بخوبی این شہر کم خواہد بود۔"

گجرات کی صنعت و حرفت وغیرہ کے سلسلے میں ایک جگہ مولانا عبدالحی ارشاد فرماتے ہیں :

"شاہان گجرات کی ہمہ گیر طبیعت اور بے مثل فیاضی نے گجرات کو ہر قسم کی صنعتوں اور حرفتوں کا مرکز بنا دیا تھا۔ اور انہیں خصوصیتوں کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی حصہ اس سے لگا نہیں کھاتا تھا۔"

سیاسی خلفشار سے قطع نظر حاکم وقت رعایا کی فلاح و بہبود کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ نقلات گجرات سے جو سلطان محمود سوم کے معاصر و مصاحب تھے سکندر بن منجھو روایت کرتا ہے : [ؑ] کہ سلطان محمود سوم علماء و مشائخ سے بڑے دوستانہ تعلقات

[ؑ] مرآت سکندری [ؑ] فارسی تاریخ نگار محمود گجراتی کی چند روز حکومت کو نظر انداز کرتے ہوئے محمود سوم کو محمود ثانی کہتے ہیں۔
[ؑ] خانمہ مرآت احمدی (نواب علی ایڈیشن) ص ۷ [ؑ] فیضی نے ایک جگہ کچھ اس قسم کی بات کہی ہے ع منم کہ کشتہ خوبان احمد آبادم [ؑ]

قائم رکھتا تھا۔ ان کی تعلیمات کو دقت نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ ان حضرات کے لئے پچھلے بادشاہوں نے جو وظائف مقرر کئے تھے سلطان محمود نے انہیں جاری ہی نہیں رکھا بلکہ ان میں اضافہ بھی کر دیا۔ علاوہ برائیں جن سادات و مشائخ سے اس کے قریبی تعلقات تھے انہیں فتوحات وغیرہ کے موقع پر پیش کشیں بھی دیتا تھا۔ مستحقین کے لئے نئے نئے وظیفے جاری کیے۔ وہ فقراء کا زبردست دوست تھا۔ اور ہمیشہ ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتا۔ ان کے لئے مختلف مقامات پر اس نے کنوئیں کھدوائے تھے۔ اس باب میں مسافروں کی سہولت بھی پیش نظر تھی۔ فقراء کے استقبال کے لئے اور ان کے قیام کے واسطے عمارات رباط تعمیر کروائیں۔ جن میں ان کے آرام و آسائش کے خیال سے تنخواہ دار ملازم بھی رکھے تھے۔ جو خود کھاتا تھا وہی درویشوں کو بھی کھلاتا تھا۔ چنانچہ درویشوں کی اکثر ضیافت ہوا کرتی۔ سردیوں میں مسجدوں اور مدرسوں کے قیام گزاروں اور دوسرے نیک بندوں کو سر سے لے کر پاؤں تک کے لباس دیتا، کبیل فراہم کرتا۔ ایک مرتبہ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ بعض ناہنجار اپنے کبیل بیچ دیتے ہیں تو اس نے اتنے بڑے بڑے کبیل تقسیم کروائے جو بیک وقت کئی افراد کے کام آئیں اور کوئی فرد کبیل کو بیچ نہ پائے۔ کوچوں اور گلیوں میں لکڑیوں کے انبار جلا کرتے کہ غریب غرابا آگ تاپیں اور سردی سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ تیار شدہ پھل مثلاً نیشکر، کیلے، آم، تر بوڑ وغیرہ بھی موسموں کے لحاظ سے درویشوں میں تقسیم کرواتا۔ اور جب تک ان کی تقسیم نہ ہو لیتی وہ محل میں کسی پھل کو جانے نہ دیتا۔ غرض کہ اس کی مہربانیوں کی کوئی حد نہیں تھی۔

سلطان مظفر شاہ حلیم کے زمانے سے بارہ ربیع الاول کو جشن منانے کی ایک رسم چلی آرہی تھی۔ اسے سلطان محمود نے جاری ہی نہیں رکھا بلکہ اس میں کچھ اضافے بھی کئے تھے۔ پہلی تاریخ سے لے کر بارہ ربیع الاول تک بادشاہ علماء و مشائخ کو جمع کرواتا۔ روز پہلی نوبت تک کتب مقدسہ مثلاً بخاری شریف وغیرہ کی تلاوت ہوتی۔ بعد میں مختلف کھانوں پر پیغمبر اکرمؐ کا فاتحہ دیا جاتا۔ اور انہیں کھانوں سے علماء و مشائخ کی ضیافت ہوتی۔ بارہویں تاریخ کو بادشاہ سلطان محمود سوم ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ان کا ہاتھ دھلاتا۔ وزراء و قابیل لگاتے، کھانے چنتے اور جب تک دعوت ختم نہ ہو لیتی سب ان کی خدمت میں استادہ رہتے۔ دعوت کے اہتمام پر بادشاہ انہیں روپوں اور کپڑوں سے نوازتا جو دوسرے سال کے جشن کے موقع تک ان کی کفالت کرتے۔ علاوہ بریں عمدہ اور نفیس دکھنی کپڑے دسترخوان کی جگہ بچھائے جاتے تھے۔ ان کپڑوں کو دھلوا کر بادشاہ ان میں سے اپنی پوشاک بنواتا اور سال آئندہ کے جشن تک برابر استعمال میں رکھتا۔ جس سال برہان نے سلطان محمود سوم کو زبردیا ہے اس سال ہی اس نے دھوم دھام سے اس جشن کو منایا تھا۔ حسب سابق سارے مراسم ادا کئے۔ بارہ تاریخ کو تھکا ماندہ خوابگاہ میں پہنچا تو شربت طلب کرنے پر برہان نے اس کو زہر آلود شربت دیا اور پھر اس کی تکرار جاری رکھی

اور موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ سلطان محمود سوم کی فقراء نوازی، غربا پروری نے اس کو عوام سے شہید کا لقب دلوایا۔ چنانچہ وہ سلطان محمود شہید کے نام سے مشہور ہے۔

سلطان محمود (سوم) شہید کے زمانہ میں باب العمرہ کے متصل مکہ معظمہ میں ایک مدرسہ تعمیر ہوا تھا۔ اس مدرسے میں علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی اور عزیز الدین عبدالعزیز زمزمی وغیرہ علمائے مکہ درس دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے رباط اور مکتب بھی وہاں تعمیر ہوئے تھے۔ اور اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے خلیج کھبایت کے ایک بندرگاہ کی آمدنی سکان مکہ و مدینہ کے لیے مخصوص کر دی تھی۔ چنانچہ ایک لاکھ روپے کی لاگت کا مال وہاں بھیجا جاتا تھا۔ رسل و رسائل کا خرچ شاہی خزانہ مستزاد برداشت کرتا۔ اور اس مال کی فروخت سے جو آمدنی ہوتی وہ اہالیان حرمین شریفین پر تقسیم ہو جاتی۔^{۱۷}

سلطان احمد سوم اور سلطان مظفر سوم کے زمانے کے معاشرتی حالات کم و بیش یہی تھے۔ تاہم سیاسی انقلابات نے ایک آشوبی کیفیت ضرور پیدا کر رکھی تھی۔ سلطنت مغلیہ کا صوبہ بننے کے بعد سیاسی طور پر گجرات میں امن تو ضرور ہوا لیکن صنعت و حرفت کے بارے میں مولانا سید عبدالحی کا یہ بیان بڑا اہم ہے کہ ”اگرچہ دسویں صدی ہجری میں گجرات پر تباہی آئی اور اکبر بادشاہ کی ملک ستانی کی خواہش نے اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاہم مدت دراز تک آگرہ و دہلی کے درباروں کی سجاوٹ گجرات ہی کی نفیس اور نادر اشیاء سے کی جاتی تھی۔“^{۱۸}

مدارس

پچھلے قرونوں کی طرح زمانہ زیر بحث میں بھی گجرات تدریس و تعلیم کے لئے مرکزی حیثیت کئے ہوئے تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ طلباء کی کثیر تعداد کے لئے وہاں مدرسوں کی لازمی تعمیر ہو۔ سلاطین گجرات اور امراء کو دین و مذہب سے جو دلچسپی تھی اس کے سبب انہوں نے بہت سے مدرسے تعمیر کروائے۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے بارے میں گجرات کی تاریخیں یا تو بالکل خاموش ہیں یا پھر بخل سے کام لیتی ہیں۔ یہ مدرسے اسلامی ممالک کے رائج الوقت مدرسوں کی تالیفی میں تعمیر ہوئے تھے۔ چنانچہ گجرات کی تمام مسجدوں کو جو اب کھنڈر ہیں، اور خانقاہوں کو جو اب مقبرے ہیں یہ سمجھ لیجئے کہ وہ کسی زمانے میں عظیم الشان مدرسے تھے۔ احمد آباد کی جامع مسجد، سرخیز میں شیخ احمد کھٹو کا مقبرہ اور وہاں کی مسجد اب بھی گجرات کی گواہی دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ احمد آباد میں بے شمار مدرسے اور خانقاہیں تھیں۔ جلوی شہر زمزمی کہتے ہیں:

مدارس درو بے حد و خانقاہ
برائے مازد آید ز ررہ

لیکن ہمیں چند ہی ایک مدرسوں کے متعلق تھوڑی بہت معلومات ہوئی ہیں اور اس عہد کی مطابقت کے پیش نظر

ان میں کچھ ہی کے متعلق سطور ذیل میں چند باتیں عرض کی جائیں گی :

مدرسہ علامہ وجیہ الدین علوی

یہ مدرسہ ۱۹۳۵ء میں قائم ہوا تھا۔ اپنے زمانے میں اسلامی تعلیمات کا گجرات میں سب سے بڑا مرکز تھا۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے طلباء علمی و روحانی پیاس بجھانے آتے اور اپنی "فتوحات" سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کو بہرہ یاب کرتے۔ اس مدرسے کے کم و بیش اسی ایسے طالب علم تھے جنہوں نے اپنے مدرسے سے جاری کئے اور شیدائیان علم کو اس مدرسے کے فیوض و برکات سے متمتع کیا۔ علامہ علوی اس مدرسے کے مدرس اعلیٰ تھے۔ انہوں نے کوئی ۶۵ سال اس مدرسے میں درس دیا۔ آپ کی وفات پر آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہ علوی اس مدرسہ عظیم کے مدرس اعلیٰ بنے۔ صادق خاں نے مدرسہ سے ملحق طلباء کے لئے قیام گاہیں تعمیر کروائیں۔ اس مدرسے کا ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ شاہی خزانے سے مدرسہ کی اعانت ہو کرتی اور طلباء کے لئے وظائف مقرر ہوتے۔ اس مدرسہ میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھائے جاتے تھے۔

(۱) تفسیر و اصول تفسیر (۲) حدیث و اصول حدیث (۳) فقہ و اصول فقہ (۴) معانی و بیان (۵) منطق (۶) فلسفہ (۷) علم اقلیدس ۸، ۹، مابعد الطبیعیات و نجوم (۱۰) Polemic (۱۱) ادب

مدرسہ شیخ طاہر پٹنی

مکہ سے واپسی کے بعد شیخ طاہر پٹنی نے پٹن میں قیام کیا اور حدیث کا درس دینے لگے۔ ان کے درس میں شرکت کے لئے دور دور سے طلباء آتے تھے اور یہ داسے، درے، سنخے غرض ہر طرح کی امداد کرتے۔ مدرسے میں غریب اور امیر کی تخصیص نہیں تھی۔ تاہم اپنی دولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ غریب طلباء کے شوق علم کو تیز کرنے کے لئے انہیں ہر طرح کی سہولت بہم پہنچاتے۔

مدرسہ شمع برہانی

ساہتی کے کنارے حضرت شیخ عثمان المعروف بہ شمع برہانی کا مدرسہ تھا۔ اس کو خود احمد شاہ نے اپنے کتب خانہ سے کتابیں بھجوائی تھیں۔ یہ مدرسہ ۱۹۸۰ء تک باقی تھا۔ فتح گجرات کے بعد اکبر نے اس کتب خانہ کی کتابیں اپنے ہاں کے علماء وغیرہ میں تقسیم کر دیں۔ ان میں سے کچھ مولانا عبدالحق محدث دہلوی، کچھ ملا عبدالقادر بدایونی اور کچھ ملک الشعراء فیضی کو ملی تھیں۔ باقی شاہی کتب خانہ کو بھیج دی گئیں۔

اس زمانے کے علمی شعف اور مدرسوں کی کثرت کی بنا پر گمان گذرتا ہے کہ گجرات میں بے شمار کتب خانے رہے

۳ مرأت احمدی

۴ ایضاً

۵ معارف فروری ۱۹۳۳ء

۶ تاریخ بدایونی ج ۲ ص ۲۰۲

۷ ظفرالوالہ (راس) ص ۳۲

۸ معارف مارچ ۱۹۳۳ء

ہوں گے۔ لیکن کوشش بسیار کے باوجود کوئی مفید مطلب بات اس ضمن میں ہاتھ نہیں لگی۔ مدرسہ علامہ علوی، مدرسہ شمع برہانی، مدرسہ طاہر پٹنی اور شاہیہ کتب خانوں کا ذکر کہیں کہیں مل جاتا ہے۔

تعمیرات

محمود آباد میں سلطان محمود شہید کے آہو خانہ کا ذکر آچکا ہے۔ اس مقام پر سیدی سعید کی مسجد اور سید مبارک کے مقبرہ کا مزید تذکرہ کرنا ہے۔ سیدی سعید کی مسجد اسی زمانہ زیر بحث میں (۹۸۰ھ/۷۳-۷۲-۷۱) شیخ سعید الحبشی سلطان نے تعمیر کروائی تھی۔ اس کی کھڑکیوں کی جالیاں عجائب روزگار سے ہیں۔ ان کے مماثل سنگ تراشی کے کام دلی اور آگرہ میں اس عہد میں مل تو جاتے ہیں لیکن یہ چیز دیگر کا حکم رکھتی ہیں۔

مضافات محمود آباد میں موضع سو جلی کے قریب سید مبارک بخاری کا مقبرہ اب بھی زیارت گاہ عالم ہے۔ سیدی سعید کی مسجد کی طرح اس مقبرے میں بھی ساریننگ طرز تعمیر جلوہ گر ہے۔ طول دعرض کے لحاظ سے یہ چھوٹا ہے لیکن تعمیر میں سادگی و مختلف حصوں کے نقش و نگار اور ان کے ٹھوس پن اور تناسب کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی مقبرہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اپنے طویل زمانہ قیام میں جہانگیر نے اس مقبرہ پر حاضری دی تھی۔ (۱۶۱۸ء)

قحط گجرات

سلطان مظفر سوم کی تخت نشینی کے دو سال بعد ۱۵۶۳ء میں مشرقی دنیا کی سیر و سیاحت کے سلسلے میں قیصر فریڈرک کھبایت آیا تھا۔ اس نے جزیرہ دیو کی شاندار تجارتی کاروائیوں کا ذکر کیا ہے اور کھبایت کی تجارت کا تفصیلی جائزہ لیا ہے کہ اس کا مشاہدہ ہے کہ ۱۵۶۳ء میں کھبایت میں ایک زبردست قحط پڑا تھا۔ جس میں ہندو اپنے بچوں اور بچیوں کو ^{۱۳}یہ شلنگ میں پر نکالیوں کے ہاتھوں بیچ دیا کرتے تھے۔

دینی ماحول

مولانا سید عبدالحئی فرماتے ہیں:

”میرا خیال ہے۔ اور میں اس کو بلا خوف مخالفت کہہ سکتا ہوں کہ شاہان گجرات نے اپنی ^{۱۴}دو برس کی فرمانروائی

^{۱۳} آرکیٹیکچر آف احمد آباد از ہوپ و فرگیوسن ص ۸۲ تا ۸۷ ^{۱۴} فرگیوسن: انڈین اینڈ ایسٹرن آرکیٹیکچر ج ۲ ص ۲۴۲ تا ۲۴۵

^{۱۵} نظرفالوالہ (راس) Purchas - His Pilgrims or Auklutus posthumur 1905,

pp. 89 - 91,

بحوالہ تاریخ گجرات (کومی سیرٹ)

۱۵ یاد ایام ص ۳۸

کے زمانے میں جس قدر علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے، دہلی کی شش صد سالہ تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔
سلاطین گجرات کی یہ علوم و فنون کی سرپرستی ہی تھی جس نے اسلامی ممالک کے مختلف مراکز علم و فن کے جھٹھے میں احمد آباد اور
دوسرے مقامات گجرات کو سر بلند کر دیا تھا۔ علمائے گجرات کے فیوض و برکات سے ہندوستان ہی سیراب نہیں ہوا بلکہ دوسرے اسلامی
ممالک خصوصاً اہالیان مکہ و مدینہ نے بھی ان سے کسب علم کیا۔ ان سے فتووں کے طالب ہوئے اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ ان سے
حدیث میں سندیں لیں۔ خود اس امر خاص اور کثرت مدارس سے گجرات کی علمی فضا کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ عہد زیر بحث کا جائزہ لینے پر ہم یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایک عالم سے لے کر عامی تک حدیث، فقہ
تفسیر اور منطق کا بغایت شوق مطالعہ کرتا تھا۔ گجرات کے مدارس درس حدیث کے لئے امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ اس وقت
کے لئے علامہ علوی اور شیخ طاہر پٹنی کے مدرسے نمایاں ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ احمد آباد کے در و دیوار قال اللہ وقال
الرسول کی صداؤں سے گونج رہے تھے۔ علماء کے علاوہ صوفیائے کرام، عوام اور سرکاری نوکر وغیرہ سبھی حدیث پڑھنے کے لئے
شبانہ روز کو شان رہتے تھے اور اس کی ترویج میں سعی کرتے تھے۔ بلکہ اس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ شیخ علی
المتقی (کلاں)، شیخ محمد طاہر پٹنی، عبد الوہاب متقی، مولانا قطب الدین، علامہ وجہ الدین علوی وغیرہ گجرات کے جید عالم
اور زبردست محدث گزرے ہیں۔ شیخ علی المتقی (کلاں) کا اثر محدثین اسلام پر بہت گہرا ہے۔ کنز العمال ان کی مایہ ناز
تصنیف ہے۔ شیخ کے بعد بزرگی میں شیخ محمد طاہر پٹنی محدث دوسرے درجہ پر ہیں۔ شمالی ہندوستان کے مقابلے میں گجرات
نے کہیں پہلے درس حدیث کی مرکزی حیثیت پیدا کر لی تھی۔

اس زمانہ میں خود گجرات کے یا باہر سے آکر مستقل قیام کرنے والے یا کچھ عرصہ سکونت اختیار کر کے درس و تدریس کا
شغل فرمانے والے علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

سید عبدالاول، شیخ عبدالملک بن بانی، شیخ علی المتقی کلاں، قاضی عیسیٰ بن عبدالرحیم، شیخ عبداللہ سندھی،
شیخ عبدالمعطلی باکثیر حفزی، شیخ شہاب الدین احمد العباسی البصری الشافعی، شیخ محمد طاہر پٹنی (محدث)، علامہ وجہ الدین
علوی، رحمت اللہ سندھی، مفتی قطب الدین انہروالی، شیخ میاں ابو ابراہیم شطاری، شیخ عبد الوہاب المتقی، احمد بن علی
السکبری، بہاؤ الدین عبدالکریم بن محب الدین القطبی الحنفی، شاہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری، محمد زبیری، سید احمد شیرازی

۱۔ اگرچہ آبائی وطن جو پور اور مولد برہان پور ہے لیکن مکہ کے بعد ہندوستان میں زیادہ تر ان کا تعلق گجرات ہی سے تھا اس لئے
ان کا شمار علمائے گجرات میں ہوتا ہے۔

۲۔ یاد ایام

۳۔ یاد ایام، مرآت احمدی، ترجمہ گلزار ابراہیم، مخطوطہ باقر علی ترمذی مرحوم، توذک جہانگیری وغیرہ

سید جلال شیرازی، سید الکبیر الشریف شیخ العیدروس، شیخ عبدالقادر العیدروس، عبدالشواہظ، شیخ عبدالعزیز احمد آبادی، محمد النہروالی، شیخ علی شیرینکالی، شیخ حسن محمد چشتی، شیخ طاہر بن یوسف سندی، شیخ عبداللہ صفوی شطاری، شاہ صبوح اللہ الحسینی بھڑوچی، سید عبدالرحمن حسینی، شیخ حمید برادر رحمت اللہ سندی، ملا عبدالرحمن پورہ (وید ۹)، ملا حسن فراہی، ملا حسین، شیخ محمد بن عبداللہ الفاہی، شیخ سعید شافعی چشتی، جمال الدین محمد بن عبدالرحیم رفاہی، جمال الدین محمد علی بن الحشیری، مجدالدین محمد بن محمد الایچی اور محمد دبدار وغیرہ۔

اہل طریقت

جس زمانہ سے مسلمانوں نے ہجرت میں اپنی نوآبادیاں قائم کیں سی زمانہ سے بزرگان دین اور مشائخ و سائے کجرات پر قائم ہے۔ چشتیہ، سہروردیہ، مغربیہ، عیدروسیہ، قادریہ، رفاہیہ، نقشبندیہ، شطاریہ، شاذلیہ وغیرہ سلسلوں کے متوسلین نے اہلیان کجرات کے دلوں کو نور اسلام سے مزین ہی نہیں کیا بلکہ ان کے ہاتھوں کو سنوایا بھی ہے۔ ان مشائخ کی تعلیمات روشن ہے کہ وہ ابن عربی کے نظریات کے قائل تھے۔ ان نظریات کی اشاعت میں شیخ علی المہامی نے بہت بڑا حصہ لیا ہے اور ان کے زمانے سے یہ اسواں کجرات پر چھائے ہوئے ہیں۔ خالق اہل کجرات کے ساتھ ساتھ الفتوح الملکیہ اور فصوص الحکم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ علماء و مشائخ کجرات نے ابن عربی سے شیخ تصوف بہت کچھ کام کیا ہے۔ یہ کتابیں باقاعدہ درس میں شامل تھیں اور ان کی شرحیں بلکہ شرحوں کی شرحیں بھی لکھی گئیں۔ امام شافعی آمد پر شیخ علی المتقی نے مروجہ تصوف کو زیادہ پاکیزہ اور سلیس بنا کر چاہا، جس سے لگ بھگ ساری شاخ تصوف اور کجرات غیر ضروری باتیں تصوف متداول میں درآئی تھیں۔ انہیں خاطر خواہ کامیابی تو نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود یہ شاخ تصوف اور کجرات لرداری اور اخلاقی پہلو پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ شیخ علی المتقی نے محمد نے مصباح کجرات اور کجرات کی کوشش دراصل یہ تھی کہ تصوف اور حدیث نبوی میں مطابقت پیدا ہو جائے۔

فلسفہ تصوف و تاریخ تصوف کے ساتھ ساتھ اس عہد کے مختلف مسائل تصوف کا ذکر اسے لکھنے پر مجبور کیا۔ سلسلہ اس عہد کے چند بہت ہی مشہور نفوس قدیر کے اسما مبارک ذیل میں درج کیے جاسکتے ہیں۔ شیخ محمد باقر بن افضل خاں بنیانی، شیخ رحمت اللہ صدیقی چشتی، خواجہ محمد دبدار و دبداری پشتانی، خواجہ محمد امجد علی بن غوث کوالیاری، شیخ مبارک سندی، شاہ عبدالجلیل قادری، علی المتقی گلانی، شیخ محمد امجد علی بن غوث کوالیاری

۱۔ مقالہ ذکر باقر علی ترمذی مجموعہ سنی یادیں۔ ۲۔ مہر طریقت: علی ترمذی۔ ۳۔ تراجم مرآت امامی، تذکرہ محبوب الزمن فی اربعین من اساطیر پور، تاریخ بزازوی، تاملات جہانگیری، مہر الطہر (ترجمہ گلزار ابرار)، اخبار الاخیار، آثار الکرام وغیرہ۔

شطاری، شیخ ابو جویتمی برہان پوری، شیخ لشکر محمد عارف، سید علی بن ابراہیم رفاعی، شیخ راجی محمد شطاری، ملک محمود پیارو، سید جلال ماہ عالم، سید محمد مقبول عالم، شیخ جمال پتھری، شیخ کمال محمد عباسی، شیخ نور الدین ابو الفتوح شیرازی، خواجہ جمال الدین خوارزمی نقشبندی، شیخ محمود فاروقی چشتی، خوشترابی بی چشتیہ، میاں شیخ محمد چشتی، شیخ برہان علوی، شیخ علی الملتقی خورد، سید ابوتراب شیرازی، میاں شیخ یحییٰ چشتی (مدنی)، شیخ قطب جہاں ذاکر نہروالی، ملا موسیٰ سندھی، شیخ نعمت اللہ، شیخ طہ، شیخ ماہ، شیخ عبداللہ سہروردی، سید احمد مجذوب وغیرہم۔

ادبی ماحول

منظر و پس منظر کی رعایت سے خوب ترنگ کے سلسلے میں اردو شعراء اور ان کے کلام سے متعلق گفتگو چونکہ آئندہ صفحات میں کی جائے گی اس لئے یہاں پر عربی و فارسی کے سلسلے میں کچھ اشارے کئے جاتے ہیں۔ اشارے اس لئے کہ ان کی تفصیل میرے موضوع کے لئے چنداں مفید نہ ہوگی۔

گجرات کے مختلف مدارس مثلاً مدرسہ علامہ وجہ الدین علوی، مدرسہ شمع برہانی اور مدرسہ علامہ طاہر پٹنی وغیرہ کی شبانہ روز کی کوششوں سے گجرات میں علم و ادب کے چراغ کا اجالا بڑھتا اور پھیلتا رہا۔ جس کی بقا کے لئے شاہان گجرات اور امرائے گجرات نے پوری پوری کوشش کی۔ مقامی و بیرونی طلباء نے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے میں سعی کی۔ علوم ظاہری و باطنی کا بول بالا تھا۔ ظاہر کی شائستگی کے ساتھ ساتھ باطن کی شستگی پر عمل تھا۔ عشق مجازی کے آئینہ میں عشق حقیقی جلوہ فگن نظر آتا تھا۔ دنیا کے ساتھ دین بھی تھا۔ ظاہر ہے ایسی مثالی فضا میں علم و ادب کو خوب خوب فروغ ہوا۔ عربی و فارسی و اردو کے جید عالم اور زبردست شاعر گجرات نے پیدا کئے اور رہی سہی کسر کو باہر کے علماء اور شعراء نے پورا کر دیا۔ غزل، قصیدہ اور مثنوی وغیرہ سبھی اصناف سخن میں طبع آزمائی ہوتی۔ اور ذہن و فکر بے مثال ادب پاروں سے نوازتا رہتا۔ ذیل کی فہرست میرے بیان کی شہادت و صداقت کے لئے کافی ہے۔ اس فہرست میں عربی فارسی کے ان شاعروں اور ادیبوں کے نام درج ہیں جو یا تو گجرات کے تھے یا پھر وہیں سکونت اختیار کر لی تھی یا کچھ عرصہ قیام کیا تھا۔ (ان میں علماء و صوفیائے مذکور کے اسماء شامل نہیں ہیں)۔

عربی: شیخ عبدالقادر بغدادی، سید عطا محمد قادری، حاجی الدبیر، مخدوم زادہ وغیرہ
فارسی: نظیری نیشاپوری، فیضی فیاضی، محمد رضا شکیبی، خواجہ علی سیحی، ملا صیفی ساوجی، میر مجوی، ملاحالبی، یاخانی یاجانی، ملک الشعراء غزالی، محمد صوفی، عبدالشکور بزمی، تقی اوحدی، عرفی، سودائی قلندر گجراتی، عبداللطیف ابن عبداللہ العہد

۱۔ مرآت احمدی، تذکرہ محبوب الزمن فی تذکرہ اولیائے دکن (ملکا پوری)، مقالہ ڈاکٹر باقر علی ترمذی مرحوم
۲۔ مرآت احمدی، تذکرہ اولیائے دکن (ملکا پوری)، اذکار الابرار اور ربو، ایسٹے وغیرہ کی مرتبہ فہرست وغیرہ

شنائی، نصیر بھدانی، میر محمد ہاشم سنجی، فروغی، ملک مٹی، محمد شریف، طالب آملی، محشری، استاد نظیری، امین احمد رازی، سکندر بن منجھو صاحب مرآت سکندری وغیرہ۔

دوسرا باب

- (۱) اردو کیا ہے؟
- (۲) اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریے
- (۳) اردو کے مختلف نام۔ دکنی اور گجری، اردو کی ادبی تشکیل
- (۴) اردو۔ خوب محمد کے زمانے میں

اردو کیا ہے؟

اس سوال کا جواب ایک تو یہ ہے کہ جمہوریہ ہند کے وفاق کی رو سے ہندوستان کی چودہ زبانوں میں سے ایک زبان اردو ہے۔ لیکن دوسری زبانوں کے مقابلے میں ہندی کی طرح اردو کسی مشابہت رکھنے والے علاقے سے تعلق نہیں رکھتی۔ چنانچہ دانگ ہند میں بسنے والی مختلف قوموں، خصوصاً ہندوؤں اور مسلمانوں کی زبان اور لہجہ کی صدیوں کی باہمی آمیزش اور تہج نے ایک نئی زبان اور نئے لہجے کو جنم دیا۔ اور اس کی پرورش کی۔ یہ نئی زبان اردو اور یہ نیا لہجہ اردو کہلا کر رہا۔ اردو لہجہ کے سلسلے میں گجرات، پنجاب، سندھ اور برج کے علاقوں کا نام لیا جاتا ہے۔ اس کی تشکیل و ترویج میں گجرات، سندھ اور برج کے خطوں نے بڑے اہم فرائض انجام دئے ہیں۔ چنانچہ ان مذکورہ حقائق کی روشنی میں اردو کسی ایک خطہ کی نہیں ہو سکتی۔ اردو پورے ہندوستان کی زبان ہے اور گجراتی و مرہٹی وغیرہ کی طرح توڑی نہیں۔ اردو زبان کو اردو کیوں کہتے ہیں اس پر کافی سیر حاصل تحقیق ہو چکی ہے۔ اردو لہجہ کی تشکیل میں اردو کا لہجہ ہونے تک کئی مراحل سے گزرا ہے۔ آئندہ کے صفحات میں ان کا ایک ایک نثری جائزہ لیا جائے گا۔ اردو کہاں اور کیوں پیدا ہوا اور اس سلسلے میں کون سے نظریے علمائے تحقیق نے پیش کیے ہیں اور ان کے اردو زبان کا لفظ ہے۔ اور دا، اردہ، اورہ، اردو، اس کی مختلف شکلیں ہیں۔ اردو لہجہ کی سرحدیں اس کے معنی لشکر کی فرودگاہ کے ہیں۔ چیلینزری لشکر کے ساتھ یہ لفظ ہندوستان آیا ہوا کیونکہ اردو لہجہ بھی لے گئے۔ چنانچہ وہاں یہ لفظ جرمنی میں ہو کر سوڈان میں پہنچا اور سوڈان میں لہجہ کی شکل میں اب بھی موجود ہے۔

بابر سے قبل تاریخ فیروز شاہی اس لفظ کو اس طرح استعمال کرتی ہے:

”باواڑہ بذل و عطا از چہار جانب خلق متوجہ اردو سے اردو ہے۔“

اور فتح پانے ہوئے لشکر کے لئے اس میں ”اردو“ کے لفظ قرین اور ”اردو“ کی نصرت شہجاری کہتی ہے۔ ”لشکر کے لئے اردو“ کے لفظ قرین اور ”اردو“ کی نصرت شہجاری کہتی ہے۔

۱۰ جامع التواریخ ج ۲ ص ۲۲۰ اردو لہجہ کی تشکیل

۱۱ طبقات اکبری

پر سے دوسرے کئی ترکیبیں الفاظ بھی وضع کر لے گئے تھے۔ مثلاً: اردو بگی، اردو بازار وغیرہ۔^{۱۷}

ابتدا میں خود اردو کا نام زبان اردو سے معنی تھا۔ میر تقی میر (نکات الشعراء) اور محمد حسین تحسین (نوطر زمر صبح) نے اردو کے لئے اردو سے معنی لکھا ہے۔ لیکن یہ ترکیب اردو کے سلسلے میں دیر تک نہ چل سکی۔ چنانچہ زبان اردو سے معنی زبان اردو اور پھر اردو زبان اور آخر میں اردو ہو گیا۔ نوادراللغات میں سراج الدین علی خاں آرزو نے اردو کا لفظ زبان کے لئے استعمال کیا ہے۔ فورٹ ولیم کالج کی کتابوں میں یہی نام ملتا ہے۔ اردو کے شاعروں میں بھی یہ لفظ مروج ہے۔ مصحفی غالباً پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اردو کو زبان کے مفہوم میں استعمال کیا ہے :

خدا رکھے زبان ہم نے سنی ہے میر و مرزا کی

کہیں کس منہ سے ہم اے مصحفی اردو ہماری ہے

اور یہ اردو زبان وہی زبان ہے جسے مسلمانوں اور ہندوؤں کے صدیوں کے باہمی اشتراک عمل نے جنم دیا اور یوں پروان چڑھا کہ اردو دنیا کی جدید زبانوں میں ایک نمایاں مقام کی مستحق ہو گئی۔

اردو کی پیدائش سے متعلق مختلف نظریے

ہندوستان کے مختلف علاقے اس امر کے مدعی ہیں کہ اردو ان کی پیدا کردہ اور پروردہ ہے۔ مولانا سلیمان ندوی چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں :

”آجکل بعض فاضلوں نے پنجاب میں اردو اور بعض اہل دکن نے دکن میں اردو اور بعض عزیزوں نے گجرات میں اردو کا نعرہ بلند کیا ہے۔“

بادی النظر میں ہر دعویٰ خاص حد تک حق بجانب نظر آتا ہے۔ اس لیے کہ اردو کی پیدائش اور تشکیل ارتقاء سے متعلق کافی مواد ہر علاقہ میں مل جاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ مذکورہ بالا علاقوں میں دہلی اور اس کے قرب و جوار کو بھی شامل کر لیں تو بلا جھجک یہ کہہ سکتے ہیں کہ چاروں مدعیوں کے یاں تاریخ اور لسانی سچائی پائی جاتی ہے۔ آئیے ذرا ان دعوں کا جائزہ لیں :

میرامن کہتے ہیں۔

”جب اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھے تب چاروں طرف کے ملکوں سے سب قومیں قدر دانی اور فیض رسانی اس خاندان لاثانی کی سن کر حضور میں آکر جمع ہوئیں۔ لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدی جدی تھی۔ اکٹھے ہونے سے آپس میں لین دین سودا سلف، سوال جواب کرنے کے لئے ایک زبان اردو کی مقرر ہوئی۔“^{۱۸}

مرسید کی رائے میں یہ شاہجہاں کی دلی کی پیداوار ہے :

جبکہ شہاب الدین شاہجہاں بادشاہ ہوا اور اس نے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکوں کے وکلاء کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلی کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہاں آباد اس کا نام رکھا اس وقت شہر میں سب لوگوں کا مجمع ہوا۔ ہر ایک کی گفتگو کی رفتار جدا تھی۔ ہر ایک کا ڈھنگ نرالا تھا۔ جب آپس میں معاملہ کرتے ناچار ایک لفظ اپنی زبان کا، دو لفظ اس کی زبان کے، تین لفظ دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود بخود ایک نئی زبان ہو گئی۔

محمد حسین آزاد کا خیال ہے :

رفتہ رفتہ شاہجہاں کے زمانے میں کہ اقبال تیموری کا آفتاب عین عروج پر تھا، شہر اور شہر پناہ تعمیر ہوئی۔ نئی دہلی دار الخلافہ ہوئی۔ بادشاہ اور ارکان دولت زیادہ تر وہاں رہنے لگے۔ اہل سیف، اہل قلم، اہل حرفہ اور تاجران ملک اور شہر شہر کے آدمی ایک جگہ جمع ہوئے۔ ترکی میں اردو بازار لشکر کو کہتے ہیں۔ اردوے شاہی اور دربار میں ملے جلے الفاظ زیادہ بولتے تھے۔ وہاں کی بولی کا نام اردو ہو گیا۔

امام بخش صہبائی اور نساج وغیرہ نے بھی اسی قسم کی رائیں ظاہر کی ہیں۔ یورپین مستشرقین کے بیانات البتہ مختلف ہیں۔

ڈاکٹر گل کرائسٹ ہندوستانی فیلا لوجی میں تحریر فرماتے ہیں :

جب تیمور (۱۳۷۰ء تا ۱۳۹۸ء) نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس وقت سے اردو کی بنیاد قائم ہوئی۔

کول بروک اسے پندرہویں صدی عیسوی (نویں صدی ہجری) کی پیداوار بتاتے ہیں۔

پندرہویں صدی عیسوی (نویں صدی ہجری) کے آخر یا م میں برج بھاشا میں تغیر شروع ہوا اور اس نے ترقی

پاکر جدید زبان کی صورت اختیار کر لی۔

ڈاکٹر ونٹر ٹنس اسے بارہویں صدی عیسوی کی تخلیق بتاتے ہیں۔

بارہویں صدی عیسوی (چھٹی صدی ہجری) میں جب مسلمانوں نے ہندوستان پر تسلط حاصل کیا تو وہاں کی

الفاظ برج بھاشا میں ملنے لگے۔ اور اس تغیر کے باعث سو اہویں صدی عیسوی (گیارہویں صدی ہجری) تک ایک نئی زبان پیدا

۲۰-۲۱۔ آب حیات ص ۲۰-۲۱

۱۔ آثار الصنادید

۲۔ ڈاکٹر گل کرائسٹ ہندوستانی فیلا لوجی بحوالہ اردو کے قدیم

Colebrook, Asiatic Research Vol. III p. 220

۳۔ بحوالہ اردو کے قدیم

ہو گئی۔

مستربیس کا خیال ہے۔

فتح ہندوستان کے بعد عرصہ دراز تک مسلمانوں نے فارسی کو اور ہندوؤں نے ہندی کو محفوظ رکھا۔ مسلمانوں تک فصیح ہندی بولنے کے عادی تھے اور انہوں نے ہندی میں فارسی الفاظ کو نہیں ملایا تھا۔ اکبر (۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ) کے زمانے میں جب راجہ ٹوڈرمل نے طریق مال گزاری کو رواج دیا تو ہندو فارسی زبان سیکھنے پر مجبور ہوئے۔ اس زمانہ سے ہندی میں فارسی الفاظ کی آمیزش شروع ہوئی اور اس طرح سے ایک جدید زبان 'اردو' کی بنیاد پڑی۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق :

ہندوستان میں شمال مغرب کی جانب سے مسلمان فاتحین کی آمد پر اردو زبان کا پہلا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سلطان محمود غزنوی اور اس کے بیٹے مسعود کے عہد حکومت میں تلک ناتھ اور دوسرے بیشتر ہندو دربار غزنی میں بڑے بڑے منصبوں پر فائز تھے۔ غزنی میں ہندوؤں کا ایک لشکر سردار سرندراؤ کی کمان میں تھا۔ خاندان غزنی کے آخری فرماں رواؤں نے غزنی سے منتقل ہو کر پنجاب میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور خاتمہ حکومت تک پنجاب میں رہے۔ اس طرح غزنی اور صدر مقام لاہور دونوں جگہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں خلط ملط ہوا اور روزانہ کے اس ارتباط نے دونوں قوموں کی زبان پر کافی اثر ڈالا۔ چونکہ ترکی، ایرانی، اور ہندی سب اردو کے معنی میں رہتے تھے۔ اور ان کی زبان جو مذکورہ تینوں زبانوں کی ایک مخلوط شکل تھی اہل اردو یا زبان اردو کہلاتی تھی۔ اس وقت مسلمان حکمران فارسی بولتے تھے۔ ملک کی عام زبان ہندی تھی جو پراکرت کے ذریعے سنسکرت زبان سے نکلی تھی۔ اس عام مقامی زبان سے فارسی مخلوط ہوئی اور اس اختلاط سے زبان اردو عالم وجود میں آئی۔ اگرچہ اردو یا یہ کہئے کہ دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں وجود میں آئی لیکن اس کی ادبی تشکل دکن میں ہوئی اور اس زبان کی ابتدائی نشوونما صوفیائے کرام نے کی۔

سید سلیمان ندوی:

مسلمانوں کی عربی و فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس دیسی زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتانی ہے، پھر پنجابی اور بعد ازیں دہلوی ... سندھی، ملتانی اور پنجابی آپس میں بالکل ملتی جلتی ہیں۔ جس کو ہم اردو کہتے ہیں اس کا آغاز ان ہی بولیوں میں عربی و فارسی کے میل سے ہوا۔ اور آگے چل کر دارالسلطنت دہلی کی بولی جس کو دہلوی کہتے ہیں

ڈاکٹر ڈنٹرنٹس : لٹریچر ص ۱۳۹ بحوالہ اردو کے قدیم

Beam's Comp. Grammar of the Modern Aryan Languages of India P. 15.

مل کر معیاری زبان بن گئی اور پھر دارالسلطنت کی بولی معیاری زبان بن کر تمام صوبوں میں پھیل گئی۔
حکیم شمس اللہ قادری :

ہندوستان کی زبانوں میں برج بھاشا (سوراسینی) اگرچہ دوآبہ کی زبان تھی لیکن پانچویں صدی ہجری تک اس کو بے حد وسعت ہو گئی تھی۔ بہار سے نیلاب اور نیلاب سے مالوہ تک بولی جاتی تھی اور اس اعتبار سے ملک کے اس خطہ کی زبان تھی۔ جہاں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ مسلمان آباد ہوئے اور اسلامی تمدن نے نشوونما پائی۔ مسلمانوں کے اثر سے برج بھاشا میں عربی و فارسی الفاظ داخل ہونے لگے جس کے باعث اس میں تغیر شروع ہوا جو روز بروز بڑھتا گیا اور ایک عرصہ کے بعد اردو زبان کی صورت اختیار کر لی۔^{۱۷}

حافظ محمود شیرانی :

اگر آل غزنہ سے پیشتر مسلمانوں کو کسی ہندی زبان کے اختیار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تو اس عہد میں جو خاصہ دراز ہے وہ پنجاب میں کوئی نہ کوئی سرکاری زبان، تجارتی و معاشرتی اغراض سے اختیار کر لیتے ہیں جس کو غریبوں کے عہد میں جب دارالسلطنت لاہور سے دہلی جاتا ہے تو اسلامی فوجیں اور دوسرے پیشہ ور اپنے ساتھ دہلی لے جاتے ہیں۔ دہلی میں یہ زبان برج بھاشا اور دوسری زبانوں کے دن رات کے باہمی تعلقات کی بنا پر وقتاً فوقتاً ترمیم قبول کرتی رہتی ہے اور رفتہ رفتہ اردو کی شکل میں تبدیل ہوتی جاتی ہے۔^{۱۸}

ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں۔

ہم پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ اردو اور پنجابی کی صرف کا ڈول تمام تر ایک ہی منصوبہ کے زیر اثر تیار ہوا ہے۔ ان کے تذکیر و تانیت اور جمع اور افعال کی تعریف کا اتحاد اس ایک نتیجہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گہ ایک ہی مقام ہے۔ دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی اور جب سیانی ہو گئی ہیں تب ان میں جدائی واقع ہوئی ہے۔ ان زبانوں میں جو اختلاف دیکھا جاتا ہے وہ اکثر اس وقت واقع ہوا ہے جب اردو پرورش شعراء اور تعلیم یافتہ طبقہ نے دہلی اور لکھنؤ میں شروع کی ہے۔^{۱۹}

ڈاکٹر سید محی الدین زور :

اردو نہ تو پنجابی سے مشتق ہے اور نہ کھڑی بولی سے بلکہ اس زبان سے جو ان دونوں کی مشترک سرچشمہ تھی یہی وجہ ہے کہ وہ بعض باتوں میں پنجابی سے مشابہ ہے اور بعض میں کھڑی بولی سے۔ لیکن مسلمانوں کے صدر مقام صدیوں تک

^{۱۷} پنجاب میں اردو

^{۱۸} اردو کے قدیم ص ۱۴

^{۱۹} نقوش سلیمانی ص ۳۴

^{۲۰} پنجاب میں اردو ص ۲

دہلی اور آگرہ رہے ہیں اسی لئے اردو زیادہ تر کھڑی بولی ہی سے متاثر ہو گئی۔

ڈاکٹر صاحب ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

زبان ہندوستانی کا ارتقاء پنجاب ہی سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے ثانوی مدارج دو آبہ، گجرات اور دکن میں تکمیل کو پہنچے۔ دہلی میں یہ زبان سو ڈیڑھ سو سال تک رہنے کے بعد گجرات اور دکن کا رخ کرتی ہے۔

نصیر الدین ہاشمی :

مسلمان فاتحین شمال کی جانب سے ہندوستان میں داخل ہوئے تو اول انہوں نے پنجاب میں قیام کیا مگر اس کے بعد دہلی کی جانب پیش قدمی کی۔ مسلمانوں کے صدہا خاندان جو ترک، مغل اور افغان تھے جن کی زبان عام طور سے زیادہ تر فارسی تھی۔ پنجاب سے لے کر دہلی تک آباد ہو گئے۔ اس زمانے میں یہاں "جدید ہندو آریائی دور کی پراکرت" زبان بولی جاتی تھی۔ اس دیسی زبان میں غیر ملکوں کی زبان کی آمیزش ہونے لگی اور اس امتزاج سے اردو کی پیدائش ہوئی۔

ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی :

... جب ہم گجرات کو اس سہ مرکزی اصول۔ تجارت، مذہب، سیاست۔ کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشترکہ زبان نے خطہ گجرات میں ضرور جنم لیا ہے جس کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا یا ملک بھر میں پھیل کر موجودہ اردو کی شکل اختیار کر لینا محتاج تلاش و تحقیق ہے۔

اردو ادب و اردو زبان کے مندرجہ بالا محققین اور ماہر لسانیات کی مذکورہ رایوں سے یہ امر بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ اردو کب اور کیونکر پیدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ کہاں پیدا ہوئی، کا جواب بھی مل جاتا ہے۔ اس کا تجزیہ مندرجہ ذیل صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے :

(۱) اردو کی ابتدا سندھ میں ہوئی۔

(۲) اردو کی ابتدا پنجاب میں ہوئی۔

(۳) اردو کی ابتدا دو آبہ گنگ و جمن میں ہوئی۔

(۴) اردو کی ابتدا گجرات میں ہوئی۔

اور اس ابتدا کی بنیادی وجہ تجارتی، مذہبی اور سیاسی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی زبان کی پیدائش اور پرورش

۱۷ دکن میں اردو

۱۷ ہندوستانی لسانیات ص ۹۱

۱۷ ہندوستانی لسانیات ص ۱۹

130188

۱۷ مقالہ ڈاکٹر مدنی ص ۲۰

کے وجہ و اسباب اسی تشلیث کی صورت میں ملتے ہیں۔ تجارت مادی اور مذہب ضروریات کی تسکین دہی کی صورت پیدا کرتے ہیں جن کے لئے فرد و قوم ایک مقام سے دوسرے مقام — چاہے وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو — تک آجاتے ہیں۔ یوں ایک مخصوص زبان اور کلچر بھی نقل مکانی کرتے رہتے ہیں اور اسی کے ذریعہ ایک نئی زبان وجود پذیر ہوتی ہے۔ سیاست کا ذکر میں آخر میں کر رہا ہوں کہ تجارت کو فروغ دینے یا کسی کی بیجا مداخلت کو روکنے یا توسیع مذہب اور کبھی تو میں مذہب کا بدلہ لینے کے لئے یا پھر ”نیادانہ نیا پانی“ کی جستجو محرک ہو کر سیاست کا پہلو پیدا کر دیتی ہے۔ اور قومیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوتی ہیں اور تسلط کے ساتھ ایک زبان اور ایک کلچر دوسری زبان اور دوسرے کلچر سے ”متصادم“ ہوتے ہیں۔ یہ ”تصادم“ رفتہ رفتہ اختلاط کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ کبھی فاتح کی زبان حاوی رہتی ہے اور کبھی مفتوح کی زبان اس کا قلع مع کر دیتی ہے۔ ہر صورت میں عوامی اشتراک کام کرتا رہتا ہے۔ عوام جس زبان اور کلچر کو اپنا لیتے ہیں وہ زندہ رہتی ہے اور جسے ترک کر دیتے ہیں وہ مردہ ہو جاتی ہے۔ اردو زبان عوامی اشتراک کی بڑی خوبصورت مثال ہے کہ فاتح اور مفتوح کی زبانیں بھی باقی رہیں اور نہیں بھی۔ باقی یوں رہیں کہ اردو کا ڈھانچہ تو مقامی بولی کا رہا مگر اسے خوبصورت پیکر عربی، فارسی اور ترکی وغیرہ نے عطا کیا۔ اس پر باقی نہ رہنے کی صورت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اردو کی ابتدا سندھ میں

زبان کی پیدائش کے جن تشلیثی اسباب کا ذکر ہوا ہے، انہیں کی روشنی میں اس نظریہ کا جائزہ لیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ ایک قدیم زمانے سے سندھ کو تجارتی، سیاسی اور مذہبی اہمیت حاصل رہی اور مختلف زبانیں بولنے والے سندھ آتے جاتے رہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہ ہوگا کہ سندھ میں یقیناً ایک مشترکہ زبان کے پیدا ہونے کے امکانات تھے۔ غالباً اسی بنا پر مولانا سید سلیمان ندوی نے یہ نتیجہ نکالا کہ —

”سندھ کی وادی ہماری متحدہ زبان کا پہلا گہوارہ ہے۔“

ان کے دلائل مختصراً یہ ہیں:

- (۱) سندھ کی بندرگاہ میں داخل ہونے والے تاجر عربی و فارسی بولتے تھے۔ سامان کے لین دین کے سلسلے میں سندھی کے الفاظ عربی و فارسی میں اور عربی و فارسی کے الفاظ سندھی میں داخل ہوئے ہوں گے۔
- (۲) ۹۲ھ میں مسلمانوں نے سندھ پر حملہ کر کے اپنی حکومت قائم کی۔ اس لشکر کے سپاہیوں کی زبان عربی و فارسی تھی۔ سندھ کے بعض پنڈت بغداد گئے اور وہاں ہندی و عربی کتابوں کے ترجمہ میں حصہ لیا۔ اس سے ہندی میں عربی اور عربی میں ہندی الفاظ کا خلط ملط ہوا۔ ملتان میں اسلامی ریاستیں تین سو برس قائم رہیں۔

(۳) تاجروں کی آمد و رفت اور قیام حکومت کے سبب سے لازم تھا کہ مقامی بولیوں میں عربی و فارسی الفاظ کا میل جول ہو اور اس سے ایک نئی زبان معرض وجود میں آئے۔ چنانچہ سندھی، ملتان اور پنجابی بولیوں نے آخر میں دہلی کی زبان سے مل کر ایک معیاری زبان کی صورت اختیار کر لی اور پھر ملک کے تمام حصوں میں پھیل گئی۔ اپنے دلائل کی تقویت کے لیے مولانا عرب سیاحوں کے بیانات نقل کر کے فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کی عربی فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس دیسی زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتان ہے پھر پنجابی اور بعد ازیں دہلی۔ سندھی پر اس اختلاط کی شہادت آج بھی اسی طرح نمایاں ہے۔ چنانچہ ہماری اردو کی طرح سندھی عربی اور فارسی الفاظ سے گراں بار ہے اور سب سے عجیب یہ کہ اس کا رسم الخط آج تک ٹھیکہ عربی نسخ ہے۔“

عرب سیاحوں کی پیش کردہ شہادتیں یہ ہیں:

سعودی (۳۰۳ھ): ”سندھ کی زبان خاص ہے، ہندوستان سے الگ۔“

اصطخری (۳۴۰ھ): ”منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے اور مکران والوں کی زبان فارسی اور مکرانی ہے۔“

ابن ہوقل (۳۵۸ھ): ”منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے۔“

بشاری مقدسی (۳۷۵ھ): (ملتان کے متعلق) ”اور یہاں فارسی زبان سمجھی جاتی ہے۔“

(دیبل کے متعلق) ”ان کی زبان سندھی اور عربی ہے۔“

ان شہادتوں سے یہ امور مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) سندھ میں عربوں اور ایرانیوں کا زبردست اثر تھا۔

(۲) بعض علاقوں میں عربی و فارسی سمجھی اور بولی جاتی تھی۔

(۳) عربی و فارسی کے علاوہ سندھی بھی بولی اور سمجھی جاتی تھی۔

چنانچہ ان شہادتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عام بول چال کے لئے کوئی مشترک زبان نئی زبان پیدا ہوئی۔ وہ گئی یہ سندھی تو یہ مقامی زبان تھی جس میں عربی و فارسی کے الفاظ دخیل ہو گئے ہوں گے اور اس زبان کے آگے بڑھنے اور ادبی صورت اختیار کرنے پر اس کا رسم الخط عربی ہو گیا ہوگا۔

اسی لئے ڈاکٹر زور فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ سندھ میں ایک زبان یقیناً ارتقا پاتی رہی۔ مگر وہ اردو نہ تھی۔ وہ اس زبان کی قدیم

شکل تھی جو آج سندھی کہلاتی ہے۔^{۱۷}

اب یہاں پر مولانا کی ایک اہم فروگزاشت کا ذکر بیجا نہ ہوگا کہ جن امور کے پیش نظر انہوں نے اردو کا تعلق سندھ سے بتلاتے ہوئے سندھی، ملتانی اور پنجابی کا ذکر کیا ہے وہیں گجرات کی زبان کو قطعی نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر پہلے نہیں تو کم از کم ایک ہی زمانہ میں عربی و عجمی تاجروں کی آمد و رفت گجرات میں بھی عام تھی۔
اردو کی ابتدا پنجاب میں

کسی نئی زبان کی تشکل میں قوموں کا باہمی ارتباط و اختلاط بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی کے پیش نظر "اردو کی ابتدا پنجاب میں" کا نظریہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک زمانہ تک غیر ملکی زبانیں بولنے والے سیاسی اسباب کی بنا پر پنجاب میں سکونت پذیر تھے۔ عہد غزنوی میں پنجاب غزنویوں اور غیر ہندی اقوام کی زور آزمائی کا میدان تھا۔ سبکتگین نے ۳۷۶ھ/۹۸۶ء میں جے پال کو شکست دی اور جے پال سے صلح کا عہد و پیمان بھی کر لیا مگر بد عہدی پر اس نے دوبارہ جے پال پر فوج کشی کی اور پھر شکست دی۔ اور اس نے لمغان سے لے کر پشاور تک کا علاقہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور اس کے استحکام کی تدبیریں کیں۔ نیز یہاں کے خلجی، افغان وغیرہ کو لشکر میں شریک کر لیا، اور جب محمود تخت نشین ہوا تو ۴۱۳ھ میں اس نے لاہور فتح کر کے پنجاب کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ لاہور کا نام اپنے نام پر محمود رکھ کر اسے صدر مقام بنا دیا۔ تمام علاقہ کو مختلف اضلاع میں تقسیم کر دیا اور صدر مقام پر ایک زبردست لشکر رکھا۔ محمود نے جب بھٹنڈہ فتح کیا تو وہاں بھی کافی عرصہ مقیم رہا۔^{۱۸}

مختصر یہ کہ عہد غزنوی میں پنجاب میں کوئی دو سو سال تک فارسی بولنے والوں کی ایک بڑی تعداد نے سکونت اختیار کی۔ اس زمانہ میں دینی و مذہبی تبلیغ کا سلسلہ بھی خاصا تھا اور یہ تبلیغ یا تو مقامی زبان میں ہوئی ہوگی یا پھر فارسی اور مقامی زبان دونوں ہی میں انجام دی گئی ہوگی۔ ایک اور اہم بات اس دور کی یہ ہے کہ غزنوی فوج میں افغانی، خراسانی، ہندی سبھی شامل تھے۔ محمود کی وسطی ایشیا کی مہموں میں ہر دفعہ ہندوستانی شریک تھے۔ محمود کے لشکر کے تمام پیل بان ہندو ہوتے تھے اور ویسے خود غزنی میں بھی ہندوستانی کافی تعداد میں رہتے تھے۔ المعری نے رسالہ "العفران میں ہندوستانی ایک ہندو عورت کے سستی ہونے کا ذکر کیا ہے۔^{۱۹} اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستان اور غزنی میں بہت کافی خلا ملا تھا۔ ہندی علاقے میں غزنویوں کے ملازم، محاسب وغیرہ ہندو ہی ہوتے تھے۔

اس ربط ضبط سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ تجارتی، معاشی اور سیاسی اسباب کی بنا پر ملکوں اور غیر ملکوں کا

^{۱۷} ایضاً ص ۱۰۱

^{۱۸} محمود غزنوی از ناظم ص ۳۰

^{۱۹} ہندوستانی لسانیات ص ۸۸

^{۲۰} ہندوستانی لسانیات ص ۸۹

میل جول بہت بڑھ گیا ہوگا اور اس کی وجہ سے مقامی زبان میں فارسی الفاظ بہت حد تک دخل ہو گئے ہوں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر زور صاحب فرماتے ہیں: ”دو سو سالوں میں جبکہ پنجاب غزنویوں کا جاے قرار تھا ایک بین قومی زبان کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ اسی واقعہ کی بنا پر پنجاب کے بعض جدید ادیبوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اردو بہ نسبت برج بھاشا کے پنجابی سے مشتق ہے۔“

لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ غزنویوں کا یہ زمانہ امن و امان کا زمانہ نہیں تھا۔ ہر طرف قتل و خون جاری تھا۔ آتش کی کیفیت تھی۔ کسی کو یہ لکھوئی کیونکر ملی ہوگی خصوصاً مقامی لوگوں کو کہ وہ ایک نئی زبان کی سوچیں اور پھر مقامی لوگوں کے دل دماغ میں غیر ملیکیوں کے خلاف غم و غصہ بھی رہا ہوگا جو بدیسی زبان اور الفاظ کے اپنانے میں مانع رہا ہوگا۔

اس لئے یہ نتیجہ نکال لینا کہ اس ”باہمی اشتراک“ سے ایک زبان ضرور وجود میں آئی ہوگی اور وہی ہماری اردو کی قدیم شکل ہے شبہ سے خالی نہیں۔ پنجابی اور قدیم اردو کی گرامر کی مشابہت و مماثلت بھی کوئی اہم بات نہیں ہے کیونکہ دوسرے علاقوں کی صرف اور اردو کی صرف میں اس نوع کی مشابہت وغیرہ کافی ملتی ہے۔ پھر پنجابی ہی کو اہمیت کیوں دی جائے! مزید یہ کہ اس سلسلے میں جب ہم اس عہد کے صوفیائے کرام کی خدمات اور ادبی کارناموں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں وہاں بھی کوئی مثبت پہلو نہیں ملتا۔ چنانچہ جب تک مسعود سعد سلمان کا دیوان ہاتھ نہ آجائے، اور اس کی زبان کا اندازہ نہ ہو جائے پنجاب یا پنجابی کے حق میں فیصلہ کرنا دشوار ہے۔

اردو کی ابتدا گجرات میں

اس نظریہ کے پیش کرنے والے پروفیسر سید نجیب عرف ندوی اور مؤید ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ہیں۔ اپنے مقالہ میں ڈاکٹر مدنی صاحب نے اس نظریہ کو بڑے محققانہ انداز میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوفی نے تجارت، مذہب اور سیاست کے سہ مرکزی اصولوں کو سامنے رکھا ہے۔ چنانچہ انہیں کی روشنی میں ان کی تحقیق کا خلاصہ کچھ اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے:

ہندوستان زمانہ قدیم سے تجارت پیشہ قوموں کی دائمی کشش کا مرکز بنا رہا اور مختلف بادشاہوں نے اس سونے کی چڑیا کو پالنے کی ہمیشہ جدوجہد کی۔ علاوہ بریں اس کے فلسفہ و دانش نے اقصائے عالم میں دور دور تک اجالا پھیلایا اور قلب کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں کی تربیت و اصلاح کا کام سرانجام دیا۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ شمال، جنوب، مغرب، مشرق چاروں طرف سے لوگ مختلف مقاصد کے ساتھ ہندوستان خصوصاً گجرات آتے رہے اور اپنے ساتھ اپنی بولیاں ساتھ لاتے رہے۔ گجرات کی زرخیزی، تجارت، آب و ہوا اور مذہبی مقامات

کی افراط نے یقیناً بے شمار مخلوق خدا کو اپنی طرف کھینچا ہوگا اور انہوں نے توطن اختیار کر لیا ہوگا۔ بندرگا ہوں کے اس ملک پر سیاسی اعتبار سے جارحانہ حملے کوئی ۲۰۰ ق م سے شروع ہو گئے تھے اور ان کا سلسلہ ۱۸۰۰ء تک جاری رہا جبکہ انگریز پورے ملک پر قابض ہو گئے تھے۔ ان حملہ آوروں میں فارسی و عربی خصوصاً فارسی بولنے والوں کے حملے ۱۵ھ سے لے کر ۶۹۶ھ تک جاری رہے۔ اس کے بعد یعنی ۶۹۶ھ کے بعد انصرام صوبہ کے طور پر دہلی سے گورنر آتے رہے، اور بہت بڑی تعداد میں فارسی بولنے والے۔ مسلمان حملہ آوروں سے بھی پہلے گجرات میں موجود رہے۔ اس سلسلے میں ظفرخان الملقب بہ سلطان ظفر کا سلسلہ حکومت خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ (۸۱۰ھ تا ۹۸۰ھ)

چونکہ تجارت، مذہب اور سیاست ایسے اسباب ہیں کہ جن کی بنا پر مختلف اللسان لوگ کسی مقام پر اکٹھا ہو سکتے ہیں اور ان کی اس یکجائی سے مشترکہ زبان کی داغ بیل پڑ سکتی ہے۔ اس لیے سندھ اور پنجاب کے دعویداروں کے ہاں یقیناً سچائی پائی جاتی ہے۔ مگر اسی اسبابی تثلیث کے پیش نظر و ثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس مشترکہ زبان کے پیدا ہونے کے امکانات گجرات میں بہت زیادہ تھے۔ اس لیے اردو کی جاے پیدائش کا شرف للفضل متقدم کے تحت گجرات کو حاصل ہوتا ہے۔ تاہم بقول مدنی صاحب کے اس مشترکہ زبان کا یک نخت مٹ جانا یا ترقی کر کے ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل جانا تحقیق طلب ضرور ہے۔ اب رہ گئی اردو پر برج بھاشا کے اثر کی تو اس کے جواب میں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ لسانی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ گجراتی، راجستھانی وغیرہ ایک ایسی پراکرت میں سے نکلی ہیں جس سے ہندی (مغربی) شورسینی وغیرہ نے جنم لیا ہے۔ لہذا یہ اگر برج بھاشا اور شورسینی کی صرف و نحو اور ترکیبوں سے مشابہ ہے تو کچھ عجب نہیں کیونکہ ہندی، راجستھانی اور اسی قبیل کی دوسری زبانوں میں بھی بہت زیادہ مشابہت و مماثلت ہے۔

اردو کے نام — گجری اور دکنی — اور ادبی تشکیل

ارتقائی مدارج میں اردو کئی ناموں سے موسوم ہوتی رہی ہے۔ ان ناموں میں گوجری اور دکنی بھی ہیں۔ تاہم گجری اور دکنی سے بحث کرنے سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دوسرے ناموں پر ایک نظر ڈال لیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے سے پہلے کوئی ایک زبان راج نہیں تھی۔ مختلف خطے مختلف زبانیں بولتے تھے۔ مثلاً گجراتی، بنگالی، سندھی اور پنجابی وغیرہ۔ ان کے علاوہ ایک علمی و ادبی زبان سنسکرت موجود تھی اور لطف یہ کہ عربی و فارسی بولنے والے خصوصاً سیاح ان علاقائی زبانوں کے علاوہ خود سنسکرت کو بھی ہندی یا ہندوی کہتے تھے۔ یعنی وہ ان میں فرق نہیں کرتے تھے۔ مثلاً بزرگ بن شہریار ۲۷۰ھ کے قرآن کے متعلق کہتا ہے: "قرآن کا ہندی مطلب بیان کرے۔" ۱۷

اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہندی کسی مقامی زبان کے لئے استعمال کیا گیا ہے یا اس سے مراد قدیم اردو کی کوئی شکل ہے۔

۱۷۷۷ء میں ہندوستان کی جس زبان سے طب کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا ہے ابن ندیم کی الفہرست میں اس کو ہندی لکھا گیا ہے۔ نقل من الہندی الی الفارس۔ ہندی سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔^{۱۷} یہ اقتباس ظاہر کرتا ہے کہ ہندی کا لفظ سنسکرت کے لئے استعمال ہوا ہے، کیونکہ طب کی کتابیں سنسکرت ہی میں تھیں۔

البیرونی "کتاب الہند" میں کلیلہ و دمنہ کے ذکر میں لکھتا ہے:

"ہندوؤں کے پاس ان کے علاوہ اور بھی بہتیرے دوسرے علوم و فنون کی اور بے شمار کتابیں ہیں لیکن ہم ان سے واقف نہیں ہو سکے۔ میری خواہش ہے کہ ہم کتاب پنچ تন্ত্র جو ہم لوگوں میں کلیلہ و دمنہ کے نام سے مشہور ہے ترجمہ کر دیتے۔ یہ کتاب فارسی اور ہندی اور پھر عربی اور فارسی میں ایسے لوگوں سے منتقل ہوتی رہی ہے جن پر اداسے مطلب کے سلسلے میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔"^{۱۸}

امیر خسرو نے سپہر میں سنسکرت کو اس کے اصلی نام سے یاد کرتے ہیں:

"این است زبانی بصف در دری، کم تر از عربی و برتر از دری۔"^{۱۹}

لیکن مثنوی دول رانی میں سنسکرت کو زبان ہند بھی یہی خسرو کہتے ہیں:

زبان ہند ہم تازی مثال است کہ آئینش در آنجا محال است گرتہ ٹین عرب نحوست و گہ صرف۔ از آن آئین درین کم نیست یک حرف۔^{۲۰}

اور پھر مقامی زبانوں مثلاً لاہوری، سندھی، گجراتی، بنگالی، اودھی وغیرہ کے ساتھ نواح دہلی میں مروج زبان کے لئے فقط ہندوی استعمال کیا ہے:

دہلی و پیرمنش اندر ہمہ حد . . . این ہمہ ہندویت کز ایام سخن

عامہ بکار است بہر گونہ سخن^{۲۱}

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام قدیم سے دہلی اور اس کے اطراف و اکناف میں جو زبان بولی جاتی تھی وہ اگرچہ کوئی پراکرت یا اپ بھرنش ہوگی جس کو خسرو نے ہندوی کے نام سے یاد کیا ہے۔ اب ذرا خسرو کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

^{۱۷} کتاب الہند، انجمن ترقی اردو ہند ص ۲۰۸

^{۱۸} بحوالہ نقوش سلیمانی ص ۶۰

^{۱۹} مثنوی دول رانی ص ۴۲

^{۲۰} بحوالہ خسرو، وحید مرزا، ص ۱۶۰

^{۲۱} خسرو بحوالہ محمد وحید مرزا ص ۱۸۵

ترک ہندوستانیم من ہندوی گویم جواب، شکر مصری ندارم کز عرب گویم سخن
چون من طوطی ہندم از راست پرستی، زمن ہندوی پرس تا نغسز گویم لے
اس سے پتہ چلتا ہے کہ خسرو "ہندوی" اردو کی قدیم شکل کے لئے استعمال کیا ہے مگر لفظ ہندوی کا پراکرت
اور اردو کی قدیم شکل کے لئے استعمال کرنا ذرا مغالطہ میں ڈالتا ہے۔ مثلاً کالنجر کے راجہ نندا نے محمود غزنوی کو راج
الوقت زبان میں چند شعر لکھ کر بھیجے تھے جنہیں محمود اور دوسرے شعرا نے غزنی نے پسند کیا۔ زمین الاخبار میں اس کا ذکر
اس طرح ملتا ہے:

”پس نندا شعری گفت امیر محمود را بلغت ہندوی و بہ نزدیک او فرستاد“ لے

اس موقع پر مولانا سلیمان ندوی کا یہ بیان دلچسپی سے خالی نہیں:

”اہل عرب یہاں کی قدیم زبان میں سے ہر ایک کو ہندی یا ہندیہ کہتے تھے۔ وہ سنسکرت، پالی، سندھی، ملتان
گجری سب کو ہندی کہتے تھے۔“

امیر خسرو نے صوبائی بولیوں کی جو فہرست دی ہے لگے ہاتھوں اسے بھی دیکھ لیجئے، سندھی، لاہوری، کشمیری،
گیری، بنگالی، گوری، گجراتی، تلنگی، معبری، دھور سمندری، اودھی اور ہندی جو دہلی کے اکناف میں بولی جاتی
ہے۔“

حاصل مطلب یہ کہ بعضوں نے سنسکرت کے لیے اور بعضوں نے کسی مقامی بولی کے لئے لفظ ہندی کا استعمال کیا ہے۔
اردو نے چونکہ ہندی میں جنم لیا ہے اور کسی ایک مقام کی زبان پر اس کی عمارت کھڑی کی گئی ہے اس وجہ سے
اس کے لئے بھی شروع شروع میں کوئی نیا نام وضع نہیں کیا گیا؛ اور ہندی کی نسبت سے ہندی مشہور ہوئی۔ اس کی مثالیں
بے شمار ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

(۱) فرہنگ بحر الفضائل (۸۲۸ھ) میں قدیم اردو کے لئے ہندوی استعمال کیا گیا ہے۔ لے

(۲) شیخ عبدالوہاب متقی جو ۹۶۳ھ میں مکہ ہجرت کر گئے تھے درس و تدریس کے سلسلے میں دیس دیس سے گئے
ہوئے طالب علموں سے ان کی اپنی زبان میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:
”... و باہندیان در تقریر فارسی تکلف نکنند و ہم بہ زبان ہندی اکتفا فرمایند“ لے

لے بحوالہ خسرو از محمد وحید مرزا ص ۲۲۸، اور یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بقول عوفی (باب الالباب) ہندوی میں
مسعود سعد سلمان کا بھی دیوان تھا۔ لے زمین الاخبار گردیزی مرتبہ عبدالوہاب قزوینی ص ۶۳

لے عنوی نہ سپہر بحوالہ خسرو، وحید مرزا ص ۱۸۵

لے نقوش سلیمانی ص ۵۹

لے اخبار الاخبار در ذکر عبدالوہاب المتقی

لے بحوالہ مقالہ ڈاکٹر مدنی

(۳) ملک محمد جاشی کے شائع کا ارشاد ہے:

”گمان نکلند کہ بیچ اولیا بہ زبان ہندی تکلم نہ کردہ زیرا کہ اول از جمیع اولیا قطب الاقطاب جو اہم بزرگ معین الحق والملمۃ والدین قدس اللہ سرہ بدین زبان سخن فرمودہ ازان بعد حضرت گنج شکر قدس اللہ سرہ و حضرت در زبان ہندی و پنجابی بعضی از اشعار نظم فرمودہ چنانکہ در مردم مشہور اند۔“^{۱۵}

(۴) ملا عبدالقادر بدایونی نے بوستان کے ایک مشکل شعر کا مفہوم اپنے استاد شیخ عبداللہ بدایونی سے اس طرح

پوچھا تھا:

”معنی این چیست بزبان ہندی بیان کنید۔“^{۱۶}

عادل شاہیوں کے زمانہ میں درباری زبان فارسی سے اردو اور پھر اردو سے فارسی ہوئی مگر اس زبان کو اس وقت اردو نہیں بلکہ ہندی ہی کہتے تھے۔ خانی خان چنانچہ منتخب اللباب (ج ۳ ص ۳۰۷) میں ابراہیم عادل شاہ کے متعلق لکھتا ہے:

”ابراہیم عادل شاہ دفتر فارسی کہ بجائے دفتر ہندی جد و پدر او قرار دادہ بودند بر طرف نمودہ بدستور سابق ہندی مقرر نمود۔“

ہندی کا نام اردو زبان کے لئے اس قدر مخصوص و مشہور ہو گیا تھا کہ اردو کے شاعر اور ادیب اسے اسی نام سے یاد کرتے تھے۔ میر تقی میر نکات الشعراء میں اور تخبین نو طرز مرصع میں اردو کو ہندی کہتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر دہلوی نے قرآن مجید کا جس زبان میں ترجمہ کیا ہے اسے ہندی کہا ہے؛ اور سرسید نے آثار الصنادید کے طبع اول میں اردو کا نام ہندی لکھا ہے۔

اردو کو ہندوستانیوں اور فرنگیوں نے ہندوستانی یا زبان ہندوستانی یا زبان ہندوستان کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ شاہجہانی دور کا مصنف عبدالحمید لاہوری بادشاہ نامہ میں لکھتا ہے:

”سخن طرازان فارسی و ہندوستانی نظم و نثر داستان آن رسم آثار گزارند دامن امید بجز انل عطا یا برا موزند۔“^{۱۷}

ابوالفضل اکبر نامہ میں ادہم خاں اور انگہ کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”حضرات بزبان ہندوستانی فرمودند۔ اے ماندو کرا انگہ مارا کشتی۔“^{۱۸}

ابوالقاسم فرشتہ عادل شاہ ثانی والی بیجا پور کے ذکر میں لکھتا ہے:

^{۱۵} تاریخ بدایونی ج ۳ ص ۵۴

^{۱۶} اکبر نامہ ج ۳ ص ۲۷۱

^{۱۷} اردو کی ابتدائی نشوونما

^{۱۸} بادشاہ نامہ ج ۱ ص ۴۹۳

” تا بہ ہندوستانی متکلم نمی شد“^{۱۷}

اور مولانا وجہی سب رس میں لکھتے ہیں :

” زبان ہندوستان - آغاز داستان - نفل ایک شہر تھا۔“^{۱۸}

ڈاکٹر گل کرائسٹ نے قواعد کی ایک کتاب کا نام رکھا ہے: قواعد ہندوستانی - انگریزوں نے اسپین کی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کو پاکر مورث کہا اور ان کی زبان - اردو - کو بھی مورث کہا مگر یہ عام نہ ہو سکا۔
گجری اور دکنی

اوپر کی سطر میں یہ بتاتی ہیں کہ اردو کے پہلے کئی نام تھے۔ مگر خود ان ناموں سے پہلے اس زبان کو گجرات میں ہندوی، گوجری، دہلوی اور زبان گجراتی کہتے تھے اور دکن میں دکھنی، گوجری اور ہندی کہتے تھے۔

باجن (وفات ۹۱۲ھ) اپنے کلام کو ہندوی اور دہلوی دونوں ہی کہتے ہیں۔ ایک مناجات کے سلسلے میں لکھتے ہیں: ”و این مناجات بزبان ہندوی گفتہ شدہ است۔“^{۱۹} دوسری جگہ ایک نظم کی سرخی یہ دیتے ہیں: ”صفت دنیا بزبان دہلوی گفتہ۔“^{۲۰}

علی جوگام دھنی (وفات ۹۷۳ھ) کی جواہر اسرار اللہ کی زبان کو ان کے پوتے سید ابراہیم بن شاہ مصطفیٰ گوجری بتلاتے ہیں:

... بطریق نظم بالفاظ گوجری ... فرمودہ۔^{۲۱}

مگر اسی زبان کو صاحب مرآت احمدی گام دھنی کے کلام کا ذکر کرتے ہوئے ہندی کہتا ہے۔^{۲۲}

میاں خوب محمد چشتی اپنی شہنوی خوب ترنگ میں اپنی زبان کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) جیوں دل عرب عجم کی بات سن بولے بولی گجرات

(۲) جیوں منہ بولی منہ بات عرب عجم مل ایک سنگھات

اور اس کی توضیح ”امواج خوبی“ شرح خوب ترنگ میں یوں کی:

... ومن بزبان گجراتی کہ الفاظ عجمی و عربی آمیز است

^{۱۷} تاریخ فرشتہ (فارسی) سب رس، انجمن ترقی اردو ہند ص ۱۶

^{۱۸} اور نیٹل کالج میگزین ۱۹۳۰ء پروفیسر شیرانی

^{۱۹} جواہر اسرار مرتبہ سید ابراہیم بن شاہ مصطفیٰ بحوالہ مقالہ ڈاکٹر مدنی

^{۲۰} مرآت احمدی، خاتمہ، بڑودہ، ص ۶۵

بعد میں محمد امین نے اپنی مثنوی یوسف وزلیخا (۱۱۰۹ھ) کے بارے میں لکھا ہے:

ہر یک جاگہ ہے قصہ فارسی میں میں اسکوں اتارے گو جری میں
گجرات کے ان شعراء کے علاوہ بعض دکنی شعراء بھی اپنی زبان کو گجری (گو جری) کہتے تھے۔ شیخ برہان الدین
جام (وفات ۹۹۰ھ) اپنی تصانیف حجت البقا اور ارشاد نامہ میں لکھتے ہیں:

(۱) جس ہویں گیان پجاری نا دیکھیں بھاکا گجری (حجت البقا)

(۲) یہ سب گجری کیا زبان کر یہ آئینہ دیا نماں (ارشاد نامہ)

مگر اسی زبان کو دکن کے مشہور شاعر ملا وجہی اور نشا طلی دکھنی کہتے ہیں:

دکھن میں جوں دکھنی مٹھی بات کا ادا نین کیا کوئی اس دھات کا

نشا طلی اسے ہر کس کتیں سمجھا کوں توں بول دکھنی کئے باتاں ساریاں کوں کھول

گویا گجراتی اور دکھنی شعراء تقریباً ایک ہی زبان کو مقامی محاوروں کی بنا پر الگ الگ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ البتہ دکھنی شعراء کے اپنی زبان کو گو جری یا گجری کہنے سے مغالطہ ہوتا ہے۔ محققین کی رائے اس سلسلے

میں یہ ہے۔

مولوی عبدالحق:

لیکن خصوصیت کے ساتھ گجری کہنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ وہ زبان جس میں ان کا کلام ہے ہندی ہے لیکن گجری ہندی ہے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور:

اس سلسلے میں یہ واقعہ ضرور قابل ذکر ہے کہ گجرات کی سلطنت کا ختم ہونا ہندوستانی کی ترقی و نشوونما کے لئے مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ زوال سلطنت کے ساتھ وہاں کا علمی و ادبی خمیرازہ بکھر گیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے (رسالہ) ... اپنے آدمیوں کو ہمیشہ بہا تحائف اور سوغات دے کر گجرات روانہ کیا تاکہ وہاں کے علماء اور شعراء کو بیجا پور کے دربار میں آنے کی دعوت دیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد گجرات کی ادبی عظمت کا پرچم لہرانے لگا۔ مشہور و معروف ہستیوں کے علاوہ اکثر عام لوگ بھی بیجا پور آئے تھے اور ان گجراتیوں کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ بعض دکھنی مصنف بھی اپنی گجراتی آمیز ہندوستانی کو گجری کے نام سے موسوم کرنے لگے۔

۳ رسالہ اردو، جولائی ۱۹۲۷ء

۱ یوسف زلیخا مقالہ ڈاکٹر عبد الحمید فاروقی

۲ ہندوستانی لسانیات ص ۱۰۳

پروفیسر شیرانی مرحوم :

ہمارا خیال ہے کہ جو لوگ اپنی زبان کو گجری یا گوجری کہتے ہیں وہ درحقیقت گجرات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ... اگر دکن میں یہ اصطلاح کسی مصنف کے یہاں ملتی ہے تو ہم یہ سمجھ لیں کہ دراصل وہ مصنف گجرات کا باشندہ ہے اور اسی لئے اپنی زبان کو گجری کہتا ہے۔

مندرجہ بالا بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گجری یا گوجری گجرات سے اور دکھنی دکھن (دکن) سے مخصوص ہے۔ تاہم ان میں فرق ہے تو بس مقامی محاوروں کا ہے۔ ورنہ دونوں مماثل بلکہ ایک ہی زبان ہیں۔ اب اسے ہندی یا ہندوستانی کہہ لیجئے، جسے باجن دہلوی بھی کہتے ہیں اور ہندی بھی۔ جو خود اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دہلوی یا مشترکہ زبان اور گجری میں بھی محض مقامی محاوروں کا ہی فرق رہا ہوگا۔ اور دہلی کی مرکزیت نے وہاں کی زبان کو معیاری سمجھنے پر مائل کیا ہوگا اور اسی لئے اپنی زبان کو معیاری حیثیت دینے کے لئے انہوں نے دہلوی کہا ہوگا تاہم گجری کی ایک اہم توجیہ کا بیان کر دینا دلچسپی اور اہمیت سے خالی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سی ظہیرین مدنی رقم طراز ہیں :

"... سوال توجہ طلب ہے کہ گجری کو قوم گوجر اور ملک گجرات سے منسوب کیا جائے یا گجری بمعنی بازار سے۔ ممکن ہے کہ گزری یا بازار سے عوام میں گجری ہو گیا ہو۔ جیسے غریب نواز سے گریب نواج۔ ذکر یاں (اذکار) سے جکر یاں۔ بہر حال بازار کے لئے تو گجرات اور دکن میں عام طور پر لفظ گجری استعمال ہوتا ہے۔ بری ان پور میں یہ لفظ بازار کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ وہاں اس وقت بھی ایک محلہ نانا گجری کے نام سے مشہور ہے۔ ممکن ہے وہاں اس کا بازار ہو۔ خاندیش میں دیہاتی بازار کو (جو بڑے شہروں میں ہفتہ میں ایک روز ہوتا ہے) گجری کہتے ہیں۔ آج تک اجماع آباد میں بھی دیہاتی ہفتہ کے بازار کو گجری ہی کہتے ہیں۔ اس امر کو دیکھتے ہوئے خیال نواز صاحب کہتا ہے ایسے ہی بازاروں میں مخلوط زبان بولی جاتی ہوگی اس کو بھی گجری ہی کہنے لگے ہوں گے۔"

اردو کی ادبی تشکیل

اردو کی ابتدا کے سلسلے میں اگرچہ محققین کے ہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، تاہم سب سے پہلے تحقیق میں کہ اردو کی ادبی تشکیل سب سے پہلے گجرات ہی میں ہوئی۔ پروفیسر محمود شیرانی مرحوم کی رائے یہ ہے :

"موجودہ معلومات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کی ادبی تشکیل سب سے پہلے گجرات میں پائی

پروفیسر شیرانی اور فیصل کالج میگزین، فروری ۱۹۴۱ء، صفحہ ۱۲۳، اور پروفیسر محمود شیرانی

جاتی ہے۔ یہ صوبہ سنہ ۶۹۶ھ میں سلطنت دہلی کے زیر نگیں آتا ہے اور مسلمان آبادکار اس میں داخل ہوتے ہیں۔ تقریباً ایک صدی تک گجرات دہلی کے تابع رہا۔ بعد میں آزاد ہو گیا۔ ہم اور واقعات سے اعراض کر کے امیر تیمور کے حملہ ہند کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے سرزمین گجرات میں زبان کو بالواسطہ تقویت پہنچتی ہے۔ تیموری تاخت کی بنا پر لوگوں کی ایک کثیر تعداد صوبہ دہلی سے ہجرت کر کے گجرات میں جا کر آباد ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کا ارشاد ہے :

”گجرات کی اردو کے قدیم مخطوطے ہنوز محفوظ ہیں۔ اگرچہ بالکل ادبی رنگ کے نہیں مگر ان سے ثابت ہوتا ہے

کہ گجرات میں یہ زبان اس قدر ترقی کر گئی تھی کہ اس کا مقصد استعمال یقیناً ادبی ہو گا۔“

اردو کی تشکل۔ ادبی تشکیل میں سلاطین اور صوفیائے کرام نے بڑا حصہ لیا ہے۔ گویا دین و دنیا دونوں متحد ہو گئے تھے۔ دنیا کے لحاظ سے سکندر لودھی، اکبر، اور دکن کے عادل شاہی حکمرانوں کے زمانے میں فارسی اور پھر اردو سے لوگوں کا شغف بڑھتا گیا۔ صوفیائے کرام نے دین و تصوف کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مقامی زبانوں۔ عربی و فارسی الفاظ کے میل کے ساتھ۔ کو استعمال کیا۔

گجرات پر محمود غزنوی، قطب الدین ایبک اور شہاب الدین غوری کے حملے کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور رکھتے ہیں۔ مگر علاؤ الدین خلجی کے افسرانہ خان کا حملہ تو بڑی ہی خصوصیت اور اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ اس کے بعد سے (۶۹۶ھ تا ۸۱۰ھ) گجرات دہلی کا صوبہ بن گیا اور وہاں سے باقاعدہ گورنر آتے رہے۔ نہ صرف ان کے دفاتر کی زبان فارسی تھی بلکہ ان کی فوج میں بھی فارسی بولنے والوں کی اکثریت تھی۔ علاوہ برائیں اس دور میں امراء اور روساء کے لئے اپنے ساتھ علماء و شعراء و ادباء کا منسلک رکھنا ثقافتی اہمیت رکھتا تھا۔ اس لئے قطعی ممکن ہے کہ گورنروں کے علاوہ ان کے امراء وغیرہ کے ساتھ علماء و شعراء و ادباء بھی رہے ہوں گے۔ ویسے دہلی سے وہ گجرات ضرور آئے۔

دہلی کی کمزوری پر جب خانہ جنگیاں شروع ہوئیں تو علماء و فضلاء خاصی تعداد میں گجرات آئے کہ سکون کی داروہیں ملتی تھی۔ امیر تیمور کے حملے کے بعد تو ان کی ایک بڑی تعداد گجرات آکر سکونت پذیر ہو گئی۔

اس سلسلے میں صاحب مرآت احمدی کا بیان ملاحظہ ہو :

”ہم درین اثنا خبر رسید کہ حضرت صاحب قرآن امیر تیمور گورکان در دہلی نزول اجلال فرمودند و فتور عظیم

در آن دیار راہ یافت و خلق کثیر از ان حادثہ گریختہ بہ گجرات آمدند۔^۱
 واقعہ یہ ہے کہ بقول شیرانی صاحب علماء و فضلاء کی اس ہجرت سے گجرات میں زبان کو بہت بڑا فائدہ
 ہوا لیکن اس سے کہیں زیادہ فائدہ اسے خود گجرات کے بادشاہوں اور صوفیاء کی ذات با برکات سے پہنچا ہے۔
 گجرات کی خوشگوار اور عمدہ آب و ہوا، سلطنت کا قابل تعریف نظم و نسق اور علم و ادب کے چرچے کے ساتھ
 سلاطین گجرات کی داد و دہش اور علمی سرپرستی کے سبب دور دور سے علماء و ادباء احمد آباد اور دوسرے شہروں میں
 کھینچ کھینچ کے آگئے تھے۔ درس و تدریس کے سلسلے میں یہ اقباسات اہم ہیں :
 ”مدارس بہشت آئین و مساجد چون خلد برین ساختہ“^۲
 اور علوی شیرازی لکھتا ہے :

مدارس درو بے حد و خانقاہ برائے مسافر کہ آید ز راہ^۳
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلاطین گجرات علم و ادب کے خود دلدادہ تھے۔ ان کی علم و ادب کی خدمات کے
 سلسلے میں مولانا عبدالحی کا یہ اقتباس کافی ہے :

”میرا خیال تو یہ ہے اور میں اس کو بلا خوف مخالفت کہہ سکتا ہوں کہ شاہان گجرات نے اپنے ڈیڑھ سو
 برس کے زمانہ فرمانوائی میں جس قدر علوم و فنون کی سرپرستی کی ہے وہی کی شمس صد سالہ تاریخ اس کی نظیر
 نہیں پائیں کر سکتی۔ یہ صرف ان کی قدردانی اور حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ شیراز و یمن و دیگر ممالک اسلامیہ
 کے چیدہ و برگزیدہ علماء نے گجرات میں آکر بود و باش اختیار فرمائی، جن کے فیوض سے چند دنوں میں گجرات اہمال
 ہو گیا اور خود گجرات میں اس پائے کے علماء پیدا ہوئے جن کے فیوض علمی کی آبیاری سے اب تک ہندوستان کی
 درسگاہیں سیراب ہو رہی ہیں۔“^۴

واقعہ یہ ہے گجرات میں صاحبان فضل و کمال موجود تھے۔ سلطنت گجرات کے خاتمہ پر ان میں سے اکثر دکن چلے
 گئے جہاں ان کی قدر و منزلت ہوئی اور ان کی زبان کو لوگوں نے اختیار کر لیا۔
 اردو کی مقبولیت کے ساتھ ساتھ اسے سلاطین گجرات کی اردو نوازی بھی کہہ سکتے ہیں کہ نلفرخان (نظرفاول)
 نے راستی خان کو جہاں شکست دی تھی اس مقام کو اپنی فتح کی مناسبت سے جیت پور کے نام سے موسوم کیا۔ محمود

۱۔ مرآت احمدی ج ۱ ص ۲۲ ۲۔ عمل صالح، ہفت اقلیم، نظرفالوالہ، مرآت سکندری وغیرہ میں اس
 کی شہادتیں مل جاتی ہیں۔ ۳۔ یاد ایام ص ۱۵ ۴۔ مرآت سکندری ص ۵۵ ایضاً
 ۵۔ یاد ایام ص ۲۸ ۶۔ مرآت احمدی

بیگرہ کے نام میں بیگرہ (بے معنی دو، گرہ بمعنی قلعہ، بیگرہ یعنی دو قلعوں والا) بھی اردو دوستی کا ثبوت ہے۔

اس کا ایک فقرہ بھی زبان زد خاص و عام ہے: ”نیچی بیری ہر کوئی جھوڑے“^{۱۷}
 عمارات و تالاب وغیرہ کے نام بھی اردو رکھے گئے۔ مثلاً سلطان قطب الدین کا بنوایا ہوا تالاب کانگریہ تالاب
 یہ حوض اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کے اطراف میں شاہی خاندان کے افراد کے لئے جو عمارتیں تیار ہوئی
 تھیں وہ ”قصر گھٹا منزل“ کے نام سے مشہور تھیں۔ ان میں سے تالاب اور نگینہ بارٹی آج بھی باقی ہیں۔
 ’پور بندر‘ کے قریب سلاطین گجرات کے ایک رومی سپہ سالار نے بلا اجازت بندرگاہ میں داخل ہونے والوں اور
 جہازوں کو روکنے کے لئے پانی کے اوپر اور اندر موٹی موٹی زنجیریں ڈلوادی تھیں۔ اسے لوک عام طور پر ’سنکل کوٹ‘
 (زنجیر کا قلعہ) کہتے تھے۔^{۱۸}

مشائخ اور صوفیائے کرام نے اردو کی مقبولیت اور ادبی تشکیل میں جو حصہ لیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں
 ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے انہوں نے سندھ اور دکن کے علاوہ گجرات کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا تھا۔ تقریباً
 تمام سلسلوں سے وابستہ مشائخ گجرات میں موجود تھے۔ ان کی تبلیغ کا حلقہ انسانی آبادی کو محیط تھا۔ ہر مذہب و ملت
 کے لوگ ان سے روحانی فیض حاصل کرتے تھے۔ تلقین و ہدایت کے لئے انہوں نے مقامی اور عام بولی کو اپنایا اور
 مریدوں کے لئے چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے جنہیں ہم سجا طور پر ادبی تشکیل کی اولین کوشش کہہ سکتے ہیں۔ ان
 بزرگوں کے ملفوظات اور گجرات کی تاریخ کی کتابوں میں ان سے منسوب جملے اور فقرے اس حقیقت کے شاہد ہیں
 کہ جو زبان وہ اپنے مریدوں کے لئے استعمال کرتے تھے وہ قدیم گوجری یا اردو ہی تھی۔

علاوہ براین احمد آباد کے محلہ رائے کھڑکی مسجد کے ایک کتبہ (۹۶۳ھ) سے پتہ چلتا ہے کہ اردو قبول
 عام کی سند حاصل کر کے کتبوں کی زبان بن چکی تھی۔ یہ کتبہ وہاں اب بھی دیکھا جاسکتا ہے۔
 بہر حال تلاش و تحقیق کی روشنی میں یہ ظن ہے کہ اردو کی ادبی تشکیل آٹھویں صدی ہجری میں یقیناً
 ہو چکی تھی۔ مولانا فضل الدین بن قوام الدین بلخی باشندہ ’کڑی (گجرات) کی شرح مخزن اسرار اس کا بدیہی
 ثبوت ہے۔ اس میں فارسی الفاظ کے مترادف دئے ہوئے ہیں۔ مولانا کی دوسری تصنیف فرہنگ بحر

۱۷ لہ کذا بمبئی ص ۱۱۱ ۱۸ مرآت احمدی، خاتمہ، بڑودہ ایڈیشن ص ۱۹
 ۱۹ مرآت سکندری، فضل اللہ ص ۲۰۱ ۲۰ تفصیل کے لئے اذکار الابرار، تذکرہ اولیائے دکن، یادایام
 مرآت احمدی (خاتمہ) وغیرہ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۲۱ مقالہ ڈاکٹر مدنی ۲۲ مضمون شیرانی، اورینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۳۰ء

الفضائل (۸۳۹ھ) میں مرتب ہوئی۔ اس میں تین سو سے زیادہ اردو الفاظ ملتے ہیں۔ اس کے آخری باب کے متعلق مولانا تحریر فرماتے ہیں:

”باب چہارم در بعض الفاظ ہندی کی در نظم ہندی استعمال کنند“

اس سے ظاہر ہے کہ گجرات میں اردو نظم کا آغاز پہلے ہو چکا ہوگا۔ افسوس کہ ایسے ادبی کارنامے ہماری دسترس سے باہر ہیں۔ تاہم ان امور کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نویں صدی ہجری میں اردو کی تشکیل ہو چکی ہوگی۔ بلکہ بقول ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ”شاید ادبی تشکیل کا ایک آدھ دور بھی گزر چکا ہوگا“

اردو — خوب محمد کے زمانے میں

اردو کی ادبی تشکیل کا اندازہ باجن کے اقتباسات سے ہو گیا ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ خوب محمد حشتی کے زمانے میں اردو گجرات کے دینی و دنیوی مسائل کے بیان پر پورا پورا عبور حاصل کر چکی تھی۔ شاہ علی جوگام دھنی، خوب محمد حشتی، بابا شاہ حسینی کا کلام اس کا شاہد عادل ہے۔ ملاحظہ ہو:

شاہ علی محمد جوگام دھنی

عام اردو دنیا باجن کے بعد گجرات کے شاہ علی محمد جوگام دھنی سے زیادہ واقف معلوم ہوتی ہے۔ اور عام طور پر وہ اس کو ان کا نام سمجھتی ہے۔ حالانکہ شاہ ان کے سید اور خانقاہ نشینی کی طرف اشارہ کناں ہے۔ جو (بمعنی جان) جس کی شکل آجکل جی ہے محض احترام اور بزرگی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے۔ البتہ علی محمد واقعی ان کا نام ہے۔ گام دھنی اہالیان گجرات کا عطا کردہ عام لقب ہے۔ جو قبول عام و احترام کے جذبات کا حامل ہے۔ گام دھنی کے معنی گاؤں کے مالک کے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ سے متعلق زیادہ معلومات اب تک فراہم نہیں ہو سکی ہیں۔ آپ قطب عالم شاہ ابراہیم بن شاہ عمر الحسینی احمدی کے فرزند ہیں۔ مرآت احمدی میں آپ کو نبیرہ سید عبدالرحیم لکھا ہے (ص ۶۵)۔ آپ سید احمد کبیر رفاعیؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ نے ۷۷۷ سال کی عمر میں ۱۳ جمادی الاول ۹۷۳ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار رائے کھڑ (احمد آباد) میں شاہ غزنی کے روضہ کے متصل واقع ہے۔ مراجع تصوف میں بڑے ہی بلند پایہ مقام کے حامل ہیں۔ اردو کے بلند پایہ نقاد و محقق مثل محمود شیرانی، مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر

سے مضمون شیہ انی، اور نیٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۳۰ء

سے مقالہ ڈاکٹر مدنی ص ۳۱

سے تذکرۃ الانساب، برکات الاولیاء اور نیٹل کالج

میگزین ۱۹۳۱ء فروری، مرآت احمدی (خاتمہ)، تذکرۃ اولیاء گجرات، اردو کی ابتدا میں نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ، تذکرۃ اولیاء دکن (ملکاپوری)، اردو شہ پارے، سخنوران گجرات، مخطوطہ (ڈاکٹر مدنی)

زور وغیرہ آپ کی شاعرانہ عظمت کے قائل ہیں۔ اردو کا ایک دیوان الموسوم بہ جواہر اسرار اللہ آپ سے یادگاہ ہے۔
 شیخ بہاء الدین ثانی برناوی اور شیخ غوث گویاری جیسے بزرگ آپ سے ملنا ضروری سمجھتے تھے۔
 کتاب چشتیہ میں شیخ بہاء الدین برناوی کے جانشین شیخ علاؤ الدین برناوی لکھتے ہیں کہ جب شیخ بہاء الدین
 برناوی گجرات تشریف لے گئے تھے تو احمد آباد میں گام دھنی کے مہمان ہوئے تھے۔ اس دوران ملاقات میں گام دھنی نے
 اپنا ہندی کلام سنایا جس کو برناوی نے بہت پسند کیا اور گام دھنی نے اس کا ایک نسخہ برناوی کی خدمت میں پیش کیا۔
 آپ کا نقش نگین ”اللہ باقی محمد ساقی“ تھا۔ مریدوں کو شجرہ عنایت کرتے وقت اس کی مہر شجرہ پر لگا دی جاتی تھی۔
 آپ کی حیات میں آپ کے ایک مرید ابوالحسن بن عبدالرحمن القریشی الاحمدی نے ایک مختصر دیباچہ کے ساتھ
 آپ کا کلام مدون کیا اور جواہر اسرار اللہ نام رکھا۔ یہ اس مجموعہ کی پہلی اشاعت ہے۔ دوسری اشاعت ان کے پوتے
 سید ابراہیم بن شاہ مصطفیٰ بن شاہ علی محمد جیو گام دھنی کی مرہون منت ہے۔ موصوف اپنے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں: ۲۷

”وقتی طالبان وجود واحد این فقیر گفتند کہ این دیباچہ جواہر اسرار اللہ کہ ابوالحسن شیخ محمد ابن
 عبدالرحمن القریشی الاحمدی فرمودہ بغایت مختصر است تو دیباچہ دیگر کن۔ بعد از تامل بسیار التماس ایشان
 قبول کردہ بمقدار حصول حوصلہ خود عرض نمودہ کہ ’الاطاعۃ فوق الادب‘ اگرچہ مناسب جواہر اسرار اللہ نیست
 لطف فرمودہ باخلاق ’تخلقوا باخلاق اللہ‘۔ خطائی و لغزشی اگر یابند عفو فرمایند و حلد آرایش عروس پوشانند
 این فقیرا دعای از دیار عرفان و عشق و عاقبت بخیر دارین فرمایند ... این جواہر اسرار اللہ باذن آنحضرت
 سلطان العارفین متوب ساختم تا طالب مکاشفہ مطلوب فی الحال در مناظرہ آید و این قصیدہ القریشی الاحمدی
 فرمودہ بود، آن ہم درج کردم۔“ چنانچہ یہ قصیدہ بھی درج کیا ہے۔
 جواہر اسرار اللہ شروع سے آخر تک عشق حقیقی اور معرفت الہی کے رموز و نکات کا حسین اور دلکش مجموعہ ہے۔
 بیان کی دلاویزی اور عبارت کی رنگینی دل موہ لیتی ہے۔ مسئلہ وحدت الوجود کو مختلف پیرایوں میں خوبصورتی کے
 ساتھ بیان کیا ہے۔ صاحب مرآت احمدی جواہر اسرار اللہ کو شیخ مغربی کے دیوان کے ہم پلہ مانتا ہے۔
 ”دیوانی دارد ہندی زبان در روش و معنی برابر دیوان مغربی است“

۲۷ تذکرہ اولیائے دکن

۲۷ کتاب چشتیہ

۲۸ جواہر اسرار اللہ مرتبہ سید ابراہیم بحوالہ سخنوران گجرات (مخطوطہ)

۲۹ مرآت احمدی ص ۶۵ - واضح ہو کہ لفظ ’برابر‘ کا استعمال غلط ہے۔

پروفیسر شیرانی مرحوم نے جو اہرامِ اللہ کے مطالعہ کے بعد جو رائے دی ہے وہ جامع و مانع ہے۔ "معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ صفات سے گذر کر عین ذاتِ الہی میں محو ہیں۔ قلب پر وصال کی کیفیت طاری ہے۔ بشر، شجر، پھر پھول، غنچہ، کلی غرض تمام مظاہر قدرت میں محبوب حقیقی جلوہ نما ہے۔ اور یہ اس کے نشہٴ محبت میں سرشار ہیں۔ اس سے رنگ رلیاں کرتے ہیں اور محفوظ ہیں۔ کبھی مجنوں بنتے ہیں اور کبھی لیلیٰ۔ کبھی شیرین ہیں، کبھی خسرو، کبھی دولہا، میں اور کبھی دلہن۔ محبوب ان کا بھیس بھرتا ہے اور یہ محبوب کا بہروپ اختیار کرتے ہیں۔ وہ ان پر ناز کرتا ہے اور یہ اُس پر ناز کرتے ہیں۔ رنگ اڑاتے ہیں اور ہولی کھیلتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ اپنی محبت میں مگن ہیں۔

نمونہ کلام:

نکتہ اول درمکاشفہ سے

مو کیوں بھیس کچھو بھی بھورے
سب پیو جہت تھیں جہتا ہوا ہے
آہیں اے سب بھیس جس کے
ہورجے اس منہ ندیاں بارے
اے سب بھیس پیا کا سارا
ہو کر چننا تارے باسا
روپ اپنڑے اپیں میرے
ساخچہ بتی کر لاوے دھاتا
لا کر جوت دکھاوے بھاری
چھپ کر ہووے رات سنگائی
دن ہو آوے سورج بیسا
بھیس کئے ہیں میرے تیرے
دیکھو بھیس اوناری لیا یا
ہنسی تل بھی کھیل نہ میلے

ایتے بھاؤ جو لیا یا لورے
نکتہ دوم سے نو گھنڈ ہورجے آسرا ہے
ہونتوں دونوں نانو اسی کے
نکتہ سوم سے مرک اجھر ہور مندر مارے
مانک موتی گھ سنگارا
نکتہ چہارم سے کھیں سو لیاوے بھیس اکاسا
دیہ الا راتیج بکھیرے
نکتہ پنجم سے کھیں سو ہووے اندھیاری راتا
ہو کر دیوار راتیں ساری
نکتہ ششم سے مکھ پر بال بکھیر سوں تھی
ولی سنبھال سو بکھیرے کیسا
نکتہ ہفتم سے ان بھرولی کھیلے میرے
پرکھنار ہو آپیں آیا
نکتہ ہشتم سے کھیل جدھیا بہروپا کھیلے

لے اور نیشنل کالج میگزین فروری ۱۹۳۱ء

آپیں آپس بھاؤ دکھاوے
دھرتی ہو کر آپ بچھاوے
سرمایا ہو کر نینوں جیسے
دھنوس بادل مینہ ہو آئے
ندیاں نالے ہو کر چالے
کبھیں پیوتی اولے ٹھاوے
نار پرکھ ہو وہی سو جھیلے

آپیں ناچیں آپیں گاوے
کبھیں تیج بھرا بھیں لیاوے
کر پریت ہو بھاری جیسے
نکتہ دہم سے ایک سمند و دسات کہاوے
وہی سمند کر بوند دکھاوے
نکتہ یازدہم سے کبھیں سو مینہاں ہو جھڑلاوے
کاج بیج ہنس آپیں کھیلے

در عقدہ نکتہ اول
پر گھٹیا سیری سیریاں مجلس باتاں بوجھیاں تیریاں
نکتہ دوم
یہ دو ب بیا کر چاوتوں جگ گیری بھیس آوتوں
سب مانہ ہیں کرتا بھاوتوں
نکتہ سوم

پیو بلسل نجر سنوار نہیں جیور بھی نہ میرا دھار نہیں
اس گھونگھٹ اوپر دار نہیں
نکتہ چہارم

تو اپنا روپ بکھیر کر ہر لوگوں اوپر بول دھر
ہو رانا دیکھے آپ پر
نکتہ پنجم (در تخلص)
اے شاہ علی جیو پوتوں کر چند چھپاوے کیوتوں
سب بھیسو مانہ ہیں جیوتوں

علی جیو مکاشفہ نکتہ اول
جس کس کی بات نہ جانیں بیٹھے آپس آپ بکھانیں
نکتہ دوم
شاہ علی جیوتانوں دھراؤں سلطان عالم آپ کہاؤں
سارے شاہوں کا ہوں شاہ ہوں
نکتہ سوم

علی علی کا راتا ماتا علی علی منہ کر یو باتا
علی علی سوں جنے نباتا
نکتہ چہارم

علی علی ہنس آپ دکھاوے علی علی سوں لاوں لاوے
علی علی پر واریا جاوے
نکتہ پنجم (در تخلص)
علی محمد آپ کہاوے علی محمد سب رنگ لاوے
علی محمد سہاگ لٹاوے

لے مخطوطہ جواہر اسرار اللہ، کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد
لے د سے از جواہر اسرار اللہ (مخطوطہ) کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد

فارسی اوزان میں چند نظمیں پائی جاتی ہیں۔ (رجز مربع سالم)

یہ جیو تو رہتا نہیں
ہو رمن دوکھ بہتا نہیں
کو جائے پیو کہتا نہیں

اے بھائیو ہوں سو کروں

منجہ جگ کہے جمتا نہیں
پیو باج مچ گمتا نہیں
من مانہ نہ سمتا نہیں

اے بھائیو ہوں سو کروں

کچھ بات ہے پن کیوں کہوں
من مانہ کی من لے رہوں
توں سکھ کرے ہور دوکھ سہوں

اے بھائیو ہوں سو کروں

کے لوگ مجکو دوکھ دہیں
جانو جو ایسا کو سہیں
مچ باج علی جیو کے کہیں

اے بھائیو ہوں سو کروں

از معراج نبیؐ

آدم آدیں ہور جن سارے اے نور نبیؐ تھی کہتے

بھیس پھرا کر آپ دکھایا ہم تم اوپر بول سو دیتے

ڈونگر جیواں ہور نباتات اے سب نور نبیؐ کا جانوں

احمد محمد نانوں احد کے دو جا من منہ کوئی نہ آؤں

۷۰ ایضاً

۷۰ مخطوطہ کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد

توریت ماں خدا میں کہیا بہتر موسیٰ بات

محمد رسول حبیب خدا کا ساروں کیہ یہ بات

احمد بھی ہے توریت مانھیں محمد کیرا

انجیل میں بھی احمد کہیا ملے تھیں کسی مولود ٹھانوں

احدیت تھیں وہ ہوا ظاہر حضرت نبی محمد میرا

آئے صلب عبداللہ کے سگلے ٹھانوں کرتے پھیرا

باجت گاجت سہیلی گاویں رے تجہ روپ اجاگل کیرے

آج ہماری عید یہی ہے نین سلونے دیکھے تیرے

حبیب خدا کا خاتم انبیا ساروں کا سرتاج

جس کے مولود باجنت گاؤ عید ہماری آج

علی محمد ایکس نور ہے بکھر گیا ہے چوندیں سوئے

بھیس انپڑے آپیں لیا یا رہیا آپس آپیں جوئے

مدح شیخ احمد کبیر رفاعی

اے شب نور نوازے تیرے

سلطان سید احمد میرے

امت سگلی تجہ کو بخش مرید کئے سب تیرے بات

جد تمہارے امت شاہ نبی میں معراج کی رات

غوث قطب سب عالم کیرے وار میں جانویں تجہ پر پیارا

شاہ شہاں ہیں جس جگماہاں سوا کریں سو تجہ پیارا

سارے مرید تمہارے پیار نہ کریں بکھان

سانچا شاہ حسینی راجا نوکھنڈ تیری آن

سلطان سید احمد راجے ساروں کا تیں جیو

سلطان انبیا کل جگہ داتا شاہ علی تن میو

بابا شاہ حسینی

ان کا نام بابا شاہ حسینی المعروف بہ پیر بادشاہ ہے۔ بقول مولوی عبدالحق صاحب یہ صاحب دیوان ہیں اور حضرت شاہ علی جیو کے مرید و معتقد معلوم ہوتے ہیں۔ دیوان کے خاتمہ پر شاہ صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ^۱

شاہ علی جو جگ پرور تم ہو میرے لال نازک نہال سے شاہ حسینی را کھو تم سنبھال
دنیا فانی سراب کی نا لاگی اس کو جھال
ان کا کلام صوفیانہ اور عارفانہ ہے بلکہ

اس صاحب ثنا سوں دیکھو جب صدا ہوا
ہر عید تھے جواب سو 'قالوا بلا' ہوا

غزل

رو برو ہے شہر درسن بے نقاب
تس اوپر رکھتے ہیں خواہش دید کی
اس عبادت بیچ نہیں ہے حق رسی
حق اسی کی ہے عبادت عین دید
دل تر از آب ریا ظاہر منے
گھر سے نکلیں رہ گزر کی دید کوں
دیک ناسک بولتے ہیں در حجاب
دید کر آپس کا مانند حجاب
حوض مسجد کا کریں پانی خراب
جوں صنم کا مبتلا مست شراب
بہر استنجا رہیں در پیچ و تاب
وقت جاتا گر جماعت کا شتاب
طعنہ زن نہیں ہے حسینی بر عباد
دل سین کرتا ہے آپس کے یوں خطاب

خان محمدؒ

ان کے متعلق معلومات بہت کم ہیں۔ سب سے پہلے ان کا ذکر ضیاء الدین ڈیساٹی نے اپنے ایک مضمون
"شغل طوبی" مطبوعہ نوائے ادب، بمبئی جلد ۶ نمبر ۴ (ص ۲ تا ۱۲) میں کیا ہے۔ شغل طوبی دراصل خان محمدؒ کی
ایک متصوفانہ تالیف ہے۔ جس میں "ہفت تصور" :

نیت و موت و ذکر در تصویر
ہم حساب عمل ز نیک و بد
نظرو قرب با ارادت کیر
یاد دارشس کہ ہست گفتہ پیر
کی تفصیل و تشریح کرتے ہوئے صوفیانہ اشغال بیان کئے ہیں۔ انہوں نے اگرچہ اپنی اس تالیف کا نام شغل
طوبی رکھا ہے مگر اسے گفتہ پیر بھی کہا ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پیر کے ارشادات پیش

لے اردو کی ابتدائی نشوونما ص ۶۳ تا ۶۴ ۲ ماخوذ از ضیاء الدین ڈیساٹی: مضمون مطبوعہ نوائے ادب، بمبئی ۱۹۵۵ء

کئے ہیں اور چونکہ بالعموم صوفیائے کرام اپنے پیر کے ارشادات و ملفوظات پیر کے وصال یا اپنے آخر ایام میں تحریر کئے ہیں۔ اس لئے اس کا دوسرا مطلب ہم یہ بھی نکال سکتے ہیں کہ محمد خان نے شغل طوبیٰ کو کبر سنی میں تحریر کیا ہوگا۔ تاہم اس پر اصرار نہیں کیا جاسکتا۔

خان محمد کے والد کا نام ولی محمد تھا (شغل طوبیٰ) اور یہ گجرات کے مشہور صوفی شاہ غزنی منجنبن شاہی کے نبیرہ ہیں۔ چنانچہ ایک اعراس نامہ میں ان کا نام شیخ خان محمد بن شیخ ولی بن شیخ خان محمد جانشین حضرت سلطان غزنیہ شاہی ملتا ہے۔ اسی میں ان کی تاریخ وفات "ذکر حق" سے ۱۰۲۸ھ ملتی ہے۔ چنانچہ یہ خوب محمد حشقی کے ہم عصر تھے اور اپنے زمانے کی معزز ہستیوں میں شمار ہوتے تھے۔ شغل طوبیٰ ہی میں اگرچہ ہمیں خان محمد ہی کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی تالیفات کے مالک تھے۔ لیکن دست برد زمانہ سے محض شغل طوبیٰ ہی ہم تک پہنچی ہے۔

گجری کے طالب علموں کے لئے خان محمد یوں دلچسپی کا باعث ہیں کہ صوفیانہ نکات کی تشریح اور حسب ضرورت و موقع اپنے بیان کی تائید میں یا وضاحت کے لئے وہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، اقوال بزرگان اور ملفوظات اولیائے کرام کے علاوہ عربی و فارسی کے ساتھ ساتھ "ہندی" اشعار بھی استعمال کرتے ہیں۔ پوری کتاب میں ہندی کے کل، اشعار پائے جاتے ہیں۔ ان میں سوائے ایک کے سب کو دوہرا کہا ہے۔ بقیہ ایک کو "ہندی" کے عنوان سے معنون کیا ہے۔ مصنف نے اگرچہ کہیں صراحت نہیں کی کہ استعمال شدہ اشعار کس شاعر یا کن کن شاعروں کے ہیں تاہم اس امکانی صورت سے انکار بھی مشکل ہے کہ یہ عمام شعر نہ سہی، کچھ شعران کے رشحات قلم کا نتیجہ ضرور ہیں۔

ان اشعار کو خان محمد اگرچہ ہندی کہتے ہیں مگر سچ تو یہ ہے کہ ان کی زبان قدیم گجری ہے۔ ان میں فارسی و عربی کے الفاظ قدرے کم استعمال ہوئے ہیں۔ دوہروں کا بھی یہی انداز ہے تاہم ان کی زبان شاہ علی جوگام دہنی صاحب جواہر اسرار اللہ اور دوسرے بزرگوں کے کلام کے مقابلے میں زیادہ سلیس اور صاف ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

بھار نکلتا لاسوں تانو ، آ اللہ سوں بھیتر آنو
جی دم شہ بن خالی جائے ، اپنیں ہاتھوں گھر لٹاویں

یہ سب چند تمھارے من ہر دوس ہوں سردیتا ، ترن نہالی باج تمھوں پو نام ہمارا کیتا

جی کچھ عقبا کاج نہ آوے ، دنیا نام اسہی کہاوے
جس تھیں تجھ پو بسرے سہی ، دنیا نام اسہی کوں کہے

جاگو رے جگ جاتا جانوں ، من درن کون من میں آؤں
گور اندھاری دیکھ سارے ، جس کون دھوکھا اتنا ہووے
سنگر بھیڑتھان ہے بسنان ، دونوں کھے کے جادے ہسنان

چنتا آؤں پھسکی لو ہو ہوا سوجیو ، ناں جانوں کس پنہتہ میں مجھے چلاوے پیو

یہ ریختہ بھی سنئے : سہ
دلا غافل چہ می خسپی کہ اتنی نیند کیوں کرئیے
کہ وقت مرگ درپیش است کہ اپنی میت سوں ڈرئیے

کچھ دوہے اور ملاحظہ ہوں : سہ
جے دم لیا سو کم ہو یا چھوڑنی سو بھی جائے ، کھوٹ مندانے دھون پروں مورکھ مر م نپائے

کا کرنتا آج کر، آج کرے سو ایستال
مورکھ مہلت کے کھیڑی جیسی کے موت خیال

سجناں کیسو پیارا لگانوں سو ہردے سو نہیں
ہونٹو چیری تمھار پرلٹ کیند دکھاؤ ہو

سید حسنؒ

آپ کا نام اگرچہ حسن ہے مگر شیخ حسن جی کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ عرف ان کی بزرگی کے ساتھ
اس ادب و احترام کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے جس کے مستحق وہ عوام و خواص میں سمجھے جاتے تھے۔ واقعہ
یہ ہے کہ یہ زبردست عارف اور عالم تھے۔

ان کے والد ماجد کا نام سید فتح اللہ اور مولد پٹن (گجرات) ہے۔ والد کے انتقال پر اپنے بڑے بھائی

سہ تذکرۃ الانساب - برکات الاولیاء ، حقیقۃ السورت ، آئینہ تاریخ (گجرات)

سید محمد کے ساتھ سورت میں سکونت اختیار کی۔ بعد میں حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت شیخ محمد نائب رسول اللہ (برہانپوری) بن فضل اللہ انہیں برہانپور لے گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے مرشد سے ۱۰۶۹ھ تک علوم ظاہر و فیوض باطن کی تحصیل و تکمیل کی اور اپنے وطن لوٹ آئے۔ ذیقعدہ ۱۰۶۲ھ میں بروز چہار شنبہ ۹۴۳ھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ سورت میں آپ کا مزار سید پورہ کے قریب حسن جی کا ٹیلہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر اور پختہ کار خوشنویس تھے۔ آپ کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

(۱) چالیس ہزار شعر سرور کائنات کی مدح میں۔ بزبان فارسی

(۲) پانچ ہزار شعر سرور کائنات کی مدح و میلاد کے سلسلے میں۔ بزبان ہندی

(۳) چنڈے نقطہ قصائد سرور کائنات کی مدح میں

حسن احواف کے نام سے آپ کے ملفوظات شیخ ولی اللہ بن شیخ ابراہیم نے جمع کئے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کا بیشتر کلام نایاب ہے۔ خصوصاً ہندی کلام سرے سے ملتا ہی نہیں ہے۔ حقیقتہً السورت میں اشعار قصائد بے نقط میں سے یہ ایک شعر درج ہے:

علوم آمد ہمراہ او عدل و کرم محمد آمد و اسلام کرد در عالم

دکن کے محصر شعرا اور ان کا نمونہ کلام

اردو زبان و ادب کی نشوونما کے ابتدائی مدارج ہوں یا اس کے بھرپور شباب کا زمانہ، دکن اور اہالیان دکن نے اس کی بڑی خدمت کی ہے۔ نظم و نثر کو نئے روپ اور نئے رنگ عطا کئے ہیں۔ دل کا سوز و گداز، دماغ کی وسعت و گہرائی، ظاہر کا حسن اور باطن کا نور بخشا ہے اور لطف یہ کہ اس میں میر و گدا، عالم و عامی، کافر و مومن کسی کی تخصیص نہیں، زمانے کی بھی قید نہیں۔

ہمارے شاعر خوب محمد کے زمانے میں بھی دکن نے عظیم شاعر پیدا کئے۔ ان کا زیادہ تر تعلق قطب شاہی اور عادل شاہی درباروں سے رہا ہے۔ ذیل میں ان کے مختصر تراجم اور نمونہ کلام درج کیا جاتا ہے تاکہ گجرات کی عصری زبان سے تقابل کی ایک صورت پیدا ہو جائے۔

۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں تاریخ وفات ۱۰۶۰ھ درج ہے۔

۲۔ ڈاکٹر زور، نصیر الدین ہاشمی اور دوسرے دکنی محققین اردو کی ساعی جمیلہ کے سبب ان کے حالات و کلام عام معلومات کی بات ہے۔

(۱) قطب شاہی شعراء

محمد قلی قطب شاہ

دکن کی قطب شاہی سلطنت کا یہ پانچواں جلیل القدر حکمراں اردو کا زبردست شاعر تھا۔ تقریباً تمام اصنافِ نظم پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ اس کا کلام اپنے زمانے کا حسین عکاس ہے۔ اس کے کلیات کو اس کے بھتیجے محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۵ھ میں مرتب کیا تھا۔ اسے ڈاکٹر زور صاحب نے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ شائع فرما دیا ہے لیکن نصیر الدین ہاشمی اسے مکمل نہیں بتاتے۔ فرماتے ہیں:

”جو کلیات شائع ہوا ہے اس میں بہت سا کلام نہیں ہے۔“

اس کے دو تخلص تھے: ایک قطب شاہ اور دوسرا معانی۔

نمونہ کلام (بالاختصار):

قصیدہ

سو طویاں سوں سہاتا ہے جنت نمنے چمن سارا
سو تیوں دستاد والاں میں تھے میویاں کا بدن سارا
ہرے نہالاں کے جلوے میں شاطا ہو پون سارا

محمد نانوں تھے بستا محمد کا اے بن سارا
دسے فانوس کے دریا نے جوں جوت دیویکا
یہ دم عیسوی دائم چمن میں گل لگانے تیں

خوشیاں کی خبر کے دامے بجایا
تو شاہاں اوپر مجھ کس کر بنایا
تو مجھ پر فلک رنگ کا چتر چھایا
منڈل ہو فلک ٹمٹایاں بجایا
برس گانٹھ میں زہرہ کلیان گایا
مجھ اس باغ تھے میوہ دمدم کھلایا
سو اسپند کے پاتراں کرنا چاہا
کہ جیوں سانت کی سبیوں سب جگ کھایا

وغیرہ

نبی کی دعا تھے برس گانٹھ پایا
پیا ہوں میں حضرت کے ہمت آب کوثر
مراقب تارہ ہے تاریاں نخل
سورج چندر پی نال ہو کر بجیں تب
کرے مشتری رقص مجھ بزم میں نت
مرا گلستاں تازہ اس تے بتوے
دندے دشمنان کو سو یک جا ملا کر
خدایا معانی کی امید برلیا

۴۷ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۹

۴۷ کلیات محمد قلی قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور

غزل

پھولوں کی باس پایا بلسل ہزار دستاں
چمن کی آرزو میں بیٹھے ہیں سے پرستاں
نرگس اپس پلک سوں چھاڑ کرے شبستاں
جوں سورا پر ہے بادل ریحماں سو گلستاں
گلزار ہے عجب او دو لعل شکرستاں
سب عاشقاں منج انگھے ہیں طفل جوں دستاں
بھرے ہے ہر طرف توں جم شوق کے خمستاں

وغیرہ

گر جا ہے میگہ سر تھے تازہ ہوا ہے بستاں
اے خوش خبر صبا توں لے جا جواں قداں کن
او نوہ سال پھولاں ہے جام خوئے سو بادہ
کھ نور پردے یوں بج خط عنبریں رو
بے ہوش میرے دل کوں مٹھے ایدھر جلائے
ایدھر مج عشق کے گدا کوں اورنگ شاہی دیتا
روزی ہوا قطب شہ تیج عشق کا پیالہ

ظلم اللہ

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے بعد اس کا بھتیجا اور داماد سلطان محمد تخت نشین ہوا۔ یہ بھی شاعر تھا۔ ظلم اللہ و ظلم الہ تخلص کرتا تھا۔ اس کا ذکر کرنے والی کتاب میں بتاتی ہیں کہ اس کا کلام شنوی، قصیدہ، غزل وغیرہ سبھی پر مشتمل تھا۔ کلام دستیاب نہیں ہوتا۔ تاہم اردو کے قدیم مرثیہ گو نے کے علاوہ اس کا نام یوں بھی زندہ رہا گا، کہ اس نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا کلیات مرتب کیا تھا۔ دیباچہ کے طور پر اس نے محمد قلی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا اس میں سے چند شعر مثال کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں:

بچن کہہ کے موتیاں من صدف ڈھال
جو رچ شعرا کے فن میں رہتا سرس
تو بن وصف اپس نہ رہے سات دو
بتا کے وصف شعرا کے فن منین

وغیرہ

سو کچھ شاعری بیچ شہ دھر کمال
کہے نہیں کئیں شعر میں وصف اپس
جو بھی کوئی اچھے شاعر اس دھات دو
رہیا جائے نا شاعران من منین

وجہی

ملا وجہی اس دور کا ایک عظیم شاعر اور بلند پایہ نثر نگار ہے۔ اس کی شہرت عام اور کارنامہ دوامی ہے۔

۱۔ کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور

نظم میں قطب مشتری اور نثر میں سب رس بقول نصیر الدین ہاشمی ”دکن کے شہ پارے ہیں“ اسے قطب مشتری خوب محمد کے حیات ہی میں بزمانہ ۱۰۱۸ھ لکھی گئی تھی۔ اس نے سلطان ابراہیم اور سلطان محمد قلی کا زمانہ پایا تھا۔
نمونہ کلام ۳۵

غثنوی

چھپتی رات اجالا ہوا دیس کا لگیا جگ کرن سیو پریس کا
شفق صبح کا نیس ہے آسمان میں کہ لالے کھلے سنبستان میں
جو آیا جھلکتا سورج واٹ کر اندھارا جو تھا سو گیا نھاٹ کر
سورج یوں ہے رنگ آسمانی منے کہ کھلیا کمل پھول پانی منے

وغیرہ

غزل

طاقت نہیں دوری کی اب توں بیگی آمل رے پیا
تج بن منجے جینا بہوت ہوتا ہے مشکل رے پیا
کھانا برہ کیتی ہوں میں، پانی انجھو پیتی ہوں میں
تج نے بچھڑ جیتی ہوں میں کیا سخت ہے دل رے پیا
ہردم توں یاد آتا منجے، اب عیش نہیں بھاتا منجے
برھالو سنتا منجے تج باج تل تل رے پیا

وغیرہ

غواصی

اس عہد کا دوسرا عظیم شاعر ہے۔ اس کے کلام کو دیکھ کر اس کی خود پسندی یا تعالیٰ کچھ بری نہیں معلوم ہوتی۔ اس نے سلطان محمد قطب شاہ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ کا زمانہ پایا تھا۔ اس نے قصیدہ، غثنوی، غزل سبھی کچھ کہا ہے۔ لیکن کامیاب غثنوی اور غزل کے میدان میں نظر آتا ہے۔
نمونہ کلام ۳۶

۳۵ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۴

۳۶ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۴۴
۳۷ دکن میں اردو طبع چہارم

قصیدہ

شکر خدا جو ذوق پہ ہے ورق ٹہار من ٹہار آج
 یعنی ہوا ہے ہر طرف ابر گوہر بار آج
 نادر بہارستان کا زرگر ہزاروں صبح سوں
 کیتا جرت گلزار کی جہاراں کوں خوش سنگھار آج
 کسوت ہرے کر دھر ترے شبنم کی موتیاں میں ہو غرق
 دیتی ہے جلوہ ہر گھڑی جیوں گنبد دوار آج

وغیرہ

عثنویؒ (سیف الملوک و بدیع الجہاں)

اگرچہ ہوں شر کے بندیاں میں حقیر
 کہ ہوں کھول یوں میں کہوں کیا اپیں
 بہر حال یوں نظم الہام سوں
 برس یک ہزار اور پنج تیس میں
 دے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر
 گو اہی دے یوں شعرا ہیں نا چھپیں
 کیا میں نول شاہ کے نام سوں
 کیا نظم یو ختم دن تیس میں

وغیرہ

غزل

پیا بن پیالہ پیا جائے نا
 کتے ہیں پیا بن صبوری کروں
 سخن میرا یو مجھ سوں بیدل ہوا
 سینے میں میرے داغ دے کر گیا
 کجا جیا جائے نا
 کجا جائے نا کجا جائے نا
 ہریک تل مجھے یوں کہیا جائے نا
 کہ ذرہ یو دل میں رہا جائے نا
 جگر پھوٹ سارا اٹھا جائے نا
 دیوانے کوں پسند دیا جائے نا
 پیا بن پیالہ پیا جائے نا
 کتے ہیں پیا بن صبوری کروں
 سخن میرا یو مجھ سوں بیدل ہوا
 سینے میں میرے داغ دے کر گیا
 مجھے تیسرے سینے پر کاری لگے
 غواصی نہ دے توں دیوانے کوں پسند

وغیرہ

احمد

احمد بھی اسی دور کا شاعر ہے۔ ابن نشاطی احمد کو استاد سخن کہتا ہے۔ حالات تو الگ رہے افسوس ہے

۲۲۹ (طبع سوم)

۲۲۹ (طبع سوم)

کہ اب تک اس کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات بھی ہمیں نہ معلوم ہو سکی۔ اس کی دو مثنویوں کا پتہ چلا ہے۔ لیلیٰ
مجنوں اور مصیبت اہل بیت۔

نمونہ کلام
مثنوی (لیلیٰ مجنوں)

جو منج بخت کوں فتح یاور ہوا
سو منج بخت کا سیوک انبر ہوا
جو شہ آپ تھے آپ منج یاد کر
منج غم کی بندگی تھے آزاد کر
دیتے امر علی کی یہ باغ لاؤں
جو پالوں اسے امریت نانوں
جو میں شہ کا امر سر پہ لیتا
نرت باغ لاتے شتابی کیتا
جو احمد کرے آس دھر بن سنگار
سو اب شہ تھے پائے سیتس سنگار

وغیرہ

(از مثنوی مصیبت اہل بیت)

پھر خوش ہو علی اکبر کافراں پر جا پڑے
نوکر و کرب یزیدی تیر تفنگ سوں آرٹے
پیادے ہو سواریاں رامار توتے یکبار ملام
تو زخمی کر علی شہ کوں کیتے کافر اپنا کام

عادل شاہی شعراء

ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ تا ۱۰۳۷ھ)

عادل شاہی خاندان حکومت کا یہ چھٹا بادشاہ تھا۔ یہ علم و ادب کا دلدادہ اور سرپرست ہی نہ تھا بلکہ خود بھی ذی علم، صاحب فن اور بلند پایہ شاعر تھا۔ اس کا بیشتر کلام نایاب ہے۔ البتہ نورس باقی ہے جو اس کے نام کو ابدالآباد تک زندہ رکھے گی۔ ڈاکٹر نذیر احمد (لکھنؤ و علی گڑھ) نے اسے مرتب کر کے شائع فرما دیا ہے۔ نورس میں بہت سے گیت ہیں جو مختلف راگ راگنیوں میں گائے جاسکتے ہیں۔

نمونہ کلام

سید محمد بیتی پیرا
محل محل صدر سنوارے
جو رتن میں اتم ہمایا
اس نمونے بہشت اپارے

۲۲۹ (طبع سوم) دکن میں اردو طبع چہارم ص ۹۳

انند ہوتا ہر سدا بہارے
کدم کستوری جوا چندن لائے
شمالی عنبر بتیاں پھرائے
بادل دماے بجلیاں بجاوے
سہلا نورس کلیان بدھائے

ارتی لیائی انبر بھر تارے
بادل کان سے ہر رنگ دس پر تارے
شربت گھول امرت پلائے
باجی خالو آشتابی تے پاوے
ابراہیم گر گنی گاوے

برہان الدین جانم
برہان الدین جانم حضرت شمس العشق کے بیٹے اور خلیفہ ہیں۔ علوم ظاہری اور فیوض باطنی کی تحصیل اپنے والد سے کی۔ ۱۹۹۰ء میں وصال ہوا۔ آپ سے متعدد کتابیں یادگار ہیں اور اکثر منظوم ہیں۔

نمونہ کلام

سکتا قادر قدرت سوں سمجھ تجھ کوں کوئی کیا
جس کوں لورے دیوے راہ کہیا یہدی منیشا
یہ روپ پرگٹ آپ چھپایا کوئی نہ پایا انت
پایا موہ میں سب جگ بانڈھیا کوں کر سوچھے پنت
امر خدا کا لیاؤ بجاتوں نہیں نہیں منکر ہونا
مقام شیطانی جس کو کہنا دل تھی سارا دھونا
چلنے کا تو نیم نہ ہوے یہ تو شا پھوٹ پایا
اس دھات عمر خرچ کیتا آخر پھر چھپتایا
(وصیت الہادی) وغیرہ

اللہ واحد سر جہنہار
سگل عالم کیا ظہور
کوئی کہیں سب عشق تمام
عشق لیا ہے سب پھر پاس

دو جگ رجنا رجیا اپار
اپنے باطن کیرے ظہور
عشق کی آنکھیں کیا ہر فہام
عشق تھی سگلا بھوگ بلاس

وغیرہ

عبدل

اس کا نام عبدالغنی ہے اور تخلص عبدل۔ اسے زمانہ ابراہیم عظیم عادل شاہ ملا تھا۔ اس سے زیادہ اس کے حالات نہیں ملتے۔ ۱۰۱۲ھ میں بادشاہ زمانہ کے سوانح کو ابراہیم نامہ کے عنوان سے بطور مثنوی قلم بند کیا تھا۔
نمونہ کلام (تعریف نورس محل)

سنو اب صفت شاہ محل رہن ٹھاؤں	دھریا ناؤں نورس محل تس جو ناؤں
ولے محل نورس دھریا ناوں یوں	بھریا رنگ نورس نت انھ روپ جوں
اوسی محل پو شاہ عالم نو مائی	کہ جیوں چاند پر سور پھیا ہے آئی
ولے محل نورس ہوا یوں اٹھان	دستے گلن آگن ہور اس نشان
گلن سات سیرھی ہور مل جوڑ کر	فلک محل نورس کی ایک کھن اوپر
ولے گلن آکر چھپی تس منجبار	رہے طاق بندھیا ہو بر کھار کھار

قریشی

یہ برید شاہی شاعر امیر برید کا جمعہ ہے۔ ۱۰۲۲ھ میں ایک مثنوی "جھوگ مل" کے نام سے لکھی ہے کہتے ہیں کہ اس کا نسخہ کلکتہ کی اسپرٹل لائبریری میں موجود ہے۔
نمونہ کلام دستیاب نہیں ہو سکا۔

حسن شوقی

حسن شوقی کا شمار دکن کے عظیم شعراء میں ہوتا ہے۔ اس کا تعلق گولکنڈہ، بیجاپور کی سلطنتوں کے علاوہ نظام شاہی سلطنت سے بھی تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر زور نے اسے گولکنڈہ، اور نصیر الدین ہاشمی نے بیجاپور کے علاوہ احمد نگر کے شعراء میں بھی شمار کیا ہے۔ اس کی شہرت اس کی زندگی ہی میں کافی ہو چکی تھی۔ اس کی شہرت نے اپنی مشہور مثنوی پھول بن میں اس کی تعریف کی ہے اور اس کے بقید حیات نہ ہونے پر "سوس ظاہر کیا ہے۔ اس کی دو مثنویاں فتح نظام شاہ اور میزبانی نامہ اور چند غزلیں کتب خانہ انجمن ترقی اردو میں محفوظ ہیں۔
نمونہ کلام

۱۔ تذکرہ مخطوطات اردو ۲۔ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۱۵۲ ۳۔ ایشیا ص ۲۲۵
۴۔ اردو شہ پارے، دکن میں اردو ۵۔ رسالہ اردو جوانی ۱۹۱۹ء

۱۔ فتح نامہ نظام شاہ :

عجبت سو اخلاص یک دل ہوئے
اپس میں اپیں مل کئے اتفاق
جو اس کفر کو مار کرنا فنا
یو غازی غزا پر ہوئے برقرار

اپس میں اپیں دوست سب مل ہوئے
نزاع دل میں کا دور کیتے نفاق
یو سب مل کے ایسا کئے یک پتا
کئے بھاگ سو گند و عہد استوار

۲۔ میزابانی نامہ :

منگل گز گز میں جیوں بدل گز گز میں
زبردست پو کیا زبردست ہے
طبل باجئے ہور مندل گاجئے
شہر گشت کی رات سو آج ہے
نصیریاں ترائے داماں ہوا

سدا دار پر تجھ منگل گز گز میں
ہمتی مست پر پیلیاں مست ہے
سدا دار پر تجھ طبل باجئے
بہت دیس تے شہ کے گہر کاج ہے
شہر گشت کا ساز و ساماں ہوا

غزل

خطاط جیوں ماویا رقم چھندوں ثلث کے صاد پر
سو کا قلم جوں داسے کاتب گیا اس میں بسر
موتی پرور کھینچتے تو راہیا ہے ٹوٹ کر

دلبر سلونی نین پر کھینچی ہے سو کا خوبتر
یاچک دوات ہے سیم کی کیلی سو بھر سیاہی رکھے
یا نین موتی دھال میں سو کا سو تاگا نیل کا

آفتابی

سلطان حسین نظام شاہ کے عہد کے اس شاعر نے شاہنامہ کی بحر میں ایک شنوی لکھی تھی۔ اس میں حسین نظام شاہ کے واقعات درج ہیں۔ اس کے اشعار کی تعداد ۳۷۰ ہے۔ انیسویں کہ نمونہ کلام دستیاب نہ ہو سکا۔

اس سے قبل ہم دیکھ چکے ہیں کہ دکنی اردو اور گجراتی اردو (گجری) میں چند ایک الفاظ کے سوا فرق محض مقامی لب و لہجہ کا ہے۔ اس کا ثبوت دکن اور گجرات کے معاصر شعراء کے کلام کے نمونوں سے بخوبی مل سکتا ہے۔ خوب محمد کے کلام سے

۳ رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۹ء

۴ رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۹ء

۵ دکن میں اردو ص ۲۲۳

ان کا مقابلہ کرتے ہوئے یہی کچھ محسوس ہوتا ہے۔ اس کی شہادت "خوب ترنگ" کی خصوصیات کے ذیل میں ملے گی۔ خوب محمد کے کلام کی طرح گجرات کے دوسرے شعراء کے کلام پر گجراتی اور راجستھانی اثر نمایاں ہے۔

تیسرا باب

(۱) حیات خوب محمد حشری (۱۹۲۶ء تا ۱۰۲۳ءھ)

(۲) تصانیف خوب محمد — خوب ترنگ کے علاوہ

(۳) حیات خوب کے ماخذ :
خوب محمد کا ذکر کرنے والی کتابیں، مع اقتباس و تبصرہ

میاں خوب محمد چشتی احمد آبادی (۹۲۶ھ تا ۱۰۲۳ھ)

پچھلے زمانے کے کسی ادیب، شاعر یا بزرگ کے حالات کے ماخذ کتب تواریخ اور تذکرے ہیں۔ چنانچہ خوب محمد چشتی کے سلسلے میں انہیں کو ماخذ سمجھتے ہوئے کئی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ مگر حاصل؟ صرف چند سطریں! تاریخ مرآت سکندری تو ان کے باب میں بالکل خاموش ہے۔ تاریخ مرآت احمدی کے خاتمے میں نام، تاریخ وفات اور چند کتابوں کا ذکر ہے۔ تقریباً یہی مواد دوسری کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ گلزار ابرار اور اخبار الاخبار خوب محمد کے ہمعصروں کا تو حال بیان کر جاتے ہیں مگر خود ان کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہتے۔ خوب محمد کے علم و فضل کو دیکھتے ہوئے نہ صرف ہماری حیرت بڑھ جاتی ہے بلکہ افسوس بھی ہوتا ہے۔

نام

خوب محمد نام اور خوب و خوبی تخلص ہے۔ کبھی کبھی پورے نام ہی کو بطور تخلص استعمال کرتے ہیں۔ شاہ خوب اور خوب میاں عرف ہے۔ تاریخ اولیائے گجرات کے سوا کہیں ان کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا اور وہ بھی سرسری۔

ولادت و وفات

رسالہ خلاصہ موجودات کے آخر میں "خمش" سے خوب محمد نے خود اپنی تاریخ ولادت ۹۲۶ ہجری نکالی ہے۔

باخمشی در دلم آمد ندا از گوش ہوش خوب باہریک گو تاریخ مولودت "خمش"

۹۲۶ھ

وفات ۱۰۲۳ھ - شوال ۱۰۲۳ھ میں واقع ہوئی۔ کارنج کے سامنے نالہ کے پاس چوک احمد آباد میں متصل مسجی ذمیت

لہ تاریخ اولیائے گجرات، پنجاب میں اردو، اردو شہ پائے، اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ، اور نیٹل کالج میگزین سے خاتمہ مرآت احمدی، اور تاریخ اولیائے گجرات میں ان کا نام محض محمد راج ہے، مگر خود خوب ترنگ میں خوب و خوبی کے تخلص کے علاوہ خوب محمد ایک ساتھ ملتے ہیں۔ چنانچہ قیاس کہتا ہے ان کا اصل نام خوب محمد ہی ہے۔

سے ایضاً

سے خاتمہ مرآت احمدی وغیرہ

الملک مدفون ہیں۔ خوب کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسجد فرحت الملک عوام میں شاہ خوب کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ ہر سال ۲۴ سوال کو آپ کا عرس لگتا ہے اور بقول مولانا ابو ظفر ندوی آپ کی اولاد مسجد اور متعلقہ زمین پر قابض ہے۔ قبضہ اور اولاد کا مسئلہ متولیان مسجد اور سید علی میاں قادری اور مولانا عبد الرحمن کے مابین آجکل تنازعہ کا مسئلہ بنا ہوا ہے، عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔

مذہب و مسلک

خوب محمد سنی المذہب اور چشتی المشرب تھے۔

علم و فضل اور تصوف

میاں خوب محمد بہت بڑے صوفی تھے۔ وحدت الوجود کے قائل تھے بلکہ ان کا عقیدہ بھی یہی تھا جیسا کہ ان کی تصانیف خصوصاً حفظ مراتب، عقیدہ صوفیہ و خوب ترنگ اور امواج خوبی وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت کمال سیستانی سے بیعت تھے۔ خوب محمد کو ان سے اس درجہ تعلق خاطر تھا کہ اپنی تصنیف خوب ترنگ کو انہیں کے فرمودات کہتے ہیں۔

ان تھیں میں سنیا دن رات	اس منہ یاد رہی کچھ بات
وہ جیوں منجہ کوں آئی ترنگ	جمع کیے لے قس تس ڈھنگ
خوب ترنگ اس دیا خطاب	مدح رسول اللہ کے باب

اور یوں مولانا روم اور شمس تبریر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ مرید کی طرح خود پیر کے حالات بھی پردہ خفا میں ہیں۔ البتہ خوب ترنگ میں خوب محمد نے ان کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

میں مرشد تھیں سنیاں بیان	ولے مرشد صاحب عرفان
جنہوں منجہ سکھلایا دین	جن تھیں منجہ دل ہوا یقین
جیلانی بسطامی شاہ	بغدادی جس چتر کلاہ
ہر ماضی پر حجت لیکھ	ہوں معتقد ہوا ان دیکھ
وارث محمدی ہر ٹھانوں	شیخ کمال محمد نانوں
کیا عروج مقام اقدم	اللہم اغفر وارحم

لے تاریخ اولیائے گجرات ص ۱۲۱ حاشیہ

چنانچہ ان کی تاریخ وفات بھی دی ہے۔ مادہ تاریخ بڑا پیارا ہے۔
کہ تاریخ تینوں کی خوب جن عددوں ذکر محبوب
اور کہتے ہیں۔ ۹۷۹ھ

ان کوں تھا یہ علم کمال خذ العلم افواد رجال
خوب کی تعلیم و تربیت کا اندازہ انہیں کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے۔ دوسری کتابیں انہیں زبردست
صوفی یا درویش کامل یا صوفی مرتاض و عالم آدمی کہنے پر ہی اکتفا کرتی ہیں۔ ان کی تصانیف کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ انہیں علوم قرآن، حدیث، تصوف، طب، نجوم، موسیقی، عروض، عربی، فارسی، گجراتی، عطاری اور منطق پر پورا عبور تھا۔ اس اجمال کی تفصیل آگے دیج ہے۔

تصانیف

خوب محمد کی معلوم تصانیف حسب ذیل ہیں :

(۱) رسالہ شرح جام جہاں نما الموسوم بہ شراب جام (۹۷۴ھ) - فارسی نثر میں ہے۔

(۲) صراط مستقیم (۹۸۱ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۳) خوب ترنگ (۹۸۶ھ) گجری نظم میں ہے۔

(۴) شرح خوب ترنگ الموسوم بہ امواج خوبی (۱۰۰۰ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۵) رسالہ حفظ مراتب (۱۰۰۹ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۶) رسالہ خلاصہ موجودات (۱۰۱۴ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۷) رسالہ صلح کل (۱۰۱۶ھ) فارسی نثر میں ہے۔

(۸) مفتاح التوحید (سنہ ؟) فارسی نثر میں ہے۔

(۹) رسالہ بھاؤ بھید - فارسی و گجری نثر و نظم میں ہے۔

(۱۰) رسالہ چھند چھنداں - ہند علم عروض پر - فارسی و گجری نثر و نظم میں ہے۔

خوب محمد کے متعلق جو مجھے کہنا ہے وہ موقع بہ موقع میں کہوں گا۔ تاہم خود خوب محمد نے خوب ترنگ میں اپنے متعلق جو اشارے کئے ہیں انہیں نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں :

لے ان کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔
اس لئے کہ جس رفتار سے انہوں نے کتابیں لکھی ہیں اس سے خیال گزرتا ہے کہ خوب محمد نے اور کتابیں بھی لکھی ہوں گی۔

خوب محمد خوب ترنگ میں

(۱) حضرت یوسف اور زلیخا کا قصہ بیان کرتے ہوئے جب خوب محمد زلیخا کی اس خواہش کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ حضرت یوسف کو خریدنا چاہتی تھی تو پھر اپنی بھی ایک خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ نعت کے دو لفظ کہہ کر رسول اکرم کے مداح کہلانا چاہتے ہیں۔

خوب محمد بھی تیوں جان ہو س دھرے یوں من منہ آن

نعت ہمیں دو بول ملاؤں بارے تس مداح کہاؤں

(۲) شراب حقیقی کی مستی کے سبب خوب محمد جو کچھ ہیں اس سے کچھ مختلف باتیں کرتے ہیں۔

خوب محمد مستی ماٹ ہے کچھ اور کہے اور گھاٹ

(۳) تفصیل حضرت الہیت کی تمثیل میں اپنے آپ کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

خوب محمد کی جیوں ذات دیکھ پچھانوں جس دن رات

خوب محمد لیویں نانوں ہوں معلوم ہوؤں اس ٹھانوں

خوب محمد لکھے جا نہ میری ذات پچھانوں تا نہ

خوب محمد آنوں یاد تب بھی میری ذات مراد

(ہر ٹھنہ باج تغیر ذات ہور یہ سارے تعینات)

(۴) تصوف کے باریک نکتے بیان کرتے ہوئے خیال گزرنے لگتا ہے کہ شاید سامع انہیں سمجھ نہیں سکا

خوب بولتا ہے جس ٹھانہ کیا جانوں سمجھیا کی نا نہ

(۵) حضرت روح میں ایک شعر ہے۔

خوب محمد کا سن جیو۔ میرا جو سچیں ہے پیو

یعنی اے جان خوب روح خوب محبوب خوب ہے۔

(۶) خوب کے دل کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

کہوں خوب کے دل کی بات سن دھر دل کے کان سنگھات

میرے دل کی سن تمثیل جیوں ہے رنگ بھریا قندیل

بھر سلسلوں سوٹانکیا کا نہ زلف ابتر مجموعے مانہ

(۷) اپنے "بول" کو ان مول کہنے کے بعد خوب محمد دعا کے طالب ہوتے ہیں۔

خوبیں سن یہ میرا بول ایک بول پن جان امول

کبھیں جو توں اس ہوں کوں پکے منجھے دعا کر براے خدا کے
(۸) خوب محمد اپنے زمانے میں محبوب عصر کی حیثیت رکھتے تھے۔ سہ
(المجاز قنطرة الحقیقة)

سب محبوبوں کا محبوب آج سو جیوں اپنوں منہ خوب
(۹) بہت کچھ کہنے کے باوجود خوب محمد چھپانے کی باتیں چھپا بھی لیتے ہیں۔ سہ
فرض چھپانے تھے جے بول وے کچھ بات کہی نا کھول
(۱۰) معرفت میں ڈوب کر روز حقیقت بیان کرنے کے باوجود اپنے عجز کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔ سہ
سیکھیا سب کہتا ہے خوب کہاں خوب نہیں کہاں محبوب
(۱۱) جسے لوگ ظاہر میں خوب محمد کہتے ہیں، اس کے اندر ذات حقیقی جلوہ نما ہے۔ سہ
باطن خوب ذات من آن ظاہر خوب محمد جان
(۱۲) اپنی "حقیقت" کی طرف ایک اور جگہ اشارہ کناں ہیں۔ سہ
یہ وحدت کثرت طرفین جیوں ہوں خوب محمد عین
اس کی تشریح میں کہتے ہیں: در وحدت کہ حقیقت انسان کامل ست ہچمان در ذات خوب محمد را
عین یافت۔ (امواج خوبی)

شاعری

خوب محمد فارسی و گجری کے شاعر ہیں۔ گجری کا کلام بھاؤ بھید۔ چھند چھنداں اور خوب ترنگ میں
ملا ہے۔ اس کی خوبیاں چنانچہ ان کے تبصرے میں بیان کی گئی ہیں۔ رہ گیا فارسی کلام تو وہ کمیاب ہی نہیں بلکہ
نایاب ہے۔ امواج خوبی وغیرہ میں جہاں کہیں ان کا کلام ملا ہے اس کی صراحت کر دی ہے۔ اس کلام کے پیش نظر
ان کی فارسی شاعری پر کوئی حکم تو لگایا نہیں جاسکتا۔ تاہم اس احساس کا ذکر ضروری ہے کہ نثر کی طرح ان کی شاعری پر
بھی زبردست عبور حاصل ہے۔ مشکل سے مشکل مفہوم اور مطالب کو آسانی نظم کرتے ہیں اور وہ بھی خوبصورتی کے
ساتھ۔ کاش کہ ہمیں ان کا کلام مل جاتا۔

آئیے اب ایک نظر ان کی تصانیف پر بھی ڈالیں: (خوب ترنگ کا ذکر بعد میں آئے گا۔)

شرح جام جہاں نما الموسوم بہ شراب جام

یہ شرح فارسی نثر میں ہے۔ وجود مطلق کے لئے چونکہ شراب کو استعارہ کیا ہے اس لئے اس کے بیان میں فاضی

رنگینی پائی جاتی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ خوب محمد نے جام حقیقی کو شراب مجاز سے پُر کیا ہے:

” در آن جام حقیقی شراب مجاز پرکردم۔“

۲۹ سطریں فی صفحہ کے لحاظ سے باریک خط میں یہ ۱۸ قوس کیپ کاغذ پر لکھا جاسکتا ہے۔ خوب محمد نے

اسے ۹۷۳ھ میں تحریر کیا تھا۔ چنانچہ خود کہتے ہیں :

نقش تاریخ بیان خوب زابجد بدر آہ سال ناصیت سنہ نہصد و ہفتاد و چہار

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جام جہاں نما کا مطالعہ عام تھا۔ تاہم لوگ اسے مشکل پاتے تھے اور اس کے رموز و

نکات پر انہیں پورا عبور نہیں ہو پاتا تھا۔ انہیں اس کی شرح کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ خوب محمد کے دوستوں

نے اس کی شرح لکھنے کی استدعا کی۔ ملاحظہ ہو۔

” طائفہ دوستان یعنی ہیئت مستان کہ در قابلیت طالب علم توجید شراب بودند و محب تحقیق و تجرید کہ حقیقت

مستان جعل جاعل نیست و از الفاظ ائمہ این طایفہ موجودات مستان ایشان را بردل یقین مستی حاصل میشد و از

کتب ایشان کہ کتاب وجودیست و بہ فہم عبارت آن قاصر بودند ازین فقیر فاذا تم الفقر فهو اللہ بدرگاہ ساقی

از سان التماس کردند کہ بزم رسالہ جامع کلیات علم توجید شراب علم وی عالمست و مراتب وجودی باشد بساز یعنی

بیت

در گردش آرساقی جام جہان نما را تا بر تو راز پنهان گرداند آشکارا “

انہوں نے اس کی بھی خواہش کی کہ ہر مرتبہ کو ایک دائرہ سے ظاہر کیا جائے تاکہ اس صورت کا دور اور ہر صورت

مرتبہ ایک الگ دائرہ سے نمایاں ہو کہ یہ ہیئت اور مفاہیح صور محسوسات ظاہر وجود ساقی ہے اور اس حقیقت کو معانی

معقولات کی مدد سے مستوں پر واضح کیا جائے۔

خوب محمد نے دوستوں کی التماس کو بلسان محبوب قبول کر لیا اور استخارہ کے بعد صلوٰۃ مست بفقہ اے رجوع

سوی اصل اور ساقی کی صلوٰۃ اپنے جزی کی طرف ہے، وہ اس دائرے کے ”انشاء“ میں مشغول ہو گئے کہ کل یوم

ہو فی شان۔ اس دائرہ میں ایک ایسا دور آیا کہ اسے دُرُکُشوں کے سامنے صاف کر کے نہیں رکھا اور صاف پینے

والوں کو دُرُکُش نہیں دیا اور شراب وجود تعینات کے لئے جام جہاں نما بن گیا۔ اسی لئے اس رسالہ کا نام جسے عام

لوگ پڑھتے ہیں جام جہاں نما رکھا اور حضرت بیچوں سے یہ آس لگائی کہ اس ”مختصر کون“ کو خطا و ذلل سے بچائے رکھے

وانہ علی ما یشاء قدیر و بالاجابہ جدید۔

جام جہاں نما کی دقتوں کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بقول خوب محمد شیخ المشرق و المغرب بمعروف

مغربی ایک ایسا آفتاب مغربی ہے کہ چشم مشرق اس سے تیرہ اور چشم جنوب و شمال خیرہ ہے۔ چنانچہ حسب فرمائش انہوں نے

اس کی شرح لکھی اور یہ التزام کیا کہ جام حقیقی میں شراب مجازی بھری اور اس کو شراب جام سے خطاب کیا اور اس

کی مقبولیت کے لئے خدا سے دعا کی۔ مضمون کی رعایت سے شراب اور اس کے لوازمات کو اپنی دعائیں بڑے دلکش انداز میں استعمال کیا ہے اور یہ لطف سے خالی نہیں۔ ملاحظہ ہو:

”الہی بعتای ساقی و با احتیاج مستان دسوز کباب و بجرعہ بیجاصل افغان و بگریہ صراحی بخندہ جام و بجوش خم و بشیشہ خون آشام این بوی کہ از شراب آورده ام این شراب جام را در بزم زندان چوں صراحی سرفراز گردان و این سخن را کہ از ساجد صراحی و ش خوب محمد چشتی صادر شد صریفان مجلس را چون پیالہ شیشہ بر سردار و ہریک مستان را کہ زیر دست اند ازین جام شرابی نصیبی بخش و در دایرہ بادہ کشان این شراب جام بصفہ گلدستہ مقبول کن۔“

رسالہ شراب جام دو دائروں پر مشتمل ہے۔ ایک صاف کشوں کا ہے اور دوسرا درد چشوں کا۔ اور ان میں کاہر دائرہ دو قوسوں اور ایک خط پر مشتمل ہے اور یہ خط خط مار ہے جو قوسین کے درمیان برزخ کا حکم رکھتا ہے۔ دائرہ اول احدیت و واحدیت و وحدت و اعتبار وجود و عالم و نور و شہود و تعین تجلی اول کو محیط ہے۔ دائرہ دوم ظاہر وجود (کہ وجوب اس کا وصف خاص ہے)، ظاہر علم (کہ امکان اس کے لوازم سے ہے)، برزخیت ثانی (کہ حقیقت انسانی ہے اور وجوب و امکان کے درمیان برزخ کا حکم رکھتی ہے) اور یقین تجلی ثانی کو محیط ہے اور یہ جام درد ہے۔

ان دونوں دائروں میں جو نقاط بلکہ نکات ہیں ان سے یہ امر قطعی واضح ہو جاتا ہے کہ اس رسالہ میں خوب محمد نے مسئلہ وحدت الوجود کو تمام ضروری تشریحات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کی توضیح کے لئے کئی دائرے بھی بنائے ہیں۔ یہ دائرے ذات لائین سے لے کر تمام کائنات اور مخلوق کے دریا کو اپنے کوزوں میں سموئے ہوئے ہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ شرح کر دینے کے بعد بھی خوب محمد کو یہ احساس تھا کہ اس کے اسرار کی غایت و انتہا نہیں ہے مگر اختصار لازم ہے۔ اس لئے کہ وہ حیلہ عبارت سے باہر ہیں:

اسرار آن غایت و نہایت ندارد بر ہمیں اختصار کنم۔ بیت

از بیان آن معانی چون عبارت قاصر است میر سرستان بیانش با خموشی میکند

اپنے ”رکنے“ یا خاموش ہونے کی ایک وجہ خوب محمد یہ بتاتے ہیں کہ انہیں وقت عزیز ہے اس لئے کہ اس سے زیادہ اہم کام انہیں انجام دینا ہے: ”... وقت عزیز است و کاری مہم تر ازین در پیش است۔“ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے زیادہ کونسا اہم کام در پیش تھا؟ اس کا ایک عام جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ ”بادہ کا ذکر جس طرح سنا ہے اسی طرح اسے پینا چاہئے“ (چنانچہ بادہ در میکہ شنیدہ جہان طور می باید چشید۔ شرح جام جہان نما) مگر میرے نزدیک یہ اہم کام خوب ترنگ کی تصنیف ہے۔ رسالہ شراب جام

اور خوب ترنگ کے درمیان خوب محو نے اگر کچھ لکھا ہوتا تو دوسری تصانیف کی طرح ان کی تاریخ گوئی کی مدد سے ہم ان کا پتہ چلا لیتے یا پھر اپنی کسی کتاب میں وہ اس کا حوالہ ضرور دیتے جسے رسالہ عقیدہ صوفیہ میں امواج خوبی اور حفظ مراتب کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ایجا حضرت خمس من پیش تو مختصر گفتہ ام۔ در کتاب امواج خوبی و در کتاب حفظ مراتب در آن ہر دو کتاب یک بہ یک بتمثیلات واضح کردہ آورده ام۔

اسی طرح رسالہ شراب جام کا ذکر حفظ مراتب کے آخر میں یوں کہا ہے کہ وہ شرح جام جہاں نما الموسوم بہ شراب جام کا مقدمہ ہے۔

یہاں بظاہر خوب ترنگ کا ذکر نہیں ملتا، مگر جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ امواج خوبی خوب ترنگ کی شرح ہی نہیں اس کی کھوج نہیں ہو سکتی۔ اسی لیے کاری ہم ترازین کا اشارہ خوب ترنگ کی طرف ہوتا ہے۔ تاہم جب تک بھید بھاؤ اور چھند چھنداں کے ارقام کی تاریخیں نہ معلوم ہوں اس وقت تک یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

شراب جام کے اختتام پر ایک فارسی غزل ملتی ہے جو غالباً خوب محمد کی ہے اور اس شرح سے بڑی پیوستگی رکھتی ہے۔ غزل یہ ہے :

غزل

ساقی اندر کل یوم از بادہ شد در شان مست
بایزید از جنبش این بادہ مدہوش گفت
لم یکن معہ و ان الان چون بدہچنانت (کذا)
زدندا منصور انا الحق از می خوبی جو جانم
گفت ہزار بی از جرعه کو اکب دجام ماہ
من رآنی قدر الحق شنو از مصطفیٰ
ردد نشان کل شیء ہالک الان مست
لیس فی الدارین غیری شد شہ عرفان مست
شد جنید از جام می این قوم را برہان مست
رقصد آن سردار جانباز و ہمان دوران مست
چون صراحی ساجد ابراہیم شد پیمان مست
لی مع اللہ وقت چہ یعنی کہ بدھر آن مست
لیس فی جبة سوی اللہ شبلی از مستان گفت
خوب بدھر شیشہ چشم از می انسان مست

صراط مستقیم مشہور مشرق ایچھے کی مرتب کردہ فہرست میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں صوفیانہ مسائل پر فلسفیانہ لہ فہرست، انڈیا آفس لاٹریری، کالم ۱۰۴۴ نمبر ۱۸۷۸

اور نفسیاتی گفتگو ملتی ہے۔ تاریخ تالیف ۱۵۷۳ھ/۷۹۸۱-۷۴/۱۵۷۳ء ہے جو خود رسالہ کے نام سے مستخرج ہوتی ہے۔ اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے :

آن حی لایموت کہ لاتاخذہ سنتہ ولا نوم و آن علیم بلا جہل کہ آن اللہ ... الخ تاریخ کتابت ۱۰۹۵ھ ہے۔
امواج خوبی

میرے پاس امواج خوبی کا جو نسخہ ہے وہ مطبع نعمانی پیران پٹن کا چھپا ہوا ہے اور نام امواج خوبی نہیں بلکہ خوب ترنگ ہے جو ظاہر ہے غلط ہے اس لئے کہ دوسرے غیر مطبوعہ نسخوں سے یہ الگ نہیں ہے۔ انہیں کی طرح اس میں بھی خوب ترنگ کا متن شرح و نقشہ کے ساتھ درج ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۲۷ھ کا چھپا ہوا ہے۔ شرح خوب ترنگ کو خود خوب محمد دو طرح یاد کرتے ہیں:

(۱) ترجمہ شرح نامہ

” خوب کہیگا خوب ترنگ سنتیں کچھ نہ کیجو ننگ
خوبکہ بخطاب خوبی مصنف ثنوی متن بزبان گجراتی و مصنف ترجمہ شرح نامہ آن ثنوی بزبان فارسی
خواہد گفت در شنیدن این متن و شرح ننگ و ناموس نکلید۔“

(۲) امواج خوبی

” خوب ترنگ اس دیا خطاب مدح رسول اللہ کے باب
داین ثنوی گجراتی را خطاب خوب ترنگ دادم و شرح آن ثنوی کہ این فارسی ست امواج خوبی نام
نہادم کہ در باب نعت سید المرسلین ست۔“
تاہم یہ شرح امواج خوبی ہی کے نام سے مشہور ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اردو نظم آٹھویں ہجری سے قبل ہجرات میں رواج پا چکی تھی اور شاہ علی محمد جو گام دھنی کا کلام مقبول تھا تو خوب محمد کو خوب ترنگ کی شرح لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟
جواب میں یہ عرض کروں گا کہ شرح کی ضرورت خوب ترنگ کی لسانی مشکلات یا پیچیدہ بیانی کے سبب نہیں ہے بلکہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے بیان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ اسلامی تصوف کی اساس مسئلہ وحدۃ الوجود پر قائم ہے، لیکن اس کے افہام و تفہیم کے اختلاف نے دشواریاں اور غلط فہمیاں پیدا کر دی تھیں اور ان کے امکانات ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ العربی (صاحب

۱۰ ص ۱۳، ۱۴۔ ۱۵ امواج خوبی مطبوعہ مذکورہ ص ۱۰ د ص ۱۳، ۱۴۔

فصوص) کے عالم اجل اور صاحب باطن صوفی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے، لیکن یہ دونوں بزرگ بروایت گلزار ابرار مکہ کی مسجد میں ایک دوسرے سے دوچار ہوتے ہیں مگر گفتگو نہیں کرتے۔ میری یہ مجال نہیں کہ اس سلسلے میں میں ان دونوں بزرگوں پر محاکمہ کروں ع۔

رموز مملکت خویش خسروان دانند

غرض اپنے مطالب کی وضاحت اور غلط فہمیوں کے ازالہ کی خاطر خوب محمد نے امواج خوبی تحریر کی۔ ورنہ قدیم اردو سے مس رکھنے والوں کے لئے خوب ترنگ مشکل نہیں ہے۔ البتہ مولوی عبدالحق کی طرح بعض لوگوں نے اس کے خشک ہونے کی شکایت کی ہے۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ خوب محمد کی زبان صاف اور انداز بیان واضح ہے۔ اور اگر کسی قسم کی گنجشک خوب ترنگ میں ہوتی تو خوب محمد اس کی شرح خوب ترنگ کے بعد ہی لکھ دیتے کہ وہ کوتاہ قلم نہیں ہیں۔ چودہ سال انتظار نہ کرتے۔ خوب ترنگ ۹۸۶ھ میں لکھی تھی سے

خوب محمد گئے بچار چودہ گھاٹ اوس برس ہزار

اور امواج خوبی ۱۰۰۰ھ میں مرتب کی :

”و تاریخ شرح ثنوی ہزار کامل در فکر خوب محمد آمد سے

عدد شمار ز تاریخ شرح نعت مجدد ہزار سال مکمل ز فکر خوب محمد ہے

شمارم سال شرح نعت امجد دہم سال از دہم عشر از دہم صد

امواج خوبی کی ابتدا ایک نظم سے ہوتی ہے جسے یہاں مکمل صورت میں درج کیا جاتا ہے کہ ایک تو اس میں وحدت الوجود جیسے مشکل مسئلے کو مختصراً وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ دوسرے یہ خود خوب محمد کی

نظم ہے

وجود مطلق از ہر قید بد پاک
شد اول قید علمی از انیت
چوں من بی اعتبار آمد احد خوان
پس از وحدت الہیت شنو باز
سواری عرصہ ثانی در آید
در این گلشن کل اسماء الہی

انیت اندران چون خمر در تاک
نہ عینی و نہ علمی دارد اشراک
ولی واحد ثبوت اوصافش املاک
انا للہ گوید او با زہر و تریاک
قدیم و حادث آویزد دو فتراک
دگر مواسم کونی خار و خاشاک

۲۷ ذاتی نسخہ امواج خوبی ص ۱۶

۲۸ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ

ولی علمیت آن از ہار و اشواک
شہود و غیب زلف من تجہاک
زد آسجا روح چو گل جیب جان چاک
زبان حال من گویند بی باک
لطائف صنعتی تا بام افلاک
چنار و بار و آب و زرہ خاک
کہ انسانت قل انتم و ایاک
یقین میدان مشو ہرگز تو شکاک
منم مطلق بدان گو ما عرفناک
حدوث و پاک یک باشند حاشاک
رسالت ز دست در ہذا و در ذاک
خرامان کجکلاہ و چست و چالاک
فتان خیزان چو عاشق مست غم ناک
ندائی خود خدا آورد ز ادراک

جدا شد یک دگر ممکن ز واجب
دو این غیب و سہ دیگر از شہادت
معطر شد مشام از باغ ثالث
مثال و قلب در قید چہارم
بجسم عرش و کرسی پنجمی جاے
اینٹ را یکی قیدیست مختص
مراتب پنج جمع از بعد تفصیل
اینٹ مطلق اندر قید من بین
من و او یافتن غیر است مطلق
انا لله پاک انا لعبدت حادث
اینٹ ہست در عبد و در اللہ
گہی بالطف و گہ یافتن دہر
گہی با درد و گہ با جان فشانی
شہ من مصلحت را بندہ گشتہ

عطا کن سوی خوبی آشنائی
بحق آنکہ حقش گفت لولاک

اس نظم کے بعد خوب ترنگ کا متن اور شرح شروع ہو جاتی ہے۔ اس شرح کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسے خود خوب محمد نے لکھا ہے۔ اسی لئے شرح مطالب محکم اور تشریح اشعار مستند ہے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

امواج خوبی کی دوسری خصوصیات حسب ذیل ہیں :

(۱) کہیں یہ محض ترجمہ ہے۔ مثلاً

(۱) سے اسی روح ارواح تمام
اوسے جسے کے سب اجسام

لے پنجمین چاہئے۔

کہ ارواح و اجسام تفصیل روح و جسم اوست۔
(ب) عقل کل تا حد انسان ہوے مفصل سب اعیان

از عقل کل تا حد انسان ہمہ اعیان مفصل شود۔
(ج) یا نیچی یا اونچی کھڑا عالم منہ یا عالم بھار
یا زیر است یا بالا یا درون عالم است یا بیرون عالم۔ وغیرہ

(۲) کہیں کہیں شرح متن سے کم ہے۔ مثلاً
کرے جو کو درین ترور

تس مکھ لانا جیوں پیزار
و اگر در شمشیر بیند دراز پیدا آید۔ وغیرہ
(۳) یہ شرح بعض اوقات بڑی طول طویل صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تاہم مفہوم کے تمام گوشے بے نقاب
ہو جاتے ہیں اور یہی ایک اچھی شرح کی خوبی ہے۔

(۱) ذات صفات اسما افعال جمع مفصل چند اک حال
ذات و صفات و اسماء و افعال جائیکہ جمع و تفصیل در یک حال اند مثالش تخم

چون جمع بیخ و شاخ و برگ و شکوفہ و میوہ و تفصیل آن در شجر جمع بعد از تفصیل کہ در آن بیخ و شاخ
و برگ و شکوفہ و میوہ اند و تخم اول ہم دروست۔ پس در شجر جمع و تفصیل در یک حال اند۔

(ب) کہیں کہیں ایک چھوٹے سے شعر کی شرح کئی کئی صفحوں کو گھیرے ہوئے ہے، لیکن یہ شرح مفصل
ساتھ ہی ساتھ دوسرے رموز و نکات سے آگاہی بخشتی ہے اور قلب و دماغ ایک نئے سرور کی اور ایک
نئے نور کی فضا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً

اتناں ہٹے ولے اسکوں دین اس تھیں روح لطیف سو کین

این کثافت ست و روح ازین لطیف تر بشنو بشنو کہ روح طبیعی عبارتست از قوتی کہ اجزاء جسم را
او نگہدارد و از ان قوت اجزاء جسم نیز از یکدیگر متلاشی نہ شوند و پارہ پارہ و جدا نہ شوند، چنانکہ صورت کوزہ را
تنہا خاک بر ندارد و قتیکہ آب و خاک یکجا باشند قوتی پیدا آید کہ آن صورت کوزہ را بردارد و آن روح طبیعت
و روح نباتی عبارت از قوتی باشد کہ جسم را در طول و عرض و عمق بکشد و بزرگ گرداند و روح حیوانی قوتی
است کہ جسم باختیار او حرکت کند و چیز ہا را بہ حس یا بد و روح انسانی عبارتست کہ بد بوالا ہو فرمود کہ مدبرست
بر ہر اشیا کہ ہر یکی را ایک طبیعت و این بتدبیر خویش بر طبع ہر یک غالب آید چنانکہ طبع آب آنست کہ ہر کہ
برو آید آن را غرق کند و ہر کہ بر آتش آید آن را بسوزد و تیغ برد و این کشتی سازد و برو نشیند و دراز کشیدہ

بکجه رود که از تدبیر خویش بر آن طبع آب غالب آمد و باد کسی را فرمان بردار نشود و این بادبان بسته و باد را کار فرمود که کشتی را بکجه بر بشتو بشتو که ذات صورت و همی قایم است بر ذات و هم کننده و صفات و صفات و هم کننده چنانچه ذات عکس بر ذات شخص قایم است و صفات آن بر صفات شخص قایم است پس قوت ذات و هم کننده که ذات صورت و همی را برداشته است آن را روح اقدس و امر حق خوانند، این قوت را بتعلق قوت علم عقل کل نامید که اول ما خلق الله عقلی فرمود چنانچه ذات مطلق را بعلم حضوری وحدت خوانند و عقل کل را سه معرفت کرامت گردانید۔ اول معرفت خود دوم معرفت حق سبحانه تعالی۔ سوم معرفت احتیاج او بحق تعالی و از هر معنی و معرفتی چیزی در وجود آمد از معرفت حق تعالی عقلی دیگر پیدا شد و آن معرفت خود نفسی پیدا شد که نفس کل نامید و از معرفت احتیاج از حق تعالی جسمی پیدا شد که جسم کل نامید و از هر معنی و معرفتی چیزی در وجود آمد از این قوت طبیعت کل پیدا شد و قوت ماده را که صورت قبول میکند آن را همیولی میگویند و عقل دوم را همین معرفت پیدا شد از آن معرفت او هم بدین طریق عقلی دیگر و جسمی دیگر همین طور نه مرتبه باشد تا آنکه عقل کل آن را عشر عقول نام نهاد نه نفس و نه جسم پیدا شد و آن نه جسم نه اجسام فلک اند و نه نفس نفوس فلکی اند و نه عقل عقول فلکی۔ پس هر فلک را عقلی و نفسی و جسمی باشد و قوت تفاوت مرتبی هر فلک را شکل کل نامید۔ فلک اول را عرش و فلک اطلس و فلک الافلاک و جسم کل خوانند و دوم را کرسی و فلک البروج و فلک ثوابت۔ و سوم را فلک مشتری و مرتخ و شمش و زهره و عطارد و قمر و عقل فلک قمر را فعال خوانند و نفس او را و اهب الصور گویند و نفس صورت انسان را نفس ناطقه خوانند که من عرف نفسه اشارت بدوست، پس عقل کل و نفس کل مظهر ذات و مظهر اسماست و طبیعت کل و جوهریها که هیولاست و شکل کل این شش را حضرت ارواح و عالم ملکوت گویند که روح انسانی کبیرست و عالم لطیف است و عالم کثیف آن عالم اجسام از محیط عرش تا مرکز خاک و آن عالم اجسام بر دو قسم است لطیف و کثیف، جسم لطیف آن مرتبه مثال اسماست و عرش مرتبه مثال ارواح و کرسی مرتبه مثال اشباح این را حضرت مثال مطلق گویند که دل انسان کبیرست و آن دایره ایست از نقطه که مرکز آن قلب انسان کامل است۔

یکی نفس و یکی روح و یکی دل و لیکن هست هر یک حرف مشکل
 و جسم کثیف از کره آتش تا مرکز خاک و از تاثیرات کواکب و از امتزاج عناصر موالید پیدا شد که چون از امتزاج آب و خاک و از تاثیر آفتاب که گرمیست صورت غلوه یا خشت جامد گشت چون معادن و نبات و حیوان که جسم مرکب اند و بعد از این مجموع انسان کامل پیدا شد که به لسان و مرتبه گوید
 ارواح قدس چیست نمودار عینم اشباح انس چیست نگهدار پیکرم

بشنو بشنو کہ برزخ اول وحدت کہ میان احدیت و واحدیت آمد و برزخ دوم البیت کہ میان ظاہر وجود و ظاہر علم آمد و برزخ سوم روح کہ عالم غیب و عالم شہادت آمد و برزخ چہارم عرش کہ جسم لطیف است۔ میان عالم لطیف و جسم کثیف آمد و برزخ پنجم کرہ ہای عناصر کہ میان جسم لطیف کہ عالم علویست۔ میان جسم مرکب کہ عالم سفلیست آمد و برزخ ششم مرجان کہ میان جماد و نبات آمد و برزخ ہفتم درخت خرما کہ میان نبات و حیوان آمد و برزخ ہشتم میمون کہ میان حیوان و انسان آمد و برزخ نہم دل انسان کہ میان روح و جسم آمد بشنو بشنو کہ روح مجردا بتعلق جسم کامل کہ بصورت انسان است نفس ناطقہ خوانند کہ من میگوید و آن را در جسم ناقص کہ حیوان است نفس حیوانی گویند و در صورت نباتی نفس نباتی گویند و در صورت جمادی نفس طبعی گویند پس در قوت روح مجرد عالم ارواح است۔

(۴) مقصد و مقصود کے تعلق کی وضاحت کے لئے شرح کے دوران میں حکایتیں بھی بیان کی ہیں۔ مثلاً یہ تو کچھ کہتیں آدے دھات بہت فائدہ کی ہے بات

این راز دل پیش تو بیرون نہم کہ فائدہ تمام دارد و یافتن این مقصد و مقصود بالکل است۔ بشنو ہر یک دین خود را راست دانستہ برو مستقیم اند و در راہ و روش یکدیگر اختلافی تمام دارند۔ یکی طالب صادق بود او خواست کہ آن راہ راست را اختیار کنم کہ از او بمقصد خود رسم۔ تامل کرد کہ اگر کسی ہوس جنگ آوری دارد بسپاہی سخن مشورت بہ پرسد و اگر تجارت خواهد بہ شکار و اگر زراعت خواهد بمزارع و این طلب حق است و البتہ طالبان حق را می باید برسید و در ظاہر طالب آنست کہ لباس اول خود را تغیر داد کہ سپاہی بود فقیر شد و زنا دار بود جوگی گشت و بقال بود راہب شد و طالب خواست کہ ہر کہ تارک مطلق باشد اول اورا باید برسید بتعظیم تمام نزد جوگی آمدہ گفت کہ اگر یافتن مقصد با خاکستر موقوف است این جامہ نزد من قدری ندارد۔ زود بسوزانم و خاکستر بمالم یا ز چیزی دیگر است۔ او جواب داد کہ موجب خاکستر آنست کہ پیرہ پوشیدن احتیاج نباشد و رزق علی اللہ است۔ اما یافتنی مقصد گفتمہ اند کہ از سخن مرشد آن قومی آورد مضمونش حقیقت آدم کہ در دم خود صد غم است آن را شناختہ با او مشغول باش۔ پس ازین سخن دل اطمینان نشد خواست کہ آنکہ با ایشان ضد دانستہ شد آنہارا پرسم زنا دار آن را ضد ایشان یافت کہ اینہا ہر روز خاکستری میمالند و آن ہا ہر روز غسل میکنند۔ ازان پرسید کہ یافتن مقصد ہمین غسل است یا چیزی دیگر۔ ایشان جواب دادند کہ موجب غسل اینست کہ اگر مشغول قرار نہ گیرد یکی علاج اینست کہ غسل کردہ، میچکس سخن نہ گوید و مشغول باشد۔ ازین علاج مشغول قرار گیرد و

۱۔ ڈارون کا مسئلہ ارتقاے انسان کی اہمیت اس بیان کی روشنی میں ظاہر ہے کچھ نہیں رہتی۔

خطرہ غیر درمیان حائل نہ گردد۔ از آن جهت آن غسل اختیار کردیم۔ اما در کتابہای من خبرست کہ حق (و) عالم چنان نسبتی دارند کہ چون سخن در معنی عین معنی است منی در سخن عین سخن است۔ از قول ایشان نیز در دل طالب اطمینان نہ شد و بشنو کہ علاج دیگر آنست کہ سہ مرتبہ پی در پی دم مجوس کند و بعدہ بر عادت خود گذارند شغل کند ہم خطرہ غیر نگردد و دیگر اگر قہوہ خوردہ سخن نلگفتہ شغل کند خطرہ غیر نگردد و دیگر اگر چیزی مسکر خوردہ شغل کند بروز تمام می برد۔ از آن جهت نزد مسلم و کافر حرام شد و ہر کسی را کہ دل در قیدست کہ بغیر حق بجای دیگر نخواہد رفت۔ آنها غیر معتقد مباح کہ بہر علاج می خورند۔ پس جوگی دم اختیار کرد و زنا در غسل و اہل شرع دید کہ ہر روز غسل کردن طبع ہر یک تحمل نہ کند و ہر روز دم گرفتن نیز دماغ و بینائی چشم را زیان دارد۔ فرمود کہ وضو کردہ و سخن نلگفتہ در دوکانہ تھیۃ الوضو ہر کہ مشغول باشد او را چندان ثوابست۔ آن طالب نزد اہل اسلام آمدہ پرسید کہ یافتن حق ہمین کلمہ و نماز و روزہ (و) حج و زکوٰۃ است یا چیز دیگری است۔ ایشان جواب دادند کہ اگر احکام شرع واضح ادا نمایم قدرت مدد کہ تو مطلع نخواہد شد۔ چنانچہ باغبان تختی در زمین پنهان ساخت و برو آب انداختہ بینندہ یقین دانست کہ ہمہ شے ازین عمل خراب گردد و باغبان درین فن عالم بود۔ اما او را چگونہ تفہیم کند کہ شاخ و برگ و شکوفہ این این طرز بر آید اگرچہ خود یقینی دارد کہ فردا ازین تخم گل صد برگ مارانہال خواہد کرد و لیکن او را یقین نشود مگر بہ تجربہ کہ در نو بہار قیادت ازین سجدہ خاک گل بای جزا بشکفد و اگر اکنون تفصیل احکام شرع میخواہی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکی میان جلد فرائض واضح فرمودہ است مطالعہ کن۔ اما دریافتن حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آہ و اصحابہ وسلم چیزی دیگر فرمودہ است کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ این مقصد و مقصود است۔

(۵) امواج خوبی سیدھی سادی مگر پر زور نفس کا اچھا نمونہ ہے۔ شرح مطالب اور نوعیت مفہوم کے لحاظ سے جہاں تہاں نئی تشبیہوں اور پر لطف عبارت آرائی سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) نئی تشبیہ (پراگندگی سپاہ)

پون بھرائے تری بہلائے کر برباد اڈالے جائے

وقتیکہ لشکر غنیم شہریان را چون بغوغای صاعقہ ابر باران ہجوم سائتہ و فوجہا ہر طرف آراستہ در مصاف

آیند و این وقتیکہ باد پیمانی مہمیز کردہ بر آن قلب سپاہ زند ہمہ را چنان برد کہ چون مسخ از غلبہ باد برباد میشود و ہر یک اینچنین براگندہ گردد کہ... ہچکس بہ بیچ یک نہ پیوندد چنانچہ شعر از شاعران ناموزون کہ جائی وزن رفت و جائی قافیہ رفت و جائی مضمون رفت و جائی عبارت رفت۔ وغیرہ

(ب) پر لطف عبارت آرائی ہے

کیتک ہوک مہر من آن کہیا ملاوٹ ہم اسس نام

چند کسان از دسوزی عاشق مستہام مہربانی تمام آوردہ خواستند کہ بنات انعش دار جدا کردگانرا بہر طور ثریا و شمع جمع سازند۔ وغیرہ

(۶) جابجا کلام پاک، احادیث، اقوال ائمہ و بزرگان دین مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ و تصوف کی عظیم کتابوں مثلاً فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ، سکندر نامہ، بیسرنامہ وغیرہ کے حوالے ملتے ہیں۔

(۷) مختلف شعراے کرام کے اشعار سے بھی شرح میں مدد لی ہے۔ مثلاً

(۱) حافظ کے شعر سے

آنچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم
سخن در دست تعلق بگوش سے دارد
ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی وغیرہ

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
کمال فہم سخن نیست در گدا طبعان
تاریک خاطران ہمہ در اوج دولتند
(ب) نظامی گنجوی سے

ہست کلید در گنج حکیم وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
(ج) شاہ نعمت اللہ ولی سے

عالمی از میانہ خوش برخاست وغیرہ

صورت و معنی و قبا و پست

(د) صائب سے

بی تامل آستین افشاندن از دنیا خوش است وغیرہ

ہیچ کاری گرچہ صائب خوب نیست

(۸) جلال الدین رومی سے

کان بود فاعل در اطوار وجود
منفعل گشتہ ز اسماء و صفات وغیرہ

کیست مرد اسماء خلاق و دود
چیت زن اعیان جملہ ممکنات

(۹) خوب محمد نے خود اپنے کلام سے بھی مدد لی ہے

یعنی یہ تقیدات مطلق باشم
پس من رائی نقد رائی الحق باشم وغیرہ

خلوت ہمہ در مجلس رونق باشم
در کسوت ما خوب محمد عین است

(۱۰) جامی سے

کبوتر با کبوتر باز با باز وغیرہ

کند ہم جنس با ہم جنس پروا

(۱۱) عربی شعر سے

فلی فیہ مفی شاہد بابونی

(۱۲) انی وان کنت ابن آدم صورتہ

اما خا رخاف الله قددت الناس بالکوی

(ب) واصحنا ولم تعلم واسينا ولم ندری

(ج) غالباً امام اعظم کا شعر ہے سے

فاھا ثم آھا ثم آھا وغیرہ

صرفت العمر فی لعب و لھو

(۹) فارسی عبارت میں ہندی الفاظ کا استعمال:

(۱) جوگی

(اوپر نمبر ۳ میں) ... سپاہی بود فقیر شد و ز نار دار بود جوگی گشت ...

(ب) سوالاکھ پربت

وغیرہ

باز بشنو کہ در کو ہسار قاف کہ سوالاکھ پربت اند آنجا ...

(۱۰) قدیم گجری زبان کا لغت مرتب کرنے کے سلسلے میں امواج خوبی سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ خوب ترنگ کی فرہنگ مرتب کرتے ہوئے مجھے اس سے کافی استعانت ہوئی ہے۔

(۱۱) مسئلہ وحدت الوجود کو دوران شرح میں بڑی خوبیوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور بڑی وضاحت کے ساتھ۔

(۱۲) خوب محمد چلہ کشی کے قائل ہیں: سے

یہ سب کثرت کا ہے کام کثرت تہیں سب ہوئے تمام

این ہمہ کار بکثرت است از ورزش نتیجہ دہد و اگر یک رکعت بلاناغہ چہل روز ادا کند البتہ مقصود حاصل

گردد۔ ترتیب اینست ... در اربعین ولی شود۔

(۱۳) بعض جگہ خوب محمد نے صرف اپنے آپ سے خطاب کراٹھے ہیں بلکہ مثلاً اپنے آپ کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔

مثلاً سے (مرتبہ جسم)

رایت ربی کہیا جانہ دیکھ سو حسن صورت مانہ

وقال علیہ السلام ربی فی احسن صورت۔ ہاں اسے خوب بیا آن جمیل علی الاطلاق در قید صورت

احسن و در مرآت آئینہ چینین مطالع کن۔ سے

در شکل بتان رہزن عشاق حق ست لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حق ست

اور بعد کے شعر کی شرح کرتے ہوئے اپنی مثال بھی دے دیتے ہیں۔ سے

جو سا سو جیوں آری ہوے اس کا حکم حکم ہے سوے

جسم چنانچہ آئینہ است کہ ہر حکم کہ آئینہ دارد جسم بہمان حکم دارد کہ در جسم خوب وجود بصورت احسن نماید و دور
جسم فرس و طاؤس وجود بصورت فرس و طاؤس در نظر آید۔ وغیرہ

رسالہ حفظ مراتب

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور رسالہ معارف کے سائز پر کوئی ڈیڑھ سو صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ رسالہ کی حمد

میں ارشاد ہوتا ہے:

حمد مطلق سنزای ذاتی را کہ او بحفظ مراتب ایجاد عالم کرد در اژدحام کثرت اعتباری و وجودی ذات او فرد
(یعنی حمد مطلق اس ذات کو سزاوار ہے جس نے حفظ مراتب کے ساتھ عالم کو پیدا کیا اور جس کی ذات اژدحام کثرت
اعتباری و وجودی میں فرد ہے۔)

لیکن خود یہ حفظ مراتب کیا ہے؟ اس کے جواب اور رسالہ کی افادیت کے پیش نظر خوب محمد نے تقریباً
تین صفحے میں حفظ مراتب کو مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل خوب ترنگ اور امواج خوبی ہیں۔ علاوہ
بریں اس اجمال کی تفصیل خود اس رسالہ میں بہ تمام صراحت موجود ہے۔ رسالہ "کلام بزرگان" پر مشتمل
ہے اور اس کی تحریر کا یہ سبب ہے کہ بعض طالبان حق نے مراتب وجود میں بعض محل اعتراض دکھائے اور یوں
غلطی کی چنانچہ خود کہتے ہیں:

... اما بعد کلمہ چند تالیف از بزرگان در حفظ مراتب بدان تقریب از خوب محمد حشتی صادر شد کہ طالبان حق
در مراتب وجود بہ بعض محل اعتراض نمودند۔ در جواب آن بیت ... (شعر صاف نہیں ہے) ... و شنیدہ ام مہر عا کہ
سے گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

پس این رسالہ را حفظ مراتب نام نہاد م چرا کہ مستمع را باید کہ بانصاف گوشہ نہ آنکہ باعتقاد خود در خروشد از
جہت آن طبع خود را منصف کردہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل گفتہ ...
اور مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"... روح را جسم نباید گفت و جسم را مثال نباید گفت و ہچنان حقیقت محمدی کہ وحدت است آن را
عقل کل نباید گفت و عبودیت را الوہیت نباید گفت چرا کہ عقل کل و عبودیت مخلوق اند و وحدت الوہیت غیر مخلوق
اند ..."

خوب محمد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "ہر امر کی وجہ اور شرح بیان کرنے کے قائل ہیں۔ چنانچہ "حمد مطلق سنزای ذاتی"
کی توجیہ تندرست اور لاغر گھوڑے کی تصویر کی تمثیل کے ذریعے مقدمہ میں بیان کرتے ہیں:
"فہم کن مراد حمد مطلق سنزای ذاتی را بہ تمثیل شرح دہم چنانچہ مصور یک اسپ خنک و پس تنی تصویر کرد۔ اگر کسی

این اسپ را وصف کند عین صفت مصور است۔ پس ہر کہ را صفت کنند آن صفت حق است و ہمان مصور بطرح دیگر یک اسپ لاغری نہایت تصویر کرد۔ این را بد میگویند بہ نسبت آن تازی۔ ولی وقتیکہ در لاغری بینند نادر گویند و اگر عجب و نادر گفتہ وصف کنند آن زمان عین صفت حق است۔ پس حمد مطلق سزای ذاتی راشد کہ سوی او اشارت لا احصی ثناء علیک و کیف کل ثناء یعود الیک کہ او بحفظ مراتب عالم ایجاد کرد ... ”

خوب نے اسے ۱۰۰۹ھ میں ۷ محرم کو لکھا تھا:

بوقت صحافی یوم الاربع در تاریخ ہفتم از شہر محرم الحرام سنہ ہزار و نہ (۱۰۰۹ھ) بیانش واضح نمودم۔

تاریخ

خوب محمد کہ چو تاریخ سال
حفظ مراتب کہ زوی صادر است

می شمرد از تو عدد یا حفیظ
حفظ کنش باش مدد یا حفیظ

تاریخ کا کنایہ اور ایک جگہ پایا جاتا ہے:

”... اگر کسی خواہد کہ در سنہ ہزار و نہ ماہ ذی الحجہ مورخہ یازدہم آفتاب در کدام برج است ...“ عدم

حفظ مراتب کی صورت اور اس سے متعلق چند مثالیں بقول خوب محمد یہ ہیں:

ایک قابلیت اور ایک نسبت کو اصل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اصل جمیع قابلیت یعنی حقیقت محمدی و وحدت و تعین اول تجلی وحدت ہے جیسا کہ صاحب فصوص فرماتے ہیں:

ان قلت بالتزیه کنت محمدا

ان قلت با تشبیہ کنت معددا

ان قلت بالاحرین کنت مددا

وکنت اماما فی المعارف سیدا

اور صاحب جہان ناما وحدت کو اصل جمیع قابلیت ٹھہراتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ”چہ احدیت و واحدیت کہ منتسبین اند طاہر نمیشوند الا بہ نسبتی“

چنانچہ منتسبین ہی کو اصل کہنا حفظ مراتب سے دوری ہے۔ چنانچہ صاحب کلشن راز فرماتے ہیں:

زیک چشمیت ادراکات تنزیہہ ز نابینائی آمد راہ تشبیہ

کیونکہ اس کا انحصار تنزیہ پر نہیں ہے پھر تشبیہ پر کیوں کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملحد نام سمجھی کی بنا پر عالم کو خدا کہتا ہے یا ایک کامل سکر کی بنا پر شطیحات پر اتر آیا۔

کہ انا الحق یا سبحانی ما اعظم شانی باہل فی الدارین غیر ی بالیس فی حبستی سوی اللہ

یہ سب حفظ مراتب میں تغلیط کے برابر ہے۔ اسی طرح کسی عالم کا درجہ اجتہاد پر پہنچ کر یہ کہنا کہ میں ان مراتب میں تقدیم و تاخیر محسوس کرتا ہوں کہ المجتہد یخطی و یصیب یا پھر نبیوں کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح (تارہ

چاند اور سورج کو) ہذا اس بچی کہنا بھی روا نہیں ہے۔ حالانکہ انہیں صاحب ملت کہا گیا ہے۔

چنانچہ غالباً یہ دیکھتے ہوئے کہ انسان چاہے عامی ہو یا عالم، کافر ہو یا مسلمان، صوفی کامل ہو یا نبی حفظ مراتب کو بعض اوقات باقی نہیں رکھتا۔ خوب محمد نے اگلے صفحات میں سوال و جواب کی صورت میں تمثیلات اور شکلوں سے مدد لیتے ہوئے حفظ مراتب کو بڑی ہی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کی تصدیق رسالہ عقیدہ صوفیہ میں اس طرح کی ہے:

” اینجا حضرات خمس را من پیش تو مختصر گفته ام۔ در کتاب امواج خوبی و در کتاب حفظ مراتب در آن

ہر دو کتاب یک بیک بتمثیلات واضح کردہ ام۔“

شاید اسی توضیح کی بنا پر رسالہ حفظ مراتب کو کتاب حفظ مراتب کہا ہے۔ خود حفظ مراتب میں اس تفصیل

کا ایک جگہ وعدہ بھی کرتے ہیں۔ ” این حضرات خمس را من پیش تو مختصر گفته ام۔ بیشتر تفصیل خواہم گفت و یک بیک را بہ تمثیلات مبین اظہار خواہم نمود۔“

سوالات میں اکثر و بیشتر اپنے آپ سے خطاب کرتے ہیں:

(۱) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ واجب الوجود ...

(۲) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ صفات تعالیٰ ...

(۳) ای خوب اگر کسی سوال کند کہ واجب الوجود در وجود خود ... وغیرہ

کہیں کہیں جوابات میں بھی اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتے ہیں:

(۱) ای خوب اسم سیوم الباطن استعداد خاص دارد ...

(۲) ای خوب اسم چہارم الآخر رب جوہر صباست کہ ...

(۳) ای خوب اسم ہفتم المحیط رب عرش عظیم و عرش جمیع عالم علوی و سفلی را محیط است ...

(۴) ای خوب اسم ہشتم الشکور رب کرسی است ... وغیرہ

اہم ہشتم تا ہفدہم کی توضیح اور صفات دکھاتے ہوئے علم الفلکیات کا مختصر سا ذکر کیا ہے۔ تمام

ستاروں کے اثرات سے بحث کی ہے اور ان کے اثرات اور وقت کے لحاظ سے کام کے ہاتھ اس کا انجام بھی

بتایا ہے۔ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی بات ستاروں کے اثر سے خالی نہیں ہے۔ اس ضمن میں خوب محمد نے

مسلمان یا عرب و ایران کے منجموں کے علاوہ ”منجمان ہندی“ کے خیالات بھی پیش کئے ہیں۔ مثلاً اسم دہم

المقدر رب فلک منازل کے بیان میں ان کی نو منزلیں نہ گنائی ہیں:

(۱) پکھرادا، سروں اترا، بھالکنی اترا، بھدرپ اترا، اکھاوا، بستھکھا، راہنی اور دھنشتا۔

(۲) جیشا، پراس، ہست، اسونی، مدکسر، دیوتی، اترادہا، سوانتھ اور چترا

(۳) مول، کرنکا مکھا ایسا مکھا بھرتے

سیکھا بوریآ بھا لگنے

بوریآ اکھارا بوریآ بھدرپت

یہ صورتیں مختلف امور کے سبب بیان ہوئی ہیں۔ مثلاً نمبر تین کے لئے کہتے ہیں: این نہ منزل نظر فرود آزند۔ چاہ کندن و خزانہ در زمین نہادن و حوض کردن نیک است۔

دنوں کے اعتبار سے سات منزلیں حسب ذیل بیان کی ہیں:

"یکشنبہ۔ مگھا، دوشنبہ ایسا مکھا، سه شنبہ ادرا، چہار شنبہ مول، پنجشنبہ کرنکا، جمعہ

— اونہی اور شنبہ۔ ہست۔ درین ہفت منازل جم کھت جوگ گویند۔" اور "ہیچ کاری نباید کرد۔" دوران بیان میں "نجوم ہندی" کی گھڑی، پل، نکھتر، نہاری اور پنونی وغیرہ اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ پنونی (پنوتی) کو علاوہ بمبئی میں نحوست کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

بائیسویں نام العزیز (رب جماد) کی شرح کرتے ہوئے خوب محمد نے مختلف جمادات کے نام بتائے، ان کی کیفیت اور خصوصیات بتاتے ہوئے فوائد کا بھی ذکر کیا ہے، مگر یہ فوائد مشروط ہیں۔ ساعتوں کے لحاظ سے ان جمادات کے استعمال میں زور دیا ہے۔ فصلوں کے اعتبار سے ضروری ادویہ، غذا اور پرہیز بھی بتایا ہے۔ ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں:

"وقتیکہ نصف آخر ساون و تمام بھادوں و نیم اول آسو خواهد شد این ایام را سردہ میگویند۔ درین فصل تلخہ راجاست و پردھان باد۔ درین روز ہا ہلیلہ بانبات مہری بخورد و خوردنی این فصل شیر گاؤ و نیشکر و برنج و ہینگ و کمود و آب حوض و در شعاع ماہتاب خواب کند تا چہار گھڑی و صندل مالہ و گل پیل استعمال کند و جماع کند و روغن گاؤ میس اندک نوشد و خرماتر و خشک خورد و نبات بادال خورد و انہ پختہ خود و راکھ الاجی (الاجی؟) و ترش انار و ترنج و ادک و نیبو۔ بشنو پرہیز این فصل از ججزات و کنجد و روغن کنجد را نہ خورد و نہ اندام مالہ و جوز ہندی و کیری۔"

ممکن ہے "روغن کنجد را نہ خورد" پر بعض کے ہاں استعجابی کیفیت پیدا ہو جائے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ بمبئی علاقے میں تل کے تیل کا استعمال کھانا پکانے میں عام ہے جیسے شمالی ہندوستان میں سرسوں کا تیل۔ اسے متفانی اصطلاح میں میٹھا تیل کہتے ہیں۔

مختلف دھاتوں اور قیمتی پتھروں کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ۔

چون بخار در زمین محبوس باشد و بر صفت اختلاط مختلف کہ کم و کیف است چون در ازمی و کوتاہی و سردی و گرمی ہنوز تمام زسیدہ باشد ازان اجسام ارضیہ گویند و اگر بخار غالب آید بردخان ازان اجسام تولد شود لیثم و بلور و زنبق و درصاص و سرب و دیگر جوہر کہ شفاف اند و اگر دخان غالب باشد ازان تولد شود نمک کہ آن را کیس و پھتکری گویند و کبریت و نوشادر و پس از اختلاط این اشیا بعضی تولد شود۔ اجسام ارضیہ مثل زر و نقرہ و درصاص و سرب و حدید و نحاس و خاصیتی این اجساد سبعہ از زنبق و کبریت اند کہ این ہر دو ثابت شدہ اند... ”

اس کے بعد زنبق، نوشادر، گوگرد، زرنیخ، سرب، قلعی، آہن، زر، مس، خارصینی اور نقرہ کی اجزاء ترکیبی اور خصائص منظوم (فارسی) طور پر بیان کئے ہیں۔ یہ نظیں خود خوب محمد کی ہیں۔ ان نظموں کے بعد ارواح کانی عقار ہائے مختلف اور تصعید کے علاج کے طریقے بھی فارسی نظم میں بتائے ہیں۔ دوسری نظموں کی سرخیاں حسب ذیل ہیں:

صفت نوشادر، صفت گوگرد و زرنیخ، کیفیت کشیدن جوہر از گوگرد و زرنیخ، معرفت زاک یعنی کیس و پھتکری، صفت املاح، معرفت پدیدان آمدن اجزاء، تکلیس اور تشمیح۔

چنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اکابر صوفیہ کی کتابوں کے علاوہ خوب محمد کو نجوم و طب اور عطاری پر بھی عبور تھا۔

ان علوم پر بغیر استاد کے عمل کرنا بقول خوب محمد نادانی ہے۔ تاہم شغل حق سب پر افضل ہے اور لطف یہ کہ صاحب دل ہو جانے سے تمام دقتیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں:

مثنوی

دلی ہرگز ممکن دانا جز استاد	زمن این یک سخن را یاد کن یاد
ترا آن لحظہ باشد کار نیکو	کہ کرد و شغل حق بیخود شوی تو
وگرنہ بیہدہ چندین مہر رنج	کہ زیر این طلسم آید ہمہ گنج
اگر خواہی شوم زین طرح مقبول	ضمیر خود شناس و باش مشغول

مبادا از شنیدن کار سازی	بنادانی ہمہ کس خورد بازی
از ان دور سخن این قدر آیم	کہ راہ مکس کردن را نمایم

مزاج ہریکی دانی درین راہ	ز نیک و بد ازیشان باشی آگاہ
ولیکن تانہ یعنی پیش استاد	ہمہ ترکیب کردن بست بر باد

مگر در ہر عمل چنڈین غلطیاست
درین نسخہ اگر چه نقص آرد
یدین، منجبار ہر کس علم داند
چو صاحب دل شوی گردد ہمہ حل
بغیر از اولیا ہر گز نشد راست
دلی این علم ہم یک فضل دارد
اگر باشد دلی کردن تواند
درین فن ہست خوب این خبر اول
بعض الفاظ کی فرہنگ بھی خوب محمد نے دی ہے۔ قدامت کے ساتھ ہم معنی انگریزی الفاظ کے استعمال
کے سبب اس فرہنگ کی اہمیت بے حد بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس فرہنگ کو میں انہیں کے الفاظ میں دہرا
دینا بہت ضروری سمجھتا ہوں:

”فرہنگ این لفظہا — سنگ دھنچ کہ از وسیلو میشود و سنگ مغنیسیا (MAGNESIA) یعنی
ترتری کہ آنرا ہندوی کا نہ میگویند و سنگ روص کہ از کجیل برآید۔ آنرا در ہندی بت میگویند۔ و سخار یعنی
ساجی و سنگ سارقتشیسیا (SARCACIA?) یعنی سون کھی ... و بورق یعنی چوکھار و طلق ابرکھ
راگویند ... تسقیہ یعنی پت دادن و تکلس بھوکہ (برادہ) کردن مثل آرد ... و تدب (؟) یعنی کداز از پھنکنا۔
الحدید یعنی کاٹھ فولاد و زاک یعنی کیس و شب یمانی یعنی پھتکری و سنگ گچ کہ ازو چونہ (چونا) سازند و مازون یعنی
ماٹن پھل ... تقیطہ یعنی چکا بندی ... زاک قلقند مور کھوتھہ و ابوط یعنی ابوت و خارصینی یعنی سنگ بصری
گویند کہ ازو کھابریہ سازند و ازو ... گوگرد زرد صاف یعنی گندھک اصل سادا و ... بی سنگ یعنی منسل کر۔
خردل یعنی رائی و فل یعنی سرکہ ... سنج یعنی سندور ... رنگ فریسیہ یعنی نیل کتھہ (کتھہ) لعل آب یعنی بو تھی (؟)
زرینج و سیاہی را در لعل آب آمیزند سوسنی (سومی؟) شود و زرینج را در زعفران آمیزند نارنجی شود ...
(خالی جگہوں میں ایک آدھ ہی ایسے لفظوں کی جگہ خالی ہے کہ جو پڑھے نہیں گئے ہیں۔ بقیہ خالی جگہیں ان
فرہنگوں کی ہیں جن میں انگریزی یا ہندی کا کوئی لفظ نہیں تھا۔)

انسان کا تعلق ”جامع“ سے ہے یعنی جامع (۲۷ واں نام) رب انسان ہے۔
۲۸ واں نام رفیع الدرجات یعنی رب خلیفۃ التا ہے اور اسموں کا بیان اسی پر ختم ہے۔ اس کے بعد
نبوت، خلافت وغیرہ کا بیان ہے۔

رسالہ کے آخر میں یہ جملے ملتے ہیں:
”تمام شد رسالہ“ حفظ مراتب کہ مقدمہ شرح جام جہان ناماست و آن شرح مستماست بشراب جام از تصنیف
نوب محمد چشتی ...“

اس اقتباس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شرح جام جہان ناما یعنی رسالہ شراب جام اس کے بعد لکھا گیا

ہوگا۔ مگر حقیقت حال برعکس ہے۔ شراب جام کی تاریخ ارقام ۹۷۴ھ ہے۔ غالباً مقدمہ لکھنے کا خیال بعد میں آیا ہوگا۔ ویسے بعد کے ناقلین نے پہلے حفظ مراتب اور اس کے بعد رسالہ شراب جام کو نقل کیا ہے۔
اس رسالہ کے دو نسخے پیر محمد شاہ لاہوری (احمد آباد) میں موجود ہیں اور ایک نسخے کے اختتام پر یہ عبارت درج ہے:

تمت الكتاب هذا رساله في وقت ظهري يوم الخميس بتاريخ شانزهم معظم الكرام ماه رمضان ۱۰۱۴ھ
بخط ملامد ولد شير محمد در امد آباد نوشته شد۔

بمختصر

یہ تاریخ تحریر میرے نزدیک اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ انہیں ملامد ولد شیر محمد کا لکھا ہوا امواج خوبی کا ایک نسخہ پیر محمد شاہ لاہوری میں موجود ہے اور اس پر سنہ محض اس طرح درج ہے ۱۰۱۴ھ۔ ظاہر ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۴ھ ہی ہو سکتا ہے کچھ اور نہیں۔
حفظ مراتب کے ماخذ

خوب محمد نے رسالہ کی ابتدا میں لکھا ہے کہ یہ رسالہ بزرگوں کے کلام پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس کے ماخذات کی فہرست درج ذیل ہے:

(۱) قرآن و احادیث و اقوال بزرگان دین مثل ابوبکر رض وغیرہ

(۲) فصوص الحکم از شیخ محی الدین ابن عربی

(۳) گلشن راز از شبستری

(۴) جام جہاں نما از شیخ مغربی

(۵) نقد النصور

(۶) شرح رباعیات

(۷) لوائح

(۸) شرح لمعات

(۹) نعمت اللہ (ولی) کا کلام۔ ان کی ایک طویل غزل دی ہے

یاد گیر این گفہ ہای نعمت اللہ یاد گیر تا ترا امروز پسند و مونس فردا بود

(۱۰) اور تصوف و نجوم و طب پر دوسری کتابیں۔

نوٹ: نجوم اور طب وغیرہ کی باتیں کرتے ہوئے خوب محمد نے کسی کتاب کا حوالہ درج نہیں کیا ہے۔ اس

سے نتیجہ نکالنا کہ خوب محمد کو ان علوم پر بھی مہارت حاصل تھی کچھ غلط نہ ہوگا۔
رسالہ عقیدہ صوفیہ

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے۔ بعد کے دونوں رسالے: رسالہ خلاصہ موجودات اور رسالہ صلح کل سے نسبتاً بڑا ہے۔ خوب محمد حشتی کی دوسری تصانیف کے مقابلے میں اسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان میں تفحص کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تصوف وحدت الوجود کا تصوف ہے اور اس رسالہ میں انہوں نے اس امر کی طرف شروع ہی سے اشارہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

”بعد از حمد و صلوة بیان عقیدہ صوفیہ کہ قایل اند بوحدت وجود ...“

اس میں فصوص (الحکم)، گلشن راز اور جام جهان نما کے حوالے ملتے ہیں۔ رسالہ کے نام کی تصریح اور تاریخ تحریر خوب محمد سے سنئے:

شمارد سال از اعداد اگر کس بگو خوبی ہزار و سیزده بس

(۱۰۱۳ھ)

اس کے بعد کہتے ہیں:

”این رسالہ کہ مسمات بعقیدہ صوفیہ از خوب محمد حشتی در ایام نوروز سنہ ہزار و سیزده در ماہ ذی القعدہ روز چہار شنبہ مورخا (کذا) دوم بوقت ظہر تجلا شد ...“

آخر میں احکام کی تلقین اور اس تلقین کی اہمیت جتاتے ہوئے کہتے ہیں:

”و این کلام حق است کہ رسول دار بتومی رسانم بہ دلم وارد میشود کہ لہا علی الرسول الا البلاغ بیت در پس آئینہ طوطی صفتم داشته اند آسچہ استاد ازل گفت بگو میگویم“

عام حالات و خیالات کے پیش نظر انہیں اس ”دعوی رسالت“ کی اہمیت اور بلندی کا خیال اور غالباً دوسروں کی کج فہمی کا احساس ہوتا ہے کہ وہ ”بڑی بات“ کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:

”اگرچہ من ز مرتبہ خود پا برون نہادہ ام مانند چشم کہ در بیغولہ اند ...“

اور آخر میں ایک سچے صوفی کی طرح یوں دعا کے طالب ہوتے ہیں:

”الہی چنانچہ این رسالہ را از قوۃ بفعل آوری ہچمان قول و فعل من موافق گردان و چنانچہ علم دادہ توفیق عمل بخش۔ الہی اگر دل دادہ ان را دلبر شو کہ درای تو سوی کس متوجہ نباشد و اگر دلبر شوی آنرا دلدار باش کہ دل بحضوریت تو قرار گیرد ...“

پھر قلب و نظر سے خطاب کرتے ہیں کہ اے دل مراقبہ محبوب میں قرار حاصل کر اور اے زبان مست ہدہ عشوق

میں دم نہ مار!

ترجمہ رسالہ عقیدہ صوفیہ

مقابلہ رسالہ عقیدہ صوفیہ کا ترجمہ ضروری ہے کہ اول تو اس کے سلسلے میں یہ کہا ہے کہ جو کچھ دل پر وارد ہوتا ہے اسے تم تک پہنچا دیتا ہوں۔ دوسرے صوفیہ کی طرح ان کا اپنا بھی عقیدہ وحدت وجود ہی کا ہے۔ ترجمہ پانچویں باب میں ملاحظہ ہو۔

رسالہ خلاصہ موجودات

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور بہت ہی مختصر ہے۔ خوب مجر کے تمام رسالوں میں سب سے چھوٹا ہے۔ اگر فولس کیپ پر اوسط خط میں لکھا جائے تو ۲۸ سطریں فی صفحہ کے لحاظ سے تین صفحات پر آجاتا ہے۔ اس کے مخطوطے پیر محمد شاہ لاہری (احمد آباد) اور یونیورسٹی لاہری، بمبئی میں موجود ہیں۔

رسالہ کی ابتدائی سطریں ہی رسالہ کا نام اور طریق تصوف (وحدة الوجود) کا پتہ دیتی ہیں:

”حمد موجودی را کہ خلاصہ موجودات از قوۃ بفعل آورد و مولود او در مرتبہ ظہور فرمود و صلی اللہ علیٰ محل کہ خلاصہ موجودات است و علیٰ الہ و اصحابہ و بارک و سلم۔ اما بعد ازین رسالہ کہ مسماست بخلاصہ موجودات و بیانش وجودی کہ موجود است از جہت کہ نہ ذات حصول مثنی نیست کہ مجہول الکلیفیت است۔ آن را لاتین و وجود مطلق و ذات بحت و غیب ہوت میگویند کہ ضمیر کھو اشارت بدوست۔“

اس رسالہ میں گلشن راز، نرہت الارواح اور شیخ سعدی کے حوالے علی الترتیب ملتے ہیں۔

خوب محمد نے اس رسالے کی تین تاریخیں کہی ہیں:

ز خوب خوب بر آمد سدہ جای سال صریح رسالہ خوب نمودی تو خوب ہر دو ملیح
ہزار و چارہ اتمام صبح آن سنہ انت صباح دوازدهم در رجب خمس صبح

یعنی خوب نے اس رسالہ کو اپنی وفات (۱۰۲۳ھ) سے کوئی ۹ سال پہلے لکھا تھا۔

رسالہ خلاصہ موجودات ایک لحاظ سے بڑی اہمیت کا مالک ہے۔ اس کے آخر میں خود خوب محمد کی کہی ہوئی اپنی تاریخ ولادت موجود ہے۔ اس تاریخ کا مادہ بڑا خوبصورت ہے اور اس کا استعمال بہت ہی نادر ہے جس کا اندازہ (مع مادہ تاریخ کے) اس اقباس سے بخوبی ہو سکتا ہے:

”پس ہر شئی کہ در موجودات بوجود می آید عین مولود خلاصہ موجودات مالا نہایت کہ عالم تفصیل او است و او اجمال عالم چنانچہ میوہ در تخم بود و تخم در میوہ نمود۔ درین مقتضا خواستہ ام کہ مولود خود گویم۔ ناگہان در باطن بلا واسطہ وارد شد کہ ”خمش“ این ہم مولود خلاصہ موجودات کہ آن را مولود خویش پنداشتہ۔ بیت

با خموشی در دلم آمد ندا از گوشش ہوش خوب با ہریک مگو تاریخ مولودت خموش

(۵۹۴۶)

رسالہ صلح کل

یہ رسالہ فارسی نثر میں ہے اور مختصر ہے۔ کتب خانہ پیر محمد شاہ (احمد آباد) اور بمبئی یونیورسٹی لائبریری میں اس کے مخطوطے موجود ہیں۔ اس کی ضخامت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ فولس کیپ پر اوسط خط میں لکھا جائے تو ۲۸ سطر (فی صفحہ) کے لحاظ سے تقریباً ساڑھے پانچ صفحہ پر آسکتا ہے۔

اس رسالہ کے موضوع اور اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں خوب محمد رسالہ کی ابتدا ہی میں خود ہی کہتے ہیں :
حمد جامعہ را کہ بجمیع محامد محمد است و صلوة بر انسان کامل کہ در مرتبہ جامع محمد است۔ چنانچہ صفت جلال و جمال و اسماء الہی و کیانی در مرتبہ ذات صلح کل دارد۔ خوب محمد چشتی کہ مصنف این سطر چندانست بدین بیان این رسالہ را بخطاب صلح کل مخاطب کرد۔

اس اقتباس کے ساتھ جب ہم پورے رسالہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس کا بھی موضوع مسئلہ وحدت الوجود ہے اور اس کا بیان بھی دوسرے ہم مسلک صوفیائے کرام کے طرز پر ہے۔ وجود مطلق کو بحیثیت ذات پانچ مراتب کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ذات مطلق یا وجود مطلق کو خوب محمد غیب ہوت اور ذات لاتعین و مجہول کیفیت اور احدیت بھی کہتے ہیں۔ اس کے پانچ مراتب جو حضرات خمسہ بھی کہلاتے ہیں حسب ذیل ہیں :

(۱) وحدت (۲) واحدیت (۳) روح (۴) مثال (۵) جسم۔ وحدت کو حقیقت محمدی اور واحدیت کو اعیان ثابتہ سے تعبیر کیا ہے۔ وحدت اور واحدیت مراتب غیب یا غیر مخلوق ہیں۔ روح، مثال اور جسم مراتب کو نیہ یا مخلوق ہیں۔ جسم ہی کے ساتھ انسان کا ذکر ملتا ہے جسے خوب محمد الگ درجہ کے طور پر نہیں پلے کرتے۔ حالانکہ دوسرے صوفیہ کے ہاں یہ ایک علیحدہ درجہ ہے۔ تاہم اس کے لئے جو اصطلاح : مرتبہ جامع، راجح ہے وہ ان کے ہاں موجود ہے۔ مثلاً ”صلوة بر انسان کامل کہ در مرتبہ جامع است۔“

چنانچہ رسالہ صلح کل شروع سے لے کر وحدت الوجود کے مسئلے کو تمام باریکیوں اور نکات کی مجمل تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وضاحت کے لئے پانی، دریا، غریب، آئینہ میں پیشانی وغیرہ کا دیکھنا ”لحظ“ کا مجتمع ہو کر سال کی صورت اختیار کر لینا وغیرہ کی مروجہ مثالوں سے مدد لی ہے۔ تصوف اور نعت کی رو سے نبی، ولی، عارف، محقق، محدث، مفسر، کلام اللہ و کلام رسول وغیرہ کے ”اختلافات“ بڑی عمدگی سے سمجھائے ہیں۔

حضرات خمس کا بیان آئینہ بینی کی مثال خوب محمد نے اس طرح واضح کیا ہے :
بشنو کہ درین دیدن آئینہ مانند مراتب حضرات خمس ظاہر میشوند۔ اول دانستن ذات شخص کہ بینندہ است

آن را وحدت گویند و دوم دیدن و دانستن آن شخص کہ ذات با جمیع صفات است آن را الوهیت خوانند۔ اس ہر دو مراتب
غیب اند و غیر مخلوق و سہ مراتب کہ مخلوق اند از آن اول آنست کہ شخص دانندہ است کہ پیشانی دارم و دایم در آن
پیشانی چشم بنا است اما گاہی پیشانی را ندیدہ و باعتبار آئینہ ہمان پیشانی دید کہ بچشم مرد دیدن روا نیست اما بمعنی
دیگر در آن معنی کہ در نادیدن است بحال خود است کہ وہو الآن کما کان درین مرتبہ ذات گویند روح نامند و مخلوق
از آن گویند کہ تکرار بازیافت اگر ہزار بار بازیابد در وحدت کثرت نباشد و معنی باز یافتن یکیت و آن روح ابوالارواح است
و ہزار بار تفصیل او کہ ارواح عالم و آدم است و از ان سہ مراتب دوم مرتبہ عکس کہ اعضای راست را چپ نماید و چپ را
راست از جہت مقابل آن را قلب نماید دور انقلاب او اصل شخص است و حامل تجلی اوست بدین معنی قلب المؤمن
عرش اللہ فرمود و اگر ہزار بار انعکاس شود اما مفہوم عکس یکیت و مکرر تفصیل او بدین تقدیر قلوب عالم و آدم تفصیل
قلب محمدیت و از ان مراتب مرتبہ سوم آئینہ کہ در روی آئینہ روی راست نماید و بر پشت آئینہ مانند سپرد در شمشیر دراز و
در آب پای سپای چسبان و سرنگون در نظر آید پس اختلاف صورت از آئینہ است و ہستی صورت از شخص پہچمان وجود
در صغریا خاک بازی کند و در جوانی عشق بازی و جنگ آوری و در پیری عاجزی و بیچارگی پس آئینہ آنست کہ باعتبار
قابلیت خود ہستی بینندہ بنماید اگر ہزار بار بتفاوت قابلیت بنماید اما مفہوم نمودن یکیت و ہزار بار مکرر نمودن تفصیل
او برین تقدیر آئینہ ہا و اجسام عالم و آدم تفصیل آئینہ جسم محمدیت ہے

اور یہ مقام محمدی چارہ حکم رکھتا ہے:

(۱) سونگلی بی انباز۔ مرتبہ (لا تعین)

(۲) عدل مراتب ساز۔ مرتبہ (تعین وحدت)

(۳) جمعیت راز تمام۔ مرتبہ (تجلی الوہیت) اور (۴) شجاعت جان باز۔ مرتبہ (انسان کامل)

یعنی نقطہ آخر نقطہ اول سے پیوست ہو کر دائرہ کو مکمل کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کی دوری اور نزدیکی یہی ہے۔

اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔

خوب محمد کے نزدیک جو جماعت اپنے دل کو ان اوصاف سے موصوف کر لیتی ہے اور شریعت کے پیش نظر کلمہ
توحید و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ ادا کرتی ہے وہ گویا مذہب سنت و جماعت کی پیرو ہے، اور جو جماعت خلاف شیخین
و ذی النورین کی منکر اور "خلافت" امیر کرم اللہ وجہہ کی قائل ہے و مذہب شیعہ کی پیرو ہے۔ عالم ارواح و اجسام کو

سے ترجمہ عمداً نہیں دیا ہے کہ یہی باتیں خوب ترنگ کے تصوف میں ملیں گی۔

مخطوطوں میں مصرع تاریخ اس پر ختم ہوتا ہے "زہجر محمد" مگر ڈاکٹر مدنی نے اپنے مقالہ میں "زہجر محمد" دیا
ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

تفصیل حقیقت روح و جسم محمدی اور آں حضرت کو اجمال عالم مخلوق و غیر مخلوق (کہ یہی ایک انسان قابلیت حق رکھتا ہے اور باقی اس کی تفصیل ہے) اور انسان بے مثال و ہمتا کا عقیدہ رکھتے ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کا اسلام مسلم ہے اور یہی مرتبہ صلح کل ہے۔

اس رسالہ میں محض ایک مقام پر نرہمتہ الارواح کا حوالہ ملتا ہے۔ اور یہ تمام نفی نفسانیت کا ہے چنانچہ کہتے ہیں: ”صاحب نرہمتہ الارواح فرمود کہ قومی را اندیشہ بخور رسید۔ گمان بردند کہ رسیدند چنانچہ تا کی صاحب فنار آشور فنا باشد صاحب فنا نیست چون شعور فنا مرتفع شود صاحب فناست پس فنا در فنا مندرج است نہ آنکہ نفی در نفی اثبات۔“

حسب معمول اس رسالہ کی بھی تاریخ لکھی ہے جو رسالہ کے آخر میں درج ہے۔

آمد ہزارہ دستا نرہمتہ زہجری محمد
تاریخ صلح کل بقول خوب محمد
مفتاح التوحید

کتب خانہ کیمبرج یونیورسٹی کی فہرست (کتب فارسی) مرتبہ ای۔ جی۔ برادوں میں نمبر ۱۱۷۷ پر خوب محمد چشتی کے تین رسالوں کا ذکر ہے: صلح کل، خلاصہ موجودات اور مفتاح التوحید۔

اس میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ صلح کل کے مصنف کی حیثیت سے خوب محمد کا نام یوں دیا ہے: خوب محمد حسینی۔ حالانکہ خوب محمد چشتی ہونا چاہیے جو مشہور و معروف ہے۔

اس فہرست میں مفتاح التوحید کا نام تحریر کرنے کے بعد مصنف کا نام خوب محمد چشتی لکھا ہوا ہے۔ ابتدا یوں ہوتی ہے:

تخایف حمد و لطایف ثنا سزاوار نثار ذاتی است کہ ... الخ

رسالہ بھاؤ بھید

اس رسالہ کا ایک نسخہ دریافت ہو سکا ہے۔ خوب محمد کی بعض کتابوں کی طرح اس کا بھی ایک نسخہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ رسالہ بھاؤ بھید کا موضوع صنائع بدائع ہے۔ چنانچہ بقول مولوی صاحب خوب محمد خود کہتے ہیں:

۱۔ فہرست: کتب خانہ کیمبرج یونیورسٹی۔ افسوس کہ نقل نہیں مل سکی۔

۲۔ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام ص ۶۰۔ مولوی صاحب نے اس کی تشریح نہیں کی، کذا میں نے اس رسالہ اور اس کی نقل حاصل کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

گفتہ صنایع بدایع را بزبان گجرات از جهت یادداشت می گویم، امید بجزرت صنایع و بدایع چنانست

کہ مقبول گرداند۔ دوہرہ

حمد خدای خوب کر کہ صلوة رسول
پچھیں صنعت شعری کہے تو ہوئے قبول

اما بعد این رسالہ بخطاب بھاؤ بھید مخاطب شدہ است در بیان تلونات کلام و انواع مفہومات منظوم۔ دوہرہ

بھاؤ بھید اس نانو کو بات بکٹ سمجھائیں
بھاؤ بھید کے شعر کے خوب جو تجھ آپ آئن

صنعت متضاد، آنت کہ الفاظ چند ضد یکدیگر باشند، مثال

دھیان خدا کا پکڑ جو چھوڑے اسے کہیں جگ مانہ

بھلا برا ہو ثمر یا دیکھو سبل خصل اس ٹھانہ

تین پائیں دی راج بسلائے باد بھرا کے اک کلال

عقدہ :

خوب ملیں صندلی رنگ نیلے پیلے کالے لال

صنعت تفریق تنہا آنت کہ میان دو چیز جدائی آنگند، مثال

میں خوب تفریق تنہا پچھان

جدائی دو ہوں مانہ اس بھانت آن

کنول مکہ جمل بن جدائی ایک بات

کنول دیس بھول سے نہیں یہ دیس رات

رسالہ چھند چھنداں

چھند چھنداں کا ذکر پروفیسر شیرانی مرحوم نے اورینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۳۱ء میں کیا ہے اور اب

مہاراشٹر پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔ یہ رسالہ ہندی پنگل، فارسی عروض اور تال ادھیا کے متعلق ہے۔ اس

کا تالیف کنندہ ہے

۱۹۱۹ء میں کالج میگزین میں اور فروری ۱۹۳۱ء میں کتب خانہ

پنجاب یونیورسٹی، لکھنؤ میں موجود ہے۔ اس کی نقل نہیں بھیجی اور اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔

بسم اللہ کر ناوں دھر چھند چھنداں پنگل اور عروض اور تال ادھیاتیہ آن
 اور اس کا عروضی حصہ اس دوہرہ سے شروع ہوتا ہے۔ سے
 پنگل گن سب کہہ رہیا اب عروض گت آکہ
 مصرے خوب آئیں گے جدی جدی بدبہا کہہ
 ارکان عروض کے سلسلے میں کہتے ہیں۔ سے

خوب اصل جز آہہ ہیں ان کی بگت پچھان دوئی خماسی تن مہیں جگکوں سباعی جان
 یعنی فعلوں اور فاعلن خماسی ہیں اور مفاعیلن، فاعلاتن، مستفعلن، مفعولات، متفعلن سباعی ہیں۔
 ان رسالوں کے مطالعہ کے بعد مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) خوب محمد وحدت الوجود کے ماننے والے ہیں۔
 (۲) چونکہ ہر رسالہ میں اس کی توضیح و تشریح مد نظر ہوتی ہے اس لئے نہ صرف عبارتیں ایک ملتتی ہیں بلکہ جوہر
 و دریا اور چھلنی، پانی، ماہ و سال اور درخت و بیج وغیرہ کی مثالیں بھی مکرر آتی رہتی ہیں۔
 (۳) اور جہاں عبارت بدلی ہوئی ملتتی ہے وہاں کوئی نیا خیال یا نظریہ نہیں ملتا بلکہ یہ فرق محض توضیحی اور
 تشریحی اہمیت رکھتا ہے۔

(۴) خوب محمد کو تصوف کے دقیق سے دقیق مسئلہ کے بیان پر پوری قدرت حاصل ہے۔ شریب جام میں ادبی
 لطافت کے حامل کئی ایک جملے بھی ملتے ہیں۔

(۵) خوب محمد بالعموم رسالوں کی ابتدا میں رسالہ کا نام اور وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں اور آخر میں تاریخ ترقیم
 بھی کہتے ہیں۔ تاریخ کوئی پیر خوب محمد کو بڑا عبور ہے۔

(۶) قرآن و احادیث کے علاوہ خوب محمد نے فصوص الحکم، گلشن راز، نذیرۃ الارواح، روضہ مطہرہ وغیرہ
 وغیرہ کا زبردست مطالعہ کیا تھا۔ جا بجا اکابر شعراء، تصوف کے اشعار نقل کرتے رہتے ہیں۔ بعض آیتوں پر غریبوں
 بھی نقل کئے ہیں۔ لب لبوب اور عطاری پر بھی عبور تھا۔

(۷) خوب محمد بے سنی مسلمان تھے۔ مگر غریبوں کو برا کہنے کے قابل نہیں ہیں۔

خوب محمد کا ہاتھ کرنے والی کتابیں جمع اقتباس و تبصرہ

بروہ کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا حصہ

بسم اللہ کر ناوں دھر چھند چھنداں پنگل اور عروض اور تال ادھیاتیہ آن

اور اس کا عروضی حصہ اس دوہرہ سے شروع ہوتا ہے۔ سے

ذکر کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج سے لے کر کبیر تک بہت سے صوفیہ کا مختصر حال ان کے مقولے اور تصانیف کے حوالوں کے ساتھ ان کے کلام کے نمونے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۶۰ پر انہوں نے خوب محمد کا ذکر اس طرح کیا ہے:

”ایک اور بزرگ میاں خوب محمد چشتی ہیں۔ یہ بھی احمد آباد (گجرات) کے رہنے والے تھے اور ان کا شمار وہاں کے بڑے درویشوں اور اہل عرفان میں ہے۔ خصوصاً تصوف میں دست رسا رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف اور صاحب سخن تھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۹۲۶ھ / ۱۵۳۹ء میں اور وفات سنہ ۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۴ء میں ہوئی۔ ”خوش“ سے تاریخ ولادت اور ”خوب تھے“ سے تاریخ وصال نکلتی ہے۔ تصوف میں ان کی کئی کتابیں ہیں۔ ان میں سے بعض سیر پاس ہیں۔“

اس کے بعد مولوی صاحب نے رسالہ بھاؤ بھید کا مختصر تعارف کرایا ہے جس کا ذکر آگے آچکا ہے۔ یہ تعارف بہت ہی اہم ہے۔ اس لئے کہ بھاؤ بھید کا تذکرہ اور اس سے مثالیں کہیں اور نہیں ملتیں۔

خوب ترنگ کے متعلق مولوی صاحب کی رائے اچھی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں ”خوب ترنگ... ایک خشک کتاب ہے۔ جس میں صوفیانہ اصطلاحات میں تصوف کے مقامات کا بیان ہے۔“ چنانچہ وہ میاں خوب محمد کو عالم اور سالک تو مانتے ہیں مگر شاعر نہیں سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں خوب محمد تصوف کے نکات کے ماہر اور بہت اچھے ناظم ہیں۔“ مولوی صاحب کی اس رائے پر تبصرہ خوب ترنگ کے باب میں ملے گا۔

صفحہ ۶۶ پر خوب کی زبان کو ریختہ کہا ہے۔

پنجاب میں اردو

پروفیسر محمود مشیرانی مرحوم اپنی تحقیقات اور علم و فضل کے اعتبار سے بقول اے۔ اے۔ اے۔ فیضی صاحب ہندوستان کے عبدالوہاب قزوینی ہیں۔ لے تنقید شعرا، جم، فردوسی پر چار مقالے، پرتھی راج راسا، خالق باری وغیرہ ان کی تحقیق کے شان دار نمونے ہیں۔ ”پنجاب میں اردو“ بھی ان کی تحقیق کی موکتہ الآرا تالیف ہے اور بڑی ہی خیال انگیز کتاب ہے۔ اس کتاب میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے کوائف بہ تعلق پیدائش و ترقی دکھاتے ہوئے مدلل انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اردو کی ابتدا پنجاب میں ہوئی ہے۔

ان کے اس نظریہ پر اگلے صفحوں میں تنقید کی گئی ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے صفحات ۲۱ اور ۲۲۵ تا ۲۲۷ میں خوب محمد اور ان کے پیر کمال محمد سیستانی کے علاوہ

۱۔ فیضی صاحب کی یہ رائے مجھے استاد مرحوم پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب قبلہ سے معلوم ہوئی تھی۔

۲۔ میرے پیش نظر اس کا تیسرا ایڈیشن ہے جسے مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور نے انشاء پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔

خوب محمد کی تصانیف میں خوب ترنگ کے ساتھ امواج خوبی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے،
 (۱) کہ اگرچہ خوب محمد اس زبان کو عربی و فارسی آمیز بگراتی کہتے ہیں لیکن درحقیقت یہ اردو ہے۔
 (۲) فارسی و عربی الفاظ خوب محمد کے زمانے سے پیشتر مقامی لہجہ اختیار کر چکے تھے، اس لئے وہ ان کو مروجہ لہجہ میں لکھ جاتے ہیں۔

اردو شہ پارے، جلد اول

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور دکن کے ادباء و محققین کے سرفہرست ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اردو کے محققین میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ ہندوستانی لسانیات، اردو شہ پارے جلد اول اور داستان ادب حیدرآباد وغیرہ ان کے زبردست تحقیقی کارنامے ہیں۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی طرح ڈاکٹر زور نے بھی اردو کی بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اردو شہ پارے جلد اول میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی تلاش اور کاوش کے ساتھ اردو ادب کے آغاز سے ولی کے زمانہ تک کے شاعروں اور نثر نگاروں کے شہ کاروں سے اہم اور دلچسپ انتخابات پیش کئے ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۵ پر ہمیں خوب محمد کا تذکرہ ملتا ہے:

”میاں شیخ خوب محمد چشتی حضرت شیخ کمال محمد سیستانی کے مرید اور احمد آباد کے باشندے تھے۔ یہ مرتاض بزرگ تھے۔ اپنے مرشد کے بہت سے اقوال و مباحث جو اکثر تصوف سے متعلق ہیں، اپنی اردو کتاب ”خوش رنگ“ میں جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب ۱۵۷۸ء میں مرتب ہوئی۔ اس کی زبان ... سادہ و صاف نہیں ... ہے۔ اس کا موضوع اور مضمون بھی بہت خشک اور غیر ادبی ہے۔ خود مولف نے اس اردو کتاب کی ایک شرح فارسی میں لکھنے کی ضرورت محسوس کی۔ یہ شرح ۱۵۹۲ء میں تیار ہوئی اور اس کا نام ”امواج خوبی“ رکھا گیا۔ خوب محمد نے ۱۶۱۳ء میں انتقال کیا اور چوک احمد آباد میں مدفون ہوئے۔ ان کی اردو نظموں کے دو قدیم مخطوطے انڈیا آئنس کے کتب خانے میں محفوظ ہیں (نشان فارسی ۱۰۵۵ و ۴۶۰) ضخیم تو بہت ہیں مگر اصلی شاعری سے خالی ہیں۔ مولف نے خود اپنی نظم میں اکثر جگہ اپنی زبان کو بگراتی کہا ہے۔ اپنا اور اپنے مرشد کا نام اور تاریخ تالیف بھی درج کی ہے۔ خوب محمد کو اعلیٰ پایہ کے شاعر نہیں تاہم ان کی طویل نظم اردو بگراتی صورت پر تحقیقات کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔“

۱۔ خوب ترنگ ہونا چاہئے۔ اشاریہ میں بھی یہی غلطی پائی جاتی ہے۔ البتہ ص ۳۳۹ پر ضمیمہ نمبر ۱ متعلق باب

اول میں خوب ترنگ ہے۔ ۲۔ ۱۵۹۳ء چاہئے۔

۳۔ ضمیمہ نمبر ۱ مذکورہ میں یہ نشان صرف ۴۰۰ درج ہے۔

سخنورانِ گجرات (اردو)

یہ دراصل ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی صاحب کا وہ کامیاب مقالہ ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے پی ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری کے لئے تیار کیا تھا۔ مدنی صاحب گجراتیات خصوصاً ولی گجراتی کے سلسلے میں بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ سخنورانِ گجرات (اردو) تحقیق و تدقیق کا بہت ہی عمدہ نمونہ ہے۔ اس مقالہ میں پہلے پہل بے حد جامع اور مدلل طریقہ پر مدنی صاحب نے ”اردو کی ابتدا گجرات میں“ کے نظریہ کو پیش کیا ہے۔

اس مقالہ میں حسب ضرورت خوب محمد اور ان کے رسالوں کا مختصر ذکر اور خوب ترنگ کے اقتباسات ملتے ہیں۔

تاریخ ادب اردو مرتبہ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد (۱۹۴۰ء)

ادب اردو کی یہ پہلی کتاب ہے جس میں خوب محمد کا ذکر ملتا ہے۔ کتاب اگرچہ بہت ہی مختصر ہے مگر اپنے موضوع سے بہت ہی سائنٹفک انداز میں جامعیت کے ساتھ بحث کرتی ہے۔ اس میں خوب کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

”شیخ خوب محمد احمد آبادی، حضرت شیخ کمال محمد کے مرید تھے۔ انہوں نے اپنے پیرو مرشد کی تعلیمات اپنی نظم خوب ترنگ (۱۵۷۸ء) میں بیان کی ہیں۔ یہ نظم لسانی نقطہ نظر سے بہت اہم ہے۔ محکمہ ہند کے کتب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ جو تاریخ تصنیف سے صرف (۲۹) سال بعد (یعنی تقریباً ۱۰۱۵ھ) کا لکھا ہوا ہے، محفوظ ہے۔“

اردو مثنوی کا ارتقا از پروفیسر عبدالقادر سروری (۱۹۴۰ء)

اردو مثنوی سے متعلق یکجائی معلومات شعر الہند، رسالہ نگار اردو شاعری نمبر، تاریخ مثنویات اردو۔

(جلال الدین احمد جعفری) اور اردو مثنوی کا ارتقا میں ملتی ہیں۔ ان سب میں اردو مثنوی کا ارتقا بجاہات بلند اور قابل قدر ہے۔ نفس مثنوی سے بحث کرنے کے بعد اردو کے تمام مرکزوں کی مثنویات کا حال جائزہ لیا ہے۔ چنانچہ گجرات کی مثنویات پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ شاہ محمد جیو گام دھنی کے ذکر کے بعد تحریر ہے۔

”گجرات کے دوسرے قابل ذکر بزرگ، میاں خوب محمد چشتی (۹۴۶ھ تا ۱۰۲۳ھ) ہیں۔ جن کی ایک مثنوی

خوب ترنگ اردو کے قدیم کا مشہور کارنامہ ہے۔ آپ احمد آباد کے رہنے والے تھے اور اپنے زمانے کے بڑے عارفوں میں شمار ہوتے تھے۔ اردو میں ان کے کئی منظوم رسالے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک بھاؤ بھید صنائع بدائع پر ہے۔

لیکن ان کی مثنوی خوب ترنگ کو جو شہرت حاصل ہوئی وہ دوسرے کارناموں کو حاصل نہ ہو سکی۔

”خوب ترنگ ایک کافی طویل اور مکمل مثنوی ہے۔ اس سنہ تصنیف ۹۸۶ھ ہے۔ یہ ’مثنوی معنوی‘

۱۰۱۸ نمبر ۱۱، یونیورسٹی لائبریری، بمبئی ۳۱ تا ۳۲ ۳۰ تا ۳۱ ص ۳۰ تا ۳۱

۳۱ بجوالہ مضمون اردو کے ابتدائی نشوونما... (مطبوعہ مجلہ تحقیقات علمیہ جامعہ عثمانیہ ج ۱)۔

کی طرز کی اخلاقی اور تصوف کی نظم ہے۔ زبان کے بعض حصے ادق ہیں۔ "ثنوی معنوی" کی طرح اس میں بھی چھوٹے چھوٹے قصوں کے ذریعے مطلب کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان قصوں میں سے بعض خاصے ذرا پسندیدہ ہیں۔ انکا چین کے مصوروں کا قصہ یا اپنی خودی کو فنا کرنے کی مثال کے طور پر جو قصہ لکھا گیا ہے۔ "خوب ترنگ" کی ادق زبان کی وجہ سے خود مصنف نے اس کی شرح فارسی میں لکھی تھی جو امواج خوبی کے نام سے موسوم ہے۔

"خوب ترنگ" کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔۔۔

فہرست کتب مخطوطات عربی، فارسی اور ہندوستان۔۔۔ شاہان اودھ کے کتب خانوں میں جلد اول۔۔۔ اس پر ایس۔نگر۔ ایم۔ ڈی، اس مشہور فہرست کے نمبر ۱۳ پر کلمات الشعراء از سرخوش کا تعارف درج ہے۔ کلمات الشعراء میں عاقل خان رازی کا جو ترجمہ ہے اس سے متعلق مندرجہ ذیل معلومات ہمارے لئے مفید ہیں:

عاقل خان رازی ایک صوفیانہ ثنوی الموسوم بہ مرقع کا مصنف ہے جو جلال الدین رومی کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ امواج خوبی کی منظوم شکل ہے۔

خوب ترنگ و امواج خوبی تصنیف خوب نمبر 651 H کے تحت جو معلومات ملتی ہیں وہ بہت کافی غلط ہیں:

بکراتی بولی میں صوفیانہ ثنوی ہے جسے کمال الدین محمد شہستانی المتخلص بہ خوب نے ۹۸۶ھ میں تحریر کیا تھا۔

۹۹۰ھ میں انہوں نے ترجمہ کے ساتھ فارسی میں اس کی شرح لکھی اور امواج خوبی نام رکھا۔

ابتداء ثنوی : وجود مطلق از ہر قید بد پاک ایست اندران چو خم در تاک

ابتداء شرح : بسم اللہ کہوں جیت ذات

موتی محل : اچھا پرانا نسخہ، صفحات ۳۹۰ - ۱۵ سطری

اسے مثال کے لئے مطبع نعمانی (پٹن) کا نسخہ استعمال کیا ہے۔ راقم کے پاس بھی یہی نسخہ ہے۔ مجھے کسی اور ایڈیشن کا حال معلوم نہیں۔ پتہ نہیں سروری کو یہ اطلاع کیونکر ملی۔

پوٹھاباب

(۱) تصوف : (۱) فلسفہ تصوف
(ب) تاریخ تصوف

(۲) سلسلہ چشتیہ : تاریخ ، خصوصیات اور نظام

تصوف^۱ (فلسفہ)

مذہب عالم پر چاہے جس نقطہ نظر سے غور کیا جائے، اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انفرادی یا اجتماعی طور پر ان کا مقصد انسانی فلاح و بہبود رہا ہے۔ ظاہر کی شائستگی کے ساتھ ساتھ باطن کی شستگی بھی ان کے مد نظر ہی ہے، مگر یوں نہیں کہ ایک دوسرے سے جداگانہ نوعیت و حیثیت دے دی جائے۔ نہیں ان کا رشتہ تو روح و جسم کا رشتہ رہا ہے یعنی بیک وقت دونوں ہی میں توازن و تناسب اور حسن و خوبصورتی پیدا کرنے کی سعی کی گئی۔

دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مذہبوں میں اسلام کو جو نمایاں حیثیت حاصل ہے وہ عمرانیات اور سماجیات کے طالب علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وجود انسانی کی اہمیت کا احساس اور انسان کے ذہنی شعور کی جولانیوں اور ترقیوں کے لئے جو وسعتیں اور امکانات اسلام نے مہیا کی ہیں وہ اس کی اپنی ہیں۔ اسلام دراصل دین فطرت ہے۔ چنانچہ انسانی ذہن اور شعور کے گونا گوں پھیلاؤ کو اسلام بڑی خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے ہے۔ زندگی جو تہذیب، ذات اور تحسین معاشرہ کے سہارے آگے بڑھتی ہے اس سے متعلق اس کی متعین کردہ قدریں سخت ہونے کے باوجود اپنے اندر وہ لچک رکھتی ہیں کہ حیات کی کینیت و کیت میں ان سے اضافہ ہی ہوتا ہے۔ زندگی کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ تیرہ سو صدیاں گزرنے کے بعد اسلام کی دلکشی اب بھی باقی ہے۔ یہ انسان کے ذہنی و عقلی، اخلاقی و معاشری، جسمانی و روحانی، انفرادی و اجتماعی ضرورتوں کا کفیل ہی نہیں بلکہ ہر شعبہ حیات میں ترقیوں کا ضامن بھی ہے۔ وہ خیالات کی حد تک پھیلی ہوئی کائنات سے فائدہ اٹھانے کے ذرائع اور مسائل ہی نہیں بتاتا بلکہ خلاق عالم کو جاننے اور اس تک پہنچنے کے راستے بتاتا اور پھر رہبری بھی کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جبل متین، کو تھامے رہنے والوں ہی کو فکر و کردار کی رفعتوں تک نہیں پہنچاتا بلکہ ان کی بھی مدد و استعانت کرتا ہے جو دستگیری کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ واقعہً اسلام ایک کامل اور جامع پیامِ رحمت ہے۔

اس پیامِ رحمت سے یوں تو شروع ہی سے فیض اٹھایا جاتا رہا ہے۔ ہاں ظرف کی قید ضرور تھی۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ ابتداءً اسلام ہی سے اس کے ماننے والوں میں ایسے لوگ ملتے ہیں جو دوسروں کے مقابلے میں دنیوی فوائد سے قطع نظر خداوند

۱ قرآن و تصوف، تصوف اسلام، تصوف کے آداب و اشغال اور ان کا فلسفہ، اسٹڈیز ان اسلامک سٹیسیز،
تاریخ تصوف اور اس کا فلسفہ

عالم کی یاد اور ذکر کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے تھے اور صدق و صفا، سلوک اور احسان کے مختلف طریقوں پر عمل تھے۔ اس طرح کے لوگوں کو من حیث الجماعت مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہی لوگ بعد میں "صوفیہ" کہلانے لگے اور ان کے مسلک کا نام "تصوف" پڑ گیا۔ تصوف اسلام سے جداگانہ کوئی چیز ہے اور نہ ہی اکابر صوفیہ نے کبھی اس قسم کا مہمل دعویٰ کیا، اور وہ یہ دعویٰ کرتے بھی کیونکر! اس لئے کہ وہ پہلے مسلمان تھے، صوفی بعد میں۔ قرآن، حدیث، سنن نبوی اور اتباع صحابہ و ائمہ پر ان کا عمل تھا۔ انہوں نے اسلام کو اپنے تصوف پر مقدم رکھا اور تصوف کو محض اس لئے عزیز رکھتے تھے کہ وہ اسلام کی پاکیزہ اور خالص تعبیر تھی۔ آئیے تاریخ کی روشنی میں اس تعبیر کی حقیقت کا ایک ہلکا جائزہ لے لیں اور اس کے مفہوم کو سمجھ لیں۔

معنی و مفہوم کے اعتبار سے علماء کرام میں اگرچہ اتفاق پایا جاتا ہے، مگر حیرت ہے کہ لفظی تحقیق میں انہیں سخت اختلاف رہا ہے۔ اختلاف ظاہر ہی کا نہیں ہے بلکہ کبھی کبھی باطن کے اعتبار سے بھی تصوف کو ایک جداگانہ چیز سمجھا گیا ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری فرماتے ہیں:

"مردمان اندر تحقیق این اسم (صوفی) بسیار سخن گفته اند و کتب ساخته۔" (لوگوں نے اس نام (صوفی) کی تحقیق کے سلسلے میں بہت کچھ کہا اور کتابیں لکھی ہیں۔)

(۱) لفظ صوفی کو عام طور پر "صوف" (پشمینہ) سے مشتق سمجھا جاتا ہے۔ ابن خلدون کا بھی یہی قیاس ہے۔ اور مشہور مستشرق نولدیک (NÖLDEKE) کا بھی یہی خیال ہے، مگر یہ خیال و قیاس صحیح نہیں۔ "تصوف" کے معنی عربی لغت کی رو سے "اس نے لباس صوف پہنا" کے ہیں۔ اس لحاظ سے پشمینہ پوشی کے سبب صوفیہ کو صوفی کے نام سے یاد کیا گیا جو غلط نہیں ہے، مگر نہ ہر صوف پوش صوفی ہو سکتا ہے اور نہ ہی یہ اہل معرفت کی پہچان قرار پاسکتی ہے۔ چنانچہ علامہ علی ہجویری کا قول ہے الصفا من اللہ تعالیٰ انعام و اکرام و تصوف لباس الانعام (کشف المحجوب) یعنی صفائی (باطن بندہ پر) اللہ کا انعام و اکرام ہے اور صوف جانوروں کا لباس ہے۔

(۲) ابو الحسن قنادی کی طرح بعض علماء و صوفی کو "صفا" سے مشتق سمجھتے ہیں۔ گویا صوفی وہ ہے جس کا دل خدا نے پاک و صاف کر دیا ہے۔ معنایہ درست ہے۔ لغوی اعتبار سے صحیح نہیں ہے کیونکہ لفظاً صوفی نہیں بلکہ "صوفی" صفا سے مشتق ہوگا۔ شیخ ابوالنضر مترجم تصوف و صوفی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے (کتاب اللوح) میں ایک قول نقل کیا

۱۔ قرآن و تصوف، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۶۸۱، سٹیکس آف اسلام ص ۳، تصوف اسلام ص ۳۳،

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ اور نولدیک محض اسی اشتقاق کو صحیح سمجھتے ہیں۔

۲۔ قرآن و تصوف، تصوف اسلام ص ۳۲، ۳۳۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۶۸۱

ہے کہ صوفی دراصل صفوی تھا اور تلفظ کی ثقالت کے سبب کثرت استعمال سے صوفی بن گیا۔

(۳) کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ صوفی "صف" سے نکلا ہے۔ اس کا مطلب یہ بتایا جاتا ہے کہ صوفیہ خدا کے دربار میں اپنے دلوں کے ساتھ پہلی صف میں حاضر ہوتے ہیں۔ معنوی اعتبار سے یہ بھی صحیح ہے، مگر لغت اس اشتقاق کو بھی غلط ٹھہرائے گا۔ صف سے صفی بنے گا صوفی نہیں۔

(۴) بعض علمائے صوفی کو صفہ سے منسوب کیا ہے۔ بعض صحابہ نے (جن کی تعداد ستر ہزار بتائی جاتی ہے) ترک دنیا کے "فقرا الی اللہ" اختیار کر لیا تھا اور محض ایک کپڑے میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کو "اہل صفہ" کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے صفہ مسجد نبوی کو اپنی قیام گاہ بنا رکھا تھا۔ ان کے اوصاف کی روشنی میں صوفیہ کو بھی اہل صفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر یہ درست نہیں کیونکہ صفہ سے صفی بنے گا صوفی نہیں۔

(۵) کہنے والے صوفی کا تعلق صفوۃ القفا سے بھی بتلاتے ہیں۔ گدی پر جو بال ہوتے ہیں انہیں صفوۃ القفا کہتے ہیں۔ صوفیہ کی زلفوں سے غالباً یہ خیال پیدا ہوا ہوگا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ زلفیں خداری اور خدا شناسی کا سبب یا علامت نہیں۔

(۶) صوفہ سے بھی صوفی کو مشتق سمجھا جاتا ہے۔ صوفہ دراصل ایک قدیم عربی قبیلہ کا نام ہے جو کعبہ کا خادم تھا۔ قواعد کے لحاظ سے یہ درست ہے، مگر اسلامی صوفیہ کا ان خدام کعبہ سے کوئی علاقہ نہیں۔ ویسے کعبہ کی خدمت ہر صوفی دل و جان سے کرے گا۔

(۷) کچھ کا کہنا ہے کہ صوفی کا تعلق صوفانہ سے ہے۔ صوفانہ ایک قسم کا پودا ہے، مگر ظاہر ہے صوفانہ سے صوفی بنے گا نہ کہ صوفی۔

(۸) اب تک جن کی امور کی بنا پر صوفی کا تعلق مختلف لفظوں سے دکھایا گیا ہے وہ ظاہر ہے علاقہ رکھتے ہیں۔ ان سے الگ کتاب الہند میں البیرونی "صوفی" کو یونان کا مستعار بتاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صوفی کے معنی فلسفی کے ہیں کیونکہ یونانی زبان میں لفظ صوف کے معنی فلسفہ کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یونانی میں فیلسوف کو فیلا سوفیا یعنی فلسفہ کا دلدادہ کہتے ہیں۔ چونکہ اسلام میں ایک ایسی جماعت تھی جو ان کے مسلک کے قریب تھی اس بنا پر اس جماعت کا نام بھی صوفی پڑ گیا۔

(۹) اسی کے قریب کی بات علامہ لطفی جموں نے اپنی کتاب تاریخ فلاسفۃ الاسلام میں کہی ہے کہ صوفی "ثیمو صوفیہ" (Theosophia) سے مشتق ہے۔ یہ ایک یونانی کلمہ ہے اس کے معنی "حکمت الہی" کے ہیں۔ گویا صوفی وہ حکیم

۱۔ انسائیکلو پیڈیا ج ۴ ص ۶۸۱ ۲۔ کشف المحجوب ۳۔ کتاب الہند ۴۔ قرآن و تصوف

ہے جو حکمت الہی کا طالب اور اس کے حصول کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقائد کو جانے۔ اپنی رائے کی تائید میں علامہ لطفی جمعہ فرماتے ہیں کہ صوفیہ نے اس علم کا اظہار یا خود کو اس سے متصف اس تک نہیں کیا جب تک کہ یونانی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ نہیں ہو گئیں اور فلسفہ کا لفظ اس (عربی) زبان میں داخل نہیں ہو گیا۔ نکلسن نے اور براؤن بھی اسلامی تصوف کو یونان کا رہن منت جانتے ہیں۔ انہیں غالباً اس امر سے تعویث حاصل ہوتی ہے کہ حسن بصری کے عہد سے پہلے زمانہ رسالت تک لفظ صوفی کا استعمال نظر نہیں آتا۔ شیخ ابو نصر سراج اس کے رواج کو زمانہ حسن بصری کے عہد میں بتاتے ہیں۔ علامہ قشیری کا ارشاد ہے کہ یہ لفظ ۲۰۰ھ سے کچھ پہلے مستعمل ہوا۔ اس کی وجہ اور پوری کیفیت علامہ قشیری اپنی بیان فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لئے مومن کے لئے کوئی لفظ صحابی سے بڑھ کر پر فخر اور افضل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس وقت کے افضل اسی لقب سے موسوم ہوئے۔ اس کے بعد جب دوسری نسل چلی تو ان صحابیوں کے صحابیوں کے لئے تابعین کی اصطلاح ہوئی، پھر ان کی بھی آنکھیں دیکھنے والے تبع تابعین کہلائے۔ اس کے بعد جب امت زیادہ پھیلی اور لوگ طرح طرح کے پیدا ہونے لگے تو جن لوگوں کو امور دین میں زیادہ اہمیاک ہوا انہیں زیادہ و عباد کہا جانے لگا، لیکن جب بدعتوں کا ظہور ہوا اور فرقہ فرقہ الگ ہو گئے تو ہر فرقہ اس کا مدعی بن بیٹھا کہ زیادہ عباد اسی میں ہیں۔ اس وقت اہل سنت کے طبقہ خاص نے جو ذکر الہی میں مشغول اور غفلتوں سے دور رہتا تھا اپنے لئے ”اہل تصوف“ کی اصطلاح قائم کی اور ہجرت کو ابھی دو صدیاں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ یہ لقب اس طبقہ خواص کے اکابر کے لئے مخصوص ہو گیا۔“

مولانا جامی شیخ ابوباشم کوفی (المتوفی ۸۷۵ھ) کے متعلق کہتے ہیں کہ سب سے پہلے انہیں کو اس نام سے پکارا گیا تھا۔ چنانچہ فضات الانس میں لکھتے ہیں:

”اول کسی کہ وی را صوفی خواندہ اند وی بود، پیش از وی کسی را باین نام خواندہ بودند۔“

فرقہ بندی کی جس مسموم فضا کا ذکر ہمیں علامہ قشیری کے ہاں ملتا ہے اس کی تعلیم انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (جلد ۴) پیش کرتا ہے کہ جذبہ تصوف بالکل سہماچی بے انصافیوں اور تقصیروں۔ دوسروں ہی کی نہیں بلکہ اپنی بھی۔ کے خلاف ایک اندرونی بغاوت ہے۔ تاہم تصفیہ باطن اور خدا کو یہ ہر قیمت پر پانے کی خواہش بھی اس سے منسلک ہے۔

۱۔ مسیح کس آف اسلام، لٹریچر ہسٹری آف پرسیا از براؤن، تصوف اسلام ۷ تصوف اسلام ص ۹۱-۹۰
۲۔ یہاں یہ امر ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ خارجیوں اور شیعوں وغیرہ نے صوفیہ کی دائرہ مخالفت کی (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴) لکھ ایضاً

نکلسن سماجی بے انصافیوں اور تقصیروں کا تذکرہ نہیں کرتے، مگر تصوف کو جذبہ خوف کا رہین منت بتاتے ہیں۔ یہ خوف اپنے گناہوں کی سزا اور یوم حشر کا ہے۔ اور یہ تصوف بقول ان کے عیسائیوں سے مستعار ہے۔ حالانکہ اسلامی تصوف خالص اسلامی چیز ہے۔ اس کا اقرار خود نکلسن کے ہاں مل جاتا ہے۔ پروفیسر لوئی میسن نے تحقیق و کاوش سے ثابت کیا ہے کہ تصوف کا منبع و مخرج قرآن و احادیث ہی ہیں اور یہ تحریک خالص اسلامی تحریک ہے۔ جہاں تک تشابہ کا تعلق ہے اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح دنیا کے تمام مذاہب بنیادی طور پر یکساں نظر آتے ہیں، اسی طرح دھیان گیان والے بھی آپس میں بہت سی باتیں مشترک رکھتے ہیں مثلاً سنیاسی، مشنگ (Mystic) اور صوفی سبھی ”روحانی ارتقا“ کو روحانی سفر سے تعبیر کرتے ہیں۔ خدا کا جو یا (سالک) منزلوں پر منزلیں (مقامات) طے کرتا ایک جادہ (طریقت) پر روان اپنا سفر طے کرتا ہوا منزل منتہا (فانی الحق) کو پالیتا ہے۔ یہ یا ایسی ہی ملتی جلتی اصطلاحیں عیسائی مذہب، بدھ مت، ہندومت اور اسلام میں بہت ہیں۔ چنانچہ پروفیسر محمد حبیب (علی گڑھ) چشت کے تعارف میں کہتے ہیں کہ تصوف اسلام سے کئی سو برس پہلے انسانی فکر میں آچکا تھا۔ دارا شکوہ کا خیال صحیح ہے کہ تصوف کی اولین مستند تشریح آپنشدوں میں ملتی ہے۔ غور کیا جائے تو یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے گی کہ ترکوں اور منگولوں کا نظریہ یہ ”ال تنگری“ چینیوں کا تصور ”یتان“ اور صوفیائے اسلام کا نظریہ ”حق“ اساسی طور پر ایک ہی چیز میں ہیں۔ اس حقیقت واضح سے ظاہر ہے کہ کسی سنجیدہ طالب علم کو مجال انکار نہیں، مگر ہم اس امر بدیہی کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ یہ یا اسی قبیل کے دوسرے تصورات، زمان و مکان کی پابندیوں کے ساتھ، ذہن انسانی کی ایج اور اس کے مراحل ارتقاء کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اسلامی تصوف ان کے ساتھ ضرور ہے مگر ان سے منفرد بھی ہے۔ قبل اسلام تصوف میں اس کا وہی درجہ ہے جو دوسرے مذاہب میں اسلام کا ہے۔

ہم موحہ ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
 ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں (غائب)

یہاں تقابلی مطالعے کی چونکہ گنجائش نہیں ہے اس لئے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں اب اسلامی تصوف کے مفہوم کو پیش کیا جائے گا۔ اس سے مستشرقین کے نظریات کا بطلان بھی ہو جائے گا۔ شیخ ابو علی رودباری فرماتے ہیں:

۱۰، ۹ ص قرآن و تصوف
 ۲۹ ص تعارف: تاریخ مشائخ چشت

۱۰، ۹ ص مسکس آن اسلام
 ۲۲ ص تاریخ مشائخ چشت
 ۱۰، ۹ ص قرآن و تصوف

صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ صوف پوری اختیار کرتا ہے، ہوائے نفسانی اور سختی کا مزہ چکھاتا ہے، شرع مصطفویٰ کو لازم کر لیتا ہے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

الصوفی من لبس الصوف علی الصفا و
اذاق الهویٰ طعم الجفا ولنزہ طریق المصطفیٰ
وکانت الدنیا علی القفا

حضرت ضحید بغدادی کے اقوال بھی اہم ہیں:

(۱) "ہم نے تصوف کو قیل و قال کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا ہے، بلکہ گرسنگی، ترک دنیا اور ترک مرغوبات و مالوفات سے حاصل کیا ہے۔"

(۲) "خلق پر تمام راستے بند کر دئے گئے ہیں، بجز اس کے کہ سنت نبوی کے نقش قدم پر چلا جائے۔"

(۳) "جو شخص کلام الہی کا حافظ اور احادیث رسول کا عالم نہیں اس کی تقلید طریقت کے باب میں درست نہیں،

اس لئے کہ ہمارے علوم (سلوک) کا ماخذ قرآن و حدیث ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ تصوف اسلامی کی بنیاد شریعت محمدی پر قائم ہے۔ علامہ قشیری فرماتے ہیں:

"تصوف کی ساری بنیاد اسی پر ہے کہ آداب شریعت کی پابندی رہے، حرام اور مشتبہ چیزوں سے دست کشی

کی جائے، ناجائز اوہام و خیالات سے جو اس کو آلودہ نہ کیا جائے اور غفلتوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں وقت گزارا کی جائے۔"

یہی وجہ ہے کہ شیخ عبدالواحد بن زید نے صاف صاف کہہ دیا کہ: "جو لوگ سنت رسول پر اپنی عقل کو صرف

کرتے ہیں اور اپنے قلب سے متوجہ رہتے ہیں اور اپنے نفس کی خباثت سے اپنے سرور و سردار کے دامن میں پناہ

لیتے ہیں، وہی صوفیہ ہیں۔"

شیخ ابوالحسن علی البجوری المعروف بہ داتا گنج روحانی ترقی کے لئے اتباع شریعت کو لازمی قرار دیتے ہیں

اور مزے کی چیز یہ ہے کہ ان کی تعریف اتباع شریعت میں اجماع امت کا اتباع بھی شامل ہے۔ فرماتے ہیں:

شریعت کا پہلا رکن کتاب (کتاب اللہ) ہے جیسا کہ خدا نے

عز وجل فرماتا ہے: قرآن مجید میں آیات محکمات ہیں کہ وہ

اصل کتاب ہیں۔ دوسرا رکن سنت ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

جو کچھ (میرے) رسول نے فرمایا ہے اس پر عمل کرو اور جس

کو منع فرمایا ہے اس سے بچو۔ اور تیسرا رکن اجماع امت

رکن اول از شریعت کتاب است چنانکہ گفت غرض

قال فیہ آیات محکمات ہون أم الكتاب و دیگر سنت

است چنانکہ گفت: وما اتکم الرسول فخذوه

وما نہکم عنہ فانتہوا۔ وسوم اجماع امت چنانکہ

رسول گفت علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة

عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ

ہے جیسا کہ رسول اکرم نے فرمایا ہے: میری امت کراچی پر جمع نہیں ہوتی ہے۔ سواد اعظم کو اختیار کرو۔

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں تصوف کے معنی و مفہوم اور تصوف کے مزاج و رنگ کی تصویر کشی کی جا سکتی ہے۔ تاہم جامع و مانع تعریف تصوف کی وہ ہے جو شیخ الاسلام ذکریا انصاری نے پیش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

تصوف نام علم سادہ ہے جس سے انسان کو اپنے نفس و دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی اور وہ اپنے باطن کی صفائی کے لیے کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔

التصوف هو علم تعرف به احوال تزكية سنة النفوس وتصنيفه الاخلاق وتعبير الظواهر والباطن لنيل السعادة الابدية. مسودہ مسودہ التزكية والتصفية والتعبير وغاية نيل السعادة الابدية۔

اس کی تائید میں علامہ سلف کے زمت کے اقوال پیش کیے جاسکتے ہیں۔ علامہ سلف نے فرمایا ہے: "جب میں نے اس علم سے غافل رہا تو میری زندگی بے فائدہ رہی۔" مولانا المقلد من الضلال بن العیون علی لیلۃ منہ ص ۱۰۰ میں فرماتے ہیں: "جب میں نے اس علم سے غافل رہا تو میری زندگی بے فائدہ رہی۔"

جو پہنچتا ہے۔ ان کے علم کا نام تصوف ہے۔ اس علم سے انسان کو اپنے باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔

تصوف نام علم سادہ ہے جس سے انسان کو اپنے نفس و دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی اور وہ اپنے باطن کی صفائی کے لیے کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔

علامہ سوانحیوں نے فرمایا ہے: "تصوف نام علم سادہ ہے جس سے انسان کو اپنے نفس و دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگی اور وہ اپنے باطن کی صفائی کے لیے کوشش کرے گا۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اس کو اخلاق و تعبیروں کی اصلاح اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔"

اسلام قرار دینا غلط ہے۔

اب ذرا ان تعریفوں پر ایک نظر ڈال لیں جو "تعمیر باطن" پر زور دیتی ہیں تاکہ صوفیہ کے تعمیر باطن کا مفہوم بھی واضح ہو جائے۔ حضرت جنید فرماتے ہیں:

هو ان يهبتك الحق عنك ويحييك به
یعنی صوفی زخویش و باقی بحق ہوتا ہے۔ یعنی جہاں تک اس کی ذات کا تعلق ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور ذات باری کے سبب بقا حاصل کر لیتا ہے۔

شیخ ابوالنضر سراج کہتے ہیں: "صوفیہ کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ ہی پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مطلوب و مقصود تمام تر اللہ ہی ہوتا ہے، ماسوا اور لایعنی مشغلوں سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔"
حسین بن منصور کا کہنا ہے:

وحدانی الذات لا يقبله احد ولا يقبل احداً۔

یعنی صوفی وحدانی الذات ہوتا ہے۔ نہ اس کو کوئی قبول کرتا ہے اور نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ ظاہر و باطن دونوں حیثیتوں سے اللہ اس کے بصر و بصیرت میں رچ جاتا ہے۔

معروف کرخی "تصوف کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: التصوف الاخذ بالحقائق والناس محاسباً
نی ایدی الخلائق۔ یعنی تصوف حقائق کی گرفت اور خلق سے مایوسی ہے۔ گویا اس پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نفع و نقصان جو کچھ بھی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ پھر وہ غیر حق کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ ہر لحاظ سے اور ہر امر میں وہ خدا ہی کو فاعل جانتا ہے۔

شیخ علی بن ہزار "چنانچہ تصوف کے سلسلے میں کہتے ہیں: التصوف اسقاط الرویة للحق ظاهراً و باطناً۔
یعنی تصوف یہ ہے کہ بجز حق ہی حق کے ظاہر اور باطن میں اور کچھ نہ نظر آئے۔

حضرت شبلی "صوفی کی خصوصیت یہ بتاتے ہیں: الصوفی منقطع عن المخلوق و متصل بالحق كقوله تعالى:
واصطنعتك لنفسی، قطعه عن کل غیر اثم قال لن توانی یعنی صوفی خلق سے منقطع اور حق سے متصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدائے حضرت موسیٰ سے کہا تھا "میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کر لیا ہے۔ غیر سے قطعاً منقطع کر دیا ہے۔ پھر آگے چل کر فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔"

اسی مفہوم کا ذوالنون مصری "کا قول ہے: ہم اثر و اللہ عز و جل علی کل شیء۔ یعنی صوفیہ وہ قوم ہے

۱۴ قرآن و تصوف ص ۱۴

۲۷ تصوف اسلام ص ۲۷

۱۴ قرآن و تصوف ص ۱۴

۱۵ قرآن و تصوف ص ۱۵

۷۶ تصوف اسلام ص ۷۶

۱۵ قرآن و تصوف ص ۱۵

جس نے تمام چیزوں پر اللہ عزوجل کو ترجیح دی اور اس کو پسند کر لیا تو خدا سے عزوجل نے بھی تمام چیزوں پر ان کو ترجیح دی اور پسند کر لیا۔

شیخ علی بن عثمان بھجوری (لاہوری) المعروف بہ داتا گنج بخش کے نزدیک صوفی وہ ہے جس کا دل "صفا" (صفائی) سے لبریز اور "کدر" (گندگی) سے پاک ہو اور اس درجہ بلند پر ایک کامل ولایت ہی فائز ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

(۱) "صفا ضد کدر بود و کدر صفت بشر بود، و جب حقیقت صوفی بود آنکہ اورا کدر گزر بود۔"

(۲) "صوفی نامی ست کہ مرکلان ولایت را محققان بدین نام خواندہ اند۔"

شیخ نے اہل تصوف کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے: (صوفی، متصوف، مستصوف) صوفی آن بود کہ از خود فانی بود و بحق باقی و از قبضہ طبائع رستہ و بہ حقیقت پیوستہ، و متصوف آنکہ بمجاہدہ این درجہ را ہی طلبید و اندر طلب خود را بر معاشرت ایشان درست ہی کند، و مستصوف آنکہ از برای مال و منال و جاہ و حفظ دنیا خود را مانند ایشان کردہ و ازین ہر دو چیز، سیچ خبر ندارد تا حدی کہ گفتہ اند المستصوف عند الصوفیہ کالذباب و عند غیر ہم کالذباب۔

یعنی صوفی وہ ہے جو اپنے نفس سے فانی ہو کر حق میں زندہ و باقی ہوتا ہے اور طبائع کے جبر سے باہر آ کر حق کے ساتھ پیوست ہو گیا ہو، اور متصوف وہ ہے جو مجاہدہ کے ساتھ اس درجہ کو پانے کی کوشش کر رہا ہو، اور مستصوف وہ ہے جو جاہ و مال اور منفعت دنیا کے لئے اپنے آپ کو ان لوگوں جیسا بنائے ہوئے ہو چاہے ان کی کسی بات کی اسے خبر تک نہ ہو۔ کسی نے کہا ہے، مستصوف صوفی کی نظر میں مکھی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور دوسروں کی نظر میں بھیڑے کی مانند جس کی غذا ہی گوشت اور خون ہے۔

مختصر یہ کہ صوفی کا مقصد اللہ، اس کا جینا، اس کا مرنا، اس کی فکر، اس کا عمل، اس کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہے۔ ماسوی اللہ سے وہ یکسر بیگانہ ہوتا ہے یعنی بغیر حق سے اس کے قلب کی تخلیص ہو جاتی ہے۔ گویا بغیر حق سے وہ منقطع اور حق سے متصل ہوتا ہے۔ یہاں چنانچہ اس امر کو پیش نظر رکھنا ہو گا کہ تصوف کی تعلیم محض تزکیہ نفس و تصفیہ اخلاق ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ "علم قرب" بھی عطا کرتا ہے۔ بے یوں کہ تصوف "علم قرب" دینے کے ساتھ ساتھ اس کی تکمیل بھی کروا دیتا ہے۔ صوفی ذات خلق سے گزر کر ذات حق کے قرب و اقربیت، احاطت و معیت، اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت کے تعلق اور ان کی نسبت کے راز کو جان لیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کو اللہ کا ادراک فی الانفس بھی حاصل ہو جاتا ہے اور اب اس کا نفس فانی ہو جاتا ہے اور وہ حق میں زندہ ہوتا ہے۔ اسی

سے کشف المحجوب

اس کی توضیح یہ ہے کہ صوفی سب سے پہلے "سالم" کو "ہوی" کے پنجے سے نجات حاصل کرنے کی تعلیم دیتا ہے یعنی ذاتی، نفسی علم سے نکل کر وہ اللہ کے علم میں داخل ہونا سکھاتا ہے۔ یہ تعلیم مرتبہ دین کی تعلیم ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ ہی ہمارا مقصود، معبود، رب اور مدد کرنے والا ہے۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں (ایاک نعبد وایاک نستعین) اور جب یا جیسے جیسے یہ امر ذہن نشین ہوتا جاتا ہے ہم ماسوی اللہ سے کٹ کر فقر و ذات کا رشتہ اللہ سے جوڑ لیتے ہیں۔ معبودیت اور ربوبیت کا یہ یقین انسان کو تمام صفات رذیلہ (کدر-کشف المحجوب) سے پاک اور تمام اوصاف حمیدہ (صفا-کشف المحجوب) سے آراستہ کر دیتا ہے۔ اس کا دل کفر و شرک، نفاق و بدعت اور فسق و فجور سے پاک اور ایمان و توحید و صدق سے زینت پاتا ہے۔ تصوف اسی تطہیر قلب کا نام ہے اور اسی تطہیر کو صوفیہ نے "خلق" و "دخول فی کل خلق لستی والخرج من کل خلق دنی اور" اخلاق کریمہ" کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

مقربین کے علوم یا "علم قرب" کا تعلق "سرمعیت" سے ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ذوات خلق ذات حق کے غیر ہیں۔ دونوں میں کلی غیریت اور بدیہی ضدیت ہے۔ لیکن اس "غیریت" کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ ذوات خلق سے ذات حق کی معیت، اقرابت، احاطیت، اولیت و آخریت، ظاہریت و باطنیت یا صوفیہ کی اصطلاح میں "غیبیت" بھی کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ بہ ظاہر یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کا یہ عجیب پن خود کتاب و سنت کی روشنی میں ختم ہو جاتا ہے۔ علم قرب یا تصوف اس تضاد و تناقض کو دور کر دیتا ہے۔ کلام اللہ اور حدیث نبوی اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ذات "معلوم" حق ہے اور غیر ذات حق ہے۔ ہمارے لیے صورت شکل، حد و مقدار اور تعین و تجزی کی قیدیں ہیں اور خداوند عالم ان تمام قیود اور عبارات سے پاک اور منزہ ہے۔ ہماری ذات میں عدم اور اس کی ذات میں وجود ہے یعنی ہم میں صفات عدمیہ ہیں اور اس میں صفات وجودیہ ہیں۔ ہم میں قابلیت امکانیہ مخلوقیہ ہیں اور اس میں فعل اور تخلیق فعل ہے۔ لیکن اس کے باوجود خداوند عالم کی تمام صفتیں ہم میں ثابت ہیں۔ مثلاً وجود، علم، صفا، افعال، حکومت وغیرہ۔ مگر ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ جو اعتبارات ہم میں پائے جاتے ہیں وہ خدا کے لئے کامل و مطلق و قدیم ہیں اور ہمارے لئے ناقص و مقید و حادث۔ خالق و مخلوق کے یہی روابط تصوف کے موضوع ہیں۔

صوفی کتاب و سنت کے ذریعے اپنے "فقر" سے واقف ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھ جاتا ہے کہ ملک و حکومت، جاہ و جلال، افعال و صفات اور وجود سب کے سب خدا ہی کے لیے ہیں اور وہ ان اعتبارات کے لحاظ سے "فقر" ہے۔ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ الغنی والحمید (پ ۲۲ ع ۳۰) اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ خدا ہی سچی ہے ظاہراً و باطناً (ہو الحق القیوم) وہی علیم و قدیر ہے ظاہراً و باطناً (ہو العلیم القدیم) وہی سمیع و بصیر ہے ظاہراً و باطناً (ہو السميع البصیر) اس احساس و یقین کے سبب وہ وجود و دانش، صفات و

افعال، مالکیت و حاکمیت کو اپنے آپ میں من حیث الالمانت جانتا ہے۔ گویا وہ خدا کے وجود سے موجود، خدا کی حیات سے زندہ، خدا کے علم سے عالم، خدا کی قدرت سے قادر، خدا کی سماعت سے سمیع، خدا کی بصارت سے بصیر اور اس کے نطق سے ناطق ہے۔

یہ ہے مفہوم اسلامی تصوف کا۔ اسلامی تصوف اپنی اسی ہنج پر قائم تھا کہ یونانی کتابیں عربی و فارسی میں ترجمہ ہوئیں۔ ان کتابوں کے زیر اثر فلسفہ و منطق کی روشنی میں شریعت اور اصول شریعت کا جائزہ لیا گیا اور پھر انہیں عقل نظری کی کسوٹی پر کسا گیا اور بعضوں کو بجنسہ قبول بھی کر لیا گیا اور بعضوں کی تاویل میں پیش ہونے لگیں۔ اشاعرہ اور معتزلہ کے ہاتھوں عقائد دینیہ اور تصوف میں خاصی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ متقدمین اشاعرہ نے تو اپنی عقل کو علم الہی کے ماتحت رکھا اور ان کے عہد میں علم عقائد یا کلام میں صرف وہی عقائد دینیہ مذکور ہوتے تھے جو کتاب و سنت سے ثابت تھے۔ ان میں منطق و فلسفہ کو دخل نہ تھا۔ مگر معتزلہ نے اپنے عقائد کو بالکل عقل نظری کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح عقائد میں تغیر ہونا لازمی تھا۔ اس کے اختراعات کا شروع ہونا ناگزیر تھا۔

معتزلہ نے معیت خالق بہ مخلوق سے انکار کر دیا کیونکہ عقل نظری کے سبب ذات خلق تجزیہ، تبعیض و تقسیم سے ذات خالق کا بھی تجزیہ، تبعیض و تقسیم لازم آتا تھا۔ نیز حلول و اتحاد بھی جو صریحاً خالق کی تنزیہ سے انکار ہے۔ اس لئے انہوں نے ان تمام قرآنی آیات کی جن میں معیت و اقربیت و احاطت ذاتیہ کا ذکر ہے تاویل کر دی کہ یہ معیت وغیرہ محض علمی ہے ذاتی نہیں۔ متاخرین اشاعرہ نے تنزیہ حق کو برقرار رکھنے کی خاطر اس توجیہ کو تسلیم کر لیا، مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں آیات تنزیہ و آیات تشبیہ دونوں کثرت سے ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک کو ماننا اور دوسرے کی تاویل کرنا درست نہیں ہے۔ اثرائت کے سبب تصوف میں شئی کی غیریت ذاتیہ سے انکار کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں غیریت خلق بالصرحت ملتی ہے مگر افلاطون کی تعلیمات کے زیر اثر شئی کو غیر ذات حق نہیں بلکہ عین ذات حق قرار دیا گیا یعنی کائنات میں جو کچھ ہے وہ خود حق ہے۔ غیر حق ذاتاً و وجوداً معدوم ہے۔ چنانچہ باعتبار شئی ہمہ اوست کا عقیدہ صحیح مان لیا گیا۔

ذات شئی اور غیریت شئی کی نفی کا لازمی نتیجہ اباحت و زندقہ تھا۔ اتباع سنت غیر ضروری سمجھا گیا۔ یہیں سے شریعت و طریقت کی راہیں جدا جدا قرار پائیں۔ شریعت ناقصین کا شعاع بظہر اہ شریعت کی عام پابندی گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ کالمین کے لئے اس کا اتباع غیر ضروری سا بتایا گیا۔ اللہ کے سوا، سوائے اللہ کا تصور ناممکن ہو گیا، خدا آمر ہو گیا، مامور نہیں رہا۔ شریعت کا علم، علم سفینہ بن گیا اور طریقت کا علم، علم سینہ بن کر سینہ بہ سینہ منتقل ہونے لگا کہ یہ رازنہاں اور سر ملتون تھا۔ زاہد و شیخ ہمہ تسنع اور "ذات حقیت حقیقت سے متصف بلکہ ہمہ حقیقت تھے۔"

اشراقیت کا دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ شئی غیر مقصود کو مقصود قرار دے دیا گیا اور مقصود کی کھنٹ نظر انداز کر دیا گیا۔ اب کمالات کو جو محض 'توابع' ہیں اور حصول مقصد کے بعد پیدا ہوتے ہیں، اصل مقصود سمجھا جانے لگا۔ لذت و احوال، کشف کوئی، تصرفات و کرامات، وجد و حال، رویاے صادقہ و غیرہ سالک کی غایت ٹھہرے۔ انہیں کو بزرگی اور تقویٰ کی علامتیں خیال کیا گیا۔ ان کمالات کی تحصیل کے لئے غیر مسنون ریاضتوں اور اشغال کی ابتدا ہوئی۔ جوگیوں اور سنیاسیوں سے بھی اشغال وغیرہ کے سیکھنے میں دریغ نہیں کیا گیا۔ اس طرح یونانی تخیلات کے علاوہ ہندی مراسم و نظریات تصوف میں داخل ہو گئے اور انہیں کو بحیثیت مجموعی اسلامی تصوف سمجھا اور بتلایا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین کو اسلامی تصوف کے سلسلے میں مغالطہ ہوا اور انہوں نے اسلامی تصوف کا ماخذ عام طور پر غیر اسلامی قرار دیا۔

اس زمانے کے تصوف کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریا بادی رقم طراز ہیں:

"تصوف کی مسخ شدہ شکل یونانی ادہام، ایرانی تخیلات، ہندی مراسم اور دیگر غیر اسلامی عناصر کا ایک عجیب مرکب ہے۔ جس کے بعض اجزاء اسلامی کہے جاسکتے ہیں، اور وہ بھی بڑی تلاش و دیدہ ریزی کے بعد نظر آتے ہیں۔ حاشائے حاشا یہ اسلامی تصوف نہیں۔ اسلامی تصوف وہ تھا جو خود حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و علی مرتضیٰ کا تھا، جو سلیمان و ابوذر کا تھا۔ جس کی تعلیم جنید بغدادی اور رابعہ بصری نے دی ہے۔ جس کی ہدایت شیخ جیلانی^۱ و شیخ سہروردی و خواجہ اجمیری و محبوب دہلوی^۲ و خواجہ نقشبندی^۳ و مجدد سرہندی کرتے تھے اور جس کی دعوت اس دور آخر میں شاہ ولی اللہ دہلوی کی زبان قلم دیتی ہے۔"

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت خود فکر و عمل کے گہوارے کا نام ہے۔ چنانچہ اسلامی تصوف بھی فکر و عمل ہی کے مجموعے کا نام ہے۔ وہ فکر جو ذہن انسانی کو جلا دیتی ہے، وہ عمل جو رشتہ حیات کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اسلام ایک نہیں بلکہ کئی بار غیر مسلموں اور خود مسلمانوں کے ہاتھوں دور ابتلا سے گزرا ہے مگر صوفیہ نے ہر بار اسے صاف بچالیا۔ اس تاریخی حقیقت کو پرفیسر گیت سے سنئے:

"تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا ہے لیکن بائیں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا تھا اور اس کو اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔"

۱۔ تصوف اسلام، مسٹکس آف اسلام، قرآن و تصوف، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۴، ۲۔ تصوف اسلام صفحہ

۳۔ اسلامک کلچر (۱۹۴۲ء) ص ۲۶۵

قرآن اور حدیث سے الگ صوفیہ غیر اسلامی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ تصوف کا دروازہ بھی انہیں لوگوں پر کھولا جاتا تھا جو شریعت کے ہر طرح پابند اور اس کے رموز و احکام کے عالم ہوتے تھے۔

تصوف کی عہد بہ عہد تاریخی کیفیت
تصوف آٹھویں و نویں صدی عیسوی میں

حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرتؐ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ اخوت، مساوات اور عدل کا بہترین پیغام تھا۔ یہی بنیادیں ہیں جو کسی سماج کو پائنداری اور استحکام بخشتی ہیں۔ اور یہی وہ اصول تھے جن پر اسلامی سماج اور سیاست بنی تھی۔ چنانچہ آنحضرت کے بعد خلفائے راشدین نے ان اصولوں کی پوری پابندی اور پاسداری کی۔ قرآن کے ساتھ ساتھ احادیث و سنن نبوی پر عمل پیرا رہے۔ مگر ان کے بعد کے سیاسی نظام کی نوعیت بدل گئی۔ بنی امیہ کے زمانے میں خلافت نے ملوکیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور "شاہی" اسلام کا نام لے کر مختلف سمتوں میں بڑھنے اور پھیلنے لگی۔ مذہب اور سیاست کے رخ بدل گئے۔ اسلامی زندگی کی وحدت ختم ہو گئی۔ دین داروں اور حکومت پیشہ لوگوں کی زندگیوں میں ایک خلیج پیدا ہو گئی جو زمانے کے ساتھ وسیع ہوتی چلی گئی۔ حالانکہ آنحضرت اور خلفائے راشدین کے زمانے میں مذہب و سیاست ایک ہی تصویر کے دو رخ تھے، ایسے رخ کہ بغیر ایک کے دوسرے کا تصور بھی محال تھا۔ چنانچہ سچے مسلمانوں نے صوفیہ سے سلطنت سے علیحدگی کو ضروری سمجھا اور بالعموم ہر دور میں الگ ہی رہے۔ بنی امیہ کے مظالم نے اس علیحدگی کو بڑی تقویت پہنچائی۔ صوفیہ کا پہلا طبقہ انہیں حالات میں نمودار ہوا۔ بصرہ و کوفہ میں امویوں نے بے حد مظالم ڈھائے تھے اور یہی شہر تصوف کے سب سے پہلے مرکز بنے اور پھر یہیں سے یہ اسلامی تحریک دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئی۔ اس طبقہ میں اویس قرنی، حسن بصری، مالک دینار، حبیب عجمی، فضیل بن عیاض اور ابراہیم ادہم، سفیان ثوری وغیرہ شامل ہیں۔ ان بزرگوں کی خصوصیات حکومت اور اس کے متعلقین سے دوری، خشیت خداوندی، باطنی اصلاح و تربیت، تزکیہ نفسی، عبادات وغیرہ تھیں۔ ان کا زمانہ ۶۰۱ء سے لے کر ۷۵۰ء تک ہے۔

تصوف۔ نویں صدی عیسوی میں

پہلے دور کے مقابلے میں دوسرا دور سخت آزمائش کا دور تھا، اس لئے کہ اسی دور میں یونانی کتابوں کا عربی و فارسی میں ترجمہ ہوا اور ان کے سبب بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں "عقلیت کا طوفان اٹھا" اور عوام کے عقائد میں

۱۰ خطبہ کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ مشائخ چشت (نظامی) ص ۶۵-۶۴
۱۱ اس سے قبل اشارہ ہو چکا ہے۔

تذبذب، ایمان میں شک اور ذہن میں خلش پیدا ہوگئی۔ علاوہ برائیں مامون جیسے خلیفہ نے قرآنی اور اسلامی عقائد کے خلاف نئے رجحانات اور خیالات بہ جبر تو سبوح کرنے کی بھی سعی کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی زندگی میں اس کے لامرکزیت پیدا ہوگئی۔ اعتقاد کی ساری بنیادیں ہل گئیں اور ملت کی ذہنی زندگی میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسلام تحقیق و تلاش اور فلسفہ و حکمت کا مخالف ہے۔ اسلام نے تو ہر شخص کو تحصیل علم کی ترغیب دلائی ہے اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی مختلف اشیاء کو آیات و بینات کہہ کر ان کے رموز کو جاننے اور پرکھنے پر مائل کیا ہے۔ ہاں اس کی تنبیہ ضرور کی ہے کہ طالب علم اپنے دینی وجدان پر مہر نہ لگائے۔ اس عقلیت کے ساتھ ساتھ وضیعت کا پھلنا پھولنا لازمی تھا۔ وضیعت فطرت ما بعد ہے، مذہب نہیں صناعتی ہے۔ چنانچہ اس دور میں ذات و صفات خداوندی، خلق، قرآن، دوزخ، جنت، معجزات، معراج غرض ہر مسئلہ عقل کی کسوٹی پر کسا گیا۔ آیات قرآنی کی عجیب و غریب تاویلیں کی گئیں۔

اس دور میں بایزید بسطامی، ذوالنون مضری، جنید بغدادی، معروف کرخی، سری سقطی وغیرہ مشہور مشائخ تھے۔ انہوں نے اپنے دور کی "عقلیت" کے خلاف "عشق" پر زور دیا ہے۔

تصوف - دسویں صدی میں

اسلام کی بڑھتی ہوئی فتوحات کے سبب اجتہاد اور استنباط کی ضرورت پڑی۔ اس لئے کہ اس وقت بعض مسائل ایسے درپیش ہو گئے جن کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں تھا۔ چنانچہ ضرورت ہوئی کہ انہیں (قرآن و حدیث و سنن نبوی) کی روشنی میں ان مسائل کا حل ڈھونڈ نکالا جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی پوری دینی بصیرت سے کام لے کر مختلف مسائل پر اجتہادی رائے کا اظہار کر کے چار مذہب کی بنیاد ڈالی۔ عباسیوں کے زمانے میں امام مالک ہی کے فیصلوں پر عمل کرنے پر زور دیا جاتا تھا، جو ظاہر ہے غلط ہے۔ کسی سماج کو مستقل طور پر ایک ایسے قاعدے کا پابند بنادینا جو بہر طور انسانی اجتہاد کا نتیجہ ہو کبھی بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ لوگ جواز کی پناہ میں ڈھونڈنے لگیں۔ اس زمانے میں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ فقہی کتابوں میں باب الحیل ایک مستقل باب بن گیا۔ ان حیلہ جو یوں کے سبب تزکیہ و نفس اور اصلاح باطن کی ترکیبیں گویا بے معنی ہو گئی تھیں، حالانکہ مذہب کی اساس انہیں پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے صوفیہ نے مذہبی روح کی بیداری، اصلاح باطن اور درستگی اخلاق پر بالخصوص زور دیا۔

اس صدی کے صوفیہ میں شیخ ابوسعید ابن العربی، شیخ ابو محمد الخلدی، شیخ ابو نصر سراج، شیخ ابو طالب

۵ تاریخ مشائخ چشت

۶ تاریخ مشائخ چشت (نظامی)

مکی، شیخ ابو بکر اور ابو عبد الرحمن اسلمی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے اپنی تالیف کو حقیقی اور واقعی رنگ دینے کے لئے مشائخ متقدمین کے حالات ہی کو سامنے نہیں رکھا بلکہ تصوف کو شریعت اسلام کے مطابق ثابت کیا۔ تصوف کی ایک بہت ہی اہم کتاب: کتاب اللمع (جو شیخ ابو نصر سراج کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے) اسی دور میں لکھی گئی۔

تاریخ تصوف میں اس دور کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ صوفیہ کے حلقے اور گروہ بننا شروع ہو گئے۔ شیخ علی الجویری نے کشف المحجوب میں بارہ گروہوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان میں دو گروہ مردود اور دس مقبول ہیں۔ یہ مختلف گروہ درج ذیل ہیں:

(۱) دونوں مردود گروہ حلولی اور حلاجی تھے۔ حلاجی نتائج کے قائل تھے۔

(۲) طیفوریہ۔ اس کی نسبت بایزید بسطامی سے ہے۔ اس گروہ پر شوق و مستی کا بڑا غلبہ رہتا تھا۔ اس کے پیرو "سکر" کو "صحو" پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۳) قصاریہ۔ اس کی نسبت شیخ حمدون قصار سے ہے۔ قصاریہ صوفیوں نے بعد میں علاقہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔

(۴) نوریہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو الحسن نوری سے ہے۔ اس کے تصوف کا مقصد "فقر" سے اونچا تھا اور "صحبت" کو "عزالت" سے بہتر جانتے تھے۔

(۵) محاسبیہ۔ اس کی نسبت شیخ قارث بن اسد محاسبی سے ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ "رضا" مقام نہیں بلکہ "حال" ہے۔ خراسان سے ان کی تائید کی اور عراق نے مخالفت کی۔

(۶) تستریہ۔ اس کی نسبت شیخ سہیل بن عبد اللہ تستری سے ہے۔ انہوں نے تزکیہ نفس کے اصول تریب دئے تھے اور یہ سزائے نفس کے قائل تھے۔

(۷) حکیمیہ۔ اس کی نسبت ابی عبد اللہ بن علی الحکیم الترمذی سے ہے۔ ولایت کا تصور اسی گروہ سے شروع ہوا۔ حکیم ترمذی کا ارشاد تھا کہ ساری دنیاویوں میں تقسیم ہے اور ہر علاقہ ایک ولی کے تحت ہے۔

(۸) خرازیہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو سعید خرازی سے ہے۔ فنا کا تصور اس گروہ نے پیش کیا۔

(۹) حقیفیہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو عبد اللہ بن حقیف سے ہے۔ انہوں نے حضور اور غیبت کا تصور

پیش کیا۔

(۱۰) سیاریہ۔ اس کی نسبت شیخ ابو العباس سیاری کی جانب ہے۔ انہوں نے جمع و تفریق کا نظریہ

پیش کیا۔

یہ گروہ اگرچہ دسویں صدی عیسوی میں بنے تھے مگر ان کی نسبت مشائخ متقدمین کی جانب ہی رکھی گئی تھی۔ اس زمانے میں تصوف نے ایک باقاعدہ تحریک کی صورت اختیار کر لی تھی۔ مستند کتابوں کا خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا۔ مگر تصوف باقاعدہ فلسفہ کی حیثیت سے ابھی مرتب و مجتمع نہیں ہوا تھا۔

تصوف — گیارہویں صدی عیسوی میں

اس صدی کے ممتاز مشائخ درج ذیل ہیں :

شیخ ابونعیم اجہانی (و ۱۰۳۸ء)، شیخ ابوالقاسم قشیری (و ۱۰۴۲ء)، شیخ علی ہجویری (و

۱۰۴۲ء / ۱۰۴۹ء کے درمیان)، شیخ عبداللہ انصاری (و ۱۰۸۸ء)، اور شیخ ابوسعید ابوالخیر (و ۱۰۴۹ء)

اس صدی میں تصوف کے خیالات بڑی تیزی سے پھیل رہے تھے۔ تقریباً ہر مذہب کے مشاہیر صوفیہ اور

علمائے تصوف کی حمایت میں قدم اٹھایا۔ تصوف اور شریعت اسلامیہ کا تطابق زیادہ جامع اور مانع صورت میں پیش کیا گیا۔ چنانچہ بہت سے علمائے وقت نے تصوف کو "قبول" کر لیا۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنی رباعیات، شیخ عبداللہ ہروی نے اپنی مناجات، شیخ علی ہجویری نے کشف المحجوب کے ذریعہ تصوف کے خیالات کو عوام تک پہنچا کر تصوف میں ایک عوامی تحریک بننے کی صلاحیتیں سمودیں۔

تصوف — بارہویں صدی عیسوی میں

اسلامی تصوف کے لئے بارہویں صدی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ اسی صدی میں تصوف کا فلسفہ پورے طور پر مرتب ہوا اور اسے ایک فن کی مستقل حیثیت حاصل ہو گئی۔ بعض اہم روحانی سلسلے اسی صدی میں شروع ہوئے اگرچہ ان کو عروج ۱۳ ویں صدی میں حاصل ہوا۔ سیاسی و سماجی زندگی کی زبوں حالی کے سبب ایک انتشار تھا جو مسلمانوں خصوصاً ایرانی مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ صوفیہ کرام اپنی تعلیمات اور اعمال کے ذریعے ان میں یکسوئی اور اطمینان کی کیفیت پیدا کر دی۔

امام غزالی، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی، شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اس دور کے علمائے صوفیہ میں بڑے ہی بلند مقام کے حامل ہیں۔ شعراء میں حکیم سنائی، نظامی گنجوی اور خواجہ فرید الدین عطار اسی دور کی یادگار ہیں۔ امام غزالی، شیخ اکبر، شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس کا فلسفہ، اصطلاحات، بنیادی مسائل وغیرہ سب کی وضاحت کر دی۔ حکیم سنائی اور خواجہ عطار نے عشق الہی کی آگ کی لپٹیں کونے کونے میں پہنچا دیں۔ سنائی و عطار کے کلام و مرتبہ کا اندازہ

مولانا روم کے اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے۔

عطار روح بود و سنائی دو چشم او

ما از پی سنائی و عطار آدمیم

کے غزلیات شمس تبریز

تصوف - تیرہویں صدی عیسوی میں

بارہویں صدی کی مصیبتیں تاتاریوں کے سبب اپنی انتہا کو پہنچ گئیں۔ ہر طرف لوٹ مار، تباہی اور بربادی کا منظر تھا۔ انسانی فلاح و بہبود کا تصور عنقا تھا۔ اخلاق یک لخت ختم ہو چکا تھا۔ سلطنتیں ملیا میٹ ہو گئیں۔ مدرسے اور خانقاہیں بے نور و بے چراغ ہو گئیں۔ کتب خانے راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ بقول خلیق احمد نظامی ”ان روح فرسا مناظر کو دیکھ کر طبیعتیں خود بخود تصوف کی مائل ہو گئیں۔ انابت، خضوع، تضرع، توکل جو تصوف کے خاص مقامات ہیں خود بخود دل پر طاری ہو گئے۔“

صوفیہ کرام نے اس دفعہ بھی مسلمانوں کی دستگیری کی۔ مختلف سلسلوں کی تنظیم کی اور جا بجا خانقاہیں بنائیں تاکہ عام مسلمانوں کے ذہن اور مزاج کی از سر نو تہذیب کر سکیں، ان میں ایک بار پھر خود اعتمادی اور بھروسہ پیدا کر سکیں۔ اور وہ اپنے اس جلیل القدر عزم میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمانوں میں مرکزیت پیدا ہو گئی، اخلاق اور سماجی قدریں پھر زندہ ہو گئیں اور مذہب و خدا پر بھروسہ کیا جانے لگا۔ صوفیہ کی یہ کوششیں اس درجہ دور رس اور پرکشش ثابت ہوئیں کہ اسلام دشمن تاتار نہ صرف مشرف بہ اسلام ہوئے بلکہ خود اس کے محافظ بن گئے۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سر پاساں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے (اقبال)

اس عہد کے تصوف مشرب شعرا جو ساری فضا پر چھا گئے ان میں مولانا روم، شیخ سعدی، اوحدی اور عراقی ان میں بہت مشہور ہیں۔

اس عہد کے سلسلے میں مندرجہ ذیل سلسلے ذکر خصوصی چاہتے ہیں :

(۱) سلسلہ خواجگان۔ یہ سلسلہ ترکستان میں قائم ہوا۔ اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد اتالیسوی، خواجہ عبدالخالق عجدوانی، خواجہ بہاؤ الدین نقش بند ہیں۔ خواجہ بہاؤ الدین نقش بند کے بعد یہ سلسلہ نقش بند کے نام سے مشہور ہوا۔ خواجہ نقش بند نے اتباع سنت پر بہت زور دیا ہے۔ اکبر کے زمانے میں یہ سلسلہ خواجہ باقی باللہ (د ۱۶۰۳ء) کے ذریعے پہنچا۔ خواجہ باقی باللہ کے عزیز مرید اور خلیفہ شیخ احمد المعروف بہ مجدد الف ثانی (۱۶۲۴ء) نے اس سلسلے کو ہندوستان میں ترقی دی۔ ان کے بعد یہ سلسلہ، سلسلہ مجددیہ نقش بند کہلانے لگا۔

(۲) سلسلہ قادریہ۔ یہ سلسلہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے شروع ہوا۔ آپ کا نظام تربیت و اصلاح آپ نے اپنے خلفاء اور مریدوں کو اسلامی ممالک کے مختلف حصوں میں بھیج دیا تھا۔

(۳) سلسلہ چشتیہ — اس سلسلے کی داغ بیل یوں تو شیخ ابواسحاق شامی (۹۴۰ء) نے ڈالی تھی، لیکن یہ خواجہ معین الدین سنجری (۱۲۳۵ء) کے ہاتھوں پروان چڑھا۔ یہ سلسلہ ہندوستان میں معین الدین چشتی ہی کے مبارک ہاتھوں سے پہلے شروع ہوا۔ یہ پاک پٹن سے لے کر لکھنوتی، دہلی سے لے کر دیوگیر تک پھیلا ہوا تھا۔

(۴) سلسلہ سہروردیہ — یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی یادگار ہے۔ (وفات ۱۲۳۳ء) آپ نے اس سلسلے کے نظام کی تفصیل عوارف المعارف میں دی ہے۔ آپ کے مرید و خلفا ہندوستان بھی آئے تھے۔ شیخ نور الدین مبارک غزنوی، مجدد الدین حاجی، شیخ ضیاء الدین رومی، قاضی حمید الدین ناگوری ان کے مشہور خلفائے مگر ہندوستان میں یہ سلسلہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ذریعے پھیلا۔ اس سلسلے کی خانقاہیں ملتان اور سندھ میں تھیں۔ ان سلسلوں کے علاوہ ابوالفضل نے ہندوستان میں جاری رہنے والے (اپنے زمانے تک) سلسلوں کی یہ فہرست دی ہے:

(۱) صبیان	(۲) طینغوریان	(۳) کرخیان	(۴) سقطیان
(۵) جنیدیان	(۶) کازرونیان	(۷) طوسیان	(۸) فردوسیان
(۹) زیدیان	(۱۰) عباسیان	(۱۱) ادھیان	(۱۲) ہسریان

سلسلہ فردوسیان بہارت تک محدود رہا۔ ہندوستان میں اس کے لانے والے شیخ بدر الدین سمرقندی تھے۔
شیخ شرف الدین بچھی غیری نے اسے فروغ دیا۔

پندرہویں صدی کے وسط میں قادریہ اور شطاریہ سلسلے ہندوستان میں قائم ہوئے۔ قادریہ سلسلہ شاہ نعمت اللہ قادری کے ذریعے ہندوستان آیا۔ سید محمد غوث گیلانی، مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی، سید موسیٰ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے دور مغلیہ میں اس کی توسیع کی۔

شطاریہ سلسلہ شاہ عبداللہ شطاری (و ۱۲۵۸ھ) نے قائم کیا۔ سید محمد غوث گویاری اور علامہ وجیہ الدین علوی احمد آبادی نے اس کو ہندوستان میں ترقی دی۔
عہد خوب میں گجرات کے مشہور سلسلے:

(۱) چشتیہ — شیخ حسام الدین عثمان بن داؤد ملتانی (وفات ۷۳۶ھ) اور علامہ کمال الدین دہلوی (و ۷۵۶ھ)، شیخ یعقوب بن مولانا خواجگی (و ۷۹۸ھ)، سید کمال الدین قرزوی (و ۸۸۱ھ) اور شیخ کبیر الدین ناگوری

۳ تاریخ مشائخ چشت ص ۱۳۲ - ۱۳۳

۲ آئین اکبری

۱ تاریخ مشائخ چشت

۴ مرآت احمدی

وغیرہم کے ذریعے یہ سلسلہ گجرات میں پھیلا۔

(۲) سہروردیہ - گجرات میں یہ سلسلہ سب سے پہلے سید شرف الدین مشہدی کے ہاتھوں بھڑوچ میں پھیلا۔ یہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کے داماد و خلیفہ تھے۔ سید یحییٰ بن علی ترمذی، قاضی علم الدین شاطبی، سید برہان الدین عبداللہ بن محمود البخاری، شیخ محمد بن عبداللہ البخاری، سید محمد زاہد، سید جلال، شیخ عثمان، شیخ علی خطیب وغیرہم (سادات قطبیہ، شاہیہ و بخاریہ اور ان کے خلفاء) اس سلسلے کے نامور بزرگ تھے۔ یہ سلسلہ تمام گجرات میں پھیلا ہوا تھا۔

(۳) مغربیہ - سلسلہ مغربیہ کے پیرو شیخ احمد کھٹو ہیں جو شیخ اسحاق مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید محمود ایزمی اور شیخ صلاح الدین انہیں کے تربیت یافتہ تھے۔

(۴) عیدروسیہ - اس سلسلے کی نشوونما حضرموت میں ہوئی۔ وہاں سے سید شیخ بن عبداللہ حضرمی کے ذریعے سورت (گجرات) آیا اور گجرات و دکن میں محدود رہا۔ سید محمد بن عبداللہ، سید عبدالقادر اور شیخ نور الدین محمد بن علی راندیری اسی سلسلے کے بزرگ ہیں۔

(۵) قادریہ - سب سے پہلے غالباً شیخ شمس الدین ناگوری کے ذریعے یہ سلسلہ گجرات میں پھیلا۔ بعد میں شیخ جمال بن الحسین البغدادی بہادر شاہ کے زمانے میں گجرات آئے۔ شیخ یتیم اللہ، شیخ عبدالفتاح عسکری شارجہ منوی معنوی وغیرہ اس سلسلے کے بزرگ ہیں۔ شیخ عبدالفتاح کافض تو دیلور اور فرنگی محل تک پہنچا ہے۔

(۶) رفاعیہ - یہ سید احمد کبیر رفاعی سے منسوب ہے۔ یہ سلسلہ ہندوستان میں کم مروج ہے۔ اس کا تعلق گجرات و دکن ہی سے رہا ہے۔ شیخ شرف الدین اساولی، سید علی بن ابراہیم اور سید عبدالرحیم (و ۱۱۳۲ھ) کے ذریعے گجرات میں پھیلا۔ شاہ علی جی گام دھنی اسی سلسلے کے بزرگ ہیں۔

(۷) نقش بندیہ - یہ سلسلہ گجرات میں شیخ نور الدین ابوالفتوح شیرازی کے ذریعے پہنچا ہے۔ یہ میر سید شریف کے مرید تھے۔ بعد میں خواجہ جمال الدین خوارزمی (و ۱۰۱۶ھ)، خواجہ محمد دہداری (و ۱۰۱۶ھ)، شیخ نور اللہ و شیخ نصر اللہ پیشاوری کے ذریعے یہ سلسلہ اشاعت پذیر ہوا۔

(۸) شطاریہ - یہ سلسلہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے ذریعے گجرات آیا۔ علامہ شیخ وجیہ الدین علومی، شیخ صدر الدین ذاکر، شیخ شکر محمد عارف، شیخ علی شیر وغیرہ اس سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں۔ شیخ صبغۃ اللہ بھڑوچی اسے مدینہ لے گئے اور وہاں بہت سے مشائخ کبار نے یہ دولت ان سے حاصل کی۔

ان مشہور و معروف سلسلوں کے علاوہ دوسرے غیر معروف سلسلے مثلاً عیاضیہ، شاذلیہ وغیرہ بھی گجرات میں مل جاتے ہیں۔ ان کثیر سلسلوں کی اصل وجہ یہ تھی کہ سرزمین گجرات مختلف سلسلوں کے مشائخ کے لئے باعث کشش تھی اور گاہ گاہ وہ گجرات آکر عوام کے دلوں کو منور کرتے رہتے تھے۔ ان سلسلوں کو فروغ دینے کے لئے گجرات نے حید عالم اور بلند مرتبہ صوفی پیدا کئے اور ان کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ عوام نے ان کا یوں ساتھ دیا کہ وہ بیک وقت ایک سے زیادہ سلسلوں میں مرید ہو کر رہتے تھے۔ تاہم سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ قادریہ، سلسلہ رفاعیہ اور سلسلہ عیدروسیہ بہت زیادہ مقبول تھے۔ ان کی مقبولیت اب بھی باقی ہے۔ خوب محمد چشتی کے زمانے میں علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل و توسیع اور اشاعت ایسی جلیل القدر مستیوں کے ہاتھوں انجام ہوئی کہ نہ صرف گجرات بلکہ پورا ہندوستان ہر لحاظ سے ان کا رہیں منت ہے۔ ان بزرگوں میں علامہ وجیہ الدین علوی، سادات قطبیہ و شاہیہ شاہ علی جی گام دھنی، شاہ صبغۃ اللہ بھڑوچی، عبدالقادر العیدروس وغیرہم اور خود خوب محمد چشتی بہت ہی بلند مقام کے حامل ہیں۔ گجرات کی ظاہری و باطنی زندگی میں حسن انہیں بزرگوں کی ذات سے پیدا تھا۔ خوب محمد کا زمانہ علم و فن اور تصوف کی سرگرمیوں کے سبب گجرات کا سنہری زمانہ کہا جاسکتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ

چشت خراسان کا ایک بہت ہی مشہور شہر ہے۔ یہاں کچھ بزرگان دین نے روحانی اصلاح و تربیت کا ایک نظام قائم کیا تھا جسے بڑی شہرت ہوئی۔ چشت کی رعایت سے اس روحانی نظام کا نام چشتیہ اور اس کے ماننے والوں کو چشتی کہا جانے لگا۔

سب سے پہلے بزرگ جن کے نام کے ساتھ چشتی کا لاحقہ نظر آتا ہے وہ خواجہ ابواسحاق شامی ہیں (۹۴۰ء / ۳۲۹ھ)۔ تذکرے بتاتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ ابواسحاق شامی ہی ہیں۔ مگر افسوس کہ اس صاحب دماغ اور صاحب دل کے حالات کہیں مفصل نہیں ملتے۔ ہاں کرامتوں اور سماع کے چند واقعات کا پتہ ضرور چلتا ہے۔ خواجہ ابواسحاق شامی باشندے تھے۔ وہاں سے پیدل بغداد آئے اور جب خواجہ ممشاد علی دینوری کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نام پوچھا۔ جواب دیا "ابواسحاق شامی" اس پر حضرت دینوری نے ارشاد فرمایا:

آج سے لوگ تم کو ابواسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے چشت اور اس کے نواح کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے اور جو شخص تمہارے ارادت میں داخل ہوگا اس کو لوگ قیامت

"از امروز ترا ابواسحاق چشتی خوانند کہ خلائق چشت و دیار آن از تو ہدایت یا بند و ہر کہ سلسلہ ارادت تو آید آنہارا نیز تا قیامت قیامت چشتی خوانند"

تک چشتی کہہ کر پکارا کریں گے۔

اس کے بعد حضرت دینوری نے آپ کو رشد و ہدایت کے لئے چشت بھیج دیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اپنی پر خلوص محنت و ریاضت کے سبب ایک عظیم الشان سلسلے کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ چشت بہت جلد ایک عظیم روحانی مرکز بن گیا اور آپ کا سلسلہ، سلسلہ چشتیہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ آپ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے، اور اس پر آپ کو فخر تھا۔

چند دوسرے روحانی سلسلوں کی طرح یہ سلسلہ بھی

اس سلسلے کے چند مشہور بزرگ (سلسلہ وار یہ ہیں): حضرت علی اکرم سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے بعد دوسرے بزرگوں کے اسمائے شریفی یہ ہیں۔

- (۱) خواجہ حسن بصری (۲) خواجہ عبدالواحد ابن زید (۳) فضیل ابن عیاض (۴) ابراہیم ادہم بلخنی
 - (۵) خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی (۶) خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری (۷) خواجہ محمد علی دینوری
 - (۸) ابواسحاق شامی (۹) ابوالاحمد ابن فرسناختہ اچشتی (۱۰) ابومحمد ابن احمد چشتی (۱۱) ابویوسف چشتی (۱۲) خواجہ
 - مودود چشتی (۱۳) خواجہ حاجی شریف زندانی (۱۴) خواجہ عثمان ہروی (۱۵) خواجہ معین الدین حسن سنجری (آپ کو سنجری (سن جری) کہنا غلط ہے کیوں کہ آپ کے وطن سجستان کے لحاظ سے لفظ سجری (سنج زری) بنے گا، سنجری نہیں۔ مگر عرف عام میں لوگ آپ کو سجری کی جگہ سنجری ہی کہتے ہیں)۔
- سلسلہ چشتیہ ہندوستان میں

یہ صحیح ہے کہ بقول مولانا جامی (نفحات الانس) خواجہ ابو محمد بن ابی احمد چشتی محمود غزنوی کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کا اجراء و توسیع خواجہ معین الدین حسن چشتی ہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئے۔ میر خورد نے آپ کو "نائب رسول اللہ فی الہند (سید الاولیاء) لکھا ہے۔

ابوالفضل آئین اکبری میں کہتا ہے: "عزت گزین بہ اجمیر شد و فراوان چراغ بر افروخت و از دم برای او گروہا گرد ہا مردم بہرہ گرفتند۔"

اجمیر کو اس وقت زبردست سیاسی اور مذہبی حیثیت حاصل تھی۔ اخبار ان خیال میں اس وقت کی مذہبی اہمیت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اس زمانے کی عام حالت یہ تھی:

ہر طرف افراط فیری کا عالم تھا۔ فکر و عمل کا اتحاد عنقا تھا۔ چھوت چھات نے زندگی سے رونق چھین لی تھی خلقت بہت ہی امیر اور "بہت ہی غریب" کی مکروہ تقسیم کا شکار تھی۔ پستی و بلندی کے انہیں مناظر کو دیکھ کر یہ وئی نے کہا تھا۔ "ہندوؤں میں بہت سی ذاتیں ہیں۔ ہم مسلمانوں کا ملک عام مساوات اور ان اکہ مکہ عند اللہ اتقا کہ کے مطابق ان سے بالکل جدا کا ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان یہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔"

یہ تھا وہ ماحول جس میں خواجہ معین الدین چشتی نے اسلام کے نظریہ توحید و مساوات کی تبلیغ کو اور اپنے عمل

سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور اس طرح گویا آپ نے ہندوستان میں ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب پیدا کر دیا۔ گروہ درگروہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے استفادہ کر کے دلوں میں اجالا اور حرارت پیدا کرتے۔ لاکھوں دلوں پر حکومت کرنے والا "غریب نواز" و "ہندالولی" (یہ ترکیب لغوی اعتبار سے غلط ہے مگر لاکھوں عوام آپ کو اس نام سے یاد کرتے ہیں) بڑی ہی سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔

آپ کے خلفاء میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی اور شیخ حمید الدین ناگوری قابل ذکر ہیں۔

سلسلہ چشتیہ گجرات میں

سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام سے گجرات کا تعلق خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی کے زمانے سے ہوا۔ آپ کے دو خلیفہ شیخ محمود اور شیخ حامد الدین (تاریخ مشائخ چشت ص ۱۵۴) کا تعلق نہروالہ (پٹن) سے تھا۔ پٹن ان کا وطن تھا۔ مگر چشتیہ سلسلے سے گجرات کو پورے طور پر متعارف کرنے کا کام نظام الدین اولیاء کے مندرجہ ذیل خلفاء نے کیا:

(۱) شیخ سید حسن (۲) شیخ حسام الدین ملتانی (۳) شاہ بارک اللہ اور باقاعدہ تنظیم اور نشر و اشاعت کا کام علامہ کمال الدین، شیخ یعقوب، شیخ کبیر الدین ناگوری اور سید کمال الدین قزوینی نے انجام دیا۔

علامہ کمال الدین زبردست عالم اور صوفی تھے (و ۷۵۶ھ) حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ اور بھانجے تھے۔ آپ کے بعد علی الترتیب (آپ کی اولاد میں) شیخ سراج الدین، شیخ علم الحق، شیخ محمود معروف بہ شیخ راجن اور پھر شیخ جمال الدین جمن، شیخ حسن محمد اویچی مدنی سجادہ شینخت پر رونق افروز ہوئے۔ شیخ یحییٰ مدنی کے مرید اور خلیفہ شاہ کلیم اللہ نے سلسلہ چشت کو دوبارہ مستحکم انداز میں دلی میں جاری کیا۔

پچھلی عظمت سلسلہ چشتیہ دلی میں گویا ایک بار پھر تازہ ہو گئی۔

شیخ یعقوب (و ۷۹۸ھ) مولانا خواجگی کے فرزند رشید اور زین الدین دولت آبادی کے خلیفہ تھے۔ شیخ ابن عربی کی تصانیف پر بڑا عبور تھا۔ فصوص الحکم کا درس بڑی خوبی سے دیا کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ پٹن (گجرات) رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھی۔

شیخ کبیر الدین ناگوری (و ۸۵۸ھ) شیخ حمید الدین معالی کے پوتے تھے۔ نامساعد حالات کی بنا پر ناگور سے احمد آباد چلے آئے۔ ایک زبردست عالم بھی تھے۔ مصباح النحو کی شرح لکھی تھی۔ سلسلہ چشتیہ کی تعلیم آپ کے ذریعے عوام و خواص دونوں تک پہنچی تھی۔

سید کمال الدین قزوینی (و ۸۸۱ھ) کا تعلق گیسو دراز کے سلسلے سے ہے۔ خانقاہ بھڑوچ میں تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

خاص چشت کے سلسلے کی ایک شاخ رکن الدین مودود کے ذریعے بھی گجرات پہنچی تھی۔ آپ بابا فرید کی اولاد

میں اور شیخ محمد زاہد کے مرید تھے۔ ان کے ایک چہیتے مرید اور خلیفہ شیخ عزیز اللہ المتوکل علی اللہ تھے۔ ان کے بیٹے شیخ رحمت اللہ سے سلطان محمود بیگڑہ بیعت تھا۔

مندرجہ بالا بزرگوں نے اس سلسلے کو گجرات میں بے حد مقبول بنایا۔ کیا خواص اور کیا عوام سبھی میں یہ سلسلہ مروج اور دل پسند تھا۔ اور آج تک بھی گجرات کی آبادی کا معتد بہ حصہ اس سلسلے سے منسلک ہے۔ شیخ علی المتقی، شیخ حسن محمد اور خوب محمد خوب و خوبی اس سلسلہ متبرک سے وابستہ تھے۔ ان کے علم و فضل کا چرچا حدود ہندوستان کو پار کر کے مکہ اور مدینہ تک پہنچا ہوا ہے: کیوں نہ ہو کہ بقول خلیق احمد نظامی:

”چشتیہ سلسلہ کا مرکزی نظام تباہ ہو جانے کے بعد صوبوں میں جو خانقاہیں قائم ہوئیں ان میں گجرات کی خانقاہوں کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ وہاں کے خانقہی نظام میں مرکز کی کچھ خوبیاں باقی رہیں۔“

سلسلہ چشتیہ کی خصوصیات

ہر وہ تحریک جو انسانی فلاح و بہبود کو اپنا پہلا اور آخری مقصد قرار دیتی ہے، اپنے اندر ایک عالمگیر کشش رکھتی ہے۔ زمان و مکان کی حد بندیوں سے اسے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ مختلف مذاہب عالم اور مختلف سلاسل تصوف کا یہی حال ہے۔ بدھ مت، ہندو مذہب و عیسائیت اور اسلام کی قبولیت اور صلاحیت نہ صرف یہ کہ اب تک باقی ہے بلکہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک دنیا اور اس کی آبادی کا ذہن و شعور باقی ہے۔ موجودہ زمانے کی رواداری اور مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ تصوف کے طریقے اور مذاہب کے اصول بنیادی طور پر اپنے اندر بہت سی مشترک باتیں رکھتے ہیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ جب تک کسی تحریک پر ایک زمانہ گزرتا ہے تو بعد کے پیرو کبھی نجی اور کبھی سماجی ضرورت کے سبب خود کو مجبور پاتے ہوئے اس تحریک میں بعض اوقات اضافے اور ترمیمیں کر دیتے ہیں۔ تاہم اس کے پیروؤں کی مرکزی تنظیم سے وہ تحریک باقی رہتی ہے اور جب یہ تنظیم رخصت ہو جاتی ہے تو فروعی مسائل اہمیت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر وہ تحریک دوسری مائل مگر مختلف ٹکڑیوں میں بٹ جاتی ہے۔ اسلام کے مختلف فرقے اور تصوف کے مختلف سلسلے اس کی تین مثالیں ہیں کہ بنیادی مسائل میں آپسی اتفاق ان میں ضرور ہے مگر بعض امور میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ اور یہ اختلاف بھی اکثر اوقات نظری ثابت ہوتا ہے۔

وہ تصوف جس کی بنیاد قرآن اور احادیث پر رکھی گئی تھی اسے تاریخی و جغرافیائی اور سماجی ضرورتوں نے کبھی کبھی اتنا بدلا کہ دیکھنے والوں کو مختلف صورتیں نظر آنے لگیں، مگر یہ اختلاف بھی محض ”ظاہر“ کا ہے باطن کا نہیں۔ ان کے باہمی اتفاق و اختلاف کی صورت وہی ہے جو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمانوں کی ہے یا شیعوں میں مختلف مجتہدوں

کی تقلید کی صورت ہے یعنی بعض امور دینی کے سلسلے میں "نظر" نہیں بلکہ "مقام نظر" کا فرق ہے۔
یہاں اس امر کی نگینائش نہیں کہ تصوف کے دوسرے سلسلوں اور چشتیہ سلسلہ کا تقابل کیا جائے۔ اس لئے
مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی چند اہم خصوصیات بیان کر دی جائیں۔
بیعت

بیعت کے معنی ہیں: دست بردست یک دیگر نہادن و عہد بستن^۱ یعنی کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرنا۔
یہ فعل بظاہر بڑا سیدھا سادا اور معمولی ہے مگر اہل شعور و دانش جانتے ہیں کہ جب تمام احساس اور بھرپور اعتماد
کے ساتھ کوئی کسی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عہد کرتا ہے تو اس کے روئیں روئیں میں ایک خود آگاہ دل اور پیش میں دماغ
کی کیفیتیں موجود ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے بیعت کی بڑی اہمیت ہے۔

مشائخ چشتیہ کا مقصد بیعت اور اس کا طریقہ شیخ نظام الدین اولیا کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے:
"چون کسی بخدمت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز بیامدی بہ نیت ارادت"
اول فرمودی فاتحہ و اخلاص بخوانید، بعدہ امن الرسول بخواندی، بعدہ شہد اللہ تات الدین عند
اللہ الاسلام خواندی، بعدہ فرمودی کہ بیعت کردی برین ضعیف و خواجہ این ضعیف و خواجہ خواجگان ما و بر
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و با حضرت عزت عہد کردی کہ دست و پای چشم نگاه داری و برنج شرع باشی۔"^۲
واقعہ یہ ہے کہ انسان کو اخلاقی بیماریوں سے نجات دلا کر اسے شریعت کا راستہ دکھانا مشائخ چشت کا شیوہ
تھا۔ حضرت محبوب الہی نے شمس الدین یحییٰ کو جو خلافت نامہ عنایت فرمایا تھا وہ اس کا کھلا ہوا ثبوت ہے (ملاحظہ
ہو سیر الاولیاء) اور یہیں پر یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اسے خود سچا مسلمان ہونا چاہئے
قرآن و حدیث کا پابند، سنن نبوی پر عامل ہونا چاہئے۔ ورنہ وہ اسلام کے پیغام کو بہ حسن و خوبی اپنے مریدوں اور
دوسروں تک کیونکر پہنچا سکے گا۔

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اس سلسلے میں سیر الاولیاء کی یہ عبارت بہت اہم ہے:

سلطان المشائخ فرمود، بنگرید کمال نبوت پیغمبر علیہ السلام والصلوة کاری بغیر خواست فرمود اول
خود کرد تا دیگران کنند و در آن انقیاد نمایند، از دیگری این معنی چگونہ تصور توان کرد کہ خود نکند و بغیری فرماید

۱ سبج سنابل از امیر عبدالواحد بلگرامی ص ۳۶ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۲۳۸

۲ سیر الاولیاء ص ۲۲۳

وآن معمول شود، امیر خسرو خوش گوید سے

آن گفت مذکر نکند خلق کہ اورا

گفتار بسی یابی و کردار نیابی

مشائخ چشت نے اپنے افکار و اعمال میں چنانچہ آن حضرت کے سنن ہی سے اجالا پایا تھا اور اسی کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سلسلہ روز بروز پھیلتا ہی رہتا تھا۔

مشاہدہ و مطالعہ

یہاں پر ایک بات یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ملک اور ہر قوم کی سماجی حالت زمانے کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ نئے نئے خیالات اور مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر راہبران مسائل کے بنیادی وجوہ اور ان کے حل سے واقف نہ ہوگا تو وہ لازماً اپنے مقلدین کی قرار واقعی رہنمائی نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے حدیث تفسیر، فقہ اور دوسرے علوم پر نہ صرف خود عبور حاصل کیا بلکہ مریدوں کو ان کی تحصیل کے لئے ترغیب بھی دیتے تھے۔ ہاں اس کا خیال ضرور رہا اور دلایا کہ غرہ علم احساس نفس پر حاوی نہ ہو۔ ”من“ یا ”انا“ کا احساس تیز نہ ہو کہ وہ بھلا دیا جائے جو تمام علوم اور ساری کائنات کا منبع و مخزج ہی نہیں بلکہ مجموعہ ہے۔ اب یہ علوم بھی جامد و ساکت نہیں۔ یہ بھی زمانے کے ساتھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ پھیلتے اور بڑھتے رہے ہیں۔ ان کے پھیلنے اور بڑھنے کا اصل سبب انسانی ادراک اور احساسات کے گوناگوں تجربے ہیں۔ چنانچہ بقول خلیق احمد نظامی ”غائباً اسی مصلحت کے پیش نظر مشائخ چشت اپنے خلفاء کو خلق میں رہ کر لوگوں کی جفا و تقا برداشت کرنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ ان کا یقین تھا کہ جو نفسیاتی بصیرت تجربے کی راہ سے آئے گی وہ زیادہ صحیح اور موثر ہوگی۔“

ذکر و مراقبہ

اس بصیرت کے پیدا کرنے میں مشائخ کے اعمال و اشغال بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس اہمیت کا اندازہ سلسلہ چشتیہ کے اشغال سے بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ذکر خفی و جلی کا جو طریقہ چشتیہ سلسلے میں رائج ہے، اس سے ایک رگ جس کا نام کیمیا ہے وہ خاص طور پر متاثر ہوتی ہے۔ اس سے دل میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ ذہن میں پیدا ہونے والے سارے دوسوے اور خطرے خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ ذکر کا یہ فائدہ شاہ عبدالرحیم نے اپنے بیٹے شہ ولی اللہ دہلوی سے بیان کیا تھا۔ ذکر و اشغال کے لئے مراقبہ ضروری ہے اور خود اس کی ضرورت قلب و دماغ کی صفائی پر مبنی ہے جس پر مشائخ چشت ہمیشہ مصر رہے۔ اور ہمیں پر توبہ کی اہمیت مرکزی حیثیت اختیار کر لیتی ہے کہ خلوص کے ساتھ حتمی توبہ کر لی جائے۔ توبہ کے بعد نفسیاتی اعتبار سے انسان ایک نیا جنم لیتا ہے۔

مشائخِ چشت نے توبہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں :

- (۱) توبہ حال — کہ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہو
- (۲) توبہ ماضی — کہ اپنے ماضی کے قصوروں اور کمیوں کو پورا کرے
- (۳) توبہ مستقبل — کہ گناہوں کے آئندہ کے ارتکاب سے بچنے کا مستحکم وعدہ کرے۔^۱

خانقاہ

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خیال میں خانقاہ کا لفظ 'خان' اور قاہ سے مرکب ہے۔ 'خان' خانہ (گھر) کا مخفف ہے اور 'قاہ' کے معنی عبادت یاد عا کے ہیں۔ یعنی خانقاہ کا مفہوم عبادت کا گھر ہے۔^۲

خانقاہوں سے مندرجہ ذیل فائدے تھے :

(۱) لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لئے اپنے اصولوں کے پیش نظر شیخ طریقت کو ایک علیحدہ اور مخصوص مقام مل

جاتا تھا۔

(۲) خانقاہیں ملت اسلامیہ کی تہذیب و تمدن کا مرکز تھیں۔

(۳) بے گھر دینداروں کو ایک گھر اور دینی جدوجہد کے لئے ایک عمل گاہ مل جاتی تھی۔

(۴) ایک مسلک کے پیروگر مختلف مزاجوں کے لوگ ایک مقام پر جمع ہو کر تبادلہ خیالات کے ذریعے ایک دوسرے

کے لئے استفادہ کا موقع فراہم کرتے تھے۔ ان میں عالم بھی ہوتے تھے اور جاہل بھی۔ پاک باطن بھی اور فسق و فجور کے

عادی بھی جو وہاں کی فضا اور تعلیم کے بعد دین و مذہب اور زندگی کے سچے راستوں پر گام زن ہو جاتے۔ چشتیہ خانقاہوں

کے بارے میں خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں :

”مشائخِ چشتیہ کی خانقاہیں صرف تزکیہ باطن اور تہذیب نفس کے لئے مخصوص نہ تھیں، بلکہ وہاں دینی تعلیم

کا بندوبست بھی تھا۔“^۳

دینی تربیت

مشائخِ چشت کے ملفوظات اور ان کے سوانحی حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شریعت کی پابندی

پر بے انتہا زور دیا کرتے تھے۔ کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ اس کے بغیر کسی روحانی ترقی کی تحصیل ممکن ہی نہیں ہے۔ نماز

روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ پر مشائخِ چشت خود بھی بڑی سختی سے عامل تھے اور اپنے مریدین کو بھی ان کی پابندی کی

تلقین کیا کرتے تھے۔

^۱ فوائد الفواد، ۲۵ خیر المعبود، ۲۵ بحوالہ تاریخ مشائخِ چشت ص ۲۶۵ ۲۶۶ تاریخ مشائخِ چشت ص ۲۶۶

اخلاقی تعلیم

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء نے اخلاقی حسن کا کمال حضرت علی کی بیان کی ہوئی ان تین چیزوں میں پایا تھا: (۱) لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک (۲) کسب حلال (۳) بندگان خدا کی خدمت تاہم مشائخِ چشت نے جن امور پر زور دیا ہے وہ فوائدِ افواد، سیرالاولیاء وغیرہ کی روشنی میں حسب ذیل ہیں:

(۱) نیت صالح (۲) استقامت طبع (۳) توکل (۴) عفو (۵) ایثار (۶) دیانتداری (۷) عیب جوئی سے پرہیز (۸) تحمل وغیرہ

کیا کہنا اس جماعت کا جس کے افراد میں متذکرہ خوبیاں پیدا ہو جائیں۔ یہی خوبیاں تو تھیں جنہوں نے مسلمانوں کو قابل رشک حالت تک بلند کر دیا تھا۔

اصلاح و تربیت

اصلاح و تربیت کے سلسلے میں یہ بات ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ جس طرح ایک ہی معلم، ایک ہی کتاب کے باوجود تحصیل علم میں طالب علموں کی ذاتی ایچ کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور اس کے پیش نظر معلم یا استاد نسبتاً زیادہ توجہ کا سلوک بعض طالب علموں کے ساتھ روا رکھتا ہے بعینہ شیخ طریقت اپنے مریدوں کے مزاج، رجحانات اور تحصیل معرفت کی سرگرمی پر نظر رکھتا ہے اور اسی لحاظ سے اپنی توجہ اس پر صرف کرتا ہے۔ مریدوں کو تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں: (۱) خلفاء (۲) مخصوص مرید اور (۳) عام مرید

اور ان تین کے علاوہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دینی یا دنیوی مقاصد کے لحاظ سے شیخ سے ملنے رہتے ہیں۔

آئیے اب دیکھیں کہ مشائخِ چشت ان کی تربیت کیوں کرتے رہے ہیں۔

چشتیہ نظام خلفاء

چونکہ ان مریدوں کو آگے چل کر بہ نفس نفیس دوسروں کی رہنمائی کرنی پڑتی تھی اور اپنے مسلک کو فروغ دینا پڑتا تھا، اس لئے ان کی تربیت پر مشائخ بے حد توجہ سے کام لیتے تھے۔ ان کی ظاہری اور باطنی زندگی کو ہر عنوان سے مثالی پاک و پاکیزہ بنایا جاتا تھا اور جب تک شیخ طریقت مطمئن نہ ہو جاتا وہ خلعتِ خلافت نہیں دیتا تھا۔ مشائخِ خلافت کے لئے جن امور کو ضروری سمجھتے تھے، اس کا اندازہ اس سے لگائیے:

”اوصاف این کار بسیار است۔ فاما در آن ایام کہ خواجہ من مراد بولت خلافت خود رسانید، روزی مرا گفت

باری تعالیٰ ترا علم و عقل و عشق دادہ است و بہر کہ بدین سه صفت موصوف باش ازو خلافت مشائخ نیکو آید۔“

سے سیرالاولیاء ص ۳۲۵

علم و عقل و عشق وہ عظیم بنیادیں ہیں جن پر خلیفہ کی دینی و دنیوی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی تھی، ان کی شخصیت سنورتی تھی۔ یہ علم بھی ایسا کہ قرآن و حدیث، علماء و صوفیائے کرام کی تصنیفات کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی بہت حاصل کی جاتی تھی۔ عقل بھی وہ عقل کہ ذہن انسان کے تمام گوشے اس کے آگے بے نقاب رہتے تھے۔ اور عشق، خدا کا عشق تھا، ما و تو سے بلند، این و آن سے بے نیاز، کبھی اپنے آپ سے اور کبھی ہر شے اور ہر جذبے سے بے فکر۔ احساس تھا تو خدا کا، خود عشق کا اور بس!

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مشائخِ چشت نے خلفاء کے لئے کمال علم کے ساتھ مال دنیا سے بے نیازی پر زور دیا ہے۔ مریدین خاص پر یہ پابندی نہیں تھی۔ امیر خسرو، حسن سبزی، ضیاء الدین برنی وغیرہ نظام الدین اولیا کے مخصوص مرید تھے لیکن انہیں دنیا سے بے تعلقی کی تعلیم نہیں دی گئی۔ اور خلفاء کو ہدایت تھی:

”می باید کہ تارک دنیا باشی۔ بسوی دنیا و ارباب دنیا مائل نہ شوی و دیہہ قبول نکنی و صلہ بادشاہان نگیری۔“^۱

عام مریدین کو شرع و سنن نبوی کا پابند بنانا، اچھے انسان ہونے کی تلقین کرنا اور کسب کمال کی طرف رغبت دلانا تھا۔ ان میں جو ذہنی تبدیلی ہوتی تھی اس کا اندازہ ضیاء الدین برنی کے اس بیان سے لگائیے کہ ہر طرح کے لوگ نظام الدین اولیا سے بیعت ہوتے اور اسی لحاظ سے گناہوں سے بچے رہتے۔ اگر کسی مرید سے کوئی لغزش ہو جاتی تو آپ اسے از سر نو بیعت کرتے اور توبہ کا فرقہ عنایت فرماتے۔ شیخ کی مریدی کی شرم تمام لوگوں کو بہت سی ظاہری اولیٰ باطنی برائیوں سے روک دیتی تھی۔

مشائخ سے خصوصاً چشتیہ مشائخ سے استفادہ کرنے والے محض مسلمان ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ غیر مسلم خصوصاً ہند بھی ہوتے تھے۔ شاہ کلیم اللہ دہلوی اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

”صلح باہند و مسلمان سازند و ہر کہ ازین دو فرقہ کہ اعتقاد بشما داشته باشند، ذکر و فکر، مراقبہ و تعلیم او بگویند کہ ذکر بخالصت اورا بر بقہ اسلام خواہد کشید۔“^۲

اس سے ان کے تبلیغ اسلام کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے اور نظام الدین اولیا کے اس قول کی تصدیق و توثیق ہو جاتی ہے کہ ”ہر چہ علمائے زمان دعوت کنند، مشائخ بعمل دعوت کنند۔“^۳ اور کیوں نہ ہو کہ وہ اس کے قائل تھے۔ ع ہر قوم راست راہی، دینی و قبلہ گاہی^۴

^۱ سیر الاولیا ص ۲۹۵ ^۲ مکتوبات کلیسی ص ۴۲ بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۱

^۳ سیر الاولیا ص ۳۲۱

آخر میں مشائخِ چشتیہ کی ایک اہم رسم کا ذکر ضروری ہے۔ مسئلہ سماع شروع ہونے سے ماہہ النزاع چلا آتا ہے۔ تذکرے اور سیر کی کتابیں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں جن میں سماع کے سلسلے میں بحث مباحثے ہوئے ہیں۔ علمائے کرام بالخصوص اس کے مخالف رہے ہیں۔ تاہم کچھ ایسے بھی تھے جو ”نہ انکار می کنم نہ این کار می کنم“ کہہ کر سکوت اختیار کر لیا کرتے تھے۔ وہ صوفیائے کرام جو سماع کے قائل تھے ان کی توجیہ قطعی معقول معلوم ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی اس کا بھی اقرار کرنا ہوگا کہ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے سماع کو نرے گانے کی حیثیت دے دی تھی اور اسی لئے مباحث کا دروازہ کھل گیا تھا۔

مشائخِ چشت سماع کو روحانی غذا سے تعبیر کرتے تھے اور اس کے آداب خاص پر بڑی سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔ نظام الدین اولیاء کے نزدیک سماع کی چار قسمیں ہیں:

حلال، حرام، مکروہ اور مباح

ان کا تعلق صاحب وجد کی دلی کیفیتوں سے متعلق ہے۔ چنانچہ ان کی شرح یہ ہوگی کہ،

(۱) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان حق کی طرف ہے تو سماع مباح ہے۔

(۲) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان مجاز کی طرف ہے تو سماع مکروہ ہے۔

(۳) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان صرف مجاز کی طرف ہے تو سماع حرام ہے۔

(۴) اگر صاحب وجد کا زیادہ میلان صرف حق کی طرف ہے تو سماع حلال ہے۔

(۱) مسموع (۲) مستمع (۳) مسموع (۴) آلہ سماع، اور اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مسموع یعنی گانے والا مرد کامل ہو۔ لڑکا یا عورت نہ ہو۔

(۲) مستمع یعنی سننے والا یا دحق سے خالی نہ ہو۔

(۳) مسموع یعنی جو شے سنی جائے وہ فحش نہ ہو۔

(۴) آلہ سماع یعنی مزامیر موجود نہ ہوں۔

مگر ان شرائط کی ہمیشہ پابندی نہیں کی گئی۔ اسی لئے اس کا اثر بھی ختم ہو گیا۔

پانچواں باب

خوب ترنگ کا جائزہ و تبصرہ

- ۲ - مثنوی
- ب - اردو مثنوی خوب محمد سے پہلے
- ج - اردو مثنوی خوب محمد کے زمانے میں
- د - خوب ترنگ کا تصوف مع ترجمہ رسالہ عقیدہ صوفیہ
مع شعری و ادبی خصوصیات
- ۴ - فنی و ادبی خصوصیات
- و - خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

(۱) مثنوی

اردو اور فارسی شاعری میں غزل کے بعد سب سے زیادہ مقبول صنف شعر مثنوی ہے۔ مثنوی کو ابیات کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا رہا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل قطعہ سے ظاہر ہوتا ہے :

دشعرہ تن پیمبرانند ہرچند کہ لانی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی لہ

تیسرے اور چوتھے مصرعے میں صنعت لفظ و نثر مرتب ہے اور اس کی رو سے فردوسی فارسی شاعری میں ابیات کا پیمبر ٹھہرتا ہے۔ اس کا کارنامہ — شاہنامہ ہے، جو ایک بسیط و طویل مثنوی ہے۔ چنانچہ ابیات و مثنوی ایک ہی صنف کے دو نام ہیں۔

ابیات جمع ہے بیت کی۔ اور بیت کے معنی جہاں محض شعر کے ہیں وہاں اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوں۔ یہی کچھ حال مثنوی کا ہے جو آشنا (دو) سے مشتق ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے ابیات اور مثنوی کی اصطلاح رائج ہوئی مثل دویتی اور رباعی کے۔ بعد میں ابیات کی اصطلاح کی مقبولیت کم ہوتی گئی۔ آج کل مقبول مثنوی ہی کی اصطلاح ہے۔

مثنوی سے مراد وہ مسلسل نظم ہے جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوں اور ساتھ ہی ہر شعر دوسرے سے الگ مگر مفہوم کے لحاظ سے ایک دوسرے سے یکسر پیوست ہو۔ یعنی مثنوی کے کسی شعر کے دونوں مصرعوں یا شعروں کی ترتیب اتنی سنجیدہ ہو کہ ہر شعر کا ایک مصرع دوسرے مصرعے سے اور ایک شعر دوسرے شعر سے چسپاں ہو اور دونوں کے درمیان کوئی ایسا خلا نہ ہو کہ جب تک کچھ الفاظ یا جملے محذوف نہ تسلیم کر لئے جائیں، کلام میں ربط و انتظام نہ ہو۔ اس کے علاوہ وضاحت (لیکن غیر ضروری طوالت سے اجتناب)، اختصار، بیان و مفہوم (مگر خبط) مطلب اور دور از کار تشبیہوں اور بعی از قیاس استعاروں سے گریز، حقائق نگاری، شعری نزاکتوں اور ادبی لطافتوں کا مناسب و موزوں استعمال، زمان و مکان کے اعتبار سے حسب موقع بیان اور نفسی کیفیات کی تصریح اور حسن مقصد کسی مثنوی کی کامیابی کی ضامن ہیں۔

لہ تذکرہ دولت شاہ و شعرا بحم

غزل، قصیدہ، رباعی اور دوسرے اصناف شعر کے مقابلے میں یہ کم ہی پابندیوں کی قائل ہے۔ مستزاد یہ کہ تعداد اشعار بھی مقرر نہیں اور نہ ہی اس کے اجزا کی کوئی تعداد ہے۔ قصیدہ و غزل اور رباعی وغیرہ میں دوسرے ضروری فنی امور کے ساتھ کافیہ پیمائی کا وہ احساس و خیال جو مفہوم و بیان کا دامن تھام تھام لیتا ہے، مثنوی میں مفقود ہے۔ اس کے برعکس مثنوی میٹھے پانی کا وہ بہتا ہوا دریا ہے جو نرم و سخت زمینوں سے ہوتا، کسی سے آغوش بھرتا کسی سے دامن بچاتا۔ کبھی دھیمے اور کبھی اونچے سروں میں گاتا، کہیں سیلاب لاتا اور کہیں پھوہار برساتا، اپنی دھن میں آگے بڑھتا ہوا بحیرہ مقصد سے جا ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مثنوی میں شاہی طمطراق بھی ہے اور فقروں کا استغنا بھی، رزم کی گھن گرج بھی ہے اور بزم کی موسیقی بھی، مذہب بھی ہے اور کفر بھی، ہمہ گیر تصوف بھی ہے اور فرقوں کی حد بندیاں بھی۔ بیان حقیقت بھی ہے اور مجاز بھی۔ حسن کرشمہ ساز کا افسوں بھی ہے اور عشق خرد سوز کا جنوں بھی، غرض اس میں وہ سب ہے جو اس زمین اور آسمان میں یا ان کے درمیان ہے اور جنہیں انسان دیکھتا، سنتا، سمجھتا اور بہ ہر جہت آگے بڑھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں قلب انسان کی گہرائی اور دماغ انسانی کی وسعت ہے۔ اس کے موضوعات بے انتہا ہیں۔ بہتوں پر مثنویاں لکھی گئیں اور بہت سے ابھی ”تشنہ مثنوی“ ہیں۔ چونکہ مدح و ذم، حسن و عشق، اخلاق و تصوف وغیرہ بیانی مثنوی کا عمومی موضوع ہے اس لئے یہ اپنے اندر قصیدہ کی جزالت، غزل کا چٹیلاپن، مسدس کی وضاحت اور رباعی کا اختصار رکھتی ہے۔ حالانکہ انفرادی طور پر وہ ان سب اصناف شعر سے الگ ہے۔

اور جب تاریخ، قصہ یا کوئی واقعہ مثنوی کا موضوع ٹھہرتا ہے تو ان کے امور کے ساتھ وہ باتیں بھی اس کے لئے لازمی قرار پاتی ہیں جو تاریخ، قصہ یا واقعہ کے بیان کے لئے بلحاظ فن ضروری ہوتی ہیں۔ حالی کے مقدمہ شعرد شاعری، شبلی کی شعرا بجم اور پروفیسر عبدالقادر سروری کی ”اردو مثنوی کا ارتقا“ میں یہ امور با تفصیل ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے اصناف شعر کے مقابلے میں مقصدی شاعری کے لئے اس سے بہتر صنف شعر کا تصور محال ہے کہ ایک ربط و تسلسل کے باوصف جس وضاحت و صراحت کے ساتھ کسی مقصد کو مثنوی کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے وہ دوسرے اصناف کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ حالی کہتے ہیں: ”جتنی صنفیں فارسی اور اردو شاعری میں متداول ہیں ان میں کوئی صنف مسلسل مضامین بیان کرنے کے قابل مثنوی سے بہتر نہیں ہے۔ یہی وہ صنف ہے جس کی وجہ سے فارسی شاعری کو عرب کی شاعری پر ترجیح

دی جاسکتی ہے۔ عرب کی شاعری میں مثنوی کا رواج نہ ہونے یا نہ ہو سکنے کے سبب تاریخ یا قصہ یا احساق یا تصوف میں ظاہراً ایک کتاب بھی ایسی نہ لکھی جاسکی جیسی فارسی میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں لکھی گئی ہیں۔ اسی لئے عرب، ”شاہنامہ“ کو قرآن العجم کہتے ہیں اور اسی لئے ”مثنوی معنوی“ کی نسبت ”ہست قرآن در زبان پہلوی“ کہا گیا ہے۔“

(ب) اردو مثنوی خوب محمد سے پہلے

اس میں شک نہیں کہ اردو شاعری کی ابتدا ریختہ سے شروع ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس کے بعد جو نظریں ہمیں ملتی ہیں وہ مختصر مثنویاں ہی ہیں جن کے موضوع مذہب اور تصوف ہیں۔ اس تخصیص یا تحدید کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو مسلمانوں کو دوسری قوم (غیر مسلم) تک اپنے عقاید و خیالات موثر انداز میں پہنچانا تھا، دوسرے ان مسلمانوں کی بھی فکر دامن گیر تھی جو ہندوؤں میں رچ بس کر اپنی عربی و فارسی بھول کر ایک دیسی زبان اختیار کر رہے تھے۔ چنانچہ پروفیسر عبدالقادر سروری رقم طراز ہیں:

”عام مسلمان جو ہندوؤں کے ساتھ رہنے بسنے پر مجبور تھے، فارسی سے نابلد ہوتے جا رہے تھے۔ اس طرح اس نئی قوم کے لئے، اس کی نئی زبان میں مذہبی عقاید کے منتقل کرنے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ فطرۃ مذہبی مسائل اردو کے اولیٰ ارباب قلم کے موضوع بن گئے۔“

ان ابتدائی مثنویوں کی زبان کہیں برج سے مشابہ، کہیں ٹھٹھ دکنی اور گوجری ہے لیکن فارسی اور عربی لفظ اور ان سے بنی ہوئی ترکیبیں بھی ان کی زینت ہیں۔ اور یہ سامان زینت بدلتے ہوئے مزاج کے ساتھ اور بڑھتا ہی گیا۔ ابتدا کے ہندی اوزان کی جگہ فارسی بحر میں آگئیں۔ ان میں ادبی چاشنی تو نہیں، ہاں خلوص مقصد اور اظہار مافی الضمیر کا احساس شدت کے ساتھ ملتا ہے۔

محققین اردو کی تحقیقات کی روشنی میں اردو مثنوی کے قدیم ترین نمونے حضرت بابا شیخ فرید شکر گنج (متوفی ۶۶۴ھ)

کے ہاں ملتے ہیں۔ ان کی ایک مختصر مثنوی ملاحظہ ہو۔

پیش رو اصفیا کے ہوتے غوک	تن دھونے سے دل جو ہوتا پوک
بوکڑوں سے نہ کوئی بڑے ہوتے	ریش سبلت سے گر بڑے ہوتے
گائیں بیلاں بھی واصلان ہو جائیں	خاک لالہ سے گر خدا پائیں
گوچیاں (کذا) کوئی نہ واصل تھا	گوش گری میں گر خدا ملتا

لہ اردو مثنوی کا ارتقا ص ۱۳۔

عشق کا رموز نیا را ہے جز مدد پیر کے نہ چہا ہے
 بابا صاحب کے زمانے کے پیش نظر زبان کی صفائی اور فارسی بحر کا استعمال اس مثنوی کو مشکوک قرار دیتا ہے۔ اس کا احساس پروفیسر سرور سی کو بھی ہے:

”شاید بعد کی لکھی ہوئی ہو اور سہواً کاتب نے حضرت بابا کے نام سے منسوب کر دی ہو۔“
 ان کے بعد نظریں امیر خسرو پر پڑتی ہیں۔ ان کا زمانہ ۶۳۳ تا ۷۲۰ ھ ہے۔ ان کے ہاں ہمیں اردو مثنوی تو نہیں ملتی البتہ جو پہیلیاں۔ ان مل اور کہہ مگر نیاں ملتی ہیں باجو ان سے منسوب کی جاتی ہیں ان میں مثنوی کے قافیہ کی ترکیب ضرور ملتی ہے سے

وہ گئے بالم ، وہ گئے ندیو کنار
 آپے پار اتر گئے ہم تو رہے اردار
 بھائی رے ملاحو ہم کو پار اتار
 ہاتھ کا دیو دنگی مندرا، گل کا دیوں ہار

تازی چھوٹا دیس میں قصبے پڑی پکار
 دروازے سے دیتے رہ گئے نکس گئے اسوار
 گوری سوئے پلنگ پر مکھ پر دارے کیس
 چل خسرو گھر اپنے سانجے پڑی جو دیس
 گجرات کے مشہور صوفی شاعر بہاء الدین باجن (۷۹۰ تا ۹۱۳ھ) کے رسالہ ”خزینہ رحمت“ میں ایسا کلام بھی مل جاتا ہے جسے ہم مثنوی کہہ سکتے ہیں۔ بقول باجن ان کی زبانی دہلوی یا ہندوی ہے۔ مگر اس کی زبان گجرات کے شعرا کی زبان کے مماثل ہے یعنی گوجری ہے۔ بحر البتہ ہندی ہے سے

ترے پنتہ کوئی چل نہ سکے
 جو چلے سو چل چل تھکے
 پڑھ پنڈت پوتھی دھویاں
 سب جان سدھ بدھ کھویاں
 سب جو گیوں جوگ بسارے
 سبہ تبتی تب بسکارے
 ایک درستی درسن بھولے
 سرناگے پانوه کہلے
 ایک سوری ہوئے سبو کرنہ
 ہوئی تبتی کیا دکہ دھرنہ
 ایک درویش ہوئیکر آئے
 ہوئے قلندر روپ بھرائے
 ایک ابدال ہوئے اب دھوئے
 ایک ہاندہ ہاھا ہوئے

۱۳۰۰ء اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرم کا کام
 ۱۳۰۰ء اور نیشنل میگزین، نومبر ۱۹۳۰ء
 ۱۳۰۰ء پنجاب میں اردو

ایک کھلے ہوئے دوآنے
ایک رائے ماتے ہوئے ارراونہ
ایک چنگم جٹا دھاری
ایک کاپری ہوئی کر کفپہ
ایک اپاسی راتنہ جاگنہ
یوں ٹولی ٹولی ہوئے کرے
ایک بادل ہندرانے
(دن) پی بے سدھ ہو ہو جاونہ
ہور ہندو تس اندھیاری
مندسیو تجھے چنپ
ہوئے بہکاری تجھے مانگنہ
سب رل رل کہل کہل کہوئے کرے

دے مکت منے ایوے دیکھے
آرے باجن توں کس لیکھے

حضرت سید محمد حسینی المعروف بہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (وفات ۸۲۵ھ) کی شنوی کا نمونہ تبرکاً درج کیا جاتا ہے۔

سن تو سیانے میری بات
جس کے منہ میں آوے باس
جس کے منہ میں دکھتے دانت
وزن برابر سب کو تول
داتوں کارن مستی کر
زیرہ مرجیاں ستوا سونٹ
نیلا تھوٹھا دھنیا بھون
پان پلاس کے کانہٹیاں آن
جوں جوں لگاوے پاوے سکھ
بولوں دارو میں کسی دہات
اس کی دارو سن مجھ پاس
ہلتے جلتے کٹے کٹے پات
دارو ہوئے یوں انمول
خوبی کن تو دل میں دھر
کہتا اجلا لے کر گھونٹ
اس میں ملا تو سیندا لون
ماپھل لوچن اور لوبان
تجھ دانتوں کا جاوے دکھ

خواجہ بندہ نوار کے فرزند اور خلیفہ سید محمد اکبر حسینی (وفات ۸۲۳ھ) کی شنوی کا انداز یہ ہے۔
بے پیر جو موا تو نہیں ہے درست ہی
بالغ ہوا نہیں لک نہیں حکم اس پوجانو
بیٹے کوں باپ بولے بیٹا کہے پدرتیں
پڑنا نماز جنازہ تو ہوئے گناہ اکبر
بالغ ہو کے بعد از ہو امر ہے سو مانو
ہونا مرید جلدی لے کر بجا امرتیں

لے اور نیشنل کالج میگزین نومبر سنہ ۱۹۳۰ء ۶۱۹۳۰ لے دکن میں اردو . طبع چہارم ص ۲۶ و ۲۸

بیٹے نے ماں سو کہنا اے مہربان مادر ہونا مرید شتابی یک لحظہ نا درنگ کرے
اس کی زبان کی صفائی حیرت انگیز ہے۔ اس کا جواز نصیر الدین ہاشمی اس طرح پیش کرتے ہیں: "معلوم
ہوتا ہے کہ زمانہ مابعد میں اس کے الفاظ شاید تبدیل ہو گئے ہوں۔" ۱۲۸
قاضی محمود دریائی (۸۱۳ تا ۹۲۱ھ) علوم ظاہری و باطنی میں اہل تھے۔ موسیقی میں مہارت تامہ رکھتے
تھے۔ چنانچہ مختلف راگوں میں متصوفانہ خیالات کو بطریق احسن نظم کیا ہے۔ مثنوی کی سی کیفیت آپ کے بھی کلام
میں ملتی ہے۔ زبان قدیم گوجری اور بھرہندی ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

دردھنا سری

جا پوچھ پیو کس ٹھاناں	میں پیو منہ پیو مجہ ماہناں
دود ما نہ گہی جو آہناں	پیو پیو جیو من ماہناں
جی کو تن اپنا لے تاہے	اس پرگت پیو دکھلاہے
کچہ پیو نہیں الگا ناہیں	مجہ لیکھن یوں من ماہناں
جے کو مرم سودھاپاہے	سب الجھن اس کی جاوے
قاضی محمود اتنا مانے	میٹھی پیو کوں الگانجانے
بہت بات اک آکھئی	وے جھوٹ نہیں جگہ ساجی ۱۲۸

سلطان احمد شاہ ثالث بہمنی (۸۶۵ تا ۸۶۷ھ) کے زمانے کے ایک شاعر نظامی کی مثنوی کا انداز "کدم راؤ پدم"
کے ایک اقتباس سے ملاحظہ فرمائیے۔

پدم راؤ تہیا مہا کر دین	کنڈل پیراؤ بہا ہورہر دین
کھپرا تیرہو جیوں رہیا تھا اول	کھان ہو پریانکپہ کی پائے تل
اجا سیس باہر کیسی بکہ نبات	نہ یوں کوئی نبوی نہ ناک جات ۱۲۸
کہ توں ساچ میرا گسامیں کدم	پدم راؤ تجہ پاؤ کیرا پدم
جہاں توں دھرے پاؤں ہوں مردہرو	اپس سادکی لک تراہی کردن

اس کے بارے میں نصیر الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

۱۲۸ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۲۳ ۱۲۸
۱۲۸ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۲۷ ۱۲۸
۱۲۸ مقالہ ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی ص ۶۲ ۱۲۸
۱۲۸ ایضاً ص ۳۷: جاٹ ہے۔

”حب رواج قدیم اس میں عربی اور فارسی کے بجائے ہندی الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کی زبان اس قدر مشکل ہے کہ اس کا سمجھنا دقت طلب ہے بدین ہم اس مثنوی کے مطلع سے معلوم ہوتا ہے کہ نظامی اپنے عہد کا باکمال شاعر تھا اور اپنے فن میں استادانہ مہارت رکھتا تھا۔“

صدرالدین (وفات ۵۷۶ھ) دکن کے قدیم صوفی اور شاعر ہیں اور کئی تصانیف کے مالک بھی۔ ”کسبِ محویت“ سے آپ کی مثنوی کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

نادۓ اللہ محمدؐ کا اول کسب کا سب کو کہوں درہر عمل

گوش جاں سے اب سہ صاحب یقین کیا کہتا ہے نظم میں شہ صدرالدین

اولاً بانفس و دل قطب مثال خواہش دانائی کا تو بوج حال

کامیاب کوں یہاں ہے راہ وصل راہ الا اتصال ذوالفضلؑ

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق (وفات ۹۰۲ھ) کا تعلق گجرات اور دکن دونوں سے ہے۔ آپ کا کلام مثنویات پر بھی مشتمل ہے۔ ان کا رنگ اقتباسات سے ظاہر ہے۔

حمدؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم تو سبحان

یہ سب عالم تیرا رازق سمجھوں کیسا

تجھ بن اور نہ کوئے نا خالق دو جا ہوئے

جسے تیرا ہوئے کرم تو ٹوٹے سبھی بھرم

تجہ نرتالو مر جانے اور پوری صفت بکھانے

ہے تیرا انت نہ پار کس موکھوں کروں اچار

جو تیرا مر جانے اس نہی کو نہ مانے

اقتباس از خوش نامہؑ

کبھی نہ رنگی مید ہوں رنگوں، پھولوں باس نہ آیا
رنگ نہ رنگیا دنتو اس کے بھینی نہ ہلدوں کا یا

لے دکن میں اردو طبع چہارم ص ۳۵ و ۳۶ ؑ تذکرہ اردو مخطوطات (ادارہ ادبیات اردو) مرتبہ ڈاکٹر

زور نمبر ۴ ؑ و ؑ اردو مثنوی کا ارتقا ص ۳۲ و ۳۳

کہے منجہ سیر سہاگ اللہ کا چھڑ رہیا سہاوا
 اب کیوں سر سہاواے دو جا تم کو، ناہیں ٹھاوا
 اسی کے رنگوں رنگی ساری دو جا رنگ نہ بالی (کذا)
 اسی کی باسا ہم کو باسا پھول بہوٹ کی آنی
 ایسی باتیں کرے گونتی مورکھ بوجھیں سدہ
 یہی من میں آوے اپنے چھند سوہی سکھاویں بودھ

بابا کبیر داس کی بھی ایک نظم ملاحظہ ہو جو بعینہٴ ثنوی کے قافیہ میں ہے۔

گئی بیسی اب آبو بڑھاپا	بنا پیو کہو پوتر ناپا
سبھی بیسی میں کھیل گنوائی	پہ کے نہیا نیک نہیں پائی
ساٹھ برس میں جات نہ جانی	گور کی بچپن نیک نہیں مانی
چھن چھن دیہہ بھی ات جھنیاں	پیر کو سمرن کچھ نہ کنیاں
سب جو بن اکارت کھویو	برھی نام کبیرا رویو
چیلہ سید مراد سیانا	جن گور بچن ساتھ گور مانا
موسوں کبھی موہ یہ آسا	کہدیو موکوں بارہ ماسہ
مانس مانس میں جے دکھ پائے	تے جگ کوں ان آئے ستائے

برھی سمت ہے بھیو گیارہ سے اور تیس

بارہ ماسہ میں کہوں پنڈت دیو اسیس

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (۸۶۰ تا ۹۴۵ھ) کے ملفوظات میں مختصر ثنوی پارے ملتے ہیں۔
 فارسی و عربی الفاظ کے باوصف ان کی زبان اور بحر ہندی ہے۔ ان کے موضوع متصوفانہ خیالات ہیں۔ آپ
 کا تخلص "الکھداس" ہے۔ آپ کی مذکورہ قسم کی ثنویوں کا ایک نمونہ یہ ہے۔

جان اجان سب کھیلنے لوعی	بن پی کھیلے نہ کھیلے ہوئی
جان اجان جگ کھیلے رہے	ہو ہو ہو ہو، ہولی رہے
سب کھیلنے سکھی نہ جان	سرب ترنتر پی پروان
جان اجان جگ کھیلے پھاک	کنت بلیاں لیوں ہردے لاک
الکھداس آکھے سن تاہناں	ہم تم کھیلنے دی گلی باہناں

لہ پنجاب میں اردو

نویں صدی ہجری کے اواخر اور دسویں صدی ہجری کے شروع میں قطیف نے ملک محمد جاسسی کی طرز پر ایک منظوم قصہ ”مرگادتی“ کے نام سے لکھا تھا۔ اس مثنوی کا انداز کچھ یوں ہے۔

شاہ حسین آہے بڑا راجا	چھتر سنگاسن ان کو چھا جا
پنڈت او بدہ دنت سیانا	پڑھے پرون ارتھ سب جانا
دھرم دوستل ان کو چھا جا	ہم سر چھپاہ جو جگ راجا
دان دے او گنت نہ آئے	بلی او کرن نہ سر بر پائے
رائے جہاں لوں گندے رہ ہیں	سیوا کر ہیں یا سب چھ ہیں

یہ تھی اردو مثنوی کی وہ فضا جو خوب محمد چشتی سے قبل ملتی ہے۔ بعض نظموں میں محض مثنوی کا قافیہ ملتا ہے اور بعض میں ”مثنوی پن“ کی کیفیت۔ لیکن اس حقیقت کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گجرات اور دکن کے شعرا نے مثنوی بھی لکھی ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ زبان اور بیان کے اعتبار سے وہ صاف نہیں ہیں۔ برج بھاشا کے علاوہ مقامی لب و لہجہ صاف پہچانا جاتا ہے۔ موضوع بھی مذہب اور تصوف کے ساتھ ساتھ بزمیہ زندگی کے دوسرے گوشوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ رفتہ رفتہ زبان پر فارسی کا رنگ اور گہرا ہوتا جاتا ہے۔ فارسی و عربی کے الفاظ اور تراکیب کا استعمال بڑھتا جاتا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ مقامی زبان اور نکلھنی اور لہجہ کچھ اور شستہ ہوتا جاتا ہے۔ ہندی اوزان کے ساتھ فارسی بحر میں بھی گونجتی جاتی ہیں۔ بلکہ نغمہ ہندی کی لئے مدھم اور فارسی بحر کی گونج اونچی اور واضح ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ تنہا اسی کی صدائیں آنے لگتی ہیں۔ اور پیہم بھی! سچ تو یہ ہے کہ ادبی تشکیل کے اس دور میں ہی گجرات اور دکن کے شعرا نے فارسی زبان و ادب اور بحر میں سے استفادہ کرتے اور اپنے خون جگر سے نوازتے ہوئے اردو مثنوی کو فارسی مثنوی کے مقابل لاکھڑا کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی۔ جب اردو کامرکز نقل جنوب سے شمال پہنچا تو شعرا نے فارسی کو بری طرح اپنانے کی کوشش کی اور بقول سروری صاحب ”رفتہ رفتہ تلمیحات، استعارے اور تشبیہیں بھی فارسی ہی استعمال ہونے لگیں۔“

واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شاعروں نے اپنے کلام کے ذریعے اردو مثنوی کی اساس اس درجہ محکم رکھی کہ اس پر آئندہ کی طویل مثنویوں کی شاندار عمارت بہ تمام استواری، بہ تمام جلوہ سامانی اور بہ تمام شان و شکوہ قائم ہوئی اور اس طرح قائم ہوئی کہ رہتی دنیا تک ان کی آب و تاب میں فرق نہ آسکے گا۔

۱۳۱ پنجاب میں اردو

۱۳۱ اردو مثنوی کا ارتقا ص ۲۲

(ج) اردو مثنوی خوب محمد کے زمانے میں

خوب محمد کا زمانہ دراصل طویل مثنویوں کا زمانہ ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ما قبل کے دور میں اردو زبان تشکیل کے بہت سے مراحل طے کر کے اس قابل ہو گئی تھی کہ مذہب، اخلاق، تصوف اور بزم و رزم کے سے مقاصد کی توضیح اور مصوری کے لئے یہ طیب خاطر استعمال ہو سکے۔ یہ امر اپنی جگہ اس صداقت کا حامل ہے کہ مقامی زبان میں عربی و فارسی کے الفاظ و تراکیب جزو زبان کے طور پر دخیل تھے اور مسلمانوں کا لایا ہوا تمدن مقامی تمدن پر اتنا اثر انداز ہو چکا تھا کہ ما قبل دور کے تمدن کے مقابلے میں وہ ایک نمایاں رنگ اور روپ کا حامل نظر آتا تھا۔ یہ نیا تمدن اردو کلچر کے سوا کچھ اور نہیں تھا اور اس تمدن کی زبان اردو زبان کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں تھی۔ فرق اتنا ضرور تھا کہ اسے بھی اردو کلچر اور اردو زبان کا نام نہیں ملا تھا۔ یہ تمدن ابھی دکنی و گجراتی اور زبان دکنی و گجری وغیرہ کے ناموں سے موسوم تھی۔

خوب محمد کے عہد کی اردو مثنوی نگاری کا ایک سرسری جائزہ بھی ہمیں یہ محسوس کرائے بغیر نہیں رہتا کہ گجرات میں وہ اپنے عہد کا معلوم شدہ تنہا مثنوی نگار — اور طویل مثنوی نگار ہے۔ دکن میں البتہ کئی عظیم مثنوی گو شاعر ملتے ہیں۔ تاہم وہ ادبی فضا جس میں انہوں نے مثنویاں لکھی ہیں اس کی تعمیر میں مقامی اثرات کے علاوہ گجرات کا بھی معتدبہ حصہ ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر زور کا اقتباس اس سے قبل نظر نواز ہو چکا ہے۔ یہاں پروفیسر عبد القادر سروری کا بیان بھی ملاحظہ کر لیجئے:

”گجرات کی خود مختاری کے زمانے ہی میں، دکن کی بہمنی سلطنت کے انقراض سے پانچ خود مختار سلطنتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ان میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی سلطنتیں اردو زبان اور ادب کی سرپرستی کے باعث لازوال شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ ان سلطنتوں کے حکمران علم و فضل اور شعر و ادب کے بڑے قدر دان تھے۔ چنانچہ گجرات کے عروج کے زمانے ہی سے یہاں کے علماء اور فضلاء بیجا پور آنے لگے تھے لیکن سنہ ۱۵۷۲ء میں جب اکبر نے گجرات کی خود مختاری کا خاتمہ کر دیا، تو ہجرت کرنے والے علماء کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ ادھر بیجا پور کے سلاطین اپنی علم پروری کے سبب محمود زمانہ بن رہے تھے۔ نہ صرف گجرات بلکہ ہند، ایران اور عرب کے علماء بھی یہاں آکر بسنے لگے تھے اور یہاں اردو زبان سیکھ کر اس میں تصنیف و تالیف کرنے لگے تھے۔ انہیں میں شاہ میراں جی شمس العشاق (وفات ۱۶۰۳ء) بھی ہیں جو اپنے تقدس اور علمی وقار کے سبب بیجا پور میں رشد و ہدایت کا بڑا مرکز بن گئے تھے۔

بہر حال اس دور میں سب سے زیادہ مثنویاں ہمیں دکن ہی میں ملتی ہیں۔ ان عصری مثنویوں کی جستہ جستہ

کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں پر یہ صراحت کر دوں کہ قطب شاہی و عادل شاہی سلطنتوں کے زیر سایہ جو عصری مثنویاں ملتی ہیں انہیں میں ”گو لکنڈہ کی مثنویاں“ اور ”بیجا پور کی مثنویاں“ کی سرخیوں کے تحت علی الترتیب درج کیا ہے۔

گو لکنڈہ کی مثنویاں

محمد قلی قطب شاہ کے کلیات کو ڈاکٹر زور نے مرتب کر کے شائع کر دیا ہے۔ اس میں دوسرے اوصاف شعر کے علاوہ مثنویاں بھی کئی ایک ملتی ہیں۔ تاہم نصیر الدین ہاشمی کے اس قول کے مطابق کہ ”جو کلیات شائع ہوئے اس میں بہت سا کلام نہیں ہے۔“ لہٰذا گمان ہوتا ہے کہ اس کے ہاں اور مثنویاں بھی ہوں گی۔ محمد قطب شاہ نے ”مثنویاں متعدد عنوانوں پر لکھی ہیں، کسی میں پھولوں کا ذکر ہے تو کسی میں سبز ترکاریوں کا بیان، کسی میں شکاری پرندوں کا ذکر ہے تو کسی میں رسم و رواج تیموہاروں اور محلوں کا بیان ہے۔“ لہٰذا

ظل اللہ کا کلیات دستیاب نہیں ہوتا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں مثنویاں بھی تھیں۔ اس کی فکر شعرا و انداز مثنوی کا ایک نمونہ وہ منظوم مقدمہ ہے جو اس نے اپنے خسر سلطان محمد قلی قطب شاہ کے کلیات پر لکھا تھا۔ اس کا حوالہ باب ۲ میں گذر چکا ہے۔ اس لئے یہاں اس کی تکرار نہیں کی جاتی۔

فیروز دکنی کی مثنوی ”توصیف نامہ حضرت عبدالقادر جیلانی“ کے حالات سے متعلق ہے۔ وہی اور ابن نشاطی کے ممدوح شاعر فیروز کی اس مثنوی کی زبان اور اس کے انداز بیان کی کیفیت کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔

تو حاکم کہ جگ پر حکومت تجی	تو سلطان سلاطین رعیت محی
قدم راکھے تجھ کہا اندازے	ولی جا کر پاؤں آپ سر لئے
رکھیا دین کھویا کافر سار کا	مگر شیخ صنعا ہوا پارکھا
لگی لنگ پوجن لکھا بھوتنی	بھولیا دیک ترسا کہ ہک پوستنی
چرا خون کہ دوزخ ایس کھاب	شراب پیو مثرآن لے جالیا
پران جل پری تھی سزا پانے تب	فرشتے تجھ آزمائے اپنے جب
کہ قادر کو قدرت میں قادر دیسے	تھیں عبدالقادر سو قادر دیسے

۱۔ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۶۹
۲۔ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۵۰
۳۔ فہرست مخطوطات اردو، ادارہ ادبیات دکن میں اردو طبع چہارم

نظر توں کرے تو موا جو اٹھے

رب اپنے سو عاشق ولی سب سدا

بزدگی تجے سب دلیاں میں سو ہے

دضوبن جو تجے ناؤں لے سرتوں پنی

تو معشوق عاشق تو سوں رب سدا

ولی جس سو ہی وہی تج سو ہے

دکن کے مشہور شاعر اور نثار ملا وجہی کی "قطب مشتری" ایک زبردست ادبی کارنامہ ہے۔ زبان کی صفائی و

پاکیزگی، بیان کی دلکش روانی لائق ستائش ہے۔ یہ مثنوی ایک منظوم قصہ ہے جس کا ہیرو محمد قلی ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

وزیراں کے فرزند تھے سب سنگات

سو ہر ایک دلکش ہر اک دل ربا

شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جو

اتھے شاہ سوں مل کر یوسب ایک ٹھار

ندیماں تے مشغول باتاں منے

کہ دھرتی ہلی مست آواز سوں

تو پھر ان کو اس شوق تے حال آئے

وغیرہ

شہنشاہ مجالس کے ایک رات

ہر ایک خوبصورت ہر اک خوش لقا

مہابت کے کاماں میں جم جم ہے جو

ندیم ہوا مطرب سکھڑ فہم دار

صراحی پیالے لے ہاتاں منے

لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں

جو مطرب دو صحرا میں اس دھا گائے

غوثی ایک عظیم شاعر ہے۔ اب تک اس کی دو ہی مثنویوں: سیف الملوک اور بدیع الجہاں اور طوطی نامہ کا پتہ

چلا تھا۔ جدید تحقیقات کی رو سے اس نے ایک مثنوی چندا اور لورک لکھی تھی جو ۱۰۳۵ھ سے قبل کی ہے۔

اول الذکر اور ثانی الذکر مثنویاں ۱۰۳۵ھ اور ۱۰۴۹ھ کی ہیں اور فارسی سے ترجمہ ہیں۔ ان سب میں قصے پائے

جاتے ہیں۔ غوثی کی زبان سادہ اور تصنع سے پاک ہے۔ بیان میں جاذبیت اور قادر الکلامی پائی جاتی ہے۔ نمونہ

کلام ملاحظہ ہو۔

(۱) از سیف الملوک و بدیع الجہاں۔

قوی اور خوشخوار امیراں تمام

لے ہاتاں میں فتنے بھرے گرز جیوں

کلجے پھاڑ ان کے پھوٹ جل ہوئے

پر آشوب سمدور کی لوٹ جیوں

ہوئے جمع جنگی ہزبراں تمام

یک یک جان یک کوہ یا برج جیوں

غضبناک ہو جیوں انگے دل ہوئے

صلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں

۱۔ یورپ میں دکنی مخطوطات اور دکن میں اردو طبع چہارم

۲۔ ۳۔ دکن میں اردو طبع چہارم ص ۷۸

کھڑے آکے میدان میں رزم ہوں
شہت کی اگن سلگ اٹھی زورسات
زمانہ ہوا تل اپر سیرتھے
قیامت زمیں پر ہوا آشکار
ادھی فاختے سخت سنسار کی
سوکس کو سمجھتا نہ تھا باٹ کھاٹ
گلن اس پوکشتی ہو چلنے لگیا

اوتالے ہو آفت بھرے عزم سوں
بھیا باؤ جیوں قہر کا شورسات
کئے قصہ رٹنے کو دو دھیرتھے
ادھیا غل جدھر کا ادھر مار مار
جھلک ایک بجلیاں سی ترور کی
سٹے دھرت پر یوں منڈیاں کاٹ کاٹ
جو دریا لہو کا ابلنے لگیا

(۲) ازطوطی نامہ —

اتھاں اس کئے ایک داداں گنیر
ہنرغیب کی تھا سمج میں تمام
دیوے نیک و بد کی نشانی وہی
چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار
تھی جان اس کی عورت لگی تملان
لگائی چھپا عشق اسے دیک خوب

سنا تھا جو سوداگر اک بے نظیر
وفا دار خوش فام شیریں کلام
نرے گھر کی سب دیدبانی وہی
جیوں اک دن او سوداگر نام دار
لگی دیس لی بیک پایا نہ آن
جو ان اس کی باڑی میں تھا ایک خوب

بقول ابن نشاطی استاد سخن احمد دکنی کی لیلیٰ مجنون کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) مجنون کا باپ جنگل میں جا رہا مجنون کو سمجھاتا ہے:

رہیا پوت کہ دکھ سوں نراسو
تری آہ تھے نوم ہو تن جسے
نیا کیا کالے بور کالے منجے
ہنسوں کیوں جو روتے دیکھوں تم کو
جلے جیو جس کو کہ کیوں نا جسے
خانیاک تو یوں جنگل جنگل
سو تھے جنگل ہو جسوں ہی جلیا

کیا پوت کا سک دکھن آس سو
تری آک تے جیو میرا جلا
کیت توں جلے بور جالے منجے
جونوں ہے پیار تین منج کون
مرا جیو بے تو مرے لاڈلے
رکھیا آس جو توں بساٹے محل
جو کھر چھوڑ جنگل بساٹے لگیا

(۲) مثنوی مصیبت اہل بیت سے

جن کے واسطے پیدا ہوا دونوں عالم دین دنیا
اول ان کو پیدا کر کے بعد از کیا دنیا و دین
پر دیس جانے طفلان او پر کیا مشکل اگر یا
دو کر قاضی کا پر یا گرموں پکر اپنے جیو کی پاس
بھیجا ان کو بند سخا نے کہیا را کھو قید کر لے

سنو قصہ مصطفیٰ کا جو ہے سرور انبیا
حق کا نانوں ہے عرش او پر رحمتہ اللعالمین
دیکھو یاران معصوماں پر وقت کیا آپر یا
دونوں فرزند مسلم کے اتھے چھپ کر قاضی پاس
کوٹوالیا نے لائے پکر کر عبد اللہ کون دے خبر

مقابلتاً احمد کی زبان کچھ زیادہ صاف نہیں معلوم ہوتی۔

بیجا پور کی مثنویاں

علم و فن کے زبردست سرپرست اور شعر و موسیقی کے رسیا ابراہیم عادل شاہ کی جداگانہ مثنوی تو نہیں دستیاب ہوئی تاہم اس کی مثنوی نگاری کا اندازہ "نورس" کے اس اقتباس سے لگائیے

جیو رتن میں اتم ہیرا
اسی نمونے بہشت اپالے
ارتی لیبائی انبر بھرتا لے
بادلے کاں ہے ہر رنگ میں برائے
شربت گھول اورت پلائے
باجی خالو آشتباں تے پاوے
ابراہیم گر گنی گاوے

سید محمد پتی پیرا
محل محل صدر سنوا لے
انند ہوتا ہے سدا پہا لے
کدم کستوری جو اچنڈن لائے
شمالی عبرتیاں پھرائے
بادل دماے بکلیاں بجائے
سہلا نورس کلیان بدھا لے

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق کے فرزند اور خلیفہ شاہ برہان الدین جانم (وفات ۹۹۰ھ) نے کئی منظوم رسالے لکھے ہیں اور یہ سب مثنویاں ہیں۔ آپ کے بعض رسالوں کو ڈاکٹر زور نے مرتب کر کے ان کا موضوع تصوف و سلوک ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

(۱) وصیت الہادی

جس کون لورے دیوے راہ کہیا بھدی من یشاء

سکتا قادر قدرت سوں سمجھے تہ کون کوئی کیا

۱۹۹۹ء یورپ میں دکھنی مخطوطات ۲ نورس ۳ اردو مثنوی کا ارتقاء (ص ۳۶) میں سن وفات ۱۹۲۷ء رسالہ اردو، جولائی ۱۹۲۷ء

پایا موہ میں سب جگ بانڈھیا کوں کر سو جھے پنت
مقام شیطانی جس کو کہنا دل تھی سارا دھونا
اس دھات عمر خراج کیتا آخر پھر پچیتا یا

یہ روپ پرگٹ آپ چھپایا کوئی نہ پایا انت
امر خدا کا لیا ڈبجا توں نہیں تھی منکر ہونا
چلنے کا تو نیم نہ ہوئے یہ تو شاہ ہوگٹ کھایا

(۲) منفعت الایمان —

دو جگ رجنا رجیا اپار
اپنے باطن کیرے ظہور
عشق کی آنکھیں کیا بے فہام
عشق تھی سکلا بہوگ بلاس
معلوم نہیں کچھ اس کی سو جہہ
جونکے بیچ تھی نکلیا جھاڑ
شاخ برگ سب دیکھ اصول سے

اللہ واحد سرجنہار
سکل عالم کیا ظہور
کوئی کہیں سب عشق تمام
عشق لیا ہے سب پھر یاس
بعض اکھیں اپنی بو جہہ
ایک جمع سب پکڑیا بار
کانٹا چھانٹا پھسل اور پھول

عبدال کی غنوی "ابراہیم نامہ" جو ابراہیم عادل شاہ کی منظوم سوانح عمری کا حکم رکھتی ہے ادبی اور لسانی
اہمیت کے ساتھ تاریخی لحاظ سے بھی قابل قدر ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو سے
شہر بیجاپور کی تعریف —

بدیا پورن کر ہی ابھی اس کا ٹاؤں
سیا سیس جس کی بدیا پور نگر
سو اس شہر کا چوک اک درمیان
دست روپ ست کھن گلن ہور نشان
کردوں دورلا بانڈہ دستاؤں مانے
کھری چاند پورن سو روپی کی دھر
رکھیا مزنگی لاتی کوشن سو تھار
رہیا پل پلا تیر بر آسمان سے

سنوں اب صفت شہ رہن تخت تہاؤں
کہ دھن اس زمیں کھاؤ تھے بخت بھر
ولیکن جتا کچھ زمیں کا مدد ہاں
کریا اس شہر کا چھبی ایک جاں
سورج تاس زرین تانگیا سو ہائے
کونڈاں کھلا جیوں رکھیا تہر بھر
ستاروں کنت زوشومن کہوں کی ہار
کیا اس شہر دور خندق نشان

کے دکن میں اردو، ضلع چھارم ص ۱۵۱-۱۵۲

کے رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۷ء

حسن شوقی کی "فتح نامہ نظام شاہ" خوب محمد کی عصری مثنویوں میں تہہا رزمیہ مثنوی معلوم ہوتی ہے۔ شوقی کو زبان اور بیان پر جو عبور ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔

(۱) فتح نامہ نظام شاہ —
 ڈوبے قاب زریں سو غرقاب میں
 جہش نے پھواں چیر سر پر لیا
 جہش تے جو پرگت ہوا چن دروب
 بیٹھا ناگ کالا اور یا راج ہنس
 پڑیا پھول پر جب ہنور پنکہ پسار
 گئی حور زنگی کرے خواب میں
 ترک دیکھ پر نار سر تل کیا
 جہش نے جتنے ترک چینی سروپ
 اوٹھی سیام سندر سوتا راج اونس
 چھپا ترک زنگی کھرا آشکارا

(۲) معاشرتی مثنوی "میزبانی نامہ" سے —
 سدا دار پر تجھ منگل گز گزیں
 ہستی مست پر پیلیاں مست ہے
 سدا دار پر تجھ طہسل باجئے
 بہت دس تے شہ کی گہر کج ہے
 شہر گشت کا ساز و ساماں ہوا
 منگل گز گزیں جیوں بدل گز گزیں
 زبردست پو کیا زبردست ہے
 طہسل باجئے ہور مندا کا جئے
 شہر گشت کی راج سو آج ہے
 نصیریاں ترانے داماں ہوا

(۵) خوب ترنگ کا تصوف

خوب ترنگ کے بنیادی موضوع وحدت الوجود کی توضیح و تشریح کے لئے لکھی گئی ہے۔ مسئلہ وحدت الوجود ایک مہماتی مسئلہ بنا رہا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اس کی بابت ایک مختصر گفتگو بے محل نہ ہوگی۔
 نفس تصوف، اس کے مطالب و مفاہیم اور انسانی زندگی میں اس کی نوعیت و اہمیت کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔ اس وقت وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی کیا گیا تھا اور ہم نے دیکھا کہ ان میں تنافر و تناقض یا تضاد نہیں ہے بلکہ ان میں وجود و تصویر وجود کا تعلق ہے، زاویہ نظر اور اظہار بیان کا فرق ہے۔ دونوں ایک ہی حقیقت کے دو افسانے ہیں۔

تصوف اسلامی یا مسئلہ وحدت الوجود کی مذہبی اساس قرآن کی یہ آیت ہے: **هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَ**
الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

۳ قرآن مجید

۳ ملاحظہ ہو باب

۳ رسالہ اردو، جولائی ۱۹۲۹ء

چنانچہ وحدت الوجود کا نظریہ کسی قوم، فرقہ، گروہ یا جماعت کا نظریہ نہیں ہے۔ یہ پوری انسانیت کا نظریہ حیات ہے۔ یہ اس حیات کا نظریہ ہے جو انسانی زندگی کے ظاہری اور باطنی دونوں ہی پہلوؤں کی یکجالی، تعمیر اور حسن سے مرتب ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہماری زندگی کا کوئی گوشہ نہیں ہے جو وحدت الوجود کے حیات افروز نظریہ سے وابستہ یا اثر پذیر نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک جماعت انسانی اس نظریہ کی روشنی میں شعوری یا غیر شعوری طور پر چلتی رہی وہ آگے اور آگے بڑھتی رہتی اور جب اس نے اس کی انقلابی نوعیت سے خوف کھانا شروع کر دیا تب وہ ایک امر واقعہ کے طور پر تنزل اور پستی سے دوچار ہوئی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انسانیت آئے دن بری طرح مجروح ہوتی گئی اور یہ سلسلہ اب تک قائم ہے۔

اسلامی عقیدے کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس نظریہ کا چلن انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہوا اور رفتہ رفتہ ابھرتا، مختلف مذاہب کا روپ اختیار کرتا ہوا اسلام کی شکل و صورت میں مکمل ترین نظریہ حیات بن کر رونما ہوا۔ تاہم اس کی ابتدا اور تدریجی کیفیت کے بارے میں مشہور پروفیسر محمد حبیب (مسلم یونیورسٹی) یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

”وحدت الوجود کی تعلیم سب سے پہلے اُپنشدوں نے دی۔ مشرقی فلسفہ و افکار میں اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے۔ قرون وسطیٰ کے صوفیہ اس کی نشر و اشاعت میں اس لئے پس و پیش کرتے تھے کیونکہ (کذا) حکماں طبقہ سے متعلق ہو جانے کے بعد (سولہویں صدی تک پہنچتے پہنچتے) انہیں اس کی انقلابی نوعیت سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وحدت الوجود ایک ایسا مانوس لفظ ہو گیا جو ہر شخص کی زبان پر رہنے لگا اور اس کے اظہار کی ہر شخص کو اجازت ہو گئی کیونکہ اب یہ فکر، عمل کے کسی بلند جذبہ کو متحرک نہیں کر سکتا تھا۔“

مندرجہ بالا اقتباس سے دوسری باتوں کے علاوہ یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں وحدت الوجود کا ذکر ہر شخص کی زبان پر نہیں تھا۔ یہ واقعہ بھی ہے جس کی وجہ جاننے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس نظریہ سے مسلمانوں کے تعلق کا اندازہ لگالیں۔

اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں نے ابتدا ہی سے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا مگر اس کی وضاحت سب سے پہلے شیخ محی الدین المعروف بہ ابن عربی نے دوسری تصانیف کے علاوہ ”فصوص الحکمہ“ اور ”فتوحات مکیہ“ میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کی۔ اس لئے کہ ان کا فلسفہ مرکزی نقطہ وحدت الوجود ہی ہے۔ جس کا لب لباب خلیق احمد نظامی کے الفاظ میں یہ ہے:

۱۔ مقدمہ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۱

”مختصراً اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کائنات میں کوئی چیز موجود نہیں۔ یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے سب خدا ہی ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک خدا سلسلہ کائنات سے بالکل الگ ایک جداگانہ ذات ہے۔ صوفیہ کے نزدیک خدا سلسلہ کائنات سے الگ نہیں ہے

با وحدت حق ز کثرت خلق چه باک

صد جاے اگر گرہ زنی رشتہ یکیت

دھاگے میں جو گرہیں لگا دی جاتی ہیں ان کا وجود اگرچہ دھاگے سے ممتاز نظر آتا ہے لیکن فی الواقع دھاگے کے سوا کوئی زاید چیز نہیں ہے۔ صرف صورت بدل گئی ہے۔“

شیخ اکبر کے اس نظریہ وحدت الوجود سے مسلمانوں کے بہترین دماغ متاثر ہوئے اور یہ نظریہ تصوف کی روح بن گیا۔ تاہم اس کی گفتگو خواص ہی تک محدود تھی۔ عوام کے سامنے اس کی تشریح و تفسیر کو صوفیائے کبار ممنوع گردانتے تھے کہ اس کی تفہیم سے عاری ہیں۔ پھر بھی اس کی روشنی میں وہ عوام و خواص کی رہنمائی کرتے رہے اور ایک عظیم جماعت انسانی اس سے فیض یاب ہوئی اور دن دہنی رات چو گئی ترقی کرتی رہی۔

شعرا میں حکیم سنائی، نظامی گنجوی اور خواجہ فرید الدین عطار نے اول اول اسی نظریہ کو اپنی شاعری کا موضوع قرار دیا۔ چنانچہ ان کے ذریعے تیرہویں صدی عیسوی تک تصوف اور خود نظریہ وحدت الوجود ایک عوامی تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور اس نے اپنے سب سے بڑے اور مایہ ناز شاعر جلال الدین رومی کو پالیا جو مثنوی معنوی اور غزلیات شمس تبریز کے ذریعے نہ صرف اپنے مابعد زمانہ میں مسلمانوں کے خیالات و افکار پر اثر انداز ہوا بلکہ موجودہ دور میں اقبال اور دوسرے شعرا و مفکرین کو بھی متاثر کر رہا ہے۔ اس کی وجہ مولانا شبلی کے الفاظ میں یوں بیان کی جاسکتی ہے: ”فارسی زبان میں جس قدر کتابیں نظم و نثر میں لکھی گئی ہیں، کسی میں ایسے دقیق، نازک اور عظیم الشان مسائل اور امرار نہیں مل سکتے جو مثنوی میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ فارسی پر موقوف نہیں، اس قسم کے نکات اور دقائق کا عربی تصانیف میں مشکل سے پتہ لگتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر علماء اور ارباب فن نے مثنوی کی طرف تمام اور کتابوں کی نسبت زیادہ توجہ کی، اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ مصرع ’ہست قرآن در زبان پہلوی‘ تو کچھ تعجب کی بات نہیں،“ چنانچہ بعد کے شعرا نے سنائی و عطار کے ساتھ مولانا رومی کی رہنمائی میں اس کی لے کو اگر اور تیز نہیں کیا تو اسے مدھم بھی نہیں ہونے دیا۔ ان میں اوحدی، عراقی، مغربی، امیر خسرو اور جامی وغیرہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

اردو کے صوفی شعرا کے ہاں بھی ہمیں اس نظریہ سے دلچسپی اور شغف ملتا ہے۔ ابتدا سے اردو شاعری مختصر مثنوی پاروں سے مالا مال ہے، اور جب طویل مثنویوں کا زمانہ آیا تو اس سے مملو طویل مثنویاں بھی لکھی گئیں۔ ان میں خوب محمد حشمتی کی خوب ترنگ نمایاں ہے اور اس وقت ہمیں اسی سے بحث ہے۔ خوب محمد حشمتی نے اپنے ایک رسالے ”عقیدہ صوفیہ“ میں اپنے اعتقاد کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ان کا عقیدہ وحدت الوجود کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ ان کے تمام رسالوں اور رسالوں سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم سہولت اور توثیق کے خیال سے ان کے رسالے ”عقیدہ صوفیہ“ کا یہاں ترجمہ درج کیا جاتا ہے:

ترجمہ رسالہ عقیدہ صوفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوة کے بعد ان صوفیہ کے عقیدے کا بیان ہے جو وحدت وجود کے قائل ہیں۔ وجود کے معنی ”ہونا“ کے نہیں بلکہ موجود کے ہیں اور وہ عین ذات ہے۔ اس حیثیت سے نہ صرف سلب اعتبارات بلکہ ثبوت اعتبارات بھی اس سے سلب ہیں۔ وہ ’حصول شئی‘ نہیں کہ کہنے ذات ہے، کیونکہ ذات بنفسہ قائم ہے اور صفات قائم بذات۔ پس مرتبہ ذات میں صفات نہیں اور یہ تقدیم و تاخیر مرتبہ ذات کی رو سے ہے کچھ انفکاک صفات سے نہیں ہے کہ نظر سے قدیم و حادث نہ کر دے۔ اس وجود مطلق کو ذات مطلق، وجود محبت، غیب ہویت اور لائقین کہتے ہیں اور وہ ذات بے تغیر اپنے ہر مرتبہ میں جداگانہ نام اور نیا اعتبار رکھتی ہے۔ اس میں تغلیط نہیں کرنی چاہیے۔

غیرت غیر از قدرش دو سیر
پاک ز امکان تغیر چو غیر

کہ ممتنع الوجود است۔ شعر

تجلا حسن معشوتی لاحباب و عشاق
بتنزیہ و تشبیہ و تفسید و اطلاق
تبد او جہہ حسناً تجلی حسنہ و جہاً
باسماء و و اوصاف و احکام و اضلاق
جان لو کہ مرتبہ اول میں علم حضوری اور حصولی شئی ہے۔ چنانچہ نفس ناطقہ خود کو ”میں“ سمجھتی ہے۔ مگر بغیر تقدم استتار و غیبت۔ اس مرتبہ کو دائرہ ذات، حقیقت محمدی، وحدت اور تعین اول کہتے ہیں کیونکہ خالی از حکم نظر قابل محض پر ہوتی ہے۔ پس دو اعتبار ذاتی ہوئے۔ ایک خالی از حکم اور اسی سبب سے باطن وجود ہے کہ اصل تصور ہے۔ وجود واجب اور وجود ممکن دونوں ہی تمیز علمی نہیں رکھتے۔ اس کی رو سے احدیت اس سے منسوب ہوئی کہ وحدت عین احدیت ہے۔ اور دوسرے قابل محض اور اس وجہ سے باطن علم ہے کہ اصل تصدیق ہے کیونکہ اسماء

الہی بلحاظ اعتبارات اصلی اور اسمائی کیانی بلحاظ شیونات ذاتیہ بھی تمیز علمی نہیں رکھتے۔ اسی لئے واحدیت اس سے منسوب ہوئی کہ وحدت عین احدیت ہے۔ پس یہ قابل محض بھی دو حکم رکھتا ہے۔ اس مرتبہ میں قابل سلب اعتبارات بھی ہے کہ تنزیہ ہے اور قابل ثبوت اعتبارات بھی ہے کہ تشبیہ ہے۔ مگر نظر حصول شئی پر ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب فصوص فرماتے ہیں

ان قلت بالتشبیہ کنت معدداً
وکنت اماماً فی المعارف سیداً

ان قلت بالتنزیہ کنت محمداً
ان قلت بالامرین کنت مسدداً

اور صاحب گلشن راز بیان کرتے ہیں۔ بیت
کہ یک چشمیت ادراکات تنزیہ

زنا بینائی آمد راہ تشبیہ

اور صاحب جام جہاں نما وحدت کو اصل جمیع قابلیات ٹھہراتے اور کہتے ہیں کہ احدیت و واحدیت کیا ہیں؟ متبیین ہیں۔ ظاہر نہیں ہوتیں الا نسبت کے ساتھ۔ سنو شئی وجود مطلق ہے اور مجہول الکیفیت ہے اور علم کہ حصول صورت سے عبارت ہے، شئی مطلق لا بشرط شئی کہ نظر حکم سلبی کے ساتھ ہے حکم ثبوتی کے ساتھ نہیں نظر حصول صورت شئی پر مطلق ہے اسی لئے تعین کہتے ہیں۔ وحدت عبارت ہے ذات کے "پانے" سے۔ مطلق اپنی خودی کے ساتھ حضوری ہے مگر یہ تعلق علم و معلوم کا نہیں۔ یہ حصول صورت شئی دو قسم کا ہے۔ پہلی کو تصور کہتے ہیں اور یہ حکم سے خالی ہے۔ دوسری کو تصدیق کہتے ہیں اور یہ حکم کے ساتھ ہے۔ اب چاہے یہ حکم سلب ہو یا ایجاب۔ سنو اول کو تصدیق سلبی کہتے ہیں کہ حصول صورت شئی حکم سلبی ہے۔ چنانچہ زید کاتب نہیں ہے۔ پس یہ بشرط لاشئی ہے۔ واحدیت اسی سے عبارت ہے کہ سلب اعتبارات ہے۔ اس حصول صورت شئی کی غرض ذات وحدت کا پانا ہوا اور اس حکم سلبی کی غرض احدیت ہوئی۔ حکم سلبی حصول صورت شئی پر ہرگز مقدم نہیں ہوتا کیونکہ اعراض میں سے ایک ہے۔ پھر احدیت و وحدت پر کیوں کر مقدم ہو سکتی ہے۔ دوم کو تصدیق ایجابی کہتے ہیں کہ حصول صورت شئی با حکم ثبوتی ہے۔ چنانچہ زید کاتب ہے۔ پس یہ بشرط شئی ہوا اور واحدیت اسی سے عبارت ہے کہ ثبوت اعتبارات ہے۔ اس حصول صورت شئی کی غرض ذات وحدت کا پانا ہوا اور اس حکم ثبوتی کی غرض واحدیت ہوئی۔ حکم ثبوتی حصول صورت شئی پر ہرگز مقدم نہیں ہوتا کیوں کہ یہ اعراض میں سے ایک ہے۔ پھر واحدیت وحدت پر کیوں کر مقدم ہو سکتی ہے۔ سنو یہ اعتبار احدیت و واحدیت نظر حکم پر رہنی ہی چاہئے، وہ حکم سلبی ہو یا حکم ثبوتی و بہ اعتبار وحدت نظر مطلق ذات پر ہوئی کہ حصول صورت شئی ہے۔ باین اعتبار تعین اول کہتے ہیں کہ قابل محض ہے اور قابلیت کہیں کہ سلب عبارات ہے اس نسبت سے احدیت کہتے ہیں۔ اور حکم سلبی کی جہت سے باطن وجود ہے منسوب ہے کہ عین ذات ہے اور کیسی قابلیت کہ ثبوت اعتبارات ہے۔ اسی نسبت سے واحدیت کہتے ہیں اور اس کے چار اعتبار ہیں

اور چاروں میں ہر ایک عین ذات ہے اور باطن علم سے منسوب ہے۔ پس وحدت میں سلب و ثبوت دونوں میں ہر ایک ذات ہے۔ سو باعتبار وجود ذات ہے اور یہ اعتبار علم صفات ہیں، بہ اعتبار نور اسما ہیں کہ در علم حضوری ذات روشن ہو جاتی ہے جیسے "میں"۔ اور بہ اعتبار شہود افعال ہیں مثل **لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ** سے **شَهِدَ اللَّهُ** کی نفی دیگر ہو جاتی ہے۔ بشنو اول تصور محکوم علیہ چنانچہ ذات زید و دوم تصور محکوم بہ چنانچہ تصور قیام زید کہ بذات صفت حکم ہوا۔ سوم تصور نسبت حکمی کہ تعین کا نام ہے۔ چنانچہ تصور نسبت در میان زید و قیام زید ہے۔ چہارم تصور ایقاع: وہ نسبت کہ جس کی تصدیق فعل سے ہوتی ہے۔ اور یہ بوجہ سلب یا ایجاب حاصل ہوتی ہے۔ پس تصدیق تصور پر موقوف ہے۔ چنانچہ احدیت و واحدیت، وحدت پر موقوف ہیں، یہ نہیں کہ وحدت پر مقدم ہیں۔ یہ ثبوت اعتبارات منشاء الہی ہے اور یہ ذات، صفات اسما اور افعال ہیں اور یہ عین ذات ہیں۔ اور عالم اس سے عبارت ہے۔ اس مرتبہ میں حقائق الہی کو اعتبارات اصلی کہتے ہیں اور حقائق موجودات کو شیونات ذاتیہ کہ باطن علم ہے اور مرتبہ دوم میں اس ذات کو جو شامل شیون کل اور اعتبارات اصل ہے اسے دائرہ اسما حقیقت انسانی والوہیت و تعین کہتے ہیں جیسا کہ نسبت احدیت اور نسبت واحدیت کے سلسلے میں کہا جا چکا ہے۔ اسی طرح واحدیت چاروں اعتباروں کے ساتھ عین احدیت ذات ہے، اسے در میان تصور کر دو۔ اس کی جو دو نسبتیں ہیں دیکھو۔ جب انیت باعتبار علم یہ جانتی ہے کہ "میں" علم ہوں تو چونکہ صفت عین ذات ہے اس مفہوم کے سبب ایک نسبت عین عالم ہے اور علم کی دوسری نسبت عین معلوم۔ پس عالم ہونے کی نسبت سے رب اور اسم الہی ہے کیوں کہ صفت غیر ذات ہے اور معلوم ہونے کی نسبت سے ربوب اور اسمائے ممکنات و مخلوقات ہے۔ بہ توفیق ذات ہے۔ بہ آن اعتبار ممکن و مخلوق اور جب معلوم مطلق ہو تو عالم و معلوم حق ہے۔ جیسا کہ علم کے ضمن میں کہا گیا ہے یہی کیفیت نور کی ہے جس کا نام روشنائی ہے اس نور سے عالم روشن ہوتا ہے۔ اس وقت بجای روشنائی کے روشن کرنے والا نام کہتے ہیں۔ نوریوں منور ہوتا ہے کہ علم عین عالم ہے۔ چنانچہ **اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** کی جگہ **مَنُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** ہو جاتا ہے۔ اور چنانچہ عالم کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح وہ خود کو بھی منور کرتا ہے کیونکہ نور خود بخود موجود ہے اور کسی چراغ کا محتاج نہیں ہے کہ جب چراغ لائیں تب ہی یہ نور دیکھا جاسکتا ہے۔ پس باین تقدیم نور آپ اپنے نور سے روشن ہوا۔ روشن کرنے والے کی نسبت سے رب و اسم بھی ہے اور روشن شدہ کی نسبت سے ربوب بھی ہے۔ اور باعتبار تقید ذات ممکن و مخلوق اس کا نام ہے۔ جس طرح علم و نور کا ذکر ہوا ہے اسی طرح شہود میں کہ "میں ہوں" کوئی نہیں ہے۔ وہ خود ہی شاہد اور مشہود ہے جیسے **لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ** سے **شَهِدَ اللَّهُ**۔ شاہد اسم الہی ہے اور مشہود باعتبار تقید ذات ممکن و مخلوق۔ اب جیسا کہ علم و نور و مشہود میں کہا گیا ہے بعینہ وجہ ہے جس کا لازمہ صفات ہے۔ جب کسی کو وجود بخشتا اور نمودار کرتا ہے تو وہ موجود ہوتا ہے۔ جسے الف کو قیام میں موجود کیا، لام کو رکوع میں اور ہ کو سجود

میں۔ اب یہ دیکھو کہ ہر حرف کو پیدا کرنے والے تم ہی ہو۔ جب بھی تم انہیں پیدا کرنا (لکھنا) چاہتے ہو یہ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عین وجود ہر حرف بن گیا کہ بغیر وجود کے کوئی شئی موجود نہیں ہو سکتی۔ اور وہ وجود تمہارا ہے کہ وہ ہر حرف کا وجود کرنے والا ہے۔ اب چاہے اسے وجود کہیں یا موجد لگے۔ چنانچہ ہزار آئیے رکھتے ہیں اور بیچ میں ایک شخص بیٹھ جاتا ہے۔ بہ اعتبار ہر آئینہ صورت جداگانہ دکھائی دیتی ہے اور ذات شخص بغیر تغیر کے ہر عکس کو پورے طور پر نمایاں کرتی ہے اور ایک عکس دوسرے عکس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہر ذرہ تک وجود پہنچا ہوا ہے اور یہ قابل تجزیہ نہیں ہے۔ پس اسماء الہی۔ سب کے سب فاعل اور رب ہیں اور اسمائے ممکنات و مخلوقات بمعنی مفعول و مروب ہیں اس معلوم و مفعول کے۔ تقید ذات بان اعتبار ممکن و مخلوق ہے۔ اور جب معلوم و مفعول مطلق ہوتا ہے تو اس وقت عالم و فاعل و معلوم و مفعول حق ہوتا ہے۔ وجود و علم و نور و شہود کہ ذات و صفات و اسماء و افعال۔ چاروں کے چاروں فی التحقيق والحصول میں ہیں۔ چنانچہ نور کو کہ بذات خود ہست ہے روشنائی کہتے ہیں کیونکہ عین ہے۔ اور اس خیال سے کہ (اپنی حالت) روشنائی میں اس نے اپنے آپ کو روشن کرنے والا کہتے ہیں کیونکہ فی التفہیم والعقول غیر ہے۔ پس اس مرتبہ کو جب ان چاروں میں تا ہر ایک عین ذات ہے وحدت کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو کہ جب یہ غیر ذات ہیں الوہیت کہتے ہیں۔ بہ این تفصیل کہ بہ اعتبار ذات کہ وجود ہے واجب الوجود اور ممکن الوجود کہتے ہیں اور بہ اعتبار علم کہ صفت ہے حیات و علم و ارادت و قدرت و سمع و بصر و کلام سب صفات حق اور صفات عبد ہیں اور بہ اعتبار نور کہ اسم ہے۔ اسماء الہی و کیانی ہر ایک ۲۸-۲۸ ہیں بدیع و باعث سے لے کر رفیع الدرجات تک اور عقل کل و نفس کل سے لے کر خلیفۃ اللہ کہتے ہیں اور بہ اعتبار شہود کہ فعل ہے رب و مروب ہونے کے لحاظ سے افعال خالقیت اور مخلوقیت اور رزاقیت و مرزوقیت کہتے ہیں۔ یہ دائرہ اسماء کہ الوہیت تحت ثبوت اعتبارات دو نسبت رکھتا ہے ان میں کی ایک باطن وجود ہے اور تحت ثبوت اعتبار ہونے کے سبب اسے ظاہر وجود کہتے ہیں کہ یہ عین ذات اور یگانگی ذات ہے۔ اور وجوب اس کا وصف خاص ہے۔ اسی طرح اسماء الہی ہیں اور نسبت حیات کے سبب حی کہتے ہیں اور نسبت علم کی وجہ سے علیم۔ اسی حیثیت سے قوس ذات کو واجب الوجود کہتے ہیں کہ وجوب اس کے لیے لذاتہ ہے۔ یہاں ذات معلوم مطلق ہے کہ وحدت حقیقی ہے اور جمیع اسماء الحسنی کی حیثیت سے ذات شریف کو اللہ کہتے ہیں۔ اور اسم جامع کہ بہ اللہ موسوم ہے رب الارباب ہے کیونکہ باقتضائے ذات تمام اسماء کی خود ہی پرورش کرتا ہے اور ہر اسم کا مرجع یہی اسم ہے کہ ماصدقہ ہے۔ افضلے مختلف کو اسم کہتے ہیں اور مقتضاعنہ کو اثر و فعل جانتے ہیں۔ اقتضا قدیم ہے اور مقتضاعنہ حادث۔ مقتضی رب ہے اور مقتضا مروب۔ اسماء و صفات اگرچہ بہ اعتبار مفہوم ایک دوسرے سے الگ ہیں مگر ان کا ماصدقہ واحد ہے اور کثرت نسبتی کنایہ اسی سبب سے ہے۔ اس قوس میں احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن۔ اس کی

دوسری نسبت باطن علم تحت ثبوت اعتبار ہے اسے ظاہر علم کہتے ہیں کہ شیونات ذاتیہ نے اعیان ثابتہ کو نمودی اور امکان اسی کے لوازم سے ہے۔ اس طرف اسما کوئی ہیں۔ یہ حقائق موجودات ہیں اور بہ اعتبار رب مربوب کہلاتے ہیں اور بہ اعتبار علم معلوم۔ اس حیثیت سے اس قوس ذات کو ممکن الوجود کہتے ہیں۔ یہاں ذات معلوم مقید ہے کیونکہ کثرت حقیقی ہے۔ جمیع اسما کیانی کے لحاظ سے وحدت نسبتی کو حضرت ارتسام کہتے ہیں کیونکہ ذات شریف حق ثبوت علمی میں اعیان ثابتہ منقوش ہیں۔ اس قوس میں احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن وغیرہ اس کے لزوم سے ہیں۔ لازم شئی ممتنع ہے اور وجود شئی اس کے لئے بس ہے۔ پس وجوب لغیرہ کے لئے وجوب لذاتہ لازم ہے کیونکہ ماہیت مساوی الطرفین ہے یعنی وجود و عدم دونوں برابر ہیں بلا مرجح۔ ترجیح عدم سے وجود میں نہیں آتی اور وہ مرجح واجب الوجود ہے۔ حالت ترجیح میں ممکن الوجود کو وجوب لغیرہ کہتے ہیں کہ بہ ارادت موجب واجب ہے۔ پس ممکن میں وجوب بھی ہے اور بہ اعتبار وجود اضافی وجود بھی۔ اس ”تقدیر“ کے سبب ہر انسان کے باطن میں الوہیت کا دعویٰ ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے آسمان کو پیدا کیا ہے اور لطف یہ کہ وہ کہنے سے باز نہیں آتا۔ اسی لئے کلمہ توحید فرض قرار دیا گیا کہ لا الہ الا اللہ کیونکہ ہر وہ شخص جو وجوب لغیرہ اور وجود اضافی رکھتا ہے وہ شایان الوہیت نہیں ہے مگر اللہ کہ اسے وجوب لذاتہ ہے اور اس کا وجود عین اس کی ذات ہے۔ جان لو کہ ظاہریت حق و احدیت سے عبارت ہے اور جمیع مظاہر وہ خود ظاہر ہوتا ہے پہلے بہ مرتبہ مفردات عقل کل سے لے کر مرتبہ خاک تک اور دوسرے مرتبہ مرکبات مرتبہ معاون سے لے کر مرتبہ حیوان تک۔ عقل کل تا جسم کل مرتبہ عالم معانی ہے اور عرش تا فلک قمر بسیط علوی ہے اور کرۂ آتش تا مرتبہ خاک بسیط سفلی ہے۔ بسیط علوی کو آبا کہتے ہیں اور بسیط سفلی کو اہمات۔ مرتبہ مرکبات کو مواید سہ گانہ کہتے ہیں اور مرتبہ انسان کہ علوی و سفلی کے درمیان برزخ جامع ہے، و بہ اعتبار روح اضافی کہ وجود اضافی ہے کل عالم ہے اور بہ اعتبار جمعیت اسم مظہر کا جامع ہے اور بہ اعتبار جسم مجرد عالم ہے۔ یہ انسان مقابل الہیت ہے: فص حکمت الہیہ فی کلمہ ادمتہ۔ اور ایک قوس الہیت بہ اعتبار صفات کاملہ واجب الوجود اسم اللہ سے موسوم ہوا۔ قوس دوم بہ اعتبار صفات ناقصہ ممکن الوجود بہ اسم عالم مسمیٰ ہوا۔ وجود کی رو سے وہ ذات دونوں طرفوں کے لیے برزخ جامع ہے اور اس کا نام رسول ہے۔ ان دونوں قوسوں میں سے عقل کل کو لے کر اللہ ہے اور اسی طرح جسم کو روح کہنا کفر و زندہ ہے کیونکہ اس سے حفظ مراتب باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ اللہ واجب الوجود ہے بصفات کاملہ اور غیر مخلوق ہے۔ عقل کل ممکن الوجود ہے بصفات مقید اور مخلوق ہے۔ سنو سنو جب وجود کو واحد بیان کرتے ہیں اس وقت بھی کفر و زندہ ہوتا ہے مگر کب جب حفظ مراتب نہیں ہوتا یا لوگ وجود واحد کے قائل نہیں ہوتے۔ سنو یہ ایسا ہے کہ ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لے اور کہے کہ یہ تمام شخص ہے حالانکہ آنکھ اور کان ہاتھ میں نہیں ہیں کہ یہ دوسرے اجزائے شخص ہیں اور کل کی طرف اشارہ

کرتے ہیں اگر گل ہاتھ آجائے تو تمام جزو ہاتھ آجاتے ہیں۔ چنانچہ روی گل، زلف سنبل، زبان سوسن اور بوے
 نستر... سب مجموعے گلشن میں۔ ان میں کا ہر ایک ذات خود چمن نہیں ہے مگر اس گفتگو سے دہریوں کی طرح یہ نہ
 سوچ لینا کہ حق عبارت ہے مجموعے عالم سے کہ گل ہے۔ نہیں نہیں عتیدہ صوفیہ میں دور و تسلسل و حلول و اتحاد و کلی
 و جزوی و جزو روا نہیں ہے۔ سنو، دور یہ ہے کہ دو اینٹوں کو کھڑا کر کے ایک دوسرے کا تکیہ بنا دیتے ہیں۔ اور اس
 سے قوت پا کر وہ کھڑی رہتی ہیں۔ یا پھر جیسے کہتے ہیں کوزہ گل ہے اور گل کوزہ۔ سنو کوزہ کو گل کہنا غلط ہے کیونکہ
 گل قابل محض ہے اور آبدار خانہ کی (اشیاء کی) تمام اشکال کی قابلیت رکھتی ہے۔ اور کوزہ اس کی محض ایک قابلیت
 ہے۔ سمجھو کہ نام شکل کوزہ ہے۔ کوزہ گل و مٹی نہیں ہے۔ نام تنزیہ زمین، تداہ و نام وجود گل شکل سے منزہ ہے۔ گل
 کوزہ نہیں ہے پس دور بر طرف ہو گیا۔ اور کوزہ درائے وجود گل موجود نہیں ہے اس نسبت سے گل کوزہ ہے۔ چنانچہ
 صاحب نزہت الادواح فرماتے ہیں۔ ع ہرچہ گوئیم آن و نہ آن خود تو میں۔ یہ نہیں کہ گل کوزہ ہو گئی۔ چنانچہ نہ گل
 آگ ہوئی نہ ہوا، نہ زمین ہوئی نہ کوزہ۔ گل بحال خود موجود ہے کہ وہو الآن کما کان۔ گل نے کوزہ کو نمود بخشا یعنی
 مخلوق کیا اور بہ شکل کوزہ تجلا ہوئی کہ فلما تجلی، بلجیل بہ صورت مربوط و مشروط ہے کیونکہ ظہور گل بہ صورت کوزہ مربوط
 ہے اور وجود کوزہ بوجہ گل مشروط ہے۔ شرع

و نقل تجلا خدہ من خالہ

الکون فال قد بدامن خطرہ

چنانچہ صفت مہتابی (چاندنی) ماہ (چاند) سے مشروط ہے اور چاند کا ظہور چاندنی سے مربوط ہے۔ شرع

فی کل واحد یجلی بکل شان

اعداد کون و کثرت صورت نمائش است

یہ تمام تجلاے گل ہے جو بصورت کوزہ و مشروبہ ظہور فرما ہوئی۔ یہ نہیں کہ زمین بہ صورت کوزہ و منزہ متجلی ہوئی۔ کہ اس
 سے اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ ایک قوس کی نسبت چنانچہ غلط عام ہے کہ لفظ وجود ادا کرتے اور اس کا مفہوم
 جسم لیتے ہیں۔ اسی طرح ملید لفظ اللہ کہتا اور اس کے معنی اس وجود کے لیتا ہے جو قابل محض ہے۔ وہ یہ تمیز نہیں
 کرتا کہ اللہ اور عبد دو قوس وجود ہیں۔ سنو سنو کہ "میں بادشاہ ہوں اور اس وقت لباس فقر میں مقید ہوں۔" جب
 ایک شخص لباس شاہی اتار کر پلاس فقر پہن لیتا ہے۔ اس وقت بھی اس کا یہ احساس زائل نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا
 چاہئے کہ ہم اصل اللہ ہیں۔ اور اس وقت عبد بن گئے، میں اور یہ علم کیوں کر فراموش ہو سکتا ہے۔ دوسرے لباس میں
 "شخص کا یہ علم جاتا نہیں رہتا۔ میرا اللہ ہونا بطرق اولیٰ یاد رہے گا۔ نہیں نہیں سمجھو کہ اللہ نے لباس عالم نہیں کیا
 ہے۔ بہ این تقدیر تم عالم کو کہتے ہو کہ وہ اللہ ہے۔ پس یہ کفر و زندقہ و گناہ کبیرہ ہے۔ سنو کہ یہ تمام لباس انیت
 ذات مطلق ہے۔ کوئی بھی انیت کو فراموش نہیں کر سکتا۔ سبھی "میں" کہتے ہیں۔ چنانچہ صاحب گلشن راز فرماتے

ہیں۔ بیت سے

جو ہستی مطلق آمد و اشارت بلفظ من کنند از وی عبارت

چنانچہ "میں" یقین صورت میں ہوں۔ مجھے دیکھا اور شناخت کر لیا۔ جب میں یقین خط میں ہوتا ہوں تو مجھے نام سے پکارا اور شناخت کیا۔ اور جب یقین کلام میں ہوں تو میرا نام سنا اور پہچان لیا۔ جب میں یقین علم میں ہوتا ہوں تو میری یاد آئی اور شناخت کر لیا۔ سمجھ لو کہ میری ذات یقین متعین میں بلا تفسیر کے ہے یہ نہیں کہ بس ایک تعین خاص کے ساتھ معین ہے۔ سو تسلسل یہ ہے کہ اشیاء عالم صورت اعیان ثابتہ صورت اسماء و صفات ہیں اور اسماء و صفات صورت وحدت ہے۔ اب وحدت یقین اول ہے غیب حلوت ذات مطلق کی کہ غیب الغیب ہے۔ بلکہ کہیں زیادہ وراہی الوراہ ہے۔ اسے تسلسل کہتے ہیں۔ یہ روا نہیں ہے مگر یہ سب نام ذات مطلق کہلاتا ہے۔ جو غیب حلوت ہے۔ حاشیہ، دور و تسلسل چہرہ ممکن الوجود پر بصورت زلف و خط مکتوب ہے۔ کہ تجلواء ذات، الانہایت بے تکرار ہے۔ بیت س

بر حاشیہ ملکہ چہرہ دوست دور و تسلسل ولی فیہ نظر

سنو حال یہ ہے کہ پانی درخت میں یا سب پانی میں یا پانی سو میں ہو جیسے عالم میں حق یا حق عالم میں ہے۔ نہیں نہیں صوفیوں کی بات کو سمجھو اس نظم (شعر) میں یہ کیونکر جاری ہے۔ بیت س

اسی درون جان برون جان توئی ہرچہ گویم آن نہ اسی آن خود توئی

مبادا اس گفتگو سے کہیں تم کو یہ گمان نہ ہو کہ حقیقت عالم حق ہے اور ذات حق عالم ہے۔ نہیں نہیں۔ ذات نے بہ اعتبار اسماء و صفت سہی عالم کو ظاہر کیا۔ سو حقایق ذات کو برتبہ وحدت شیونات ذاتیہ کہتے ہیں کہ قابلیت محض ہے اس مرتبہ میں یہ ذات حق یا ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں۔ اصلاً لاعلماً ولا عیناً ہیں۔ ان کی کیفیت دیکھنے سے پہلے منعکسات محض کی سی ہے۔ دوسرے مرتبہ میں کہ الوہیت ہے حقایق موجودات تیز علمی کے سبب ممتاز ہیں۔ چنانچہ شخص اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ اگر آئینہ کی پشت کو دیکھتا ہوں تو سپر نظر آتا ہوں۔ شمشیر کے آئینہ میں دیکھتا ہوں تو دراز معلوم ہوتا ہوں۔ اس خیال کو اعیان ثابت کہتے ہیں۔ اور جب آئینہ دیکھا تو تمیز عینی ہوئی کہ وجود عکس وجود شخص سے نمودار ہوا۔ یہاں آئینہ کے اعتبار سے تفاوت شکل کو حکم وجود نہیں بلکہ حکم عدم ہے، یعنی تفاوت نہیں ہے) کیونکہ روح و مثال و جسم کو نمودار کیا ہے۔ پس حقایق عالم شیونات ذاتیہ اور اعیان ثابتہ ہیں کہ قابلیت ذات و صورت علمی ہے۔ اب شخص صورت نہیں ہوا۔ بلکہ صورت کو ظاہر کیا۔ جیسے کسی کاغذ میں سے صورت اسپ کاٹ لی جائے۔ اسے اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ یہ وجود سے خالی ہے۔ اسے کاغذ پر رکھتے ہیں کہ مانند وجود ہے۔ اور اس وجود کو وجود اسپ کہتے ہیں۔ سوچو کہ وہ کاغذ زلیں گھوڑا بن گیا یا اس نے گھوڑے کو ظاہر کیا۔ اس اعتبار سے خلق مخلوق حق ہے۔ سو اتحاد یہ ہے کہ دو چیزیں قرب میں ایک جا ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے متعلق اس طرح کی بات کہنا

روا نہیں ہے۔ سنو کہ الہ وجود ہے اور عبد موجود ہے۔ اور ہر دو امر متضاد ہیں کیونکہ عبد الہ نہیں ہو سکتا اور الہ عبد نہیں ہو سکتا۔ تاہم کوئی ایک بغیر وجود کے موجود نہیں ہے۔ پس انیت وجود ہستی کہ الہیت میں 'انی انا اللہ لا الہ انا فا عبدونی' کہتی ہے اور عبودیت میں انا عبدہ کہتی ہے۔ اس انیت میں ہر دو جمع ہیں۔ یہ حقیقت رسول ہے اور یہ تم میں ہے۔ پس خود کو پہچانو کہ من عرف نفسه فقد عرف سبہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ انیت وجود قید کے ساتھ مقید ہو از روی اضافت یا از روی صفت کہ میری روح و میرا جسم یا میں عالم یا میں جاہل تو اسے نفسانیت کہتے ہیں۔ اس کی نفی آئی ہے۔ جب یہ اضافت و صفت نفی ہو جاتی ہے تو انیت مطلق باقی رہتی ہے۔ کہ وراے انیت کچھ بھی ملحوظ نہیں ہے۔ بے خودی اس سے عبارت ہے۔ اس میں استغراق ہوتا ہے۔ اور ایک لحظہ کے لئے بیخود ہو جاتا ہے۔ اسے ولی کہتے ہیں۔ اور اس انیت مطلق کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ عرفان ہمیں (ضروری قرار دیا گیا) ہے۔ اور 'رسیدن' عبارت ہے اس مرتبہ پر قرار پانے سے۔ جو قرار پاتا ہے اسے واصل نام دیتے اور صاحب دل پکارتے ہیں۔ اضافات و اسقاط کے ساتھ ایک لحظہ سے لے کر تمام شب روز جو جتنا (مستغرق) ہوتا ہے اس نسبت سے اس کا الگ نام ہوتا ہے۔ اگر ایک لحظہ (مستغرق) ہو تو اسے ولی کہیں گے۔ مراتب میانہ میں کبھی ابدال کہتے ہیں (کہ وہ صورت تبدیل کر لیتے ہیں) کبھی اوتاد کہتے ہیں (کہ عالم نے اس سے قرار حاصل کیا ہے۔ جیسے زمین سما، کوہ کے سبب ٹھہری ہوئی ہے) اور کبھی غوث کہتے ہیں (کہ وہ ظالم کی فریاد رسی کرتا ہے) اگر کوئی شب و روز "کھویا ہوا" رہے تو اسے قطب عالم کہتے ہیں (کہ مدار زمانہ اسی پر قائم ہے)

سنو کلی و جزئی وہی ہے۔ جان لو کہ حیوانیت و انسانیت امور کلی ہیں۔ اور ہر حیوان و انسان اس کے افراد ہیں۔ یہ احکام ہر امر کلی منصب ہوتا ہے تو اس کلی کو فرد پاتے ہیں۔ اب اسے جزئی کہتے ہیں۔ کیا کہا سمجھو۔ چنانچہ ہر فرد میں انسانیت پاتے ہوئے ہر ایک کو انسان کہتے ہیں۔ اب اگر حیوانیت پاتے ہیں تو اسے حیوان کہتے ہیں۔ کیونکہ اگر وجود منضم ہو جائے تو پھر سارے احکام اس پر صادق آتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ نرا مفہوم ہی رہے گا۔ پس کلی کہ انسانیت ہے اس کی عین جزئی ہے انسان۔ کہ وہ کلی اس جزئی میں بہ اتمام مل گئی۔ تجلای حق کی بات یہ نہیں ہے۔ سنو کل و جز کا حکم ایک دوسری نوعیت رکھتا ہے مثلاً کل جز میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ کل ایک گروہ کے مانند ہے اور جز اس کے مختلف افراد کی طرح ہے۔ اب ہر فرد کو گروہ تو نہیں کہہ سکتے۔ ویسے جز کی حیثیت سے ہر فرد موجود ہے۔ ان افراد کی جمع کا نام (البتہ) کل ہے۔ اور یہ عقلی ہے۔ حق کو کل و جز یا کلی و جزئی نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ یہ عقلی ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کو عقلی کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہستی ذات موجود ہے اور چونکہ اس ذات کو کل و کلی مطلق نہیں کہتے، پھر جز و جزوی مقید کیسے کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کہیں کہ جز حقیقی ہے اور وہ جز مشرق و مغرب سب مل کر ہیں۔ بلکہ جہاں بھی انگلی رکھ دو تو وہ "وہ" ہے۔ تو یہ بھی روا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر

وہ حصہ جو مشرق میں جعفر کے تحت ہے وہ مغرب میں زید کے تحت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ جز متصل ہے۔ (اگر یہ اتصال ایسا ہے کہ) وہ جز قابل تجزیہ ہے اور یہ روا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وجود تو ہر ہرزہ تک "پہنچا" ہوا ہے۔ اور ہر ایک میں معیت وجودی ہے۔ جیسے آئینوں کو اکٹھا کیا جائے اور ایک شخص بیچ میں بیٹھ جائے۔ اور وہ شخص آئینوں کے اعتبار سے ہزار شکلیں دکھائے، ان مختلف شکلوں سے اس شخص میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔ حالانکہ ہر ایک عکس میں پورا پورا وجود سر سے لے کر پیر تک پہنچا ہوا ہے۔ ایک عکس کے حصے میں دوسرا عکس خلل انداز نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک میں معیت وجودی بے علمی نہیں۔ اور وہ شخص ہر ایک عکس سے جدا ہے۔ اگر ایک عکس لے کر کہیں کہ یہ وہ شخص ہے تو یہ کفر و زندقہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص مختلف صورتیں دکھاتا ہے۔ اور ہر عکس ایک صورت ہے ان تمام صورتوں میں سے جیسے روح و مثال و جسم۔ سو جب ایک شخص آئینہ دیکھتا ہے تو حضرات خمس کی طرح پانچ مرتبے ملحوظ ہوتے ہیں۔ حضرت اول کہ ذات شخص کے دیکھنے والے کی ہے۔ اسے ہستی مطلق فرض کرو۔ اس کا حصول ویسا ہی ہے جیسا کہ تم وحدت میں سمجھ چکے ہو۔ حضرت دوم اس شخص کی صفات ہیں مثلاً آئینہ دیکھنا اور سمجھنا جسے الوہیت میں بیان ہوا۔ حضرت سوم اس کی روح ہے چنانچہ وہ شخص جانتا ہے کہ میرے ایک پیشانی ہے اور وہ یہ دیکھے ہوئے ہے کہ اس پیشانی میں چشم بینار کھتا ہے۔ مگر اپنی پیشانی کو اس نے اس طرح نہیں دیکھا جس طرح کہ آئینہ کے واسطے سے دیکھتا ہے یعنی وہ ذات پیشانی کہ جسے چشم ہر دیکھنا مشکل تھا۔ اسے اس حکمت سے معلوم کر لیا۔ یہ پیشانی عین وہ ذات ہے۔ انہیں معنوں میں کہ بحال طرز نادیدنی ہے۔ وهو الآن کما کان۔ اس مرتبہ میں ذات نہیں کہتے، روح کہتے ہیں اور مخلوق اسے اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بہ تکرار ملی ہے۔ اس کی تکرار ہزار اعتبار سے بھی ہو۔ تو بھی وحدت میں کسی قسم کی کثرت نہیں پیدا ہوتی۔ چنانچہ بالتکرار پانے کا مفہوم بھی ایک ہی ہے۔ یہ روح انسان کامل ہے۔ اور ہزار بار بازیافت ہونا اس کی تفصیل ہے جو ارواح عالم ہے۔ حضرت چہارم مثال ہے بہ مرتبہ قلب و وہم و حجاب و خیال کا ہے۔ یہ چنانچہ آئینہ کا عکس ہے۔ اسے "تمیز" ہی کے ساتھ سمجھنا چاہئے۔ صورت آئینہ اور پیشانی کے دوبارہ "پائے جانے" میں فرق کرنا چاہئے۔ پیشانی عین ذات ہے۔ اور اپنے آپ کو اس نے دوبارہ "پایا"۔ اور وہ صورت جو آئینہ میں ہے وہ اس پیشانی کی مثال ہے۔ اس کے دیکھنے والے اعضا ہیں تو اس کے بھی ہیں۔ مگر اس طرح کہ بائیں کو دایاں اور دائیں کو بایاں کر کے دکھاتی ہے۔ مقابل ہونے کی حیثیت سے چونکہ عکس، برعکس نظر آیا۔ اس لئے اسے قلب نام دیا گیا۔ انقلاب میں یہ وہی شخص ہے۔ اب چاہے ہزار بار اس کا انعکاس کیوں نہ ہو۔ مفہوم عکس ایک ہی ہے۔ یعنی قلب انسان کامل۔ ہزار بار تکرار تفصیل بھی اسی کی تفصیل ہے جسے قلوب عالم کہتے ہیں حضرت پنجم جسم ہے۔ اسے عالم حس اور عالم شہات کہتے ہیں۔ جسم مثل آئینہ ہے۔ ہر وہ حکم جو آئینہ رکھتا ہے جسم وہی حکم رکھتا ہے۔ جسم خوب میں وجود بھی احسن ہی ہوگا، گھوڑے اور مور میں وجود گھوڑے اور مور ہی کی صورت

میں نظر آئے گا۔ اس لئے کہ آئینہ مقابل صورت کو ”ٹھیک“ ہی طرح دکھاتا ہے۔ البتہ پانی پر چلنے سے پابہ پا اور سرنگوں نظر آئے گا۔ یہاں حکم وجود نہیں ہے۔ کیونکہ آئینہ کے لحاظ سے صورت مختلف نظر آتی ہے۔ اگر کوئی اپنے ناخن کو جلادے دے تو اس سے احکام آئینہ میں فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ وجود اعیان ثابتہ کی صورت میں ظہور کرتا ہے۔ اور آئینہ کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی ہستی کے مطابق دیکھنے والے کی شکل کو ظاہر کرے۔ تاہم اس ”اظہار“ کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور وہ جسم انسان کامل ہے۔ ہزار بار کی تکرار اس کی تفصیل ہے۔ اور یہ جسم عالم ہے۔ مگر ان حضرات خمس کو کلی و جزئی کے مانند نہ سمجھنا جیسا کہ حیوانیت و انسانیت کا مفہوم نکلنا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہاں ایک ذات موجود حقیقی ہے جس کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ کنت اسمعاً و بصراً و س جلاً و کل جو لاقاً آئینہ ہے اس ذات کا جیسے تمثیل جسم میں بیان ہو چکا ہے۔ حقیقت جسم محمدی ہے۔ جو بالائے عرش ہے۔ اسی لئے وہ جسم بے سایہ ہے۔ اور دل سے زیادہ لطیف ہونے کے سبب بالائے عرش معراج ہوئی۔ کیونکہ وہ جسم کل تھے۔ اور تمام اجسام ان کی تفصیل ہے: جسم لطیف عرش سے لے کر جسم مرکبات تک، ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ مکی کا کہنا ہے کہ جسم کثیف کو جسم لطیف پر معراج ہونا امر محال ہے مگر جسم کل داخل عالم ارواح ہے۔ اور وجود جو ہرے اور عالم اجسام اس کی تفصیل ہے۔ چنانچہ اس قول: اول ما خلق اللہ عقلی کے کہنے والے سے جمیع عقول اور نفس کل سے جمیع نفوس کہ ”من عرف نفسه اسی نفس المحمدیہ اور ایک آئینہ کے اعتبار سے ایک عکس نمایاں کیا۔ جو قلب محمدی ہے۔ عکس کے ایک ہونے کے اعتبار سے خود کو بھی ایک ہی بار دوبارہ پایا۔ یہ روح ابوالارواح ہے۔ سنو سنو! یہ تمام مراتب حضرات خمس مل کر انسان کامل ہیں۔ اسے جان کے ساتھ سمجھو اور قرار دل کے ساتھ سنو۔ اس لئے کہ اب میں انسان کامل کو بیان کرتا ہوں۔ اس کے مفہوم کو جان (سمجھ لو) اس مرتبہ پر دیکھنے والا عکس کی پتلی میں چھپا ہوا دیکھتا ہے، اس موقع پر حضرات خمس جمع ہیں۔ کیونکہ ذات وحد الوہیت کی صفت کے ساتھ ہے۔ عکس کی پتلی میں اس کے سوا دیکھنے والا اور کون ہے جو بالشرکرا اپنے آپ کو پاتا ہے، کہیں یہ نہ سوچنا کہ یہ تو بہت معمولی بات ہوئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ بیش قیمت۔

سخن درست تعلق بہ گوش شہ دارد

کمال فہم سخن نیست در کد اطمینان

یہاں پر میں نے حضرات خمس کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔ کتاب امواج خوبی اور کتاب حفظ مراتب دونوں ہی میں ایک ایک کو تمثیلات کے ساتھ واضح کر کے بیان کیا ہے۔ جان لو کہ قابلیت حق میں ایک انسان کامل موجود ہے اور باقی تمام عالم اس کی تفصیل ہے۔ جس طرح کوئی درخت بیج میں عین بیج ہوتا ہے اور سواے بیج کے اور کچھ موجود نہیں ہوتا۔ اور اس وقت وہ بیج تھے، شاخ، پتیوں اور پھولوں کی شکل میں کہ اس کی تفصیل میں نمایاں ہے۔ یہ تمام تفصیل پیر میں ملتی ہے بلکہ اس میں پہلا بیج بھی پایا جاتا ہے۔ اور اس طرح تفصیل ہاتھ آئی۔ شجر مبارک

انسان کامل کو جمع بعد از تفصیل ہے اور بیچ وحدت ذات کہ حقیقت محمدی ہے اس میں پایا جاتا ہے۔ وہ ذات مطلق ہر مرتبہ میں ایک نئے نام سے ظاہر ہوئی۔ مرتبہ اول میں کہ وحدت ہے حقیقت محمدی کے نام سے ظاہر ہوئی۔ اس دائرہ ذات دو قوسوں کے ساتھ مقوس ہے۔ ایک قوس سلب اعتبارات کے ساتھ احدیت سے موسوم ہے۔ اور دوسرا قوس ثبوت اعتبارات کے ساتھ واحدیت کہلاتا ہے۔ اور مرتبہ دوم میں کہ الوہیت ہے حقیقت انسانی کے نام سے ظاہر ہوئی اور یہ دائرہ ذات مع الاسماء والصفات بھی دو قوسوں کے ساتھ مقوس ہے۔ ان میں کا ایک قوس اسماء الہی کے ساتھ ظاہر وجود کے نام سے موسوم ہے اور دوسرا قوس اسماء کیانی کے ساتھ ظاہر علم کہلاتا ہے۔ سنو سنو قوس ظاہر وجود میں وحدت کے دونوں قوس موجود ہیں۔ اس لئے کہ احدیت ظاہر ہے اور واحدیت باطن۔ کیونکہ ذات ایک ہے اور اس کے نام کئی ایک ہیں۔ یہ مقام وحدت حقیقی اور کثرت نسبی کا ہے۔ قوس ظاہر علم میں (اسی طرح) وحدت کے دونوں قوس ہیں کہ واحدیت ظاہر ہے اور احدیت باطن کہ اعیان ثابتہ متکثر اور حضرت ارتسام ایک ہی ہے۔ علم میں قدیم معلومات معلوم قدیم منقوش ہے۔ سنو سنو یہ دونوں قوس ظاہر وجود و ظاہر علم الوہیت میں جمع ہیں۔ چنانچہ ذات و صفات و اسماء الہی قدیم ہیں۔ اسی طرح علم قدیم معلومات میں معلوم قدیم ہے۔ اور اسماء کوئی سے موسوم ہے۔ اور یہ دونوں قوس ظاہر وجود و ظاہر علم (خود) انسان میں جمع ہیں۔ اسماء کوئی کہ خاک و آب و باد و آتش ہیں اور اسماء الہی کہ حمی عظیم مرید قدیر سمیع بصیر و کلیم ہیں۔ دونوں حادث میں جمع ہیں۔ کہ اس کا نام آدم علیہ السلام ہے۔ ۲۸ اسم کلی رب ہیں اور ۲۸ اسم کلی کوئی مرئوب ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے: بدیع عقل کل بانث نفس کل باطن طبیعت کل آخر جوہر ظاہر شکل کل حکیم جسم کل محیط عرش شکور کرسی غنی الدہر فلک البروج مقدر فلک منازل رب فلک زحل عظیم فلک مشتری قاہر فلک مریخ نور فلک شمس مصور فلک زہرہ محضی فلک عطارد متین فلک قمر قابض کرہ آتش حتی کرہ ہوا حتی کرہ آب میت کرہ خاک عزیز جاد رزاق نبات مذل حیوان قوی مرتبہ ملک لطیف مرتبہ جن جامع مرتبہ انسان رفیع الدرجات مرتبہ خلیفہ اللہ۔ جان لو کہ ہر مرئوب اپنے رب سے تعلق رکھتا ہے۔ ان دونوں قوسوں کے تمام اسماء الوہیت میں قدیم ہیں اور آدم علیہ السلام میں حادث۔ پس اس طرح ہر ایک رب مرئوب ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ جمعیت مرئوبیت کا الوہیت نام اور جمعیت مرئوبیت کا آدم خطاب رکھا۔ بعینہ جمعیت الہی ہے۔ اور اس کے مقابل جمعیت آدم ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے فص حکمتہ فی کلمتہ آدمیۃ۔ چونکہ آدم علیہ السلام کی معراج الہیت میں ہے۔ ہر خلیفہ اللہ کہ انسان کامل ہے حضرت آدم سے بالتفصیل ظاہر ہوا۔ اور ہر ایک کی معراج ہر نام میں قرار پائی۔ اس کی نسبت انبیاء کے نام سے ہے اور اس تفصیل کے ساتھ فص حکمتہ نفسیۃ فی کلمتہ ششیتہ فص حکمتہ مہوجیتہ فی کلمتہ نوصیتہ فص حکمتہ قدوسیۃ فی کلمتہ اور لیسیتہ فص حکمتہ مہینیتہ فی کلمتہ ابراہیمیتہ فص حکمتہ حقیقتہ فی کلمتہ اسحاقیتہ فص حکمتہ علیہ فی کلمتہ اسماعیلیۃ فص حکمتہ روحیتہ فی کلمتہ یعقوبیتہ

فص حکمت نوریہ فی کلمتہ یوسفیہ فص حکمت احدیہ فی کلمتہ ہودیہ فص حکمت فاتحیہ فی کلمتہ صالحیہ فص کلمتہ قلبیہ فی کلمتہ شعبیہ فص حکمت ملکیہ فی کلمتہ لوطیہ فص حکمت قدریہ فی کلمتہ عزیزہ فص حکمت نبویہ فی کلمتہ عیسویہ فص حکمت رحمانیہ فی کلمتہ سلیمانہ فص حکمت وجودیہ فی کلمتہ داؤدیہ فص حکمت نفسیہ فی کلمتہ یونسیہ فص حکمت غیبیہ فی کلمتہ ایوبیہ فص حکمت جلالتیہ فی کلمتہ یحییویہ فص حکمت مالکیہ فی کلمتہ ذکریاویہ فص حکمت ایناسیہ فی کلمتہ ایاسیہ فص حکمت احسانیت فی کلمتہ لقمانیہ فص حکمت امامیہ فی کلمتہ ہارونیہ فص حکمت علویہ فی کلمتہ موسویہ فص حکمت صمدیہ فی کلمتہ خالدیہ پس تمام اسماء انسان کامل کہ قوس انبیاء میں ہیں اور اسماء کہ معراج مناسبت انبیاء ہیں۔ اپنے دونوں ہی قوسوں کے ساتھ وجود مطلق کی فرویت میں جمع ہیں اور یہ دونوں قوس منصر محمدی میں بھی موجود ہیں۔ پس فرویت و محمدیت دونوں بالمقابل ہیں۔ اسی لئے فرمایا فص حکمت فرویہ فی کلمتہ محمدیہ۔

تاریخ سال شمار و سال از اعداد اگر کس ۔ بگو خوبی ہزار و سیزدہ بس
یہ رسالہ کہ جس کا نام عقیدہ صوفیہ ہے، اسے خوب محبتی نے ماہ ذالحدہ سنہ ایک ہزار و تیرہ کے ایام نوروز میں بروز چہار شنبہ بتاریخ دوم بوقت ظہر متجلی ہوا و باجمیع مراتب انسان کامل ظہور پذیر ہوا۔ اس عقیدہ کے ساتھ جس موحد نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بہ اعتقاد کہا۔ اس پر مسلمانی علم ہوئی۔ ورنہ وہ مقلد ٹھہرے گا۔ کہ کمالیت حق اس پر ظاہر نہیں ہوئی۔ من عرف نفسه اى نفس المحمدیہ فقد عرف ربہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے اور وہ مسلم محب خدا ہے اور قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ اسی کلمے وارد ہوا ہے۔ مناعت رسول علیہ السلام یہ ہے کہ 'اذکر و قیاماً و قعوداً و علی جنبہ ہم' ہر وقت ادا کرو کہ یہی احکام نماز ہیں۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ ہو جاؤ کہ وہ کھانے پینے اور جفت سے طاق ہے۔ ان احکام کو روزہ میں پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جو کچھ دل پر وارد ہوتا ہے اسے رسول وار تم تک پہنچا رہا ہوں کہ، علی الرسول الا البلاغ۔ بیت

در پس آئینہ طوطی صفتم داشته اند . آنچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

اگرچہ میں نے اپنا قدم اپنے مرتبہ کے باہر رکھا ہے مانند اس آنکھ کے جو بیغولہ میں ہوتی ہے اور حضرات خمس کا بیان یوں کر رہا ہوں جیسے نظر آسمان کی خبریں بتاتی ہے کہ زحل قوس میں اس طرح ہو جیسے بادل میں سیاہ آنکھ ہو اور سورج برج حمل میں اس طرح آتا ہے جیسے ایک روشن چہرہ شرف و بزرگی لئے ہوئے ہو۔ بیت
ماتشہ لب و چشمہ حیوان نفس ماست درویش جہا نیم و ہما در نفس ماست

الہی جس طرح اس رسالہ کو قوت سے فعل میں لے آیا اسی طرح میرے قول کو فعل کے موافق کر اور جس طرح (تو نے) علم بخشا ہے اسی طرح عمل کی توفیق بھی عنایت کر۔ الہی دل دیا ہے تو اس دل کے لئے تو دلبر بن کر سوائے تیرے وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو اور اگر دلبر بنے تو پھر اس کا دلدار بھی ہو کہ دل تیرے ہی حضور قرار پائے۔ اے دل مراقبہ محبوب

میں قرار حاصل کر اور اے زبان مشاہدہ معشوق کے بارے میں کچھ مت کہہ۔ بیت
نگہ بصورت ہستی کن و زبان مکشای
کہ در مشاہدہ دوست دم زدن غلطست
تمت تمام شد عقیدہ صوفیہ

اب آئیے ہم خود خوب ترنگ سے رجوع کریں تاکہ اس کی ادبی، لسانی اور متصوفانہ خصوصیت کا اندازہ ہو جائے۔
(۵) فنی و ادبی خصوصیات

فارسی اور اردو کی مثنویوں کا عام انداز یہ ہے کہ شاعر حمد و نعت، منقبت خلفائے راشدہ و ائمہ کے بعد بادشاہ
وقت کی مدح سراہی کرتا ہے۔ پھر سبب تصنیف بتاتے ہوئے اصل مثنوی یا قصہ کا آغاز کرتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت
ہے کہ متصوفانہ مثنویوں میں، چاہے وہ فارسی کی ہوں یا اردو کی، یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ الا ماشاء اللہ مثال
کے لئے 'مثنوی معنوی' یا اسی قبیل کی دوسری مثنویاں پیش کی جاسکتی ہیں۔ خوب ترنگ خود عام روش سے ہٹتی ہوئی ہے
اس میں اولاً مجمل طور پر مثنوی کا سارا مواد پیش کر دیا گیا ہے۔

بسم اللہ کہوں چھت ذات	جس رحمن رحیم صفات
ذات صفات اسما افعال	جمع مفصل چند اک حال
نانوں محمدتس کو دیت	اوس تفصیل سو عالم کیت
اسی روح ارواح تمام	اسی جو سے کے سب اجسام
سارے نسخے منہ یہ بات	سینس کہوں کا بگت سنگھات
بگت سو اس تھیں سمجھی جائے	جسے حضرات سو خمس کلھمائے
اول حضرت وحدت نانوں	الہیت دو جے اس ٹھاؤں
تیجے حضرت روح پچھان	چو کھتا نانوں مثال سو جان
جوسا پانچویں ٹھانہ بیان	پانچوں مل کامل انسان
پانچ مراتب ما نہیں آن	جدے جدے کر کہوں بکھان
ہے تیساکہ کہا جائے	منجہ مقدار صفت کچھ آئے
جیوں کھلہلیا سمت چھنپائے	جانے سب دریا لے جائے
نوک تھنیں دریا بن پار	بھرے تو نو کج کی مقدار

جنہ حقائق مخلوق تمام کہیں صلوات علیہ السلام
 پھر مختلف تمثیلوں کے ذریعے اس اجمال کی تفصیل پیش کرتے ہیں اور بڑے دلچسپ انداز کے ساتھ اور واقعہ
 یہ ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود کو خوب محمد نے نہایت عمدگی اور صفائی سے بیان کیا ہے جو نہ صرف اس وقت کی اردو
 کے وسیع سرمایۃ الفاظ اور بیان کی لچک پر دلالت کرتا ہے بلکہ خوب محمد کے کمال فن کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ وہ
 وحدت الوجود کے سے دقت پسند مسئلے کو اور اس کے رموز و نکات کو نہایت ہی شاعرانہ انداز میں بہ تمام بختگی پیش کر
 دیتے ہیں۔ اس کا احساس خود خوب محمد کو بھی ہے۔

خوب کہے گا خوب ترنگ
 یوں انکا نہ کیجو دیکھ
 کی یہ تو کہتا ہے خوب
 ستیں کچھو نہ کیجو ننگ
 جاو ناں تچ یوں من لیکھ
 دیکھو کی کہتا ہے خوب
 تاہم خوب محمد نے غیر ضروری تفصیل سے اجتناب کیا ہے۔ اس شنوی میں اتنا ہی کچھ بیان کیا ہے جتنا ایک طالب
 کے لئے کفایت کر سکتا ہے۔

جتنا طالب کوں بس ہوئے
 لیکن یہ کچھ بیان کرنے سے قبل مواد کے بارے میں مجمل گفتگو کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کو خریدنے
 والی بڑھیا کا قصہ بیان کیا ہے جو ایک آنٹی سوت لے کر یوسف کو خریدنا چاہتی تھی۔ اس پر لوگوں نے اسے
 سٹھیانے کا طعنہ دیا ہے

سبھوں کہیا کنہ تیری باج
 اس پر بڑھیا نے جواب دیا کہ میرے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں چنانچہ اتنی سمجھ میں بھی ہے کہ ان کا خریدنا میری
 بساط سے باہر تاہم میرا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ان کو خریدنے والی کے طور پر رجسٹر میں میرا نام
 لکھ لوے

تب ڈوسی پھر کہیا یوں
 اتنیں سان تو ہے منجہ مانہ
 یہی بچن لکھ میرے بھاگ
 اور اس حکایت سے چنانچہ حسب معمول خود خوب محمد یوں فائدہ اٹھاتے ہیں
 منجہ سر کالا ہوا سو جیوں
 کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ
 یوسف کی ہوں ہوں گر ہاگ
 ہو س دھرے یوں من منہ آن
 بارے تس ماح کلھاؤں
 خوب محمد بھی تیوں جان
 نعت مہیں دو بول ملاؤں

لیکن اسی کے ساتھ ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ خوب ترنگ موقوفات کا درجہ رکھتی ہے اور یہ ملفوظات خوب محمد کے مرشد شیخ کمال محمد جیلانی بسطامی کے ہیں۔

میں مرشد تھیں سنیاں بیاں
جنہوں منجے سکھلایا دیں
جیلانی بسطامی شاہ
ہر ماضی پر حجت لیکھ
وارث محمدی ہر ٹھانوں
وے مرشد صاحب عرفاں
جس تھیں منجہ دل ہوا یقین
بغدادی جس چتر کلاہ
ہوں معتقد ہوا اُن دیکھ
شیخ کمال محمد نانوں

حضرت شیخ کمال محمد خوب ترنگ کی تصنیف سے قبل واصل بحق ہو چکے تھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے خوب محمد نے ان کی تاریخ وفات کہی ہے۔ مادہ تاریخ "ذاکر محبوب" ہے۔

کیا عروج مقام اقدم
کہہ تاریخ تنہوں کی خوب
اللہم اغفر وارحم
جن عددوں "ذاکر محبوب"

شیخ کمال کو "حقیقت محمدی" یا نفس تصوف پر بڑا عبور تھا۔ خوب دن رات ان کے ارشادات سے فیضیاب ہوتے تھے۔ انہیں ارشادات کو ترنگ میں آکر نظم کیا ان کے مجموعے کو خوب ترنگ نام دیا۔

انکوں کھتا یہ علم کمال
ان تھیں میں سنیا دن رات
وہ جیوں منجہ کوں آئی ترنگ
خوب ترنگ اس دیا خطاب
خذ العلم افواہ رجال
اس منہ یاد رہی کچھ بات
جمع کیے لے تس تس ڈھنگ
(مدح رسول اللہ کے باب)

گویا خوب ترنگ نہ صرف منظوم یادداشتوں کا شیرازہ ہے بلکہ ایک مثنوی ہے، جس میں رسول اللہ کی مدح ہے لیکن اس سے یہ قیاس نہ کرنا کہ اس کا موضوع وحدت الوجود نہیں بلکہ مدح رسول اللہ غلط ہے۔ اس لئے سنائی، عطار، رومی اور دوسرے صوفی مشرب بزرگوں اور شاعروں کی طرح خوب محمد بھی مسئلہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کے تمام اوصاف و احوال ایک حال میں جمع ہیں۔ اور ان کی تفصیل سارا عالم مگر خود تفصیل ذات محمدی کی محتاج ہے۔ آں حضرت خالق و مخلوق کے درمیان حد فاصل ہیں۔ آپ میں عبدوالہ دونوں ہی کی خصوصیات مجتمع ہیں۔ چنانچہ جہاں "حقیقت محمدی" کی تفصیل سارا عالم ہے، وہیں یہ عالم یا اس کا کوئی فرد اگر ذات واحد (خدا) تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس حقیقت کا جاننا، پہچاننا اور پانا لازمی ہے۔ بغیر اس کے وسیلے کے باری تعالیٰ کی بارگاہ میں باریاب ہونا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

خوب آن حضرت کا دامن تھامے رہتے ہیں اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ عشق مصطفیٰ خوب کا محبوب موضوع ہے۔ اور اس کی کیفیت پوری خوب ترنگ میں جلوہ گر ہے۔ چنانچہ "حقیقت محمدی" کے سبب وہ خود ذات الوہیت کا عرفان کرتے ہیں۔ مدح رسول اللہ کا یہ بھی ایک بڑا سبب ہے۔ بہر حال خوب ترنگ کو مدح رسول اللہ قرار دیتے ہوئے خوب محمد دعا کرتے ہیں سے

یا اللہ اے مدح رسول

اوسی دوستی کر قبول

شاید "حفظ مراتب" کا غالباً خیال آجاتا ہے اور وہ ہر مقام اور ہر باب میں خدا کی حفاظت کے طالب نظر آتے ہیں سے

کرے نگہبانی اس مانہ

خدا حافظ ہے ہر ٹھانہ

تاہم انہیں اپنے موضوع کی وسعت اور اہمیت کا پورا پورا احساس ہے۔ اسی لئے جہاں وہ لوگوں کو "قصد شر" سے منع کرتے ہیں۔ وہیں یہ کہتے ہوئے کہ میں کل مراتب کو جز میں لا کر ایک نسخہ تصنیف کر دکھاؤں گا۔ وہ اپنے آپ کو ایک کچھ نہ جاننے والے شخص سے تعبیر کرتے ہیں، خدا سے نعت کے بخیر و خوبی انجام پانے کی دعا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی "خطاؤں" کو درست ہی نہ کریں بلکہ کسی لفظ کو نہ سمجھ پانے پر بدلیں نہیں سے

عذر خواہی

ایںہاں مراتب کہوں سو دیکھ
وزن شعر منہ دے کیوں آئے
دیکھ مراتب منہ آسمان
کر نسخا تصنیف دکھاؤں
یا اللہ تمم بالخیر
درس کہوں دے تو من آن
اوسے صحی کر برے خدے
مت آن سمجھ بول پھلے

ایںہاں شعر کا قصد نہ لیکھ
ارض سما منہ جے نہ سمائے
دوڑیا ہوں نظروں کی شان
کل مراتب جز منہ لیاؤں
نعت مہیں کرتا ہوں سیر
غلط نہ پکڑیں اہوں اجان
جو کچھ خطا اس منہ توں پائے
پر اتنا کہوں گود بچھائے

اس عذر خواہی کے بعد خوب محمد نے اپنے تاریخ گوئی کے فن کا کمال دکھا یا ہے۔ خوب ترنگ کی تاریخ کہتے ہوئے بارہ شعر لکھے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ہر مصرع سے بااعداد ابجد اس کی تاریخ نکل آتی ہے سے

تاریخ خوب ترنگ در ہر دو مصرع بااعداد ابجد

پاے عدد ہر مصرعے مانہ
چودہ گھاٹ اوس برس ہزار

نسخے کی تاریخ اس ٹھانہ
خوب محمد گنے بچار

دیس دوشنبہ کیا بیان
جو کہیں جانیاں جاے رسول
پوچھیا جاے محمد جب
نانوں محمد کہئے جس
عرف ربہ، جیوں معروف
تو سمجھے گا یقین سو آن
آن یقین درس ایمان
تب ہوئے پورا اسلام
پچھیں اس کی تنزلات
جب لگ اپنیس پائیں مراد

دو جا چاند سو تھا شعبان
برس ہزاروں دکھ قبول
خدا سو جانیاں کہئے کب
عرف نفسہ ذات سو کس
ہے عرفان اس پر موقوف
پانچ مراتب خوبیں جان
انہوں مراتب کر عرفان
بوچھے جمہیں رسول تمام
مقدمے کہوں مطلق ذات
تب لگ من منہ را کہیں یاد

مختصر یہ کہ دوشنبہ کے دن دوسری شعبان کو ۹۸۶ھ میں خوب محمد نے خوب ترنگ کو تصنیف کیا۔

۱۔ تاریخ گوئی کے کمال فن کے اس مظاہرہ کے بعد اس سرخی کے بعد خوب محمد اپنی ثنوی کا آغاز کر دیتے ہیں:
”آغاز کتاب خوب ترنگ بعضی منقولات شیخ کمال محمد رحمۃ اللہ در معارف محمد یہ علیہ السلام“ تا ہم اس
سے قبل کہا جا چکا ہے کہ تصنیف خوب ترنگ کے سلسلے میں اگرچہ خوب محمد ”مدح رسول اللہ“ کا ذکر کرتے
ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر واقعاً ان کا موضوع مسئلہ وحدت الوجود ہے
جس کی تفصیل و تشریح مدح رسول اللہ کا روپ اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس حقیقت کا احساس ان عنوانات
سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو خوب محمد نے مختلف رموز کو بیان کرتے ہوئے قائم کئے ہیں:

(۱) مرتبہ لاتعین کہ غیب ہویت ذات مطلق است نمودن در خود۔ اور اس کے تحت یہ ذیلی سرخیاں ہیں:

حضرت وحدت، قوس احدیت، قوس واحدیت، حضرت الہیت، قوس ظاہر وجود، قوس ظہر علم،
تمثیل مراتب۔

(۲) حقایق موجودات کہ در ہر مرتبہ نامی دگر دارند۔ اور اس کی ذیل میں یہ عنوانات ہیں:

مرتبہ وحدت، مرتبہ الہیت، مرتبہ روح، مرتبہ قلب، مثال، مرتبہ جسم۔

(۳) خلق پیش از ظہور عین حق بود و حق بعد از ظہور عین عالم

(۴) یافتن ذات مطلق از اسقاط اصناف (۵) وجودی کہ قائم بوجودی بود در حقیقت اورا وجود نہ بود۔

(۶) حکایت آمدن از طرف وجود بروش و مالک شدن بر ہر مقام (۷) مراتب وجود

- (۸) اول نور وجود محسوس می شود اما از لطافت مدرک نمی گردد و آن عین حجاب است و منکشف حجاب
 (۹) تفصیل الہیت (۱۰) فرق مراتب (۱۱) رابعہ صفات حق و عبد (۱۲) احاطت افعال در عالم
 (۱۳) حق فاعل بصفات است نہ بذات (۱۴) ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد
 (۱۵) الہ و عبد از روی ہستی ہر یک بہ احدیت خود قایم اند (۱۶) مقدمہ فاعل مختار
 (۱۷) مرتبہ محمدیت علیہ السلام (۱۸) مرتبہ اعیان ثابۃ کہ آنرا حکما ماہیت می خوانند (۱۹) حضرت روح
 (۲۰) دائرہ عشق در تمثیل روح (۲۱) مرتبہ عبودیت (۲۲) حکایت مرتبہ خلافت
 (۲۳) حضرت قلب و مثال (۲۴) حکایت تمثیلات وہم (۲۵) حکایت صفای دل
 (۲۶) حکایت در مرتبہ طلب (۲۷) حکایت در مرتبہ سلوک (۲۸) حکایت سند مراقبہ
 (۲۹) حکایت مرتبہ جمعیت و تفرقہ (۳۰) حکایت سوال و جواب در نفی و اثبات (۳۱) مراقبہ در شغل علم
 (۳۲) مراقبہ در شغل سمع (۳۳) مراقبہ در شغل بصر (۳۴) شرط ذکر (۳۵) مرتبہ عزت (۳۶) مراتب عشق
 (۳۷) حکایت مرتبہ حیرت (۳۸) مقامات معراج
 (۳۹) حکایت مرتبہ شفاعت ولایت کہ آنجا گناہ عین عبادتست
 (۴۰) حکایت تمثیل کردن در خواب — اور اس کے تحت یہ سرخیاں ہیں :

قسم اول از خواب ، قسم دوم از خواب ، تعبیر خواب

- (۴۱) مرتبہ نبوت (۴۲) مرتبہ رسالت (۴۳) حکایت الجواز قطرة الحقیقۃ (۴۴) حضرت جسم
 (۴۵) حجاب صورت (۴۶) حجاب رنگ (۴۷) حجاب ابعاد ثلاثہ (۴۸) حجاب لذت
 (۴۹) حجاب محسوس لمس (۵۰) حجاب بوی (۵۱) حجاب آواز (۵۲) حجاب ثقل اور اس کے تحت
 حکایت تمثیل (۵۳) عناصر اربعہ (۵۴) مولدات ثلاثہ (۵۵) حکایت دانستن مقصد
 (۵۶) حکایت غفلت از خود اور (۵۷) مرتبہ انسان کامل

مرتبہ انسان کامل کے بارے میں خوب محمد کا جو نظریہ ہے وہ وہی ہے جو سنائی ، عطار ، ابن عربی ،
 رومی اور ابجدیلی وغیرہ کا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے لازمی طور پر مسئلہ وحدت الوجود کے بیان کا ایک بار
 پھر اعادہ کرتے ہیں۔ اس کا احساس انہیں بھی ہے سے

اول حضرت وحدت ذات
 جیوں ہر بار سنیا تکرار
 اسم صفات سو اس حضرت

سن جے خمس کہیں حضرات
 وہ جیوں درین دیکھن بار
 دوجے حضرت الہیت

اے دو حضرت غیب قدیم
شخص آرسی منہ پھر پائے
درین منہ بے عکس خیال
ہاتھ آرسی ذات سو دیکھ
تب درین بھی غیر نہ ہوئے
اے مرتبے سو حادث کین
پانچوں مل کامل انسان

اور یہ انسان کامل آن حضرت کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ آپ ہی کی مقدس ذات کے ذریعے حق تعالیٰ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا اظہار نمود کائنات ہے۔

جے صورت حق کی دکھلائے
دے جب ذات ہوئے مرآت
ہوئے عکس بھی ایک اوس مانہ
ایک بار پھر پاوے تب
جسم محمد اوسے پچھپان
قلب محمد کا ہے سوئے
یہی ابوالارواح کھسائے
ایک سو واقع اور نمود
نفی مثل گی مثل سو جان
سب اوس کی تفصیل سو ہوئے
جسم محمد عین اجسام
اسی روح روحان محبوب
کثرت جگ کھلناں اس کاج
جیوں ہوں خوب محمد عین
خلق سو من نوری ہے تیوں
وے پائے معراج سو تانہ

یہ جیوں دیکھناں ہوئے تفہیم
تجے حضرت روح کھسائے
چوتھے حضرت قلب مثال
جو سا پانچویں حضرت لیکھ
جب تک اپناں مانجے کوئے
یہی شہادت حضرت تین
غیب شہادت ہر یک شان

فی انفسکم آیت پائے
واقع چھت ماں ایک سو ذات
ایک آرسی ہوئے جانہ
ایک عکس منہ دیکھے جب
جو سا آرسی وحدت جان
ایک عکس اوس مانہ جو ہوئے
ایک عکس پھر ایک جو پائے
روح مثال جو سا موجود
لیس کمثلہ اینہاں پچھان
مثل محمد ہوئے نہ کوئے
ذات جو ذاتوں مانہ تمام
اسی قلب کے حاکم قلوب
وحدت عین محمد آج
یہ وحدت کثرت طرفین
انا من نور اللہ سو جیوں
ہوئے حقیقت جس کی جانہ

یہی حقیقت محمدی

اونھیں محمد کی معراج

الہیت جنہ ذات صفات

ہر ایک کی معراج اس ٹھانوں

سوئے محمد منہ ہو پائے

چنانچہ ذات محمدی کا احساس دلاتے ہوئے خوب نے ایک عالم باعمل اور صوفی باصفا کی

طرح شرع و قرآن اور احادیث پر عمل پیرا ہونے کی تلقین اور ہدایت کی ہے۔ کہ اس کے بعد ہی انسان

ایک عارف کامل بن سکتا ہے، حقیقت عالم سے ہمکنار ہو کر من و تو کے فرق کو مٹا سکتا ہے۔

یہ مخفی عالم منہ تیوں

ذات چھپے عالم منہ جیوں

اور یوں وہ بے نشان ہو جائے گا

بے نشان اس کا نشان

یہ عارف ہے کل لسان

اس طرح گویا وہ غتہاے مقصد کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے غالباً خوب نے اپنی مثنوی اس شعر پر ختم

کردی ہے۔

۲۔ فارسی شاعری میں جو اہمیت مثنوی معنوی کو حاصل ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ اس کی

شعری خوبیاں بھی اظہر من الشمس ہیں۔ یہی کچھ خوب محمد کے سلسلے میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ اردو کے آغازی

زمانے کی یہ مثنوی ادبی و شعری خوبیوں کے لحاظ سے بھی بہت اہم ہے، اس کی لسانی خصوصیات الگ

رہیں۔ ایسے شعروں کی کمی نہیں ہے جن کی صفائی، برجستگی اور دلآویزی میں کلام نہیں۔ چند مثالیں درج

کی جاتی ہیں :

آغاز کتاب خوب ترنگ بعضی منقولات شیخ کمال محمد در معارف محمد علیہ السلام

ہے موجود و موجود جیوں

دیکھ پھپھانے ہر ہر گھاٹ

موم مہیں نرمائی جیوں

موم جو عین وجود سو پائے

دکھلاوے گھوڑوں کی گھاٹ

موم میں چھت گھوڑے کوں دیت

فرض کرو اک شخص سو کیوں

دے ہب علم بصارت ماٹ

یہ موجود سو ذہنی کیوں

نرمائی کوں ہاتھ جو لائے

موم مہیں نرمائی ماٹ

یہ موجود اضافی کیت

دیکھو تب گھوڑا معلوم

پن چھت ماں موجود سو موم

(مقدمہ فاعل مختار)

تو تجھ کہتا ہوں ہر بار
بات کہوں تو تجھ سنگھات
امور کلی تس کا نانوں
امر جزئی اوس نانوں دھراکے
امور کلی ان کوں جان

توں تو ہے فاعل مختار
کر اختیار نئے جو بات
سن جس کوں پاوے ہر ٹھانوں
وہ جب ایک فرد کن پائے
مطلق سبب صفات پہچان

جزی عبارت منہ جب آن
الف الف بے بیچ پڑھائے
جو ہر حرف پھرے نہیں کوئے
اون کوں کہیں نہ ہوئے زوال
ممکن قید جزی اس حال
قدح قدح حادث اس ٹھانہ

حرف الف بے کلی جان
الف سو پھرے ہوئے نہ جائے
تو مختلف عبارت ہوئے
حرف الف ب ج اور دال
قدح مدح منہ وہی سو دال
حرف قدیم سو ابجد مانہ

مرتبہ محمدیت علیہ السلام

خوبیں دل سمجھا اس شان
واحدیت اک صفت سو تس
اوس تھیں شے بھی ایک پہچان
وحدت اصل محمد نانوں
اس تفصیل ہوے سب کوئے
کیف مد النفل عالم ٹھانہ
جنسوں چھانہ بڈھاوے نور
اصل فرع استوا دکھائے

سن سن توں دھر دل کے کان
ذات ایسی وحدت جس
اک واحد اوس اسم سو جان
جمع مفصل احمد اس ٹھانوں
ایسا دو جا کہیں نہ ہوئے
اس کی اصل سو وحدت ٹھانہ
وحدت جو پر گٹیا سور
گھڑی دو پہری سر پر آئے

ایکج بار ہوئے اظہار
مطلق اوس کون ہوئے نہ چھانہ
یہ معجزا کہے سب کوے

انا من نور اللہ اس جان
ظل اللہ بن چھانہ پچھان

ایسا وقت نہ ہووے دوبار
جب پرگٹ ہووے اس ٹھانہ
اوس کی چھانہ سو عالم ہوے

دائرہ عشق در تمثیل روح

تیس کیاے مجنوں تب
لیلیٰ مانہ گیا تب کھوے
مجنوں پھر دیکھے تس ٹھانہ
مجنوں مانہ ہوے دم ساز
کہے کہ ہوں لیلیٰ نہیں اور
کہے انا الحق جیوں منصور

عشق ہوا آ غالب جب
یاد سو لیلیٰ بن نہیں کوے
بول دیوے کو لیلیٰ جانہ
سب لیلیٰ کے غزے ناز
کہیں مجنوں لیلیٰ اس ٹھور
مجنوں بھی یوں ہوا مشہور

لیلیٰ مجنوں ہوئی سو تیوں
جے لیلیٰ منہ بھیدا آج
تب معشوق سو عاشق ہوے
مجنوں لیلیٰ کاج لباس
تمہیں لباس کہن تیوں
وے مجنوں مت کرے گمان
وے لیلیٰ کی شان کلھائے
بو جھیا ہوں مجنوں من مانہ
مجنوں مجنوں ہو سو جان
مجنوں دیکھے انکھیاں کھول
کرتا ناز سو غزے سوے

مجنوں ہوا سو لیلیٰ جیوں
یہ بھی عشق سو مجنوں کاج
جب عاشق آپس کون کھوے
لیلیٰ مجنوں ہوئی سو راس
ہن لباس تکلم سو جیوں
جیوں مجنوں کھتا پہلی شان
اب مجنوں جے مجنوں پائے
کیوں کی لیلیٰ آپس ٹھانہ
لیلیٰ کے یہ معنی آن
کہ مجنوں جب دیویں بول
تیوں مجنوں بھی لیلیٰ ہوے

مجنوں کی یہ بات سو جب پھر لیلیٰ منہ آئی سب
 جب لیلیٰ کہہ کوئی بلائے تب لیلیٰ اٹھ دوڑ سو جاے
 یہ لیلیٰ کا پہلا چال خوبیں سمجھیں نہیں اتال
 اب صورت منہ لیلیٰ جاے
 پن معنوں منہ مجنوں آے

حضرت قلب و مثال

وحدت ذات سو دیکھن ہار الہیت دیکھن کی ٹھار
 روح سو پھر پایا ہے جوں بات سو اب سمجھے ہے تیوں
 جو سا آرسی کی ہے شان اس کوں آگیں کروں بیان
 صورت درپن منہ کی دیکھ ہب تھیں اس کا کریں یہ بیکھ
 یہ دل عالم وہم خیال روح جو سے نیچ نانوں مثال
 دیکھن ہار انہیں اس مانہ ایک رتی کا پھیرا نانہ

عجب تیر کی الٹی ریت جانے وہ جس ہوے پریت

مشک کا چاند ہوا گل سوئے ہوئے کہیں کو کہیں نہ ہوئے

۳۔ خوب ترنگ تنہا تصوف و سلوک ہی کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس میں عقائد اور علم کلام کے موضوعات پر بھی سیر حاصل اور دلچسپ گفتگو ملتی ہے۔ طریقہ استدلال دل میں کھد کر جاتا ہے۔ اور اگر شک و شبہات کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے مگر طالب حق کو اطمینان قلب کی وہ اکیسری جی مل جاتی ہے کہ ذہن و فکر کا سارا اضمحلال دور ہو جاتا ہے۔ ذات باری، صفات باری، نبوت، اس کی حقیقت، وحی کی نوعیت، معجزہ، کرامات، معاد اور جبر و قدر کے سلسلے میں اہم اور بھرپور بیان ملتا ہے، جو انسانی ایقان کی سرحدوں کو چھولیتا ہے۔

۴۔ خوب ترنگ کی ایک نہایت اہم خصوصیت اس کا طرز استدلال اور طریقہ افہام ہے۔ خوب

کا استدلال عموماً قیاس تمثیلی کی صورت میں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ دماغ کے ساتھ دل کو بھی مخاطب کر لیتے ہیں۔ اور ان کی منطق، حاصل بحث اور حسی کیفیات کا ادراک آسان اور پھر ان سے انکار مشکل ہو جاتا ہے۔ ساری گفتگو دل میں تو اتر کے ساتھ بیٹھتی جاتی ہے جو اس بات کی شاہد ہے کہ خوب محمد کو نہ صرف نفس امر پر عبور ہے بلکہ ان کو دل نشین بنانے پر بھی قدرت حاصل ہے۔ وہ انسانی نفسیات کے رموز و نکات، ان کی گہرائی اور گیرائی کا پورا شعور رکھتے ہیں۔ چنانچہ دقیق سے دقیق مسئلے کو سمجھا دینے پر انہیں ید طولی حاصل ہے۔ غالباً یہی احساس ہے جس کی وجہ سے انہوں نے خوب ترنگ میں نہایت کثرت سے تمثیل اور تشبیہ سے کام لیا ہے۔ ورنہ تصوف و سلوک اور الہیات کے مسائل جو عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہیں۔ ان کا ادراک و احساس بہت ہی مشکل ہوتا اور خوب ترنگ کی تصنیف اپنے مقصد میں ناکام رہتی۔ نفس تصوف کے علاوہ اس کی زبان و بیان کی دلآویزی اور تمثیلوں کی دل نشینی نے خوب ترنگ کو گجرات میں ایک اہم درسی کتاب کا درجہ دے دیا تھا۔ عربی و فارسی کے علاوہ خوب ترنگ کا مطالعہ ضروری اور لازمی سمجھا جاتا تھا۔

۵۔ یوں تو خوب محمد کی تمثیلات کے بھرپور احساس کے لئے ڈاکٹر زور صاحب کی ”قصص خوب ترنگ“ کا مطالعہ ضروری ہے، تاہم ان کا ادراک و احساس اور نفسی کیفیت کا اندازہ کرنے کے لئے ذیل کی چند مثالیں

کافی ہیں :

صفائی دل کی تمثیل کے طور پر ایک حکایت بیان کی ہے۔ نفس موضوع کے پیش نظر چین کے مصوروں کا انتخاب کیا ہے کہ انہیں فن مصوری میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ قصہ یہ ہے کہ ملک چین میں باکمال مصوروں کا ایک ایسا گروہ تھا جو اڑتے ہوئے مور کی بھی تصویر کھینچنے پر قادر تھا۔ باہر سے اتفاقاً ایک اور گروہ آیا اور اپنے کامل فن ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس پر دونوں میں گفتگو ہوئی کہ وہ بادشاہ ملک کے پاس جائیں اور اسے حکم قرار دے کر تصفیہ کے طالب ہوں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں گروہ آمنے سامنے کی دو دیواروں پر الگ الگ اپنے کمال فن کا مظاہرہ کریں۔ مگر اس طرح کہ درمیان میں پردہ باندھ دیا جائے۔

چینی مصوروں نے بھی رنگ ختم کر دئے اور ایسی تصویر بنائی کہ وہ ہم بھی اس کے تصور سے قاصر تھا۔ جب پردیسوں نے دیکھا کہ سارے رنگ ختم ہو چکے ہیں تو ان سب نے طے کیا کہ شبانہ روز کی محنت سے وہ دیوار کو اس طرح صاف کر دیں کہ وہ آئینہ کی طرح صاف اور روشن بن جائے۔

وعدے کے دن بادشاہ نے دربار کیا۔ مصوروں کو بلایا۔ پردے دور کر دئے گئے۔ پردوں کا ہٹنا تھا کہ دیکھنے والوں نے کمال فن کا ایک زبردست نمونہ دیکھا کہ دونوں نے آمنے سامنے ایک ہی قسم کی تصویر بنا رکھی

تھی۔ ملاحظہ ہو

حکایت صفاے دل

چتریں مور سو اڈتے آن
 دعوا کیا سو آتس ٹھور
 لکھ پانیں پر نقش دکھائیں
 آسٹانیں دیا محل
 ہور یہ کیتا عرض تمام
 چتر سال کچھ کر دکھلائیں
 دیتا دونہ ٹولوں کوں مان
 آمھیں سانھیں دوے دوال
 دونہ پردے باندھیں بچ مانہ
 تب لگ ان کن جائے نہ کوے
 سبھوں چڈھایا سر فرمان
 پردے باندھ ہوے مشغول
 چین مہیں یوں رنگ ملاے
 رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
 ہررت رنگ سیکھے اور بھانت
 نوے نوے دکھلائے ڈھنگ
 پری رنگوں میں چتر دکھائے
 ہوے اجالا جس تھیں عین
 جیو کی صورت چتری تانہ
 صفا عکس درپن سنہ کیں
 باو بند چتراون کیت
 جہاں دہم کے پاؤ بندھائیں
 رنگ تنھوں کوں کچھو نہ پائے
 کہو اپن کیا کریں اونھار

چین مہیں چتیارے جان
 تہ کیتک چتیاروں اور
 کہیا پادشہ کن چل جائیں
 گئے سلطان کنیں سب چل
 دونہ ٹولوں چل کیا سلام
 حکم بادشاہ کا جو پائیں
 ہوا بادشہ کا فرمان
 کہیا کہ جا کر کرو اتال
 دونہ ٹولے چتریں دونہ ٹھانہ
 جب لگ کام ادھورا ہوے
 حکم سو یہ کیتا سلطان
 جیوں فرمایا تس اصول
 سہدسی چتیاروں آے
 رنگ آمیز کیا اس بھیکھ
 لگن پھرے دہریہ من کھانت
 سہی زماناں سیکھیا رنگ
 ایسی بھانتیں رنگ ملاے
 چتری بیج جھبکتی چین
 بہت صفا کے رنگوں مانہ
 چترے کوں سو یوں بن چین
 سب ٹھاہوں رنگ ایسے دیت
 صورت اس اس بھانت لکھائیں
 تہ جے پردیسی تھے آئے
 اوں ساروں کیا مل بچار

اپن کریں یوں دن ہور رات
 جیوں آرسی ہوے اوجال
 باج صفا کچھ کیسا نہ تن
 محل دیا سلطانیں تب
 دور کئے پردے اک مٹانہ
 دونہ پاسوں چتریا اک بھیکھ
 ایک بہ بیکھ سومن منہ لیاں
 چتریا پردیسیوں ات صاف

یہ ساروں مل پر تھی بات
 گھوٹ جھلکتی کریں دو ال
 جیوں پر تھیا تیوں کیٹنا ان
 دیں واعدے کا تھا جب
 بلا چتیارے آئیں تانہ
 سب حیرت منہ ہوئے سو دیکھ
 جے ایدھر سو اودھر پائیں
 سب درگاہ کیا انصاف

اور پھر اس کے بعد خوب محمد یہ نتیجہ نکالتے ہیں سے

جسے صفا وہ جاوے جیت

دل کی بھی یوہنی ہے ریت
 اسی طرح لیلیٰ مجنوں (دائرہ عشق در تمثیل روح) و شرط ذکر، حکیم لقمان (مرتبہ سلوک)، سکندر (جمیت
 و تفرقہ) اور شیخ چھلی (چلی)۔ (غفلت از خود) کی حکایتیں بیان کی ہیں۔ ان کے علاوہ دو تین عشقیہ کہانیاں
 اور کئی ایک افسانے بھی ہیں تاہم ایک پہلوان کا قصہ اور سن لیچے اور دیکھئے کہ خوب محمد نے تصریح مفہوم کے
 لئے اسے کیونکر استعمال کیا ہے۔ درمیان قصہ میں اس امر کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ کہانی خوب محمد کے زمانہ
 میں کافی مشہور تھی۔

قصہ یہ ہے کہ ایک بلونت گھوڑے پر سوار کسی شہزادے کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ میرے زور کی
 آزمائش کریں تو میں ایک تماشادکھلاؤں۔ چنانچہ ایک بڑا غالیچہ منگو کر بلونت اس پر چت لیٹ گیا۔ ہاتھ پاؤں
 لمبے کر دئے اور پیٹھ کو بھی طاقت کے ساتھ دبا لیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ سارے لوگ غالیچہ پکڑ کر مجھے
 اٹھائیں۔ دربار کے پہلوانوں نے مل کر غالیچہ کو جواٹھایا تو اٹھا تو لیا غالیچہ کو مگر اس بلونت کے برابر غالیچہ
 پھٹ کر زمین ہی پر رہ گیا، جیسے کسی نے پتلے کا ایک نقش بنا رکھا ہو۔ اس کی طاقت کا قصہ اب بھی زور
 و شور سے سنائی دیتا ہے۔ تاہم یہ بات بھی سننے کے قابل ہے کہ جب وہ بلونت بوڑھا ہو گیا تو اس کا سارا
 گوشت پوست گل گیا۔ اور وہ پھول یا کسی تصویر کی مانند ہلکا ہو گیا۔

نتیجہ: چھت (ہستی) زور کی طرح ہے اگر کوئی اسے عدم کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہستی کو ہستی ختم
 نہیں کر سکتی۔ اس کا زور یا وزن کم نہیں ہو سکتا کہ وہ ہستی مطلق ہے۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں عدم محض ہلکا ہے۔
 چنانچہ غلبہ ہستی کے وقت اس کا پورا ہلکا نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو

حکایت تمثیل (حجاب ثقل)

آیا راج کنور کے بار
آج تماشا اک دکھلاؤں
سوتا چت تہ اوپر جائے
زور پیٹھ کے رہیا سو راکھ
لاکھوں مل اک تسو ہلاؤ
کہیا زلیچا پھرتے دور
جیوں زلیچا اوچا سو لیت
اوتنا ٹوٹ رہیا تس ٹھانہ
جیوں پوتلا چتریا ہوئے
جس کا اب لگ آیا شور
جیوں لے جائے ٹھو منزل
بھی سن اس کا کہوں بچار
تب اوس کی ہوئی کیسی بھنت
گل رہوے جنہ چنابے دھول
جیوں رنگ بھار چھتاج نہ قھاج
واقع چھت بن تیوں ہی بھار
چھت ہے عین بھار کی ٹھور
تب چھت عدم کیہ نہیں نہیں ہوئے
یہ قوت یہ بھار کھائے
عدم سو بھار دیکھ بچار
نہیں سو پلڑا ہلکا ہوئے

ایک بلونت سو ہوا اسوار
کہیا کہ میرا زور آزماؤں
بڈا زلیچا اک بچھوئے
دوہوں ہاتھ پگ لانبے ناکھ
کہیا ایتہاں تھیں منجھے اچاؤ
سب بلونت لے اک ٹھور
ایسا بل اکٹھے مل کیت
جنہ بلونت سوتا کھاتا نہ
ٹوٹا یوں زلیچا سوئے
ایتا بھار سو کھاک زور
بھار تو اتنا کھاسب مل
پن سب قدرت زور سو بھار
بوڈھا ہوا سو وے بلونت
ہلکا ہوئے گیا جیوں پھول
زور بھار پن ہوا سو آج
جیوں صورت رنگ دیکھ بچار
بھی سن ہمیں اک معنی اور
چھت کون عدم کرے لے کوئے
چھت چھت تھیں کا ڈھی نہیں جائے
چھت مطلق وے عین سو بھار
چھت جس پل منہ بھاری ہوئے

کہانیوں کے علاوہ پانی، آئینہ اور بیج وغیرہ کی تمثیلات بھی تفہیم مطالب کے لئے استعمال کی ہیں۔

۶۔ مذکورہ بالا حکایتوں کے ساتھ خوب ترنگ میں جہاں مذکورہ حکایتیں ملتی ہیں، وہیں ہم کو دو تاریخی

کہانیاں بھی نظر آتی ہیں۔ ان دونوں کا تعلق گجرات کے مشہور بادشاہ بہادر شاہ سے ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ

کرنا کہ خوب محمد اپنے تمثیلی انداز کے سلسلے میں نہ صرف تمثیل سے مدد لے کر فرضی قصے بیان کرتے ہیں بلکہ اس پر بھی قادر ہیں کہ تاریخی حقائق سے بھی وہی کچھ حاصل کریں۔ اور اسی طرح انہیں سبق آموز دکھائیں، قطعی درست ہوگا۔ اور یہ ان کی عظمت کی دلیل ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ہیں اور اس کی حقیقت کی جلوہ سامانی اور درس آموزی پر واقعے، ہر احساس بلکہ ہر شے میں موجود ہے۔

پہلی تاریخی کہانی فتح مانڈو سے وابستہ ہے کہ مانڈو فتح کرنے کے بعد بہادر شاہ نے وہاں کی سیرگاہ سے ایک بحری اڑائی جو اڑتے اڑتے آسمان سے جا لگی۔ بلند ہونے پر اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی تو اسے چانپانیر کی اپنی دائمی سیرگاہ نظر آئی جہاں میر شکار تمام پرندوں کو اکٹھا کر کے طعنے کھلا رہا تھا کیونکہ وہ وقت طعنے کھانے کا تھا۔ چنانچہ جہاں بیٹھ کر بحری طعنے کھایا کرتی تھی، وہیں پر وہ اتر پڑی حالانکہ دونوں مقاموں میں خاصہ فاصلہ تھا۔ اس سے خوب محمد نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بلند ہو جانے پر سبھی جگہیں برابر کی نظر آتی ہیں۔ بعینہ جو کوئی درجہ بدرجہ بلند ہو کر ذات مطلق تک آتا ہے، اسے ایت مطلق کے سوا اور کسی چیز کا خیال نہیں رہتا اور اتنا اونچا ہو کر وہ جہاں چاہتا ہے، پہنچ جاتا ہے۔ اسے اس دنیا سیر طیر نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ سبھی مقاموں کا مالک ہو جاتا ہے۔ کہانی ملاحظہ ہو۔

حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیا و مالک شدن بر ہر مقام

فتح ہوئی مانڈو کی جب	حاکم شاہ بہادر تب
سیرگاہ مانڈو کی مانہ	بحری ایک اوادی تانہ
چڑھ چاکے جا لگی اکاس	اونچی چڑھ دیکھیا چنہ پاس
چانپانیر مہیں جس ٹھانہ	سیرگاہ تھی دایم جانہ
مانگ جناور سب تس ٹھار	بے آبیٹھا میر شکار
تامے کی بیلا تھی تب	تامان کھاتے تھے تب سب
سدا سو تامان کھاتے جانہ	آکر بحری اوتری تانہ
اونچے چڑھ دیکھے جے کوے	سب ٹھنہ او سے برابر ہوے
بحری کھوڑی بیلاں مانہ	مانڈو تھیں آئی تس ٹھانہ
نفی کرے سب حق دہر جاے	یوں چڑھ تیں مدت منہ پکے
چڑھ تیں مشکل ہوے ڈھال	اونچے تھیں اوترے فی الحال
اودتا چڑھے جناور جانہ	باد بھرا جائے بھل تانہ

اونچے چڑھ کر جنہ بیدارے
تیروں جے چڑھ کر چھت پر آئے
تہ چڑھ کر جب کرے نزول

باندھ بازواں تہہ جھنپلاے
مطلق ہوں اور بن نیائے
ترت ہوئے ہر ٹھانہ وصول
سیر طیر دنیا منہ ہوئے
سبھوں مقاموں مالک سوئے

دوسری کہانی نیند میں سیر کرنے کے ضمن میں بیان ہوئی ہے۔ اس میں بہادر شاہ کے رعب داب اور جاہ و حشمت کے تذکرے کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ وہ ملک پر ملک فتح کرتا رہتا تھا۔ آج دکھن پر قبضہ کیا تو کل مانڈو کو زیر نگین کیا۔ وہ دن بھر تو دربار کرتا اور رات میں بھیس بدل کر لاڈ لشکر کا حال احوال معلوم کرنے نکلتا۔ جب اسے نیند زیادہ ستاتی تو پالکی منگو کر اس میں نکلتا اور کہا روں سے کہہ دیتا کہ جب فلاں جگہ آجائے تو مجھے جگا دینا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو سالک نیند میں چلتا ہے وہ شطار ہوتا ہے۔

خوب محمد کے الفاظ میں یہ حکایت تمثیل اس طرح ہے۔
حکایت تمثیل سیر کردن در خواب

اک راجا گجہ دہر ٹھانہ
تاس کھڑک کی تاب بیج
جنہ دل پر دل کئے ہیں کوئے
باندھ گھٹارج فوجاں جوڑ
پون پھرا دے تری بہاے
اس کا کھٹانس دن یہ چال
یوں کرتا دنیا کا کام
کار بار کرتا سب دیس
ہو جا سوس چہوں دس جائے
رات دیس رہتا اس بھانت
جب بھر نیند چنپانا سوئے
تے تی بیراں مانگ شتاب
بھویوں کوں کہتا بلوائے
نانوں بہادر کھٹا کل مانہ
وصول رہے دل پت جیوں بیج
دل با دل جیوں اکٹھے ہیے
کر جو ہر آویں چڑھ کوڑ
کر برباد اوڈا لے جاے
آج دکھن لے مانڈو کال
اوٹھے سوتب جب ہوئے تہا
رات پھرا لیت اور بھیس
سب لشکر کی سدہ لے آئے
ملک کہے کے دھرتا کھانت
بن سوتیں بسرام نہ ہوئے
کرت پالکی مانھیس خواب
جیس فلائیں جاگہ آئے

مجھے جگایو تم تس ٹھار
سوتیں جس کوں چلتیں آئے
کرتا کوچ سو سوتی بار
وے سالک شطار کھائے
۷۔ تمثیلوں اور فرضی حکایتوں کے ضمن میں اخلاقی مسائل کی تعلیم ایک ماہر نفسیات کے انداز میں
پیش کی گئی ہے۔ اچھے اور برے مستقبل کا انسان خود ضامن ہے۔ نیکی و بدی یا جنت اور دوزخ دونوں اس
کے اختیار میں ہیں۔ جسے چاہے لے اور جسے نہ چاہے چھوڑ دے۔ اس کی مثال پانی کی طرح ہے کہ جہاں پانی
نالیوں سے ہوتا ہوا تختہ گلاب میں پہنچ سکتا ہے، وہیں یہ بھی ممکن ہے کہ پھیر کھاتا ہوا نابدان کے ذریعے
حمام یا کسی گندی جگہ پہنچ جائے۔

پاتیں جس جس نیک بھرے
سانھیں نیک سو جاوے جانے
اوس منہ اوس کی شان چلاے
بھریاں گلالاں ہیں تس ٹھانے
پالے بہشت یوں آئیں ماٹ
وہ پائیں حمایں جاے
یوں جاتیں دوزخ منہ ٹھانوں
(تمثیل - مقدمہ فاعل مختار)

کیا ہدایت کی یہ باٹ
ایک چکاپو پھیری کھائے
باٹ ضلالت کی اس نانوں

جمعیت و تفرقہ کی نوعیت سمجھانے کے لئے سکندر کی حکایت بیان کی ہے کہ سکندر سے اس کے
ایک دوست نے پوچھا کہ آخر کس حکمت سے تم نے دنیا کو فتح کیا کہ مشرق سے لے کر مغرب تک تمہاری ہی
حکومت نظر آتی ہے۔ اس پر سکندر نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک عمل شتاب ہے۔ جب دل کسی ملک کو فتح
کرنے کے لئے کہتا تو میں بغیر تاخیر کے اس پر عمل کرتا۔ یاد رہے کہ جب تک دشمن نے تجھ کو مار نہیں ڈالا ہے تب
تک توقع ہے کہ تو اس پر وار کرے اور اسے ختم کر دے۔ اس کو ہوشیار سپاہی کہتے ہیں۔ اس سے خوب محمد
کئی نتیجے نکالتے ہیں۔ (۱) ایسا ہی شخص حق کو پاتا ہے۔ (۲) جلد بازی اگرچہ اچھی چیز نہیں سمجھی جاتی مگر
اس موقع پر۔ (۳) جس طرح سکندر کو فتح ملک کا خیال رہتا تھا، اسی طرح ہر وقت حق کا خیال رکھنا
چاہیے، یہ جمعیت ہے۔ (۴) جس وقت حق کے خیال کو ٹال دیا، برا ہوا، گناہ ہوا، دل مردود ہوا،۔
یہ تفرقہ ہے۔ (۵) اور پھر گویا سنہری موقع معیت حق کا کھو گیا کہ ایک تو گیا ہوا وقت نہیں آتا، دوسرے کون
جانے آنے والا وقت کیسا آئے اور کیسا نہ آئے۔ ملاحظہ ہو۔

حکایت مرتبہ جمعیت و تفرقہ

پوچھیا اونھیں سو ایس بار

ایک سکندر کا تھا یار

کس حکمت جگ فتح سو کیت
 منج کن ہتا اک عمل شتاب
 تب تاخیر نکیتی تل
 تب لگ توں دشمن کوں مار
 پہنچ طالب حق کوں پائے
 پن اس ٹھانہ کریں نہ ڈھیل
 رہیں خدا ستوں تیتی بار
 ہر ٹھنہ رہ حق سوں ہر حال
 پچھیں خدا کا ہوں تمام
 حق بسرے کی ہے یہ ٹھانوں
 یہ دل کا مردود پچھان
 آتا وقت سو کیسا آئے
 حق سوں رہیں شتاب اتال

تم سب مشرق مغرب لیت
 سکندر میں تب دیا جواب
 یہ یوں ملک کہے جب دل
 جنہ تو نہیں ماریا ہشیار
 یہ ترکش بند تیز کلھائے
 کہیں شتابی نہیں جمیل
 دل منہ آوے جیتی بار
 یہ جمعیت اسے سنبھال
 جے کہوے یہ کروں سو کام
 جان تفرقا اس کا نانوں
 یہ طالب کوں گنہ سو جان
 کا ہے کہ گذریا وقت نہ پائے
 تجھ کن وقت سو ہے فی الحال

حق سوں رہیں شتاب سواب
 مراتبے کر سستی سب

وغیرہ

۸۔ بعض اوقات مفہوم کی صراحت اور دل نشینی کے لئے خوب صنعت سوال و جواب سے کام لیتے ہیں۔ مگر ان کا سوال عموماً کسی شعر کا کوئی مصرع نہیں ہوتا بلکہ دو سے لے کر چھ شعر پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو ابات نسبتاً زیادہ طویل ہوتے ہیں مثلاً انہیں یہ بتانا ہے کہ صفوں کا القادہستی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسے صریح فرج سے وہ یوں سمجھاتے ہیں

ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد
 جان قاعدہ سہی صفات
 بلگے گے دے چھتے سنگھات
 چھت ہووے تو بصر سو جوے
 جانے علم چھتا جو ہوے
 عدم سو دیکھے منہ کیوں آئے
 نہیں سو کیا کر جانیا جائے

سوال

تھے حق کون معلوم سوتب
بن چھت علم نہ بلگے کیوں

ہیں نتھے موجود سو جب
درس قاعدا کیوں ہے یوں

جواب

عالم چھت کیا شانان جان
علم سو سب شانوں نہ پائے
جے جیسا اوس جانے تیوں
پاؤے اس منہ تیتی بار
آبدار خانان ہے تس مانہ

حق کی چھت پر نظر سو آن
وے چھت علم مہیں جب آے
علم جانناں کہئے کیوں
جیوں ماٹی دیکھے کونجھار
دیکھے قابلیت ہے تانہ

سوال

علم نہ امرے جنہ چھٹ ذات
تو یہ ٹل تعریف سو جاے
چھت کو بلگے گا ہر ٹھانوں
یہ تعریف سو جاوے تب
ایا حقیقت ذات پھرائے
کوئی پھرے یہ بات محال

کہی ہویت منہ یہ بات
جو چھت ذات علم منہ آے
علم سو جان پنیں کا نانوں
علم نہ امرے چھت کوں جب
ایا حقیقت علم سو جاے
ذات علم دو نہ اپنیں حال
اس لمبے "سوال" کا جواب بھی طویل ہے

جواب

اس مرتبے نہ امرے کوے
تہ سب امرے عین صفات
ہب تفصیل کہوں اور شان
کہھیں نہ امرے جگ کا نور
دیکھے وہی پیشانی سوے
وے دیکھی جاوے فی الحال
جے دیکھن دیکھے سب گھاٹ
اینہاں ذات دیکھن منہ سوے

صفت ذات پر قائم ہوے
جہاں صفت ہے عین سو ذات
یہ اجمال سنیں دھر کان
آنکھوں تھیں پیشانی دور
جب درپن دھر دیکھے کوے
جسے دیکھناں ہے محال
دیکھے اینہاں سو دیکھن ماٹ
عین ذات دیکھناں نہ ہوے

وڈن پیشانی دیکھے نانہ
دیکھے اس مرتبے سو آن
پاے جائیگے عین وجود
تب دیکھے نہیں درپن سوے
تب صورت نہیں دیکھی جائے
سو وحدت جس ماں چھت پاے
دھار بوند منہ پاے تب
پانیں پاے اس تدبیر
پن ہاں بھی مرتبے سو مانہ
چھت نہیں پاے چھت کی ٹھور
وے موجود نہیں کیوں پاے
پاے تس ٹھنہ عین وجود

بن جے غیب ہویت مانہ
عین وہی پیشانی حبان
بن مرتبے نہیں موجود
جیوں آپس کی صورت جوے
جیوں درپن پر نظر جو لیاے
ہب درپن مرتبہ کھماے
جیوں پانیں نہیں پاے کب
دھار بوند منہ آوے نیر
چھت پانیں کی پاے نانہ
پاے چھت پن جاگہ اور
دھار بوند نہیں جانیں جائے
نہیں مرتبہ سو کو موجود

پاوے علم تمیز سنگھات
یوں امرے گے سبھی صفات

(۹) شعری و عصری خصوصیات

تصوف کا موضوع کسی بھی وقت پسند موضوع سے کم دلچسپ یا کم مشکل نہیں ہے۔ اسی لئے دلائق ستائش ہیں وہ شاعر جنہوں نے اس خیال انگیز مسئلہ کو اپنی شاعری کا عنوان قرار دیا اور کامیاب رہے۔ دنیا کی کسی اور زبان کی طرح اردو نے بھی ایسے کئی شاعر پیدا کئے ہیں جن میں باجن، خوب محمد حشمتی، شاہ علی جوگام بھٹی، سراج اورنگ آبادی اور درد بڑے پائے کے شاعر ہیں۔ تاہم خوب محمد کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ خوب ترنگ کے پورے مطالعہ کے علاوہ مندرجہ ذیل چند شواہد ان کی اعلیٰ شاعرانہ صلاحیتوں کا یقین دلانے کے لئے بہت کافی ہیں:

(۱) مشاہدہ کی باریکی

سب ٹھنہ اسے برابر ہوے
پچھیں کرتیں بیل قیاس

(۱) اونچے چڑھ دیکھے جے کوے

(۲) پہلوں ترت سو آوے باس

دھیان باندہ بھراے جاے
گھڑا پکر وہم کے ہاتھ
چھوٹے دھیان دیوے تب ناگھ
دیکھیں وقت بتی اور شان
رات سو نارنجی دکھلاے
وے کالاہے نس کے بھیس

(۳) جیوں پنھاری گھڑے چڈھائے
ہنسی ٹکول کرے سب ساتھ
باج وہم ٹل سکے نہ راکھ
(۴) رنگ کا پھیر سنیں دھرکان
جے رنگ دن کون زرد دکھائے
اور جے ہوے لال سو دیس

(ب) تشبیہیں

تشبیہیں زور بیان اور حسن خیال کا نمونہ ہوتی ہیں۔ ان کی ندرت اور جدت شاعر کے فکر و ذہن کی ندرت و جدت کا پتہ دیتی ہے۔ چنانچہ خوب محمد کی تشبیہوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں ان کی شاعرانہ عظمت کے آگے سر جھکانا ہی پڑتا ہے۔ خوب محمد کو اعلیٰ درجہ کے ناظم کہنے والے دراصل ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کے منکر ہیں۔ اور میرے نزدیک یہ ان کا ادبی کفرانِ نعمت ہے۔ تشبیہیں ملاحظہ ہوں۔

۱	یہ حیرت منہ جاوے کھوے	سب ٹھنہ اسے برابر ہوے
۲	یہ جیوں بلسل کرے بیان	وے جیوں پھول رہا دھرکان
۳	چھانہ شخص سرکھے میں دوے	جیوں دیوے تھیں دیوا ہوے
۴	میرے دل کی سن تمثیل	جیوں ہے رنگ بھریا قندیل
۵	رنگوں مانہ جلے دل کیوں	ہے فانوس سنواریا جیوں
۶	(اینہاں جو ٹپکارھیا جاے	ولی سوتس کا نانوں دھلے)
۷	اس کے دل منہ عالم دیکھ	جیوں جنگل منہ رائی دیکھ
۸	غلطیاں موتی تھالی مانہ	تیوں دل چنچل رہے نہ ٹھانہ
۹	دور دور ہوئی بات مشہور	جیوں سورج کا سب جگ نور
۱۰	جیوں جو سے ماٹھیں جگ ہوے	تیوں جگ منہ سلطان سو سوے
۱۱	پھپی رہے وے دن ہو رات	جیوں عاقل کے دل منہ بات
۱۲	راج کنور بھی بیٹھا تانہ	جیوں شیشا تس مجلس مانہ
۱۳	چل آباتس مارے تل	دیکھیا چھجا سو جیوں بادل
	ہوں تھی تس بانڈی کے روپ	چھانہ مہیں تھی چھپی سو دھوپ

شک کا چاند ہوا گل سوے ۱۳ ہوے کہیں کو کہیں نہ ہوے
وغیرہ

(پ) مرکب تشبیہیں

۱ جیوں جھاڈ تھیں ٹوٹے پانت
تیتی بھانت سو پھرتا جاے
۲ جیوں وے تلوتا دن رات
جیوں دو شمع سو جلتیاں دور

۱ باو پھراوے اوں جس بھانت
.....
توں اس کی بھی وہی سو بات
پن بن بگٹ دو ہوں کا نور

(ت) مبالغہ

مبالغہ کا کمال یہ ہے کہ وہ مبالغہ محسوس نہ ہو۔ ذرا خوب محمد کے یہ چند مبالغے دیکھئے :

۱ چین مہیں چتیارے جان
کہیا بادشہ کن چل جائیں
سب ٹھاہوں رنگ ایسے دیت
صورت اس اس بھانت لکھائیں
۲ جہاں وہم کے پاو بندھائیں
زور بھار پن ہوا سو آج
۳ جیوں رنگ بھار چھتاج نہ تھا
پے جو تھے پیالے مکھ لائے
۴ چتریں مور سو اڈتے آن
لکھ پائیں پر نقش دکھائیں
باو بند چتراون کیت

میں یہاں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ صنعتوں کی مثالیں عمداً نہیں دے رہا ہوں کہ ان کا استعمال دراصل شاعر سے کہیں زیادہ کسی ناظم کی صلاحیتوں کا پتہ دیتا ہے۔ بہر حال خوب محمد نے عورت کا جو سراپا بیان کیا ہے اسے پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے

(ٹ) عورت کا سراپا (تریاراج)

اسم الہی مرد پچھان
ذات سو ہر ٹھا ہر سلطان
کنیہ چال ڈھلکتی ڈھال
دل پت جیت حلے سینار
دیکھت ماں جے جیو بہلاے
حسن جو سوے سوے تانے
نانوں ذات کا عورت جان
تریاراج ہوا اس شان
ترنگ چنچل چکر چنچل
باندہ چڈھیاتنہ جو بن بھار
دے چھب ایک انی دکھلاے
دوجا لاس ورن رنگ مانے

ظرفوں فوج حسن رنگ ہوے
 مار مار ہو رہی آواز
 کے نہ دل ہتھیار سنبھال
 من بیدھیاتہ کیا تدبیر
 لیس کٹلہ چھتر سو سیس
 فوج سو اس برق پکھناے
 بھاگ چلے سنتو کہ قرار
 تسکی کرل پریشاں جیوں

جگ جھوک ہے وہی سو جان
 مت اونوے جیوں چڈھ کین
 نائیں دھنک گگن منہ جیوں
 جو بن گرج رہیا دھر بار
 چانک سور سورت کنٹھ لائے
 برکھا امت بچن بتاؤ

(ث) ایسے اشعار جن میں ضرب المثل ہونے کی صلاحیت ہے

آتا وقت سو کیسا آئے
 شربت تنہ مکھیوں کا ریخ

کا ہے کہ گذریا وقت نہ پائے
 سانپ سو ہے جنہ ہووے گنج

وغیرہ

(ج) انتظار عاشق میں معشوق کی بے چینی اور اس کی آمد کا اہتمام سے

آو تو مست ہوے تم سنگ
 بار جیت تم آیں قبول
 آو تو ٹک تلوے سہلاے
 پاو پڑے ان مائیں ہار

مانجہ سر ہی آتا ہے تنگ
 گل بندھن کر بیٹھی پھول
 تن صندل اینہاں گھسولے
 آو تو تم سکھ دیکھت بار

(ج) عاشق و معشوق کے راز و نیاز سے (اس وقت کے رہن سہن کا طریقہ بھی دیکھتے چلیے)

عاشق اور معشوق اک ٹھانہ
تنہ بیٹھے یوں کیتی بات
ہویں بہت ہنر جس پاس
تب عاشق اٹھ کیسا سلام
کپڑے باسوں تیل لگاؤں
اس بن ہنر جو میں جگ مانہ
تب اس کپڑے راکھن دیت
خاصا تری جو باندھے کوے
ان سن رشک بتی اوس کھار
گھوڑا پچھلی رات بناے

بیٹھے تھے جا باڑی مانہ
رہے خواص وہی دن رات
مخدار کر راکھوں تاس
ہور یہ اردا دیا تمام
چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں
بو جھوں ہوں عالم تنس ٹھانہ
بھی اک دن یہ بات سو کیت
دے تنس دن منجھ پائے سے
گھوڑا بھی کیت اختیار
سر کھاکر کپڑوں کن آے

(ح) اس زمانے کی طرز معاشرت کا ایک نمونہ "عاشق و معشوق کے راز و نیاز کی صورت" میں آپ نے دیکھا،
اب ذرا ڈومنیوں، بلوچوں اور سندھوں کی کیفیت بھی ملاحظہ کیجئے سے (تمثیل دہم)

اون کا ایک تماشا دیکھو
پان مسی کر کسوت آے
دہم جوانی کا کر جان
تو بھی اوس دیکھے سب کوے
چھوٹے دہم پھر میں دن رات
دو جو تر چھوٹے گل جیوں
پچھل بیٹا بیٹی راکھ
پچھل تن کوں دودھ پلاے
جیوں ہر لیسا موٹھی مانہ
تس کیچ ادھے وہ نار
جیسے تر ت ساٹ کے ساتھ

وہم ڈومنیاں کریں بسیکھ
پھیلے چھالے تیل لگائے
باندھے تھن چولی منہ تان
جو وہ کا ڈھی بوڈھی ہوے
اور بلوچن سندھنیں جات
تن سیناں لرھرتا یوں
تھن ہر کاندھے اوپر ناکھ
بیٹھی آگل کھان پکائے
رکھے چھیا تھن کر اک ٹھانہ
کبھیں لڑیں اس کا بھرتھار
مارے تھن سوں پکڑ سو ہاتھ

(خ) محبوبوں کی زیبائی و دلربائی کے طور ملاحظہ کیجئے سے

انگ ڈھنگ رنگ تملتل چتلارج

تنہ معشوق سو جانے کاج

کر انجن تن پنچہ بنانے

عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
اور سائے بھائے کئی شان

زیارت کے پانوں کی شان

نین بھنوں کے ڈھنگ چڑھانے

عاشق محبوب کی خاطر داری یوں کرتا ہے سے

بسلیا اوس حجرے مانہ

میوا ہور خوشبوئی پان

اب بے مراد محبوب کی تصویر بھی دیکھئے :

دل منہ دکھ اور منہ منہ پان

(۵) مذہبی خیالات اور وہم پرستی کا انداز :

۱- دہری سے جیوں دہری کہتے ہیں آج

۲- تصویر اور فرشتہ سے صورت ہووے جس گھر مانہ

۳- پیری کا تصور سے ہمیں سنیں بقیاں اک دوے

مانس جے اختیار سو کیس

یہ سارے اختیار سو ہوے

سبی زرنیاں پھول اور پان

پن معشوق کہے جس حال

بڑھیں ہوے مشغول اس ٹھانہ

سب عالم مل ایک خداج

کرے فرشتا گذر نہ تانہ

پری جو کس کی عاشق ہوے

عشق مہیں جے اردادین

عورت بھی ہو آوے سوے

کسوت رنگ چھاتی کی شان

یری گھول پھرے سر بال

جان پری بھی عاجز تانہ

(۵) نفسیاتی مطالعہ :

خوب محمد نفسیات کے ماہر معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا

جن آپس دکھیاج نہ ہوے

یا پانیں بھریا ہو تانہ

کہہیں نہ وہ مانے یہ بات

کیوں پانیں ہور درپن مانہ

چلنے والے عاشق کی کیفیت ملاحظہ ہو سے

یہ ان سمجھیں چلیا آے

سچیں ملوں گا ہوں اس رات

اس پہلوں جیو نہیں جاے

(۱) فرض کرو اک ایسا کوے

وہ دیکھے جب درپن مانہ

اوے کہو یہ تیری ذات

کہے کہ ہوں ہوں میری ٹھانہ

(۲) محبوب کے بلاوے پر اس کی خادمہ کے پیچھے پیچھے

وہ آگے گھونگھٹ منہ جاے

کچھ بوجھے ہے ساچی بات

ات خوشیوں گدگدیاں آے

کہاں سو ہوں نہیں ملناں کا
دو نہ پر جیو جانیں کا چھیدہ
بھوٹ تو مرناں سچ کر لیکھ

بھوٹ کچھو بوجھے من مانہ
خوف امید ہمیں ڈگ دیہ
خوشی بتی جیو جائے بسیکھ

وغیرہ

(ذ) لغت نویسی: رسالہ حفظ مراتب کی طرح خوب ترنگ میں بھی لغت نویسی کا رجحان ملتا ہے۔

(۱) فرس، اسپ، گھوڑا سے

معنوں منہ گھوڑا ہر بار

فرس، اسپ یا کہو تکھار

(۲) قریب، ولی ۶ لغت قریب ولی اوس جان

(۳) مائی، ارض، زمین، دھرتی سے

ارض، زمین، دھرتی کہیں سب

جیوں مائی تنزیہ سوں جب

وغیرہ

(س) زیارت کے پان

زیارت کے پانوں کی شان

سے دل منہ دکھ اور منہ منہ پان

سوئم یا فاتحہ کے لئے زیارت کا یہ استعمال گجرات و دکن سے مخصوص ہے۔ اور اس کا رواج اب

بھی باقی ہے۔

(ن) گھڑیالی سے

چھپی سو گھڑیالی منہ باز

جیوں گھڑیالی کی آواز

دیواری گھڑی کا ذکر اردو ادب میں یہ غالباً پہلے پہل ہو رہا ہے۔

(س) شکار کے مختلف طریقے

شکرے کے ذریعے شکار:

کھول اے شکرے کی شان

انگھیاں موندیں دھیان دھراؤ

سے عین طبیعت ہے جیوان

بھوکھا راکھ اور رات جکاؤ

کتے کے ذریعے شکار:

جیوں کتے سوں کرے شکار

ہرن شکار کیا سو حلال . وغیرہ

نفس بدل حق پا اس ٹھار

پلیت کوتا ہے ہر حال

(مش) آگ جلانے کی ترکیب

کیوں رہتی ہے کہیں نہ لاگ
پانیں آگ دو ہوں اک سنگ
تھاں ٹھنڈ ہی پتھری کے مس
روپ کا چہ بھٹکوں بھر راسے

جیوں جنہ چھپی پتھر منہ آگ
پتھر مہیں پتھری کے رنگ
باندھیں لے کپڑے منہ تس
چرخ ماریں پھر جو آسے

(ص) آتش بازی کی کیفیت

کرے تائے کن کن دھنگ
تب رنگ جیوں عاشق کا ہوسے
ہوسے ہوائی گلن چڑھ جائے
جیوں معشوق سو ہوسے پھٹاک
ورخ مناروں منہ جب آسے
نرم پھول جیوں ہسے سو مکھ
کب ہو چرخ پھیری کھاسے

پھول پھٹاکوں منہ اور رنگ
جب مہتاب مہیں ہسے سوسے
بھی کھینک اس بھانت دکھائے
کبھی چٹک جاوے بے باک
کبھیں دکھوں کے جھاڑ دکھائے
کبھیں ہرے ساروں کے دکھ
رنگ نگیںوں کے دکھلاے

(ض) مختلف پیشے

اتنا تو بوجھے گا تب
پرکہ تری کا بھیس دکھانوں
تہاں تنبولی بچیں پان
وے ناچے نہیں ہاتھ ہلاے
پاوے اس میں تیتی بار
ابدار خانہ ہے تس مانہ
وغیرہ

۱۔ بہروپے لیاے بھیس بہرو پا جب
کی یہ روپ رہوں اس ٹھانوں
۲۔ پان فردوس تہاں سو رہے اور دکان
۳۔ بازی گر بازی گر پوتلا نچاے
۳۔ مکہ ہار جیوں ماٹی دیکھے کونہ ہار
دیکھے قابلیت ہے تانہ

۵۔ سامان موسیقی بنانے والے

چھیک پاڑ خالی کر سب
میر گھڑا بھنوریاں اک ٹھانہ
ٹھانے جنترے بوھیں تب

عرب بانسلی گھڑیں موجب
نال تو نبرے تاراں تانہ
سازنگی کر ساز سو سب

سب چھاپا اک بیراں ہوے

۶۔ چھپائی چھاپ کرے کاغذ پر کوے
۷۔ کرتب دکھانے والے :

دونہ ڈوروں پر چل دیں ماگ
اوس پر سہ بھر رہیں بہوڑ
دھیرے دل تھیں کھیلیں کھاٹ
دھیان بانڈہ بھرا لے جاے
گھڑا پکڑ و ہم کے ہاتھ
چھوٹے دھیان دیوے تب ناکھ

بجائیں جیوں کھیلیں لاگ
انیں انیں پر راکھیں جوڑ
یہ کسرت سستا کی ماٹ
جیوں پنھاری گھڑے چڑھائے
ہنسی ٹکول کرے سب ساتھ
باج وہم ٹل سکے نہ راکھ

۹۔ سو تھار (برہمنی) ۶
ہوے لکڑا تو گھڑے سو تھار

لو ہا جو ہوے تو گھڑے لو ہا
وغیرہ

۱۰۔ لو ہا ۶
(ط) کھیل اور مشغلے

باو کدھرے تنہ کیوں پائیں
غلبا ہے بڑھناں رنگ مانہ
کڈی اوڈاویں گے جے کوے
اوس کی عادت سیکھے کوے
یہ بھی ٹولا ملا اوڈاے
یہ اختیار کرے وہ کھیل

پتنگ بازی سے جہاں پونکڑے کڈی اوڈاویں
چٹی بھر راج نا کھیں تانہ
یہ ننھیں کی عادت ہوے
طالب کو کس کا جب ہوے
اوسے کبوتر کھیلیا بھائے
جن کھیلوں سوں اس کی میل

(ظ) سواریاں

دل تس مانھیں جیوں جہاز
جے منجھ اوپر آوے چال
سو تھار کعبے جاے
باو پاس یہ جہاز تانے
لیاڈ پالکی مانہ سلاے

دریا ہے معرفت مجاز
پائیں کہے ڈبووں اتال
یہ لکڑی کا جہاز گڈھائے
بانڈھے سڈھ جیوں باو بھرے
جب پوری بے ہوشی آے

جہاز سے

پالکی سے

(ع) ایک شاندار عمارت کی شان ملاحظہ ہو۔ خوب محمد اس عمارت کو محل سے تعبیر کرتے ہیں۔

تن اینٹوں کسس سورج چھانے

یونھیں آے محل اک مانہ

صاف سو دل عارف کا جیوں
قندیل اور فانوس کروڑ
اینہاں ککھاوے دیس اتال
جوت سو ہر رنگ کی بن باو

روشن گچ کی صفا سو کیوں
شمع ہلا لوں کا کتہ اور
اونہاں زماناں مانگ اوجال
تخت سو بھاری نگوں جڑاو

خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات

قطع نظر اپنے نہایت دقیق موضوع کے خوب ترنگ لسانی اعتبار سے بہت ہی اہم ہے۔ پراکرت اور جدید ہندوستانی کے درمیان اس کی زبان کو عبوری زبان کا نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے؛ اس میں وہ لسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو قدیم پنجابی، قدیم برج، قدیم دکنی اور قدیم مرہٹی میں بھی ملتی ہیں۔ بلکہ سچ تو ہے کہ یہ لسانی خصوصیات پراکرت کی تقریباً تمام اپ بھرنش شکلوں میں مشترک ہیں۔ اس سے یہ قیاس لگانا کہ زمانہ گذشتہ میں بر عظیم ہندوستان میں جو عوامی بولی رائج تھی وہ بہت سے عناصر مشترک رکھتی تھی۔ قدیم پنجابی اور دکنی کے بعض مشترک عناصر پروفیسر شیرانی مرحوم وغیرہ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہ زبان پنجاب سے دہلی اور بعد ازاں گجرات اور دکن میں پہنچی۔ اگر ان زبانوں کا تعلق صرف چند الفاظ یا چند صرفی صورتوں تک محدود ہوتا تو غالباً یہ قیاس صحیح ہوتا لیکن قدیم گجراتی اور قدیم پنجابی میں جو تعلق نظر آتا ہے وہ صرف ایک فتح مند لشکر یا چند خاندانوں کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہونے سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ نتیجہ نکالنا کہ دونوں زبانوں کی بنیادی شکل ایک تیسری زبان ہے، غلط نہ ہوگا۔ اور اس تیسری زبان کی کچھ خصوصیات ان دونوں میں درشتا آئی ہیں۔ اور بعض خصوصیات مقامی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ تاہم جہاں تک اردو اور گوجری کا تعلق ہے، یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ یہ دونوں ایک ہی زبان کے دو نام ہیں۔ اس کی شکل گجرات میں بہت پہلے (ہندوستان کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں) ہوئی اور یہ زبان یہیں سے ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں پہنچی۔ اور خوب محمد کے زمانے تک آتے آتے ادبی تشکیل کا ایک دور بھی اس پر گذر گیا۔

۱۰ مقالہ ڈاکٹر مدنی

۱۰ پنجاب میں اردو - ہندوستانی لسانیات

اس سے قبل کہ ہم خوب ترنگ کی لسانی خصوصیات پر ایک نظر ڈالیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کی زبان کے متعلق خود خوب محمد کا بیان سن لیں جو اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتا ہے سے
جیوں میری بولی منہ بات
عرب عجم مل ایک سنگھات
اس کی شرح میں خوب محمد کہتے ہیں :

”ہر یکی شعری بزبان خود تصنیف کردہ اند و میکنند من بزبان گجرات کہ الفاظ عربی و عجمی آمیز
ست گفتہ ام۔“ (امواج خوبی)

گویا خوب ترنگ یا خود خوب محمد کی زبان وہ ”زبان گجرات“ ہے جس میں عربی اور عجمی الفاظ کی آمیزش ہے۔ اور اس طرح خوب ترنگ کی زبان گجرات کی اس زبان سے ممتاز ہو جاتی ہے جسے گجراتی کہا جاتا ہے۔ یہ ممتاز زبان اردو کی وہ قدیم شکل ہے جسے گوجری یا گجری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی صراحت بھی خوب محمد نے کر دی ہے۔

سن بولے بولی گجرات

جیوں دل عرب عجم کی بات

اس کی شرح سن لیجئے :

”مانند دل کہ کلام عربی شنیدہ و ترجمہ وار بزبان عجمی گفت و سخن عجمی در ہندی آوردہ بیان
کرد۔“ (امواج خوبی)

یہ ہندی وہی گوجری ہے جس کی لسانی خصوصیات خوب ترنگ کی روشنی میں یہاں پیش کی جا رہی ہیں :

(۱) مصادر کی کیفیت

۱۔ امر کے آخر میں علامت ”نا“ کا اضافہ :

- | | | |
|------------------|-----------------------|------------------------|
| ۱۔ کہنا | تہ میرا کہنا ہے کیوں | بات سنیں ہوگی تیں جیوں |
| ۲۔ ہونا | ایسا وقت نہ ہوے دوبار | |
| ۳۔ ہونا | جب پرگٹ ہووے اس ٹھانہ | |
| ۴۔ جاننا | تہ مولود محمد جان | |
| ۵۔ دھرنا، سمجھنا | | |

خوبیں دل سمجھا اس شان

سن سن تو دھروں کے کان

وغیرہ

(ب) امر کے آخر میں علامت "ناں" کا اضافہ:

۱۔ لیناں	۵	جو دے لیناں سہنگا مول
۲۔ امرناں	۵	کشف ولی ہور نہی جو کوے
۳۔ چھپناں	۵	پرتگ کھولے تعین مانہ
۴۔ کھولناں	۵	بن پردے پردا ہے اس
۵۔ بڈھناں	۵	تج بڈھناں دے تے سو جیوں

تنہ کھوٹے دل کا کیا بول
اینھاں امرناں کے نہ ہوے
ذات کھوے چھپناں تس ٹھانہ
پردے منہ کھولناں ہے تس
ہیں جسا جیوں ٹینبا تیوں
وغیرہ

(ج) فارسی سے حاصل کردہ مصادر:

بخشیدن سے بخشنا ہے ہوے غفورانیں تو اب
توبہ دے بخشے ہر باب
وغیرہ

(۲) وقت: مختلف حصوں کے مختلف نام

۱۔ وقت	۶	وقت زمانیں منہ موجود
۲۔ زمانہ	۶	سبی زماناں برس ملایں
۳۔ ازل، ابد	۶	وقت زمانیں منہ موجود
۴۔ دن، رات	۶	ازل، ابد، دونہ اک ٹھنہ پاپے
دیس (دن)	۶	دیکھ پچھانوں جس وات رات
دھاڑا (دن)	۶	دیس واعدے کا تھا جب
نس (رات)	۶	پھر مہینا سو دھاڑے تیس
۵۔ کہ (صبح)، فجر	۵	جیوں کلف دیتا ہوے نس
ترکہ	۶	کہہ نزدیک کھیا اس دل
۶۔ شام، سانجھ	۶	ترکہ کی تاپوں کل جاے
سرساڈہ (سرسانجھ، سرشام)	۶	سانجھ مہیں لے ڈھانپیا دیس
مغرب	۶	ہوں سنتا ہوں یہ سرساڈہ
۷۔ پل	۶	کھیا ملیں مغرب کوں کال
	۶	دو پل رہے لو جاوے بھان

آج خبر ہے منجھ محل
وغیرہ
وغیرہ
وغیرہ

	۶	۸۔ گھڑی	جنہ گئی رات گھڑی اک دوکے
	۶		برس ماس گھڑی نمود
وغیرہ	۶	گھڑیاں	دیس سوہیں گھڑیاں پنج بتیس
وغیرہ	۶	۹۔ پہر	آٹھ پہر رہے مل دن رات
وغیرہ	۶	۱۰۔ دوپہری (دوپہر)	جب دوپہری بیلاں آئے وغیرہ
	۶	۱۱۔ مہینہ: مہینا	پھر مہینا سو دھاڑے تیس
	۶	مانہ	یونھیں کرتیں کیتک مانہ
وغیرہ	۶	ماس	برس سو بارہ ماس کہایں
وغیرہ	۶	۱۲۔ سال: برس	پن وے برس مہیں اک بار
	۶	۱۳۔ کل: کال	باندی آئے کہے سب کال
وغیرہ	۶		کھیا طیں مغرب کوں کال
وغیرہ	۶	۱۳۔ کل، پرسوں	کل پرسوں تھا دیا محل
		۱۵۔ زمانے: ماضی، حال، مستقبل	

عین حال موجود سو اب

ماضی ہو مستقبل سب

وغیرہ

حال وقت اوس نانوں دھرا

وغیرہ

۱۶۔ دوسری، تیسری، چوتھی، چاندرات ۶ بیج، تریج، چوتھ ہرنانوں

(۳) مختلف رنگ

۶	اجلا	سفید، اجلا	تب ہو اجلا پھٹک سو جاے
۶	اوجلا		کالا اوجلا ہووے رنگ
۶		زرد	تس رنگ جیوں سونا ہے زرد
۶		نارنجی	ہری زرد نارنجی تیوں
۶	رترا	سرخ	جیوں چونان ہو ہلد ملایں
۶	رتری		رتری سوں دوہوں ہیں جوے
۶	لال		غوسا چڈھے ہوے لال سو رنگ
۶		سبز ہری	ہری زرد نارنجی تیوں

۶	پوپٹ جیسا بیڑا پان	سبز ہری
۶	ولے جل کالا کا ٹھی ہوے	کالا
۶		سیاہی
۶	عین نہ نیلا کرے خیال	نیلا
۶	تب رنگ جیوں نیلا کچھنال	نیلا، سبز
۶	تب رنگ جیوں نیلا کچھنال	کچے انار کی طرح
		دھندلا - دھونکھلا سے

رنگ دھونکھلا جیسا سوے دھوپ چھانہ بچ مل جیوں ہوے

۶	رتری کالی پیلی ذات	سرخ - رتری
		سیاہ - کالی
		زرد - پیلی

(۳) ذائقوں کے نام

۶	یہ طبیعت کا سہی بچار	میٹھا کرٹوا پھیکا کھار
۶	نینب سوہے میٹھا مکھ نس	سانپ جو ڈسیا ہووے کس
۶	تب کرٹوا سب ساؤ بھائے	باؤ پت جب غالب آئے

(۵) جمع کی مختلف صورتیں

۱- اردو جمعیں:

۶	یعنی حق کے اسموں مانہ	اسم سے اسموں
۶	عاشق اوروں کی دس جوے	اور سے اوروں
۶	دوہوں بازوں رستے جوڑ	بازو سے بازوں
۶	جو آپس لکھ بھانتوں جوے	بھانت سے بھانتوں
۶	اثر کرے بیدوں منہ سوے	بیدا سے بیدوں (بیضوں)
۶	دونہ ٹولوں چل کیا سلام	ٹولا سے ٹولوں
۶	تنہ کیتک چتیاروں آے	چتیارہ سے چتیاروں
۶	ذاتوں الگی ہویں کیوں تب	ذات سے ذاتوں

تند رستوں خلق بیچ ہزار	۶	رستوں	سے	رستہ
طرفوں فوج حسن رنگ ہوئے	۶	طرفوں	سے	طرف
اس نظروں ہور صورت مانہ	۶	نظروں	سے	نظر
بیدے پھاٹ بچے ہو جائیں	۶	بیدے (بیٹھے)	سے	بیدا
دونہ ٹولے چتریں دونہ ٹھانہ	۶	ٹولے	سے	ٹولا
کرے خلیفے یوں موجود	۶	خلیفے	سے	خلیفہ
جیوں پنھاری گھرے چڈھاکے	۶	گھرے	سے	گھڑا

(ب) فارسی کے انداز پر "ان" کے اضافہ سے بنی ہوئی جمعیں :

بن اینٹاں اوس بھانت دکھائیں	۶	اینٹاں	سے	اینٹ
مجنوں دیکھے انکھیاں کھول	۶	انکھیاں	سے	انکھی
سب ای باتاں کرے سو سو	۶	باتاں	سے	بات
دے بونداں ہو گرے سو جانہ	۶	بونداں	سے	بوند
جیوں ظاہر بھینتاں کہلایں	۶	بھینتاں	سے	بھینت
بانده بازواں تند چھنلاے	۶	بازواں	سے	بازو
زوح کھلے اوس زوحاں نام	۶	زوحاں	سے	زوح
عالم چھت کیا شانان جان	۶	شانان	سے	شان
سبی صورتاں ہیں جس مانہ	۶	صورتاں	سے	صورت
خلق خدا طرفاں ہیں دوے	۶	طرفاں	سے	طرف
بھریا گلالاں ہیں تس ٹھاز	۶	گلالاں	سے	گلال
ہیں نسبتاں سو طرفاں دوے	۶	نسبتاں	سے	نسبت
ہر قابلیت نیکاں جیوں	۶	نیکاں	سے	نیک
ہاگاں ماریں بہت پکار	۶	ہانگاں	سے	ہانک

(ج) عربی جمعیں

نانوں حقایق جگ کا تانہ	۶	حقایق	سے	حقیقت
اوس تفصیل جمع ذوات	۶	ذوات	سے	ذات

روح سے ارواح	۶	ادسی روح ارواح تمام
علاقہ سے علایق	۶	عاشق سبی علایق توڑ
عین سے اعیان	۶	جب اعیان ہمیں چھت پامے
قلب سے قلوب	۶	یہی قلوب ہور یہی مثال
مرتبہ سے مراتب	۶	توسب پانچ مراتب ہویں
موجود سے موجودات	۶	بگت حقایق موجودات وغیرہ

(۶) خلاف قاعدہ صیغے

۱۔ آواز کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	تنہ پڈ چھندا ہے آواز وغیرہ
۲۔ ارواح کے لئے واحد کا صیغہ	۶	تنہ مانھیں یوں ہے ارواح وغیرہ
۳۔ باطن کے لئے تانیث کا صیغہ	۶	حق کی باطن ہے انسان وغیرہ
۴۔ باس کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	پایا راج کنور کا باس وغیرہ
	۶	تیسے خوش بوئی کا باس
	۶	جب جوئی کا باس سو پائے وغیرہ
۵۔ تھڈ کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	دکھ کا تھڈ ایکل پن جان وغیرہ
جڈ کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	دکھ کا جڈ اکلا پا مان
۶۔ چال کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	عقل درس طبیعت کا چال
	۶	یہ لیلیٰ کا پہلا چال
	۶	جگ منہ بہت وہم کا چال وغیرہ
۷۔ شان کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	پہلی شان نہ پایا جائے وغیرہ
شراب کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	آپیں پردا کھولن ہار
ہوا شراب سو ہے اس ٹھار	۶	ادس کی کہوں شرابطاب
۸۔ شرابط کے لئے تانیث کا صیغہ	۶	تنزیہ کا بھی قید نہ ہوے
۹۔ قید کے لئے تذکیر کا صیغہ	۶	ایک قید تنزیہ کا سوے
۱۰۔ مقصود کے لئے تانیث کا صیغہ	۶	ان کی بھی حق ہے مقصود

میری ہب کیا ہے مقصود
جن کھیلوں سوں اوس کی میل
اس تھیں آدم کی مولود

کہیا ادھورا بچوں سوکانہ وغیرہ

- ۶
۱۱۔ میل کے لئے تانیث کا صیغہ
۱۲۔ مولود کے لئے تانیث کا صیغہ
۱۳۔ نیہ کے لئے تذکیر کا صیغہ

پوچھیا نیہ پورا اس ٹھانہ

(۷) ضمائر

(۱) ضمائر متکلم

فاعلی حالت واحد

میں ۶ میں اس مانہ کھیا ہے سولے
ہوں ۶ ہوں معلوم ہوں اس ٹھانوں

جمع

ہم (یہ ضمیر استعمال میں ہے مگر اس کی اپنی
مثال نہیں ملی)

ہمیں ۶ ہمیں سمجھے کوں کہیا پن سمجھیں
ہے نہیں پنیں کوں بھی ماگ نہیں
اپن ۶ کہو اپن کیا کریں اونھار

مفعولی حالت

منجے ۶ منجے دعا کر براے خداے
منججے ۶ منججے فکر کر دیو جواب
منججکوں ۶ وہ جیوں منججکوں آئی ترنگ
ہوں کوں ۶ علم بتی جانوں ہوں کوں

اضافی حالت

میرا ۶ میرا جیوں کہوں ہوں جب
میری ۶ کہے کہ ہوں ہوں میری ٹھانہ
میرے ۶ یہی بچن لکھ میرے بھاگ

ظرفی حالت

ہم منہ ۶ ہم منہ حادث علم و بیچ
(مثال نہیں ملی)

منجہ مانہ ۶ اتنی سان تو ہے منجہ مانہ
طوری حالت۔ منجہ (سے) ۶ سمجھے ہو منجہ کہو سوتیوں

(ب) ضمائرِ مخاطب

فاعلی حالت واحد

تو ۶ تنہ تو پہلوں حق کوں پائے
توں ۶ کبھیں جو توں اس ہوں کوں پائے
تیں ۶ سمجھیا تیں جگ کا احوال

مفعولی حالت

تجھے ۶ خدا تجھے سمجھاوے بات
تو نچ
تو نچ

اضافی حالت

تیری ۶ تیری قید میں توں جان
ظرفی حالت

تجھ ماں ۶ تجھ ماں ہوں توں دیکھ اوں ماں
تجھ منہ ۶ وہ ہوں خوب جو تجھ منہ توں

(ج) ضمائرِ غائب

فاعلی حالت واحد

وہ ۶ اقرب شہ رگ تھیں وہ جان
دے ۶ دے پگڑی جب لید اتار

مفعولی حالت

اس کوں ۶ تو ایج اس کوں صفت سو ہو
اوس کوں ۶ اے سب اوس کوں جے چھت ڈا
تاس ۶ یہ بھی نہیں قابلیت تاس

جمع

تم (لکم کا قافیہ) ۶ کرو سو یوں جب دعوت تم
تم ۶ فکر کرو ملک جیوں سوں تم
تمہیں ۶ جہاں تمہیں تنہ وہی سو جان
تمہوں ۶ فرق تمہوں بوجھیا ہے سب

تمہیں ۶ تمہیں لباس لہن تیوں

(مثال نہیں ملی)

(مثال نہیں ملی)

جمع

وے ۶ وے خالق ہے نو انیاے (تعظیمی)
اون ۶ اون چتیا ریں اور بھی مت
انہوں ۶ انہوں پا لکی تہاں منگاے
وے ۶ سوتے سب نس وے گل بانہ

اونہیں ۶ پوچھیا اونہیں سو ایکس بار
تن کوں ۶ پیچھل تن کوں دودھ پلاکے
تنہوں کو ۶ پیا شراب تنہوں کو سوے

مفعولی حالت واحد

تس کوں ۶ نانوں محمد تس کوں دیتا
اوس ۶ بے جیسا اوس جانے تیوں
تس ۶ آپ سو آپس بسریا تس
اوسے ۶ دوزخ اوسے عذاب سو پائے

اضافی حالت

اس کا ۶ ظاہر علم سو اس کا نانوں
اوسی (اس کی) ۶ اوسی دوستی کر مقبول

ظرفی حالت

(مثال نہیں ملی)

جمع
ان کوں ۶ ان کوں ہتا یہ علم کمال

اونہہ کا ۶ سبع مشانی اونہہ کا نانوں
انہہ ۶ انہہ بچھیں مولود سو تیں
انہوں ۶ ہوں تفصیل انہوں چنے حال
ان کا ۶ عقلی پن ان کا ہر کھٹانہ

ان ماں ۶ قدح قدح سب ان ماں تیوں
اوں منہ ۶ اوں منہ کے کن پکڑیا نانہ

طوری حالت

تس تھیں ۶ تس تھیں قلب سو کہیا جاے

ان تھیں ۶ ان تھیں میں سنیادن رات
تن تھیں ۶ تن تھیں پھوٹ دکھائے گلال

مذکورہ بالا ضمیروں سے متعلق دوسری ضمیری کلمات

اپنیں ۶ جب لگ اپنیں پائیں مراد
آپس ۶ تب آپس ناظر کہلاے
آپیں ۶ تو آپیں پڑھ ہوئے کتاب

وغیرہ

(۵) ضمیر موصولہ

فاعلی حالت واحد

جنھیں ۶ جنھیں ٹولیا دم کے پاس

جمع
جن ۶ جن اس دیکھیا گئے سو کھوئے
جنھوں ۶ جنھوں منجے سکھلایا دین

جمع	مفعولی حالت	واحد
(مثال نہیں ملی)	جسے ۶ جسے ثواب اسبج عذاب	
	جس ۶ مطلق کلی کہیں نہ جس	
	اضافی حالت	
(مثال نہیں ملی)	جس ۶ بغدادی جس چتر کلاہ	
	ظرفی حالت	
(مثال نہیں ملی)	جس ۶ توہب جس مرتبے سو ذات	
	طوری حالت	
جن تھیں ۶ جن تھیں منجہ دل ہوا یقین	جس تھیں ۶ جس تھیں ہوں آپس کوں پاسے	
	ضمیر موصولہ کی دوسری مثالیں:	
	جو ۶ جو دیکھے سو مول بڈھا	
	جے ۶ ارض سما منہ جے نہ سماے	
	جو، سوے نرمائی کوں ہاتھ جو لائے	
	جے، سوے آوے قید مہیں جے کوے	
	جے، سوے نفی کریں یا کر اثبات	
	(۵) ضمیر استفہامیہ	
جمع	فاعلی حالت	واحد
(مثال نہیں ملی)	کن ۶ ارن منہ کن پکڑیا نانہ	
(مثال نہیں ملی)	مفعولی حالت (مثال نہیں ملی)	
	اضافی حالت	
کنھوں کے ۶ بہرن کنھوں کے پڈیا پاس	کس ۶ عرف نفس ذات سو کس	
	ظرفی حالت	
(مثال نہیں ملی)	کس منہ ۶ پن جب کس منہ دیا چھپاے	
	طوری حالت	
(مثال نہیں ملی)	(مثال نہیں ملی)	

(د) ضمیر اشارہ

دیکھے اس مرتبے سو آن	۶	۱ اس
اُس کھیا سی برباد	۶	۲ اُس
اسی روح ارواح تمام	۶	۳ اسی
دیکھے اوس پائے کا سوے	۶	۴ اوس
اوسى صفت سنہ فاعل تانہ	۶	۵ اوسى
اوسے صحیح کر براے خداے	۶	۶ اوسے
ان بولوں نقصان نہ جان	۶	۷ ان
عقلی پن اُن کا ہر ٹھانہ	۶	۸ اُن
اون چھپانہوں کی شان نمود	۶	۹ اُون
پن ای دہنتاں سو جانہ	۶	۱۰ ای
یا اللہ اے مدح رسول	۶	۱۱ اے
تحت قبائی ولی سو ایہ	۶	۱۲ ایہ
ایہاں بگت علمی سنہ پائے	۶	۱۳ ایہاں
اینہاں امرٹناں کے نہ ہوے	۶	۱۴ اینہاں
تہاں صفت تشبیہ نہ کوے	۶	۱۵ تہاں
بیٹھی جہاں تری کی ذات	۶	۱۶ جہاں
اونھاں اوچھانیاں کوڑ ہزار	۶	۱۷ اونھاں
پن تس سوت سو جیو کا قوت	۶	۱۸ تس
تن منہ ای دوغیب سو جان	۶	۱۹ تن
عین مراد سو شے سبے ذات	۶	۲۰ سو
(آے وجود مہیں جے کوے)	۶	۲۱ سوے
وہ جب ایک فرد کن پائے	۶	۲۲ وہ
دیکھے وہی پیشانی سوے	۶	۲۳ وہی
سارے نسخے منہ یہ بات	۶	۲۴ یہ

پہلوں سوے عدم منہ ہوے

یہی ساتھ یہ اخلاص ۶

۲۵ یہی
(نہ) ضمائر تنکیر

آئے وجود ہمیں جے کوے ۶

کوے
کس کی (کسی کی) ۶

کس کی چھت پر چھتانا سوے ۶

منجہ مقدار صفت کچھ آے ۶

کچھ
کچھو ۶

سنتیں کچھو نہ کیجئے ننگ ۶

جب یہ چھت ہرٹھا ہرپاے ۶

ہرٹھا ہر
کو ۶

پن کو صفت نہ امرٹے ثا نہ ۶

پایں جو امرٹے کوئی صفت ۶

کوئی

وغیرہ

(ح) صفات ضمیری

صفات ذاتی

صفات مقداری

ایسی ۶ ایسی بھانتیں رنگ ملاے
جیسا، تیوں ۶ جے جیسا اوس جانے تیوں
ووں ۶ ووں ہووے جیوں کرے خیال
تیسا ۶ ہے تیسا کنہ کہیا جائے
ایسا ۶ ایسا بوجھ کرے انکار
ویسا ۶ ویسا دیہ جواب سو تب

اوتناں ۶ اوتناں اوسے مراتب ہوے
جتیں ۶ جتیں جنسو گنو عذاب
جتناں ۶ جتناں اینہاں سکے رہ کوے
اتنیں ۶ اتنیں ساں تو ہے منجہ مانہ
اتناں ۶ پن اتناں کہوں گود بچھائے
اتنا ۶ تب اتنا تو ہے من مانہ
اوتنیں ۶ اوتنیں بھاگ بتی ہو رتیل
تیتی ۶ رہیں خدا سوں تیتی بار
جیتی ۶ جل درپن ہے جیتی بار
کیتی ۶ ہے موجود سو گیتی شان
تقنا ۶ تقنا عاشق کوں بس ہوے

ان کے علاوہ دوسرے الفاظ یہ ہیں :

ای ۶ ای دونیں نسبتاں پچھان
ہر افراد ۶ صحت مانگے ہر افراد

جزی سو ہرہر مانس مانہ	۶	ہرہر
کوئی بول دیوے کو یسلی جانہ	۶	کو
اے سب اوس کون جے چھت ذات	۶	اے
تخت قبائی ولی سو ایہ	۶	ایہ
ہوں فلاں یہ کافر نفس	۶	فلاں
یہ تو کہیا فلاںے یار	۶	فلاںے
پوچھے میاں فلاںیں کانہ	۶	فلاںیں
آگل بیٹھی کھان پکاے	۶	آگل
پھچھل بیٹا بیٹی راکھ	۶	پھچھل
بعضوں دیکھے روح بماس	۶	بعضوں
جیوں کو بھینت پریں چل جاے	۶	جیوں
سارے نسخے منہ یہ بات	۶	سارے
یہ ساروں مل پر تھی بات	۶	ساروں
پاچھے دل سب گئے تس ٹھانہ	۶	سب، پاچھے
اوس کون پر پر دکھ میں کے	۶	کے
دیسا جواب ہجوں بے خام	۶	ہجوں
گھاٹ آپ منہ منیں سوناں ایکھے تھے ...	۶	آپ
پاچھا دلیا تسی اونھار	۶	تسی، پاچھا
پھیلا ایک تعین جویں	۶	پھیلا، (آخری)
بگت عالم منہ سگلے آے	۶	سگلے
عالم چھت کیاں شانان جان	۶	کیاں شانان
آے تری کی محلی تانہ	۶	محلی
علم حضور ہی ہے تس ٹھانہ	۶	حضور
ہوس دھریے یوں من منہ آن	۶	یوں
اس کا کھیا سبی برباد	۶	سبی

تیوں ہی	۶	تیوں ہی کہوں گا کریں نہ کھوڑ
کل، جز	۶	کل مراتب جز منہ لیاؤں
اجان	۶	غلط نہ پکڑیں اہوں آجان
پچھیں	۶	پچھیں اوس کی تنرلات

وغیرہ

(۸) افعال لازم و متعدی

(۱) افعال لازم و متعدی کا اندازہ مندرجہ ذیل مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے :

تب آپس ناظر کہلائے	۱۔ دیکھن جائے، کہلائے	۶	جیوں آرسی دیکھن جائے
پاے مراتب منہ توں ذات	۲۔ سمجھاوے	۶	خدا تجھے سمجھاوے بات
اور گھوڑا موجود دکھائے	۳۔ پاے، دکھائے	۶	چھت وجود سو موج پاے
دکھلاوے گھوڑوں کی گھاٹ	۴۔ دکھلاوے	۶	موم ہمیں نرمائی ماٹ
جن تھیں منجہ دل ہوا یقین	۵۔ سکھلایا	۶	جنھوں منجے سکھلایا دین
رزق سو مومن کافر پائیں	۶۔ سکھائیں	۶	جیوں معنی رحمان سکھائیں
وغیرہ	۷۔ کھلاؤں	۶	چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں

(ب) فعل ناقص کی مثالیں

محلدار کر راکھوں پاسے	۱۔ راکھوں	۶
کپڑے باسوں تیل لگاؤں	۲۔ باسوں	۶
چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں	۳۔ چھانٹوں	۶
بوجھوں ہوں عالم تس ٹھانہ	۴۔ بوجھوں	۶

وغیرہ

گجراتی کے فعل "چھے" کی استعمال کی مثالیں :

۱۔ چھے	۶	قل ہوا اللہ احد اک دس
۲۔ چھوں	۶	یہ ہوں چھوں رہیا جیوں جان

اللہکم واحد چھے تس
اے جیوں وحدت تیوں بیچ آن
وغیرہ

(ج) فعل کی امری صورتیں

۱۔ یہ صورتیں اردو اور پنجابی میں بھی ملتی ہیں۔ ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو ص ۹۷ و مابعد

(۱) علامت مصدر کے حذف کرنے کے بعد۔

لکھنا سے لکھ	۶	یہی بچن لکھ میرے بھاگ
سننا سے سن	۶	سن موجود چھتا جس نانوں
دیکھنا، بچارتا سے دیکھ، بچار سے تیوں ہوں ہوں مل کر دوچار		کی ہوں ایج دیکھ بچار

وغیرہ

(۲) جمع مخاطب میں ایک واؤ کا اضافہ :

آؤ، پاؤ	۶	ہ اقرأ کتابک اس بھانت آؤ
---------	---	--------------------------

دیو	۶	منجھ فکر کر دیو جواب
دیکھو	۶	دیکھو انکھیاں میچ سوتب

وغیرہ

(۳) امر کے بعد "ے" کے اضافہ سے مضارع اور امر کا مفہوم پیدا کیا ہے۔

مت بوجھے	۶	مت بوجھے ہے چھو کر داد
بھرے	۶	بھرے تو نو کج کی مقدار
پاے	۶	جو کچھ خطا تو اس منہ پاے
کہیے	۶	گھاٹ سونے کا کہیے جیوں

وغیرہ

(۴) صورت ج میں بعض جگہ "ی" جیم سے بدل دی ہے۔

کیجے	۶	دوی سمجھ کر کیجے سیر
دیکھے	۶	وہ دیکھے جے کرے سوال

وغیرہ

(۵) امر کے بعد جمع مخاطب میں یو کا اضافہ۔

لیو	۶	دو جا نانوں سو لیو تب جان
دیو	۶	نہ دیو زمانیں کون تم گال
کریو	۶	جب بسرے تب کریو یاد

وغیرہ

اس کی انفی صورت

لیوں	۶	یہ لیوں ملک کے جب دل
------	---	----------------------

(۵) مضارع کی صورتیں:

(۱) امر کے بعد 'ے' کا اضافہ۔

	مانے	۶	کہیں نہ وہ مانے یہ بات
	بسارے، رکھے	۶	رکھے بسارے یہ استاد
	دکھائے	۶	تن تھیں پھوٹ دکھائے گلال
وغیرہ	پچھاڑے، چونتھے	۶	آپ پچھاڑے چونتھے بال
	(۲) امر کے بعد وے کا اضافہ۔		
	دکھاوے	۶	چھت کا نور دکھاوے تب
	آوے	۶	دل منہ آوے یہ مشکل
	ہلاوے	۶	روح ہلاوے کیوں من آن
وغیرہ	پاوے	۶	ہب تھیں صفت سو پاوے جان
	(۳) صورت ب بلحاظ جمع		
	کھاویں	۶	یہ پھیریں اور کھاویں ٹھور
	آویں	۶	جانے وہ بھی آویں نانہ
	دیویں	۶	کہ مجنوں جب دیویں بول
وغیرہ	لیویں	۶	خوب محمد لیویں نام
	(۴) صورت ا بلحاظ جمع		
	بندھائیں	۶	جہاں وہم کے پاؤ بندھائیں
	لیائیں	۶	جیوں بانیں کوں لیاں اتاج
	پائیں	۶	جس منہ انسانیت پائیں
وغیرہ	لکھائیں	۶	صورت اس اس بھانت لکھائیں
	(۵) ماضی		
	۱۔ ماضی مطلق بنانے کے لئے اردو کے قاعدے کے خلاف بجائے ا کے		
	(۲) یا کا استعمال		
	دھریا	۶	جوسا سو دھریا تس کا نانوں
	کہیا	۶	تس تھیں قلب سو کہیا جاے
وغیرہ	پوچھیا	۶	معشوقیں اس پوچھیا تب

(ب) زائد 'سی' کا استعمال

دیا	۶	دیا جواب ہجوں ہے خام
۲۔ ماضی تمام میں زائد 'سی' کا استعمال		
کیا تھا	۶	وہم کیا تھا تس کی ذات
۳۔ 'جانا' سے ماضی بنانے کا وہی قاعدہ خوب ترنگ میں ملتا ہے جو اردو میں مروج ہے۔		
جانا سے گیا	۶	کنہ تھیں آیا گیا سو کانہ
جانا سے گئی	۶	کنہ تھیں آئی گئی کنہ سوے
۴۔ 'دینا' سے ماضی مطلق 'دیا' بھی خوب ترنگ میں موجود ہے۔		
۶		پن جب کس منہ دیا چھپاے

(و) ماضی شرطیہ

ماضی شرطیہ اردو ہی کے قاعدے سے بنی ہے مگر خوب ترنگ میں اس کی بیشتر لفظی صورتیں ملتی ہیں مثلاً:

(۱) پائیں	۶	پھر پائیں چھت ذاتج پاسے
(۲) ہوتیں	۶	دے بنسے ہوتیں نسیان
(۳) جاتیں جاتیں	۶	جاتیں جاتیں اوسے ادنھار
(۴) کرتیں	۶	یونہیں کرتیں جن اک ددے
غیر لفظی صورتیں :		

(۱) ڈھونڈتے	۶	اسے ڈھونڈتے آپس کھوے
(۲) اڈتے	۶	چتے میں مور سو اڈتے آن

(۹) بعض مصادر کی ماضی خلاف قاعدہ آئی ہے۔ مثلاً لینے، دینے کی ماضی لیتا، دیتا۔ اس کا استعمال دکنی، گوجری اور پنجابی میں پایا جاتا ہے بلکہ

(۱) کیتا = کیا	۶	ہور یہ کیت عرض متا
(۲) دیتا = دیا	۶	کیتا سبھی سنٹار امول
(۳) لیتا = لیا	۶	بھد دیتا اوس اپنی ہاتھ
	۶	دیتا دونہ ٹولوں کوں مان
	۶	کار بار کرتا سب دیس رات پھرا لیتا اور بھیس

(۱۰) مستقبل

مستقبل بنانے کا اندازہ مندرجہ ذیل مثالوں سے لگایا جاسکتا ہے:

روشن ہوا کہینگے تہ	۵	آپیں چھتا کھلا ہے جد	(۱) کہینگے
	۶	سنے سو جے بولے گا سوے	(۲) بولے گا
	۶	تو سمجھیکا یقین سو آن	(۳) سمجھیکا
	۶	تیوں میں کہونگا کریں نہ کھوڑ	(۴) کہونگا
اور دھراویں گے سب ٹھانوں	۵	ہر مرتبے سو اس کے نانوں	(۵) دھراویں گے
گھرے کوز مخلوق تمام	۵	روح دھریں گے اسی مقام	(۶) دھریں گے
	۶	صفا سو دکھلاوے گی سوے	(۷) دکھلاوے گی
	۶	پر تک خواب طے گا سوے	(۸) ملیگا
وغیرہ	۶	تالی لاگے کی اس مس	(۹) لاگے گی

اس "گا" کی علامت کے علاوہ مستقبل کی ایک اور صورت ملتی ہے: امر کے بعد 'ہ' کا اضافہ۔ یہ صورت پوربی میں پائی جاتی ہے۔ مثال

(۱) دیہ (دے گا) ۶ وجود اضافی دیہ جلاے

(۲) لیہ (لے گا) ۶ وے پگڑی جب لیہ اتار

(۱۱) "گا" حال کے معنی بھی دیتا ہے۔ اس کا استعمال اب اردو تحریر میں نہیں ملتا مگر عوام کی بول چال میں اب بھی سنائی دیتا ہے۔ ویسے قدیم اردو اور پنجابی میں اس کا استعمال ہوتا رہا ہے۔

(۱) سنی ہوگی کے لئے سنی ہوگی (شکیہ اقراری) ۵ جو سا پھرے کچھ یہ نہیں دور

سنی ہوگی بات مشہور

نہی فلان چناں کر اب

ہوں مطلق رہوے گی تب

آپیں آپ کھلا ہے جد

روشن ہوا کہینگے تہ

(۲) باقی بھگی کے لئے باقی رہوے گی

(۳)

(۱۲) فعل ناتمام میں ۱ کا حذف مثلاً

(۱) دیکھت ۶ صبر نہ رہوے دیکھت بار

لے پنجاب میں اردو ص ۹۹

	کرت (۲)	کرت پالکی مانھیں خواب	۶
وغیرہ	کہت (۳)	آہ کہت بھر رادے جھال	۶
		فعل کے ساتھ "کر" کا استعمال	
	(۱)	جوں آرسی کوں کر دیکھ	۶
وغیرہ	(۲)	یہ آگیں کر کہوں یہ بیکھ	۶
	(۱۳)	فعل مطابق مفعول	
	(۱)	بھریاں گلالاں ہیں تس ٹھانہ	۶
	(۲)	جس مقصود کہی میں بات	۶
	(۳)	کیاں عذر خواہیاں سمجھائیے	۶
	(۴)	ہویاں جو باتاں جا معراج	۶
	(۵)	انکھیاں کھولیاں جیتی بار	۶
وغیرہ	(۶)	جیوں دو شمع سوجلتیاں دور	۶
	(۱۴)	مرکب افعال	
	(۱)	صفتوں منہ اٹھ بیٹھت یار	۶
	(۲)	جیوں کاغذ اٹا کر دیکھ	۶
	(۳)	ہوں معتقد ہوا ان دیکھ	۶
	(۴)	ایسا بوجھ کرے انکار	۶
	(۵)	بھوک بھوک کہنا	۶
	(۶)	پاچھا ولیا	۶
	(۷)	جیوں پڈ جاویں	۶
	(۸)	تھاگ پڈے	۶
	(۹)	تو ایکل پن جانیا جائے	۶
	(۱۰)	جو کہیں جانیاں کہے کب	۶
	(۱۱)	جایو ناں تچ یوں من لیکھ	۶
	(۱۲)	جو کہیں جانیاں جائے رسول	۶

تو خوبیں سمجھیا اس شان	۶	(۱۳) خوبیں سمجھیا
ہب چلیں دھر دیکھو ایک	۶	(۱۴) دھر دیکھو
پن جب کس منہ دیا چھپاے	۶	(۱۵) دیا چھپاے
جو دے لیناں سہنگاموں	۶	(۱۶) دے لیناں
دیکھ پھپھانے ہر ہر گھاٹ	۶	(۱۷) دیکھ پھپھانے
بگت سو اس تھیں سمجھی جائے	۶	(۱۸) سمجھی جائے
ہیں کہوں نک سن دھرکان	۶	(۱۹) سن دھر
نہیں تو کیا کر جانیا جائے	۶	(۲۰) کیا کر جانیا جائے
جے جے گزری تھی تنہ بات	۶	(۲۱) گزری تھی
مت سن کر کچھ کرو بچار	۶	(۲۲) سن کر
مت ان سمجھے بول پھراے	۶	(۲۳) ان سمجھے
جے اس بھانت نظر کر جوے	۶	(۲۴) نظر کر جوے
یوں انکار نہ کیجھو دیکھ	۶	(۲۵) نہ کیجھو دیکھ
ہرن دیکھتیں پھ اتر اٹھ	۶	(۲۶) ہوا اتر اٹھ

وغیرہ

(۱۵) حالت مجروری میں بعض الفاظ کے آخر میں "و" بڑھا دیا ہے۔ مثلاً

یہ نظروں کی عادت لیکھ	۶	(۱) نظروں
کر اسماءوں مانہ بہ بیکھ	۵	(۲) اسماءوں
پہلوں سوے عدم منہ ہوے	۵	(۳) پہلوں
نور سو ان معنوں پچھان	۵	(۴) معنوں

(۱۶) حالت ظرفیہ میں "یں" لفظ کے آخر میں لگا ہوا ملتا ہے۔ مثلاً

وہ پانیں حما میں جائے	۵	(۱) ایک چکا پو پھیری کھائے
تب اک قیدیں گنی نہ جاے	۵	(۲) جب یہ چھت ہر ٹھاہریاے
پاسیں دو نسبتاں سوتاں	۵	(۳) یوں وحدت بچ کریں قیاس

مذکورہ بالا دونوں حالتوں کا مخصوص استعمال دکنی اور پنجابی میں بھی ملتا ہے۔

لے پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۴

(۱۷) خلاف قیاس جمع :

(۱) دو کی جمع دو ہوں ۶ عدم وجود دو ہوں اک حال
(۲) چار کی جمع چہوں ۶ چہوں دسوں میدان چھنٹاں
اس کی مثال پنجابی اور دکنی میں بھی ملتی ہے۔

(۱۸) جب ہم مصدر کو منصرف کرنا چاہتے ہیں تو اردو کے مروجہ قاعدے کے لحاظ سے مصدر کے آخری حرف "الف" کو "ے" سے بدل دیتے ہیں۔ مثلاً نکلنا سے نکلنے، جانا سے جانے وغیرہ بنالیتے ہیں۔ اس قاعدے کا استعمال خوب ترنگ میں بھی ملتا ہے :

(۱) (۱) دینا سے دینے سے ہاتھ جو لے آئے گرھاک
(۲) پچھاننا سے پچھانے سے وہ علم بصارت ماٹ
(۳) جاننا سے جانے سے حق ہو حلق نہ جانے اس
(ب) خوب ترنگ میں اس کی انفی صورتیں بھی ملتی ہیں :

(۱) ایکس علم سو کہنیں مانہ ۶
(۲) دو بھٹا ہر جنہ چلنیں جاے ۶
(۳) پن اک فعل سو کرنیں مانہ ۶
(۴) پائے بہشت یوں آئیں ماٹ ۶

(ج) تاہم خوب ترنگ میں اس کا ایک قاعدہ اور بھی ہے یعنی مصدر کے آخری حرف "الف" کو اسی مقصد سے گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) جن محسوس سو دکھیں جاے ۶
(۲) تب اس کپڑے را کھن دیت ۶
(۳) تم مکھ لاگن کے سراے ۶
(۴) جب بیسن کوں آیا حیاں ۶
(۵) کھڑیا لیکھن کاتب ذات ۶
(۶) اک آپس ہوں ہو جھن مانہ وغیرہ ۶

مصدر کو منصرف کرنے کے یہ دونوں قاعدے پنجابی و دکنی میں بھی ملتے ہیں۔

(۱۹) یوں ایسے مصادر ہیں جو گوجری اور اردو دونوں میں ملتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو موجودہ گجراتی اور قدیم گوجری (و گجراتی) کے علاوہ دکنی پنجابی ہی میں ملتے ہیں :

لے پنجاب میں اردو ص ۱۲۴ لے پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۵ لے پنجاب میں اردو ص ۱۲۶ تا ۱۲۹

- (۱) لوڑنا = ضرورت ہونا ہے جے کو آیا لوڑی مانجہ کھولے باٹ وے کہ اور مانجہ
- (۲) امرٹنا یا ایرٹنا = پہونچنا۔ دکنی و پنجابی میں اس کی صورت انپرٹنا ہے۔
تو کیوں امرٹیں کہہ تھس ٹھانوں
- (۳) پچھاننا = پہچاننا ہے جو ہر اس منہ حرف سو جان تہاں عرض اعراب پچھان
- (۴) بلگنا = ایک شے یا جسم کا دوسری شے یا جسم سے ملنا، سٹنا ہے بلگے گے وے چھت سنگھات
- (۵) لانا = لگانا ہے نرمائی کوں ہاتھ جو لائے موم جو عین وجود سو پائے
- (۱) بھلانا = ملانا (بھڑنے اور بھڑانے کی صورت میں یہ اب بھی مستعمل ہے۔)
مت مرتبے بھلا کر جائے
- (۲) آنا = لانا ہے ہمیں فکر کرتوں من لائے کہوں سنیں من ایدھر آن
- (۳) آنکنا = جانا ہے ہریک پائے وجود سوانگ یہ قسمت بن قسمت آنک
- (۴) اچانا = اٹھانا ہے دوجی طرف وجود دکھائے یہی امانت بھار اچائے
- (۵) جالنا = جلانا ہے نقطہ چنگی لکڑی جال اوسی دایرے پھر اسووال
- (۶) پھرنا = بدلنا ہے تلتل شکل پھرے اور شان نہیں اعراض رہے دو آن
- (۷) بھاننا = الگ کرنا ہے احد سو بھانے صفت جلال واحد دیہ وجود جمال
- (۸) لہنا = پکڑنا ہے جیوں جنہ چھپی پتھر منہ آگ کیوں رہتی ہے لہیں نہ لاگ
- (۹) کاجنا = کارٹھنا ہے چرخ ماریں پھر جو آے روپ کا چہ بھٹکو بھر رائے
- (۱۰) ناکھنا = رکھنا، رکھنا ہے جال پتھر چوہاں کر ناکھ
- (۱۱) بھینا = بھکونا ہے دانیں پانیں بھے کر چھوڑ آپس کوں بھی رہے نہ راکھ
- (۱۲) لیانا = لانا ہے لیاے بھیس بہ روپا جب اوگ اٹھینگے دیکھ بھوڑ
- (۱۳) پچھاننا = پہچنوانا ہے تمکوں تھوڑی تھوڑی دیت اتنا تو بوجھے گا تب
- (۱۴) الٹانا = الٹنا ہے جیوں کاغذ الٹا کر دیکھ صفت سو پچھانیں یوں کیت
- (۱۵) بانا یا بانہا = ڈالنا ہے تخت مہیں لے اچک سوآن تنہ پائے گا رنگ بہ بیکھ
- (۱۶) جونا = دیکھتا ہے جیوں آپس کی صورت جوے باز گے منہ باہی تان
- (۱۷) تب دیکھے نہیں درپن سوے

(۲۰) فعل سے اسم بنانا

- (۱) بوجھنا = بوجھنے کی قوت ۶ بوجھنے بوجھناں تس جو ہوے
 (۲) بڑھ، گھاٹ = بیشی، کمی ۶ وحدت ماں کچھ بڑھ نہ گھاٹ
 (۳) جاگنتی = بیداری ۶ یہ ہے موت جاگنتی باج
 (۴) چتراون = تصویر ۶ جیوں چتراون کھا نہیں ٹھانہ
 (۵) دیکھنا = دیکھنے کی قوت ۶ الہیت دیکھناں صفات
 (۶) دیکھنا = دکھائی دینے کی صورت، روشن ۶ نور دیکھناں دیوے کیوں
 (۷) دیکھنا، سننا، دیکھنے اور سننے کی قوتیں ۶ دیکھا دیکھناں، سنناں جب
 (۸) دیکھنا، جاننا = دیکھنے اور جاننے کی صلاحیتیں ۶
 دیکھے دیکھناں تھیں، بوجھیں جانناں سوچت چمت بتی کچھ نہ کرے
 (۹) کہنا = کہا، کہنا ۶ کہیں کہ اتناں کہیا مان
 (۱۰) کھلنا = ظاہر ہونے کی صورت ۶ کثرت جگ کھلناں اس کاج
 (۱۱) کھیلنا = کھیل، بازی ۶ او سے کھوتر کھیلنا بھارے
 (۱۲) گھومنا = گرداب (گھومنا سے) ۶ گھومنا لہر پوٹے کیوں

(۲۱) مرکب الفاظ

۱۔ کبھی سالم اور کبھی غیر سالم میں پن یا پنا یا نیا یا نیاں یا پا کے لاحقے کا اضافہ کر کے ایک مرکب لفظ بنایا ہے اور اس سے اسم مطلق کا کام لیا ہے:

(۲) پن کا لاحقہ

- اندھلا پن = اندھلا + پن (کوری) ۶ اس بھانتیں اندھلا پن دین
 ایکل پن = ایکل + پن (تنہائی) ۶ تو ایکل پن جانا جاے
 بڑپن = بڑ + پن (بڑائی) ۶ اس بڑپن سوں بڑپن
 بھار پن = بھار + پن (وزن) ۶ زور بھار پن ہوا سو آج
 تپن = تپ + پن (گرمی، تپش) ۶ خوب دھوپ تپتی تپن
 چنچل پن = چنچل + پن (شوخی) ۶ چنچل پن چمتے منہ پا د
 عقل پن = عقلی + پن (عقلیت) ۶ عقل پن ان کا ہر ٹھانہ

ننھین = ننھ + پن (لڑکپن) ۶ یہ ننھین کی عادت ہوے

(ب) پنا کا لاحقہ:

جان پنا = جان + پنا (جاننا) ۶ چھتا چھت بتی ہوا جان پنا خوب چھت سوں تو ملتا ج نہیں

(ج) پناں کا لاحقہ:

اندھل پناں = اندھل + پناں (اندھیرا) ۶ اندھل پناں نہیں حق ہے جانہ

ایک پناں = ایک + پناں (وحدت) ۶ چھت ایک پناں کچھو پائے نہیں...

فلان پناں = فلان + پناں (منی) ۶ نفی فلان کر اب

لانب پناں = لانب + پناں (لمبائی) ۶ لانب پناں بھی تسی سنگھات

ہوں پناں = ہوں + پناں (خودی) ۶ عین ایک ہوں پناں سو ہوے

(د) پنیں کا لاحقہ:

جان پنیں = جان + پنیں (علم) ۶ ہے گھونگھٹے منہ من ہر چھیا جنہ جان پنیں کوں بھی لاگ نہیں

علم سو جان پنیں کا نانوں

جوان پنیں = جوان + پنیں (جوانی) ۶ جوان پنیں منہ اور ج بات

جھاڈ پنیں = جھاڈ + پنیں (وجود درخت) ۶ ... سو تو جھاڈ پنیں منیں اور رہیا

دور پنیں = دور + پنیں (دوری) ۶ دور پنیں کی یہ تاثیر سبب کبیر دکھائے صغیر

ذات پنیں = ذات + پنیں (وجود ذات) ۶ ذات پنیں منہ پاسی نہ جاے

ہوں ہوں پنیں = ہوں ہوں + پنیں (منی) ۶ ہوں ہوں پنیں سو اپنیں مانہ وغیرہ

(۵) پا کا لاحقہ:

اکلا پا = اکلا + پا (وحدت، تنہائی) ۶ دکھ کی جد اکلا پا مان وغیرہ

۲۔ دار کے لاحقہ سے اسم فاعل بنانا۔

پردادار = پردا + دار ۶ دل کا پردادار ہو۔ یس وغیرہ

۳۔ اسم فاعل کرنھار (کرنے والا) کے لاحقہ سے ایک دوسرا اسم فاعل بنانا

روشن کرنھار = روشن + کرنھار ۶ نانوں دھریں روشن کرنھار

۴۔ کچھ کے سابقہ کے اضافے کے ساتھ مرکب لفظ بنانا

کچھنال = کچھ (کچ) + نال (نار مخفف انار) ۶ تب رنگ جیوں نیلا کچھنال

۵۔ ال کا سابقہ زور کے لئے استعمال کرنا

ال الکا = ال + الکا (الگ، جداگانہ) ء ہر یک سنہ ال الکا راز

۶۔ حاصل مصدر میں "وک" کے لاحقہ کے اضافے سے اسم بنانا

پانا سے پا + وک = پاوک۔ پانے والا ء اس دکھ پاوک کے تن جھال

جینا سے جی + وک = جیوک۔ بیٹھنے والا ء سبب ترور ہو کر جیوک ذات
وغیرہ
۷۔ واد کا لاحقہ:

چھوکر واد = چھوکر + واد ء پڑھے جو چھوکر واد فہرآن

۸۔ یل کا لاحقہ:

دوہیل = دوہ + یل ء جو دینا ہے بات دوہیل

۹۔ ل کا لاحقہ:

بتل ء کن کے امر بتل جک پائے آگل ء آگل بیٹھی کھان پکائے

پیچھل ء پیچھل بیٹا بیٹا راکھ

۱۰۔ تل + ہار کا دوسرا لاحقہ: امر تلھار ء جیون اک کن کے امر تلھار

۱۱۔ لا کا لاحقہ: چھیلا ء چھیلا ایک تعین جو میں

۱۲۔ س (فارسی) کا لاحقہ: ایکس ء ایکس علم سو کہنیں مانہ

۱۳۔ پر کا سابقہ: یردکھ ء اوسس کوں پر یردکھ ہیں کے

۱۴۔ نا کا سابقہ: ناچار ء جو ہوں قدرت ناچار

۱۵۔ اود کا سابقہ: اودناد ء تب کیا کیا اودناد مچائے

۱۶۔ بن کا سابقہ: بن پار ء نوک نھنیں دریا

۱۷۔ ان کا سابقہ: ان دیکھ ء ہوں معتقد ہو ان دیکھ

۱۸۔ ہار کا لاحقہ لکا کر اسم فاعل بنایا ہے:

آون + ہار = آون ہار = آنے والا ء جیوں فرزند ہوئے آون ہار

اچکن + ہار = اچکن ہار = اچکنے والا ء امر نہی کا اچکن ہار

بھیجن + ہار = بھیجن ہار = بھیجنے والا ء آپ رسول اور بھیجن ہار

جاگن + ہار = جاگن ہار = جاگنے والا ء ہوں مطلق سو جاگن ہار

- جن + ہار = جن ہار = جینے والا/والی ۶
 آگم نانوں دھریں جن ہار
 دیکھن + ہار = دیکھن ہار = دیکھنے والا ۶
 جیوں درپن منہ دیکھن ہار
 کرن + ہار = کرن ہار = کرنے والا ۶
 وجود الف کا توں کرن ہار
 کھولن + ہار = کھولن ہار = کھولنے والا ۶
 آپیں بردا کھولن ہار
 کھیلن + ہار = کھیلن ہار = کھیلنے والا ۶
 ہارے جیتے کھیلن ہار وغیرہ
 ۱۹۔ ہارا کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
 دیکھن + ہارا = دیکھن ہارا۔ دیکھنے والا ۶
 یہ جے دیکھن ہارا سوے
 ۲۰۔ ہر کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
 من + ہر = من ہر = من جتنے والا، محبوب ۶
 گھر نورانی من ہر کاج
 ہے گھونگھٹے منہ من ہر چھپیا... وغیرہ
 ۲۱۔ اسم فاعل کرنہار کے لاحقے سے ایک دوسرا اسم فاعل بنایا ہے:
 روشن + کرنہار = روشن کرنہار = روشن کرنے والا ۶
 نانوں دھریں روشن کرنہار
 آپ ہوا روشن کرنہار وغیرہ
 ۲۲۔ تھار کے لاحقے سے اسم فاعل بنایا ہے:
 سن + تھار = سنتھار = سننے والا ۶
 ہب تھیں بھابو سنتھار
 ۲۳۔ سال کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
 چتر + سال = چتر سال = تصویریں بنانے والا، مصور ۶
 چتر سال کچھ کر دکھلائیں
 ۲۴۔ وال کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
 رکھ + وال = رکھ وال = محافظ ۶
 کوڑوں کانٹے ہیں رکھ وال وغیرہ
 ۲۵۔ کار کا لاحقہ لگا کر اسم فاعل بنایا ہے:
 جنتر + کار = جنتر کار = ۶
 جنتر کار کرے کھپ ات
 ۲۶۔ دو اسموں کی یکجائی سے مرکب لفظ بنانا:
 (ا) آبدار خاناناں ۶ آبدار خاناناں ہے تس مانہ
 (ب) مکھ پونم ۶ مکھ پونم گھٹ ہوا سو بیج
 (ج) تالاویل ۶ تالاویل ہوے اس ماٹ

(۵) پائیں پررب ۶ پائیں پررب بھری جیوں کوے وغیرہ

۲۷۔ عربی کے مرکب لفظ

یوں تو پوری مثنوی میں جگہ بجگہ کلام پاک اور احادیث وغیرہ کے مختلف الفاظ یا ان سے متعلق تلمیحیں ملتی ہیں، مگر بعض مقامات پر خالص ترکیبیں بھی نظر آتی ہیں:

ابوالارواح	۶	ای ابوالارواح سوحبان
فرد الافراد	۶	وے فرد الافراد سوتب
فی الآفاق	۶	آیت فی الآفاق سو دیکھ
فی الحال	۷	وے دیکھی جاوے فی الحال
مرج البحرین	۶	مرج البحرین سوحبان
ممتنع الوجود	۶	کہے ممتنع الوجود سو جانے
ممكن الوجود	۶	ہے ممکن الوجود سو کیوں

وغیرہ

(۲۲) دکنی ج کے مقابلے میں اسی کے معنوں (ہی) میں زائد ج کا استعمال:

۱۔ آشناج	۷	آشناج تھا ہم منہ سوے
اورج	۶	جوان نہیں منہ اورج بات
انساج	۶	نطق سو ہے انساج مانہ
۲۔ بیج	۶	الف الف، بے بیج پڑھاے
۳۔ جان پناج	۷	یہ تو جان پناج نہ ہوے
۴۔ چھتاج	۶	وہ اپنی ذاتیج چھتاج
چھتیج	۶	اوس چھت نہیں ہے روی چھتیج
۵۔ خداج	۶	خداج حافظ ہے ہر ٹھانہ
۶۔ ذاتج	۶	عین مطالع ذاتج ہوے
۷۔ کاج	۷	دوحا نقطہ کاغذ کاج
۸۔ شرانج	۷	عین شرانج ہے ہر کھنور
۹۔ گھٹاج	۶	ذات ہیں نہیں کچھ گھٹاج
۱۰۔ قبلاج	۶	ہے کجہ جگہ کا قبلاج

۱۱۔ موج	۶	چھت وجود سو موج ہوے
۱۲۔ نوکج	۶	بھرے تو نوکج کی مقدار
۱۳۔ ہوج	۶	کہہیں ظہور نہ ہوج دکھائے
ہونج	۶	ہونج معلوم ہونج وجود
ہیج	۶	دے تو ہیج نہیں چھت مانہ

وغیرہ

خود دکنی ج کا استعمال:

۱۴۔ کد، سینج	۶	دے کد سینج منداونے نانہ
--------------	---	-------------------------

وغیرہ

(۲۳) فارسی کے باء فصاحت کے مصداق "سو" کا زائد استعمال ملتا ہے۔ مثلاً

(۱)	۵	اینہا وجود صفت نہیں دیکھ	عین یہی موجود سولیکھ
(۲)	۵	اب موجود آیا اس ٹھانہ	یہ شے آے وجود سو مانہ
(۳)	۵	ہب موجود وجود پھپھان	تیونھیں عدم معدوم سو جان
(۴)	۴	مائے لطیف سو مانجہ کثیف	
(۵)	۴	دو نہ ماں ہوں اک ذات سو ہوے	

وغیرہ

(۲۴) ق کا تلفظ خ کے طور پر حیدرآباد دکن کی خصوصیت سمجھا جاتا ہے مگر اس کی بھی ایک مثال ہمیں خوب ترنگ میں ملتی ہے۔ چقماق کم ہو کر چقماق اور پھر چخ مخ ہو گیا ہے

روپ کا چہ بھشکوں بھر رے

چخ مخ ماریں پھر جو آے

(۲۵) فک اضافت

۱۔ امر جزئی بجائے امر جزئی سے	وہ جب ایک فرد سن پائے	امر جزئی ادس نانوں دھراے
۲۔ اہل دل بجائے اہل دل	۶	نانوں مثال اہل دل مانہ
۳۔ تحت فرمان بجائے تحت فرمان	۶	عبد ایاز تحت فرمان
۴۔ حقیقت انسانی بجائے حقیقت انسانی	۶	حقیقت انسانی اس نانوں
۵۔ حامل وحی بجائے حامل وحی	۶	دوجا حامل وحی پھپھان
۶۔ حدیث نبوی بجائے حدیث نبوی	۶	حدیث نبوی ہے تس حال
۷۔ حقیقت آدم بجائے حقیقت آدم سے		حقیقت اس کی وحدت ذات
		حقیقت آدم اسم صفات

- ۸۔ حقیقت محمدی بجائے حقیقت محمدی ۶ وہی حقیقت محمدی
 ۹۔ رحمت عالم بجائے رحمت عالم ۶ رحمت عالم اوس پرمان
 ۱۰۔ عنصر محمدی بجائے عنصر محمدی ۶ عنصر محمدی اس نکت
 ۱۱۔ قرب فرایض بجائے قرب فرایض ۶ قرب فرایض اس کانوں
 ۱۲۔ قندیل زجاج بجائے قندیل زجاج ۶ جو سطاق مشکات سو جان
 دل قندیل زجاج پھپان

وغیرہ

(۲۶) تکرار الفاظ

اس اس	۶	آپس بوجھے اس اس شان
ایکس ایک	۶	ایکس ایک سو دے تمثیل
بھوک بھوک	۶	بھوک بھوک کیا کہوں تکرار
تس تس	۶	جمع کئے تس تس ڈھنگ
جدے جدے	۶	جدے جدے کر کہوں بکھسان
جے جے	۶	جے جے گزری تھی تنہ بات
دور دور	۶	دور دور دریے تھیں جاے
کیا کیا	۶	تب کیا کیا اودناد کراے

(۲۷) اعضاء جسم

۱۔ ہاتھ	۶	اس کی بے کر میرے ہاتھ
۲۔ ہتھیلی	۶	الف، ہتھیلی پر لکھ دیکھ
۳۔ بانہ	۶	بانہ گلے منہ باہی تان
۴۔ سراپاؤں	۶	آہرے کہا سراپاؤں لاگ

وغیرہ

(۲۸) اردو کا ایک محاورہ ہے: دن دہاڑے۔ اس محاورے میں اہل اردو کو تابع مہین گردانتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اردو کے برخلاف پنجابی اور گوجری میں تنہا استعمال ہوتا ہے:

پھر مہینا سو دھاڑے تیس
 دیس سو ہیں گھریا نچ بتیس

لہ پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۱۸

(۲۹) یاے مخلوط کا استعمال قدیم زبانوں کے علاوہ اردو پنجابی اور گوجری میں بھی ملتا ہے۔ اردو میں اس کا استعمال دوچار الفاظ مثلاً کیا اور کیوں وغیرہ کے سوا نہیں ملتا۔ گوجری اور پنجابی میں افعال و الفاظ کے ساتھ اکثر آتی ہے اور اس کا تلفظ حرف ماقبل کے ساتھ مخلوط ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ گوجری کی مثالیں یہ ہیں:

(۱) لیاے = لائے ۶ لیاے بھیس بہروپیا جب

(۲) رھیا = رہا ۶ دے جیوں پھول رھیا دھرکان

(۳) پکڑیا = پکڑا ۶ پکڑیا کان کہے وہ یوں

(۴) سمجھیا = سمجھا (بمعنی سمجھے) ۶ سمجھیا اینہاں صفت کا پھیر

(۵) چتریا = چترا ۶ چتریا سو کانھدا ابو ننھ

اردو اور پنجابی کی طرح گوجری میں بھی یاے مخلوط کا استعمال غیر زبان کے الفاظ کے ساتھ بھی ہوتا

ہے۔ مثلاً

(۱) دریا : دریے ۵ دور دور دریے تھیں جاے ایسا دور کہ بوند دکھائے

(۲) دو : دوے ۵ پن اک وقت نہیں یہ دوے عدم وجود اصناف ہوے

(۳۰) پروفیسر شیرانی مرحوم اسماءے اشارہ اے، یہ اور وہ (قریب و بعید کے لئے) کو پنجابی سے مخصوص بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا استعمال پوربی و دکنی کے علاوہ خوب ترنگ (گوجری) میں بھی ملتا ہے۔

(۱) اے ۵ یا اللہ اے مدح رسول اوسی دوستی کر مقبول

(۲) ای ۵ پن ای دونبستاں سو جانہ تب پانیں دونہ کے بچ مانہ

(۳) اونہہ، انہہ ۶ سبع مشانی ادنہہ کا نانوں

۶ انہہ پھیں مولود سو تین

(۴) ایہ ۶ نخت قبای ولی سو ایہ وغیرہ

(۳۱) غیر زبان کے لفظ کے آخر میں ایک یاے زائدہ کا استعمال :

(۱) ۵ علم حضوری ہے اس کھور اینہاں دلیل نہیں کچھ اور

(۲) ۵ کا ہے کہ گذریا وقت نہ پائے آتا وقت سو کیسا آے

(۳۲) بعض ایسے الفاظ جو گوجری اور اردو میں مشترک ہیں، بیشتر اردو میں اب مستعمل نہیں۔ البتہ دکنی اور

لے پنجاب میں اردو طبع سوم ص ۱۲۳ سے ایضاً ص ۱۱۹ سے، ۳۳، ۳۴ ایضاً ص ۱۲۳

پنجابی میں بعض ایسے الفاظ اب بھی ملتے ہیں :

(۱) بانڈنا = بانڈھنا سے جیوں کو مارے بانڈ غلام ہووے عاجز ہووے تمام

(۲) ہنسنا بہ تخفیف نون غنہ

سے کرے عقل کی بے تدبیر سے روے بوجھے تاثیر
(۳) کیچڑ کے لئے پنجابی اور دکنی میں چکڑ بولتے ہیں۔ خوب ترنگ میں کیچڑ ہی ملتا ہے۔

سے کیچڑ پانیں کہیں ملایں اوندھا اوس پرکے لٹایں
(۴) بستار = کھول کر، بہ توضیح

سے سو تفصیل کہوں بستار جی سوں سن بٹیاں دو چار
دنیوہ

(۳۳) محاورے

بول تھوڑا بوجھنا = کم سمجھنا	۶	مت بوجھے یہ تھوڑا بول
پاؤں چلنا = پیدل چلنا	۶	پاؤں چلنیں کی نہیں باٹ
پاؤں پڈنا = اظہار عجز کرنا	۶	پاؤں دوڑ پڈے گھنگھیاے
پگ چھوڑنا = قدم رکھنا	۶	تو اندھلا پگ چھوڑے تاند
تل تل منہ پھرنا = ہر آن بدلنا	۶	تل تل منہ رنگ پھرتا جاے
ٹھیک بھرنا = چوکڑھی بھرنا	۶	ہرن بھرے ٹھیکوں پر ٹھیک
درگہ جوڑنا = موڈ بکھڑا رہنا سے	۶	عشق کھڑا تنہ درگہ جوڑے تہاں نقیب طلب کے کوڑ
ڈھول دینا = اور پر ذمہ داری ڈالنا	۶	دیا شراب پیریں سب ڈھول
ڈگ دینا = قدم رکھنا	۶	خوف امید مہیں ڈگ دینا
رنگ پھرانا = رنگ کا فق ہونا	۶	رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
روپ کا چنا = روپ بدلنا	۶	روپ کا پچھلنوں بھر رانے
ساٹھی نہیں بدھنا ٹھی = سٹھیا نا	۶	ساٹھی نہیں بدھنا ٹھی ساچ
سادہ دھرنا = دل میں خیال جمانا	۶	ایسی من منہ دھرتا سادہ
کاغذ آنا = خط کا آنا	۶	جس کا کاغذ آیا ہوے
کھوڑ کرنا = اعتراض کرنا، عیب نکالنا	۶	تیوں میں کہوں کا کریں نہ کھوڑ

گود بچھا کر کہنا = منت یا عاجزی سے کہنا ۶ پن امتناں کہوں گود بچھائے
ہملہ (حملہ) کرنا = کوشش کرنا ۶ پہلے کرے کہ جاؤں چل

(۳۴) تعداد

(۱) عدد سادہ

چار بھانتیں دو ہوئیں	۵	۱- اردھا
دو تھیں ایک اک اردھا کریں	۶	
چنہ کا ارادہ کئے ہوئیں دو	۶	۲- ایک
ایک طرف جس صفائے ہوئے	۶	
ایک ایک لکھے دو بار	۶	ایک، احد
ایک اکیلا احد سو پائے	۶	اک
سمجھیں تو ہو پن اک بار	۶	ایکو
تس منہ ایکو موکھ نجوے	۶	ایکس
ایکس علم سو کہنیں مانہ	۶	
ہب دو بے دو کہوں سو دیکھ	۶	۳- دو
تن منہ ای دو غیب سو جان	۶	
دونوں عین سو پائیں ہوئے	۶	دونوں
دونہ باتوں تھیں پائے شے	۶	دونہ
عدم وجود دوہوں اک حال	۶	دوہوں
اس کوں طرف جو ہوئیں دو	۶	دوے
ای دونیں نسبتاں پھپان	۶	دونیں
تین شہادت منہ جے کوے	۶	۴- تین
اک نقطالے دھیرے سو جانہ	۵	
تین ہو ویں نقطے تس ٹھانہ	۶	
ان تینوں نقطوں اک ٹھانہ	۶	تینوں
دوے چار صفت سنہ ہوئے	۶	۵- چار

چنہ کا اردہ کئے ہوئے دو	۶	چنہ
جیوں دسوں میدان چھٹائیں	۶	چہوں
پانچ مراتب مانھیں آن	۶	۶۔ پانچ
پانچوں مل کامل انسان	۶	پانچوں
یوں حضرات سو خمس پچھپان	۶	خمس
آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان	۶	۷۔ چھ
چھ ماس ایچ کسینے پاسے	۷	
حے کے آٹھ نے چھوں کا واو	۶	چھوں
چھبے مرتبے شہادت یوں	۶	چھبے
آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان	۶	۸۔ سات
سات صفات یہ ہوئے تانہ	۷	
حے کے آٹھ نے چھوں کا واو	۷	۹۔ آٹھ
تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ	۷	
آٹھ، ایک، چھ، سات یہ شان	۷	
دو، نو، چار، تین اس دان	۷	۱۰۔ نو
نو کی سر کا جسزم سو آن	۶	
لکڑے پاسے اوس دس کر جان	۶	۱۱۔ دس
تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ	۶	
ہوئے اگیارہ سب تکرار	۶	۱۲۔ اگیارہ (گیارہ)
برس سو بارہ ماس کہا میں	۶	۱۳۔ بارہ
چودہ گھاٹ اوس میں ہر	۶	۱۴۔ چودہ
ہر ایک پاسے پندرہ پاسے	۶	۱۵۔ پندرہ
جو ان اک پکڑ پکھسی مانہ	۷	۱۶۔ پکھسی
پھر مہینا سو دس سے تکرار	۷	۱۷۔ تیس
دیس سو ہیں کھڑا پانچ تیس	۷	۱۸۔ تیس

سیم عدد چالیس شمار	۶	۱۹۔ چالیس
پنج تالیس ہویں مل سب	۶	۲۰۔ پنج تالیس (پینتالیس)
ساٹھی نہیں بدھ ناٹھی	۶	۲۱۔ ساٹھ
تندر رستوں پنج خلق ہزار	۶	۲۲۔ ہزار
شاہ گدا کے لاکھ کروڑ	۶	۲۳۔ لاکھ
کے لکھ چھوڑ سو آئے راج	۶	لکھ
دل دھیرے جو ملیں کروڑ	۶	۲۴۔ کروڑ
فعل ہویں لکھ، کوڑ، ہزار	۶	کوڑ
کوڑوں رہے سو بجنوں ہوئے	۶	کوڑوں
		(ب) عدد ترتیبی
اول حضرت وحدت نانوں	۶	۱۔ اول
یہ مرتبا سو پہلا ہوئے	۶	پہلا
پہلوں اس کا کر عرفان	۶	پہلوں
کریں نہ پہلی شان گمان	۶	پہلی
یہ ہے پہلی شکل سو کیوں	۶	
تس منہ پہلے ہوئے حیات	۶	پہلے
دوجا چاند سوکھتا شعبان	۶	۲۔ دوجا
اک سرکھا دوجا نہیں کوئے	۶	
الہیت دوجے اس ٹھانوں	۶	دوجے
دوجی طرف وجود دکھائے	۶	دوجی
آپس پاوے دوجی بار	۶	
فہم دوجی کا خوبیں آن	۶	دوجی
آیت سیوم عرش رحمان	۶	۳۔ سیوم
ہبیبیں تعین تیجا جانہ	۶	تیجا
تیجا اس کوں دیکھ پچھان	۶	

ہب موجود جو تہجی شان	۶	تہجی
چوتھا نانوں مثال سو جان	۶	۴- چوتھا
آسماں چوتھے پر ہے سور	۶	چوتھے
تین بار اک اک اک تین تینوں اک چھک اک چوک سو کین	۵	چوک
جیوں پہلوں چاروں کہہ آے	۶	چاروں
کہیں پانچواں پردا کس	۶	۵- پانچواں
جوسا پانچویں ٹھانہ بیان	۶	پانچویں
ہوے پردا چھٹا سو باس	۶	۶- چھٹا
(تین بار اک اک اک تین) تینوں اک چھک اک چوک سو کین	۶	چھک
ہمیں ساتواں پردا جان	۶	۷- ساتواں
جان آٹھواں پردا بھار	۶	۸- آٹھواں
دس گن ایک دہا کا تانہ	۶	۹- دہا کا
		(۳۵) علامات تنکیر
غلط نہ پکڑیں اہوں ا جان	۶	۱- ا
اشیاء پائیں اویر سویر	۶	
روپ اکل تس کلت نہ آے	۶	
اینھماں دیکھناں جاے انجاے	۶	۲- ان
مت ان سمجھے بول پیراے	۶	
مت اک بھی حق کون کتے اب	۶	۳- مت
مت مارے یوں ڈر من آن	۶	
ٹھانوں ہسے کی روے لوٹ	۵	۴- ن اور نہ
ہیں ننتے موجود سو جب	۶	
روپ اکل تس کلت نہ آے	۵	
مے ہی نہیں بھی کہیا نہ جاے	۵	۵- "نہیں" کی مختلف صوتیں
بھی نہیں خم عدم کے مانہ	۶	

ولی صفت ناں عین سو ذات	۶
ناں ناں روح کہوں اس بار	۶
اونہاں صفت کوں مدخل نانا	۶
ایک رتی کا پھیرا نانا	۶
نہیں اعراض رہے دو آن	۶
بلگے وہم مہیں بھی نانا	۶

(۳۶) عاطفہ "اور" کی مختلف صورتیں

ہے تو اب انیں عادل	۶	انیں
علم حضوری ہے اس ٹھور : اپہناں دلیل نہیں کچھ اور	۵	اور
صفا نی لہراں نسبت دوے	۶	نی
حے کے آٹھ نے چھوں کا داو	۶	نے
سوم بتی جیوں جلے نہیں روے	۶	نیں
ہور آپس کوں پاوے جب	۶	ہور

(۳۷) "میں" کی مختلف صورتیں

وہ اپنیں دا تیج چھتاج : ذات نہ وہ چھت ماں محتاج	۵	ماں
ماے لطیف سو مانجہ کثیف	۶	مانجہ
اتنیں سان تو ہے منجہ مانہ : کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ	۵	مانہ
تو ہوں اک ہوں مانہیں دیکھ	۶	مانہیں
سارے نسخے منہ یہ بات	۶	منہ
... سو تو جھاڑ پینس منیں اور رھیا	۶	میںس
قید مہیں آ مطلق نور	۶	مہیں
پانچ مراتب میں فی الحال	۶	میں
گھر مینیں سا نہیں بسلاے	۶	میںیں

(۳۸) گجراتی میں علامت فاعل "نے" کی جگہ "اے" کا ماترا بڑھا دیا جاتا ہے۔ خوب ترنگ میں اس کی انہی صورتیں ملتی ہیں :

۱۔ ابراہیمیں (ابراہیم نے)	۶	ابراہیمیں دیکھیا جانہ
۲۔ رسولیں (رسول نے)	۶	تو تھیں رسولیں کے بیان (یہاں حرام کے سبب فعل کی صورت بدلی ہوئی ہے)
۳۔ سکندریں (سکندر نے)	۶	سکندریں تب دیا جواب
۴۔ سلطانیں (سلطان نے)	۶	آ سلطانیں دیا محل
۵۔ سلیمانیں (سلیمان نے)	۶	کیا سلیمانیں یہ یاد
۶۔ لقمانیں (لقمان نے)	۶	تب لقمانیں دیا جواب
۷۔ محمودیں (محمود نے)	۶	چل محمودیں کیا سلام
۸۔ معشوقیں (معشوق نے)	۶	معشوقیں اوس پوچھیا تب

(۳۹) حروف علت کو کم کرنا یا کمزور کرنا (یہ خصوصیت پنجابی میں نمایاں ہے) :

پچھیں (پچھے)	۶	وہم قیاس پچھیں کس مانہ
دیت (دیتا ہے)	۶	نانوں محمدتس کو دیت
کیت (کرتا ہے)	۶	یہ موجود اضافی کیت

دیگرہ

(۴۰) حرف جار "سے" کی مختلف شکلیں :

تھے تھینج (تھے + نج)	۶	خدا تو ساروں تھینج غیور
تھیں	۶	بگت سو اس تھیں سمجھی جائے
سنہ	۶	فعل صفت سنہ کرے سو حق
ستیں	۶	خوب دھوپ چھتی تپن ستیں کام ایک بتی کیتی کام کئے
سیتیں	۶	یوں جیو سیتیں کیا گمان

(۴۱) حروف جار کا عدم استعمال

قدیم ہند آریائی زبانوں کی طرح گوجری میں حروف جار کا استعمال بہت کم کیا جاتا ہے۔ خوب ترنگ میں بھی اس کا استعمال ہمیں کم ہی ملتا ہے :

اوس آگیں (اوس کے آگے)	۶	جیو کی بات اوس آگیں ہوے
اوس تفصیل (اوس کی تفصیل)	۶	اوس تفصیل سو عالم کیت

ان مرتبوں (ان مرتبوں کو)	۶	ان مرتبوں کہیا جس شان
تس مداح (جس کا مداح)	۶	بارے تس مداح کلھاؤں
ثالث ہاتھ (ثالث کے ہاتھ)	۶	ثالث ہاتھ کہاوے گال
دل پچھل (دل کے پیچھے)	۶	وہ دل پچھل دیوے بول
رشکوں چھٹکے (رشک سے بگڑے)	۶	تب رشکوں چھٹکے محبوب
سب ساتھ (سب کے ساتھ)	۶	ہنسی ٹکور کرے سب ساتھ
کھونوں پاسوں (کونوں کے پاس)	۶	کھونوں پاسوں گنت ملاے
ان بولوں (ان بولوں سے)	۶	ان بولوں نقصان نہ جان
تخت بیس (تخت پر بیٹھ)	۶	تخت بیس جا بیٹھا تب
جن عددوں (جن عددوں سے)	۶	جن عددوں ذاکر محبوب
فاعل کے معنوں (فاعل کے معنوں میں)	۶	جے فاعل کے معنوں آے
یاد ادھک من (دل میں زیادہ یاد)	۶	سیلی یاد ادھک من آن
اس یار (اس کا یار)	۶	جانیں بچھڑیا ہے اس یار
اس آنگن منہ (اس کو آنگن منہ)	۶	اس آنگن منہ چتا لٹاے
انسان تحت (انسان کے تحت)	۶	جیوں انسان تحت انراد
جس رحمن رحیم صفات (جس کی صفات رحمن رحیم ہیں)	۶	جس رحمن رحیم صفات
جنہ خالق (جن کو خالق)	۶	جنہ خالق مخلوق تمام

(۲۲) الف کا زائد استعمال

۱۔ اہوں بجائے ہوں	۶	غلط نہ پکڑیں اہوں اجان
۲۔ اہے بجائے ہے	۶	جیوں مائی کا اہے کونبھار
۳۔ اسوار بجائے سوار	۶	ہاتھی گھوڑے لکھ اسوار
۴۔ تھاک بجائے تھک	۶	تھاک پڑے آ مسجد مانہ
۵۔ چتا بجائے چت	۶	سوتا چتا نس اوپر جاے
۶۔ پھیرا بجائے پھیر	۶	ایک رتی کا پھیرا نانہ
۷۔ واعدے بجائے وعدے	۶	دیس واعدے کا تھا جب

۱ (۴۳) ڈ کا استعمال

دریے کے چھن باو اڈاے	۶	۱۔ اڈاے
چتریں مور سو اڈتے آن	۶	اڈتے
ہاتھ پاؤ سر اوڈ کر جائے	۶	اوڈ
بحری ایک اوڈای تانہ	۶	اوڈای
تس پر سیرک اوڈھے تانہ	۶	اوڈھے
لانبا چوڈا اونڈا جانہ	۶	اونڈا
ہاتھی بڈا پسکھا ہے جیوں	۶	۲۔ بڈا
وحدت ماں کچھ بڈھ نہ گھاٹ	۶	بڈھ
جے دیکھے سو مول بڈھائے	۶	بڈھائے
نقطہ الف بڈھے جس کھانہ	۶	بڈھے
جنسوں چھانہ بڈھائے نور	۶	بڈھائے
تب چیت بڈی ننھیں دکھلاے	۶	بڈی
بڈے ننھیں تھیں بھار نہ ہوے	۶	بڈے
جے بوڈا وہ گونکا ہوے	۶	بوڈا
جوورہ کا ڈھی بوڈھی ہوے	۶	بوڈھی
تہ پڈ چھت۔ اے آواز	۶	۳۔ پڈ
سبھیں دور پڈی ہے بات	۶	پڈی
پاؤں دور پڈے کھکھیائے	۶	پڈے
توں اپیں پڈہ ہوے کتاب	۶	پڈہ
الف الف بے بیج پڈھائے	۶	پڈھائے
پیڈ ڈال اور پانت سواب	۶	پیڈ
دانا ایک انار تھیں تھڈ کھول...	۶	۴۔ تھڈ
دکھ کی جڈ اکلایا مان	۶	۵۔ جڈ
جھڈ بیج منہ تھجا جیوں	۶	جھڈ

ادبھی چڈہ دیکھیا چنہ پاس	۶	۶- چڈہ
سبھوں چڈھایا سرسرمان	۶	چڈھایا
اور ترتیب چڈھاؤ اتار	۶	چڈھاؤ
شمن من اللہ چڈھتا جاے	۶	چڈھتا
روپ کھاری ناکھیا چھاڈہ	۶	چھاڈہ
لانبا چوڈا اونڈا ہوے	۶	چوڈا
دادھی سر پر جاے بائٹھ	۶	۷- دادھی
حق کی سیدھی اینہاں مجاز	۶	۸- سیدھی
جیوں نمہ تھیں درپن کاڈہ	۶	۹- کاڈہ
جو وہ کاڈھی بوڈھی ہوے	۶	کاڈھی
اینیں جہاں کہیں کھاڈا ہوے	۶	کھاڈا
کھاڈ بوجھ پگ چھوڑے کوے	۶	کھاڈ
مونڈ کٹوں دے فرزندیت	۶	۱۰- مونڈ
جو یہ اونھساں ننھڈا ہوے	۶	۱۱- ننھڈا
تس منہ ہاڈ نہ چھڑی کوے	۶	۱۲- ہاڈ

(۴۴) ن غنہ کا زائد استعمال:

آگیں کہوں گا کر تفصیل	۶	۱- آگیں بجائے آگے
جب نگہ اپناں مانجے کوے	۶	۲- اپناں بجائے اپنا
تیوں بوجھے اپنیں بھی ذات	۶	اپنیں بجائے اپنی
اینہاں کوز توتئی کا نانوں	۶	اینہاں بجائے اینہاں (یہاں)
سب چھاپا اک بیراں ہوے	۶	۲- بیراں بجائے بیرا
بھری تھوڑی بیلاں مانہ	۶	بیلاں بجائے بیلا
پھیں پھر پاناں تس مانہ	۶	۳- پاناں بجائے پانا
پید، ڈال اور پانت سواب	۶	پانت بجائے پات
ہوں اس سوت بتی اوس پانوں	۶	پانوں بجائے پاؤں

جے پائیں پر چل کر جائے	۶	پائیں بجائے پانی
توں صورت حق معنی پاؤ	۶	۴- توں بجائے تو
علم جاننا کہئے کیوں	۶	۵- جاننا بجائے جاننا
مالک ہو یوسف لے جاؤں	۶	جانوں بجائے جاؤں
بوجھے جھیں رسول تمام	۶	جھیں بجائے جھیں
جتنا طالب کون بس ہوے	۶	جتنا بجائے جتنا
کہوں سو جھولنا اس کی جوڑ	۶	جھولنا بجائے جھولنا یا جھولنا
ہب چلنیں دھر دیکھو ایک	۶	۶- چلنیں بجائے چلنی
جال پتھر چونا کر ناکھ	۶	چونا بجائے چونا
ٹکڑوں چننا دھوپ دکھائے	۶	چننا بجائے چننا
شیخ چھلی سن کان چننا	۶	چننا بجائے چننا
پانچ مراتب خوبیں جاں	۶	۷- خوبیں بجائے خوبے (خوب)
دائیں کوں یوں دھر کر جائے	۶	۸- دائیں بجائے دانے
بیو دینا ہے بات دوھیل	۶	دینا بجائے دینا
ہب کیوں آے دواناں باٹ	۶	دواناں بجائے دوانا
تہاں دیکھناں ادھکا ہوے	۶	دیکھناں بجائے دیکھنا
روناں تنہ ہس ہوے نگو	۶	۹- روناں بجائے رونا
اینہاں زماناں صورت مانہ	۶	۱۰- زماناں بجائے زمانا (زمانہ)
وقت زمانیں منہ موجود	۶	زمانیں بجائے زمانے
سانھیں درپن سماں دکھائے	۶	۱۱- سانھیں بجائے سامھیں
سبوں کھیا کتہ تیری باج	۶	سبوں بجائے سبوں (سب ہی)
ساقی سچیں شراب سو جان	۶	سچیں بجائے سچی
تو موسیٰ سراں ہو جائے	۶	سراں بجائے سرا (سرمہ)
بات سنیں ہوے گی تیں جیوں	۶	سنیں بجائے سنی
جنہ سوناں عسرفان کلھائے	۶	سوناں بجائے سونا

سہناں دیکھے سوتیں مانہ	۶	سہناں بجائے سہنا، سوتیں بجائے سوتے
وحدت جیوں سیناں بچ مانہ	۶	سیناں بجائے سینا (سینہ)
پوچھے میاں فلائیں کانہ	۶	۱۲- فلائیں بجائے فلائے
پونھیں کرتیں کیتک مانہ	۶	۱۳- کرتیں بجائے کرتے، مانہ بجائے ماہ
اس یوسف کوں مالک آن	۶	کوں بجائے کو
کھاناں پانیں نس کے ہاتھ	۶	کھاناں بجائے کھانا، پانیں بجائے پانی
تسن کوں گنتیں مانہ نہ لیاں	۶	۱۴- گنتیں بجائے گنتی
جس کا ہے لازماں صفات	۶	۱۵- لازماں بجائے لازما (لازمہ)
جیوں دے لیناں سہنگامول	۶	لیناں بجائے لینا
کرے بہت ملنیں کی گھات	۶	۱۶- ملنیں بجائے ملنے، گھات بجائے گھات
منجھ دعا کر براے خداے	۶	منجھ بجائے مجھ
وؤں پیشانی دیکھے نانہ	۶	۱۷- وؤں بجائے وؤ (وہ، اس)
ہلکیں دھسر آواز نہ آے	۶	۱۸- ہلکیں بجائے ہلکے
ہلناں تچ عارضی سوجان	۶	ہلناں بجائے ہلنا
سن ہب ہلنیں چلنیں باج	۶	ہلنیں بجائے ہلنے، چلنیں بجائے چلنے
حق کے ظاہر ہونیں ماٹ	۶	ہونیں بجائے ہونے

(۴۵) ن کا حذف

یوں امرے گے بہ اصفات	۶	۱- امرے گے بجائے امریں گے
بلگے گے وے چھتے سنگھات	۶	۲- بلگے گے بجائے بلگیں گے
بھوی پاکی کے چھپاے	۶	بھوی بجائے بھویں
پاے جاے گے عین وجود	۶	۳- پاے جائیگے پاے جائیں گے
ہاتھ پاؤ سر جھکڑے جائے	۶	۴- جائے بجائے جائیں
باپ علم ما عمل پھپان	۶	۵- ما بجائے ماں
اصل یہی ما باپ پھپان	۶	ما باپ بجائے ماں باپ
مارے ہاک جگا وے سوے	۶	۶- ہاک بجائے ہانک

ہے بجائے ہنسیں ۶ نرم پھول جیوں سے سو مکھ
ہو بجائے ہوں ۶ یوسف کی ہوں ہو گرہاک
(۴۶) واو کا زائد استعمال: کبھی محض پیش کی خاطر اور کبھی زور دینے کے لئے:

۱- اوتار بجائے اتار ۶ اور ترتیب چڑھاو اوتار

اوتناج بجائے اتناج ۶ کاغذ تہ اوتناج چنپاے

اوتھے بجائے اٹھے ۶ اوتھے مشکل عورت کی تانہ

اوجال بجائے اجال ۶ کبھی جواہر مانہ اوجبال

اوجالا بجائے اجالا ۶ تیوں موجود اوجبالا اب

اوگ بجائے اگ ۶ اوگ اوٹھینگے دیکھ بہور

اوس بجائے اس ۶ اوس کوں اس حکمت سنہ پائے

اوداس بجائے اداس ۶ جس تھیں ہو دیں بھنور اوداس

اون بجائے ان ۶ اون کا نانوں تو ہے ہشیار

اونہ بجائے انہ (ان) ۶ سبع مشانی اونہ کا نانوں

اونھیں بجائے انھیں ۶ پوچھیا اونھیں سو ایکس بار

۲- موکھ بجائے مکھ ۶ تس منہ ایکو موکھ نہ جوے

۳- ہو دیں بجائے ہوں ۶ جس تھیں ہو دیں بھنور اوداس

(۴۷) ہ کا زائد استعمال

تھیں بجائے تھیں ۶ جہاں تھیں تنہ وہی سو جان

ٹھنڈھا بجائے ٹھنڈا ۶ ٹھنڈھا تتا بو جھے جس جس

جھکڑے بجائے جکڑے ۶ ہاتھ، پاؤ، سر جھکڑے جاے

چیلھاں بجائے چیلان ۶ جس پر چیلھاں چڈھیں شدہ

چھلی بجائے چلی ۶ شیخ چھلی سن کان چھنڈے

دیے بجائے دے ۶ دل وحدت کے دیے نشان

سہدسی بجائے سہدی ۶ سہدسی چتھیاروں آسے

کھوناں بجائے کونا (کوناں) ۶ جنہ چوکھوناں ہو سے تلاء

کھونیں تھے لکھ پھرتے دور
ملیں جو سا اک ہوا تمام
جب نگہ اپناں مانجے کوے

کھونیں بجائے کوئے (کونیں) ۶
ملیں بجائے ملیں ۶
نگہ بجائے نگ ۶

(۴۸) ۵ کا حذف

جیوں کو مارے باند غلام
تب یہ اندھلا بوڈا ہوئے
بول نہ سمجھے تاں لگ کوے
جاں لگ سیکل درس نہ ہوئے
عین سہی تھے وحدت مانہ
دھوپ سو گرمی ہتی سکائے
سوک ہوا ہلکا جیوں پانت
میرے جیو کا تو ہیں سنتوک
باندہ سلج دھج کر ہتیار
حرف ہتھیلی اوپر لیکھ

باند بجائے باندھ ۶
بوڈا بجائے بوڈا ۶
تاں بجائے تھاں ۶
جاں بجائے جھاں ۶
سہی بجائے سہی ۶
سکائے بجائے سکھائے ۶
سوک بجائے سوکھ ۶
سنتوک بجائے سنتوکھ ۶
ہتیار بجائے ہتھیار ۶
ہتھیلی بجائے ہتھیلی ۶

(۴۹) ہائے ہوز (۵) مفتوح کو الف سے ظاہر کیا ہے:

اندازا گھر جاوے کیوں
مؤمن بندا مؤمن حق
جان آٹھواں پردا بھار
نانوں عین ثابتا سو جان
دانا ایک انار تھیں تھڈ کھولا...
وے دائرا ہے کاجبانہ
وہ کیوں جیوں دلالا ہوئے
مجنوں دیکھ دیوانا ہوئے
رتی جو ذرا ہے پیال
کفر زندقا کہئے تب

اندازا بجائے اندازہ ۶
بندا بجائے بندہ ۶
پردا بجائے پردہ ۶
ثابتا بجائے ثابتہ ۶
دانا بجائے دانہ ۶
دائرا بجائے دائرہ ۶
دلالا بجائے دلالہ ۶
دیوانا بجائے دیوانہ ۶
ذرا بجائے ذرہ ۶
زندقا بجائے زندقہ ۶

آپس سجدا کرتے پائے	۶	سجدا بجائے سجدہ
بیٹھا ہے سجدا جانہ	۶	سجدا بجائے سجادہ
غلبا ہے بڑھناں رنگ مانہ	۶	غلبا بجائے غلبہ
کرے فرشتا گذر نہ تازہ	۶	فرشتا بجائے فرشتہ
جان قاعدا سبھی صفات	۶	قاعدا بجائے قاعدہ
تن قصا ہر ٹھاہنیں ٹھانہ	۶	قصا بجائے قصہ
شرط کبیرا ہے یہ بات	۶	کبیرا بجائے کبیرہ
ہے کعبا جگ کا قبلاج	۶	کعبا بجائے کعبہ
یہ مرتبا سو پہلا ہوئے	۶	مرتبا بجائے مرتبہ
یہ معجزا کہے سب کوئے	۶	معجزا بجائے معجزہ
عرف و بہ میوا پائے	۶	میوا بجائے میوہ
کرنسنا تصنیف دکھاؤں	۶	نسخا بجائے نسخہ
اک نقطائے دھرے سو جانہ	۶	نقطا بجائے نقطہ
نو شابا کن آیا سوئے	۶	نو شابا بجائے نو شایہ
دوہوں وعدا کیتا رات	۶	وعدا بجائے وعدہ

(۵۰) ہ مکسور کو سی یاے سے ظاہر کیا ہے :

کیا جانوں سمجھیا کی ناز	۶	کی بجائے کہ
بلکے ہے معشوق سو جانہ	۶	بلکے بجائے بلکہ
کیوں کی لیسلی آپس ٹھانہ	۶	کیوں کی بجائے کیونکہ

(۵۱) وزن یا زور دینے کے لئے ی کا زائد استعمال :

ترہوں اک ہوں جیوں اجیال	۶	اجیال بجائے اجال
منجھے دعا کر براے خداے	۶	خداے بجائے خدا
دیکھیا جیو جو سے کی گھاٹ	۶	دیکھیا بجائے دیکھا
دیا جواب ہجوں ہے خام	۶	دیا بجائے دیا
دل پت جیت چلے سینسار	۶	سینسار بجائے سنسار

پچھیں کتیب نہ دیکھیں کوے	۶	کتیب بجائے کتب
راضی کیا سو یوں محبوب	۶	کیا بجائے کیا
علم سو جیوں چھت یوں من لیکھ	۶	لیکھ بجائے لکھ
مقدمے کہوں مطلق ذات	۶	مقدمے بجائے مقدم

(۵۲) عام تلفظ کے لحاظ سے عربی و فارسی الفاظ کا غلط املا :

ہور یہ اردا دیا تمام	۶	اردا بجائے عرضہ
عشق مہیں بے اردا دیں	۶	
باج صفت اوس من منہ آن	۶	باج بجائے باز، بغیر
بلا دلال کھیا سمجھ ساتھ : اس کی بے کر میرے ہاتھ	۶	بے بجائے بیع
بیدے دھر مالے منہ آپ	۶	بیدے بجائے بیٹھے
وہم بتی بیدے سیوا اس	۶	
تاں دل ہدف کیا برجاس	۶	برجاس بجائے برجاست
پلیت کوتا ہے ہر حال	۶	پلیت بجائے پلید
کرے تابئی جگ منہ آے	۶	تابئی بجائے تابعی
کرے تابئی کن کن ڈھنگ	۶	
تائے کی بیلا تھی تھب	۶	تائے بجائے طعمہ
ہوے تجلا برتی جیوں	۶	تجلا بجائے تجلی
روح جسے بچ اس کی ٹھانہ	۶	جسے بجائے جثہ
روح جو عین جو سا کہلاے	۶	جو سا بجائے جثہ
اسی جو سے کے سب اجسام	۶	جو سے بجائے جثہ
جب جو یہی کا باس سو پلے	۶	جو یہی بجائے جوہی
چخ مخ ماریں پھر جو آے	۶	چخ مخ بجائے چخاق
تریا کی چک لال گلال	۶	چک بجائے حق
درس کہوں دے توں من آن	۶	درس بجائے درست
دعوا کیا سو آتس ٹھار	۶	دعوا بجائے دعویٰ

لکڑی اور داماں مل	۶	داماں بجائے دامر
نہیں دامائیں مانہ پھٹیج	۶	دامائیں بجائے دامر
چھانہ تمام رجوتس دیں	۶	رجو بجائے رجوع
بڑا زلیچا ایک بچھواں	۶	زلیچا بجائے غالیچہ
تبج نہ آنکھوں مرت نہ کان	۶	مرت بجائے سرعت
مانجہ سرہی آتا ہے تنگ	۶	سرہی بجائے صراحی
باندہ سلہ دھج کر ہتیار	۶	سلہ بجائے سلح
بات شروع کیا کئے کتے ہم	۶	شرو بجائے شروع
شہت اتارے تو جس حال	۶	شہت بجائے شہد
صورت ہو ہویت ہو	۶	صورت ہو بجائے صورتہ
غوسا چڑھے ہوئے لال مورنگ	۶	غوسا بجائے غصہ
جیوں کلف کوں گھولے ہاتھ	۶	کلف بجائے قفل
لے کلاماں مریم کن آیں	۶	کلاماں بجائے کلمہ
یہی بھیتر گوہر کی کھان	۶	کھان بجائے کان
جیوں کلف دیتا ہوئے تس	۶	کیلی بجائے کلید
عشق تسان محکماں سو جانہ	۶	محکماں بجائے محاکمہ
جوسا طاق مشکات سو جان	۶	مشکات بجائے مشکوٰۃ
عین مطالع کر ہر باب	۶	مطالع بجائے مطالعہ
سن پڑ ہیں کا انفا سواب	۶	نفا بجائے نفع
ہیلے کرے کہ جب وں چل	۶	ہملے بجائے حملہ (جست، کوشش)
صورت ہو ہویت ہو	۶	ہویت ہو بجائے ہویتہ
جیوں ہریسا موٹھی رانہ	۶	ہریسا بجائے حریص

(۵۳) وزن کے لحاظ سے غلط تلفظ اور املا

ارض بر وزن غرض بجائے ارض	۶	ارض سما منہ جے نہ سماے
انبار بر وزن چمار بجائے انبار	۶	پر بھیتر ہیں بھسے انبار

حاکم ذات امر سنہ پائے	۶	امر بروزن	کمر بجائے	امر
تب اوس منہ تھیس بچا سو ہوئے	۶	بچا بروزن	تضا بجائے	بچے
بیدے پھاٹ بچے ہو جائیں	۶	بچے بروزن	بچے بجائے	بچے
جیوں چنہ چھپی پتھر منہ آگ	۶	پتھر بروزن	اثر بجائے	پتھر
جیوں لے جائے ٹوٹ منزل	۶	ٹوٹ بروزن	بجائے	ٹوٹ
جگ جگہ سو توجہ شکل پھپھان	۶	جگہ بروزن	رکھ بجائے	جگہ
شیخ چھلی سن کان چھندے	۶	چھلی بروزن	کھلی بجائے	چلی
حرف ستیلی اوپر لیکھ	۶	حرف بروزن	تلف بجائے	حروف
طرفوں فوج حسن رنگ ہوئے	۶	حسن بروزن	کہن بجائے	حسن
اس کا حکم حکم ہے سوئے	۶	حکم بروزن	بجائے	حکم
تو ہر شان خلق دکھلائے	۶	خلق بروزن	قلق بجائے	خلق
صورت خیالی ہے ہر بیر	۶	خیالی بروزن	پیالی بجائے	خیالی
جیوں ایک ڈبا سو بھریا جان	۶	ڈبا بروزن	ریا بجائے	ڈبا
زیہہ کشش کر آپ تنائے	۶	زیہہ بروزن	فیہ بجائے	زیہہ
سمع بصر ہو علم سوماٹ	۶	سمع بروزن	رفع بجائے	سمع
صاحب حسن تھا اک سلطان	۶	سودت بروزن	صہکت بجائے	شہرت
پڑی سورت یہ اوس کے کان				
نبی شرع کا بانی حبان	۶	شرع بروزن	فرع بجائے	شرع
ذات صرف امی مطلق	۶	صرف بروزن	حرف بجائے	صرف
دوجی وحی طبع کا ساچ	۶	طبع بروزن	قرع بجائے	طبع
جب سلطان عہد ہے تب	۶	عہد بروزن	آبد بجائے	عہد
کہیں عرش ثانی اس آج	۶	عرش بروزن	عطش بجائے	عرش
کہیا عصر کون جاؤں تانہ	۶	عصر بروزن	اثر بجائے	عصر
حق جیوں شخص عکس جگ جان	۶	عکس بروزن	عطش بجائے	عکس
ہونج علم ہو ہونج وجود	۶	علم بروزن	بجائے	علم

غرض بروزن فرض بجائے غرض	۶	خالق نور کہیں اس غرض
فرد بروزن ابد بجائے فرد	۶	وہ جب ایک فرد کن پاسے
فرض بروزن غرض بجائے فرض	۶	ذکر کثیر فرض کر دین
فرق بروزن ورق بجائے فرق	۶	عبد الہ فرق کرتیوں
فکر بروزن چکر بجائے فکر	۶	الا نہیں فکر کا لاگ
قدح مدح بروزن جمع جمع بجائے قدح مدح	۶	قدح مدح منہ وہی سو دال
قدر بروزن اثر بجائے قدر	۶	قضا قدر اوس نانوں سو ہو
کفر بروزن درد بجائے کفر	۶	ہاے ہاے یہ کفر گناہ
کہانی بروزن چھانی بجائے کہانی	۶	کہانی کہوں سنیں سب جوڑ
گرم بروزن گرم بجائے گرم	۶	سب گرم اوس ٹھنڈھا بجھائے
مازگ بروزن نازگ بجائے مازگ	۶	پیچھیں رہ مازگ کے کام
مثل بروزن سچل بجائے مثل	۶	تنہ آیا جس نہیں مثل
مفصل بروزن کٹھل بجائے مفصل	۶	جمع مفصل احمد اس ٹھانوں
ملک بروزن بجائے ملک	۶	ان معلوم ملک کا راج
واعدے بروزن قاعدے بجائے وعدے	۶	دیس واعدے کا تھا جب

(۵۴) مختصرات

چتر یا ٹٹو سو دبل ات	۵	ات = اتی ، اتنا
اوس پر چھانٹیں پانیں ات	۶	
بج دادھی یوں دیا تیار	۵	بج = باج ، بغیر
بجیل حبال سو بھلے تار	۵	بجیل = بجلی ، بجلی
بلک عین سو فریڈ	۵	بلک = بلک
چنچل مسن بے جہریا پھند	۵	بہ = بہت
تھاں ٹھنڈ ہی ہے پتہ کی کس	۵	تھاں = تہاں ، وہاں
نانوں حقایق جگ کا تانہ	۵	تانہ = تہاں ، وہاں
تنہ عالم معلوم سو متوں	۵	تنہ = تانہ ، وہاں

اور ہویت کہے ہے جانہ	۶	جانہ = جہاں ، جس جگہ
ہیں تعین نیجا جانہ	۶	
جنہ معلوم سو ہے مطلق	۶	جنہ = جانہ ، جہاں ، جس جگہ
نیہ سمند چڑہ آیا جوش	۶	سَمْنَد = سمندر
ادس کوں اس حکمت نہ پکے	۶	سُنَد = سونہ ، سوں
نوی سیا ہی جیوں عار اس ہو	۶	شہ = نوشہ ، دولہا
شہ دیوے جے مانگے سوے		
ہویت اور احدیت کانہ	۶	کانہ = کہاں
عدم وجود نہ ہوشے کب	۶	کب = کبھی
کت ڈرتی ہے توں اس ٹھانہ	۶	کت = کتنا ، کتنی ، کس قدر
کنہ تھیں آئی گئی پھر کانہ	۶	کنہ = کانہ ، کہاں
صفت نہ امرطے کو تس ٹھانوں	۶	کو = کوئی
کو نزدیک نہ اس تھیں ہوے	۶	
چنہ دس کدھریں ماگ نہ ہو	۶	ماگ = مارگ ، راستہ
جن پانیں بھریا اس میں	۶	مس = مثل ، مثال ، مانند

(۵۵) ترجمے :

۶	بڑا علم دے کر اختیار	۲	اختیار کردہ - اختیار کر کے
۶	کرے ادب توں زالا مار		ادب کردن - ادب کرنا
۶	سب درگاہ کیا انصاف		انصاف کرد - انصاف کیا
۶	بار عام دے آے بھار	ج	بار عام بدہد - بار عام دیتا ہے
۶	خوبیں جیوں سوں کریں بہ بیکہ		بجان یا بدل - جی سے ، جان کے ساتھ
۶	بھی کہوں ٹک سن جیو سنگھت		بجان بشنو - جان کے ساتھ سنو ، پوری توجہ سے سنو
۶	فکر کرد ٹک جیو سوں تم		بجان فکر بکن - خوب غور کرنا
۶	منجھ دعا کر براے خداے		برائے من دعا کن - میرے لئے دعا کر
۶	کر بسم اللہ بات پر آیں		برسخن بہ آیند - مقصد کی کہنا

۴ زور پیٹھ کے رہیا سو راہ
۴ اوس کا دھیان سو سرمنہ بانڈہ
۴ جیو کے کانوں سے جو کوے
۴ سن دھر دل کے کان سنگھات
۴ یہ جیوں بلسل کرے بیان
۴ جہاں وہم کے پاؤ بندھائیں
۴ جان کریں تعظیم سو دیکھ
۴ مانجھ سر ہی آتا سے تنگ
۴ توبہ دے بختے ہر باب
۴ بھنواں دھنک دھ ماریں تیر
۴ تب عاشق یوں کھیا جواب
۴ تس چورنگ کرنا یہ دین
۴ حکم سو یہ کیتا سلطان
۴ اوس کا دھیان سو سرمنہ بانڈہ
۴ داغ دیا تس چھٹی مانہ
۴ رنگ آمیز کیا اس بھیکہ
۴ کرے ادب تو زانو مار
۴ اس کی جیب بندھا بسیکہ
۴ چل محمودیں کیا سلام
۴ صورت پکڑ او جاں دکھائے
۴ سوچ بندھ کہیں طالع ہو
۴ کرے عبادت وہ سو دھیان
۴ ہو یہ کیتا اس ض تمام
۴ ہو یہ اردا دنا تمام
۴ پہلوں اس کے فار

بزور پشت - پیٹھ ک طاقت کے ساتھ
بسر بستن - خوب ذہن میں رکھنا
بگوش جان - جان کے کانوں کے ساتھ
بگوش دل بشنو - دل کے کانوں سے سنو
بیان کند - بیان کرتا ہے
ت - پائے وہم بستن - وہم کے پاؤں بانڈھنا
ث - تعظیم کردن - عزت کرنا
تنگ آمدن - تنگ آنا
توبہ دادن - توبہ قبول کرنا
تیر زدن - تیر مارنا، تیر چلانا
ج - جواب گفتن - جواب دینا، جواب کہنا
چورنگ کردن - چورنگ کرنا، حیران کرنا، ہرانا
ح - حکم کردن - حکم کرنا
خ - خیال بستن - خیال بانڈھنا
د - داغ دادن - داغ دینا
س - رنگ آمیز کردن - رنگ ملانا
ش - زانو زدن - زانو مارنا (موڑ کر بیٹھنا)
زبان بستن - زبان بانڈھنا
س - سلام کردن - سلام کرنا
ص - صورت گرفتن - صورت پکڑنا، اختیار کرنا
ط - طالع شدن - نمودار ہونا
ع - عبادت کردن - عبادت کرنا
عرض کردن - عرض کرنا
عضد داشتن - مابجا کہنا
عرفان کردن - جاننا، عرفان کرنا

غلط نہ پکڑیں اہوں اجان	۶	غلطی نکالنا	غ
اس نت اوٹھ غم کھانا ہونے	۶	غم خوردن - غم کھانا	غ
سبھوں چڑھایا سرفسردمان	۶	فرمان بسر بردن - فرمان کو سر آنکھوں پر رکھنا	ف
ہیں فکر کرتوں من لائے	۶	فکر کردن - سوچنا، فکر کرنا	ف
مشکل بول فہم کر دیکھ	۶	فہم کردن - فہم کرنا، سمجھنا	ف
ایسا بھی مت کرے قبول	۶	قبول کردن - قبول کرنا	ق
پھیں کرتیں بیل قیاس	۶	قیاس کردن - قیاس کرنا	ق
تو کوئی کسی پر نہیں کھڑا	۶	کسی بر کسی قائم نیست - کوئی کسی پر قائم نہیں ہے	ک
کریں نہ پہلی شان گمان	۶	گمان کردن - گمان کرنا، خیال کرنا	گ
انھیں کھیا کچھ کان نیکت	۶	گوش نہ کردن - کان نہ دینا، نہ سننا	گ
اس میدان لے جاوے گوے	۶	گوی بردن - بازی لے جانا، جیتنا	گ
جو کو غیر کون دھرتا پیار	۶	محبت داشتن - پیار رکھنا	م
ہا سلطانیں دیا محل	۶	محل دادن - محل دینا	م
عجم ندا کر جہاں بلایں	۶	ندا کردن - پکارنا	ن
جے اس بھانت نظر کر جوے	۶	نظر کردن - رخ کرنا، دیکھنا	ن
نفی فلاں پناں کر اب	۶	نفی کردن - انکار کرنا	ن
سنتیں کچھو نہ کیجو ننگ	۶	ننگ کردن - عار سمجھنا	ن
وہم کرے جیوں اک بازار	۶	وہم کردن - وہم کرنا	و

اور دوسرے فارسی مصادر وغیرہ کے بھی ترجمے ملتے ہیں۔
 (۵۶۱) ہندوستانی لسانیات (ص ۱۰۲) میں ڈاکٹر زور صاحب نے گوجری کے سلسلے میں تحریر کیا ہے کہ
 دکنی اور شمالی ہندوستانی کے مقابلے میں بعض الفاظ کا ارتقا گوجری میں علیحدہ طور پر ہوا ہے۔ اس
 کی کچھ مثالیں خوب ترنگ میں بھی ملتی ہیں:

خوب ترنگ کی مثالیں		
سنیں پھیر اک نیہ کا چال	۶	دکنی و شمالی
کہ تھکا کا کا کو پڈیا ہار	۶	گوجری
		پھیر
		تھکانا

خوب ترنگ کی مثالیں	گوجری	دکنی و شمالی
۴. تھاک پڑے آ مسجد باز	کو تا	کتا
۵. لیلیٰ کا کوتا ہوئے جان	کال	کل
۶. کہیا ملیں مغرب کوں کال	کھاڈا	کھڈا
۶. انیں جہاں کہیں کھاڈا ہوئے	گھاٹنا	گھٹنا
۷. چودہ گھاٹ اوں برس ہزار	لاگنا	لگنا
۶. تالی لاگے کی اسس مس	گرھااک	گراہک، گراہک
۷. ہاتھ جیولے آے کرھااک		

(۵۷) ہندوستانی لسانیات میں ڈاکٹر زور نے گوجری کی خصوصیات دکھاتے ہوئے ایک جگہ ص ۱۰۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ ”بعض الفاظ کے متعلق بھی گجراتی تحریروں میں عجیب مواد حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً

- | | | |
|------------------|--------------------|------------------|
| ۱۔ سوے (سب) | ۲۔ داؤں (دامن) | ۳۔ دوہوں (دونوں) |
| ۴۔ چھاں (چھانوں) | ۵۔ بروپا (بہروپیا) | ۶۔ کھونا (کونا) |
| ۷۔ آدو (آدھا) | ۸۔ کلف (قفل) | ۹۔ پلٹ (پلیڈ) |
| ۱۰۔ الکی (الگ) | | |

سوائے سوے (سب)، داؤں (دامن) اور چھاں کے مندرجہ بالا الفاظ خوب ترنگ میں ملتے ہیں۔

چھٹا باب - متن

۱ - تدوین و ترتیب کے لئے استعمال میں آنے والے
نسخے مع مختصرات خصوصی

ب - متن خوب ترنگ

۱۔ مختلف نسخے

(۱) خوب ترنگ، نظم ہندی، از شاہ خوب محمد قدس سرہ۔ احمد آباد۔ نسخہ مجلد ہے۔
 باہر کا طول: ۹۷۱ انچ، عرض: ۵۷۱ انچ، دبازت: ۶۹ انچ۔
 اندر کا طول: ۸۶۸ انچ، عرض: ۲۶۹ انچ،
 حاشیہ: دائیں طرف: ۱۷۶ انچ، بائیں طرف: ۷۶ انچ،
 خط: خط نسخ

ہر صفحہ پر بارہ سطریں ہیں یعنی صفحہ پر کسی سرخی یا جھولنے کے نہ ہونے پر بارہ شعر ملتے ہیں۔
 ان کی موجودگی میں اشعار کی تعداد گھٹ کر دس یا گیارہ ہو جاتی ہے۔ سرخیاں عموماً لال روشنائی میں ملتی
 ہیں مگر اشعار سیاہ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔
 پہلا شعر:

بسم اللہ کہوں چیت ذات جس رحمن رحیم صفات

بعد میں کسی نے اس شعر سے قبل یہ شعر درج کر دیا ہے

میاں خوب کا ہے یہ کلام خوب ترنگ ہے اس کا نام
 صفحوں کی تعداد کل ۲۵۷ ہے۔ ایک صفحہ چھوڑ کر گجراتی میں صفحوں پر نمبر لکائے گئے ہیں۔ یوں ۱۲۸
 تک نمبر لگے ہوئے ہیں۔

کاتب کا نام اور کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ کاغذ سفید، چکنا اور اچھا ہے۔ اصلاح کے لئے
 "ن" کی علامت درج ہے۔ اصلاحیں حاشیوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ج اور س کے بعد اس کی قرأت نسبتاً
 زیادہ بہتر ہے۔

حوالہ دیتے وقت اس کے لئے علامت استعمال ہوئی ہے۔

شہ کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۶۳

(۲) امواج خوبی شرح خوب ترنگ لے

باہر۔ طول: ۱۰ انچ، عرض: ۵.۴ انچ، دبازت: ۶ انچ،

اندر۔ طول: ۱۰ انچ، عرض: ۵.۴ انچ،

جدول سرخ ہے۔ ہر صفحہ پر عبارتیں حوض میں درج ہیں۔ حوض کا طول ۶ انچ اور عرض ۳ انچ ہے۔ حوض کے کنارے کنارے تین طرف ۱.۴ انچ چوڑا حاشیہ ہے۔ اس حاشیہ میں وہ اشعار لکھے ہوئے ہیں جن کی شرح حوض میں درج ہے۔ شرح کے ساتھ ساتھ بعض متعلقہ نکتے بھی حوض میں بنے ہوئے ہیں۔

صفحات کی تعداد اگرچہ ۲۰۶ ہے تاہم خود صفحات پر اس کی صراحت نہیں ملتی۔

خط: خط نستعلیق ہے۔

روشنائی سیاہ استعمال ہوئی ہے۔ اہم چیزوں پر سرخ لکیر کھینچی ہوئی ہے۔ اشعار کے ساتھ ذیلی سرخیاں لال روشنائی سے لکھی گئی ہیں۔

کاتب کا نام اور کتابت کی تاریخ سے متعلق یہ عبارت ملتی ہے:

”برائے حاجی محمد یعقوب صاحب نوشتہ شد و بتاریخ نور (ز) دہم شہر محرم الحرام سنہ

یک ہزار و یکصد و شصت و یک ہجری از دست محمد شفیع عبرت۔“

اس کے حوالہ کے لئے علامت ”ب“ استعمال ہوئی ہے۔

(۳) امواج خوبی اور دوسرے رسالے لے

یہ نسخہ اہم اور قیمتی ہے کہ یہ خوب محمد کے زمانے کا لکھا ہوا ہے جیسا کہ تاریخ کتابت سے پتہ چلتا ہے۔ قدامت کے پیش نظر میں نے اسی کو بنیاد قرار دیا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ دوسرے نسخوں سے تقابل کرتے ہوئے اس کی قرأت زیادہ قابل قبول ٹھہرتی ہے۔ صحت قرأت کے اعتبار سے سالار جنگ میوزیم کا وہ نسخہ جسے میں نے سٹل قرار دیا ہے اس کے بہت قریب ہے۔

نسخہ غیر مجلد ہے۔ اس میں رسالہ جات عقیدہ صوفیہ، خلاصہ موجودات، صلح کل، حفظ مراتب کے مقدمہ، شرح جام جہان ناست، شراب جام (شرح جام جہان ناما) کے ساتھ امواج خوبی موجود ہے۔

۱ کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۶۵

۲ کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد، فن ۸ نمبر ۷۳

نسخہ کا طول : ۸ انچ ، عرض : ۶ انچ اور دبازت : ۱۶۵ انچ ہے۔
حاشیہ - اوپر : ۱۶۵ انچ ، دائیں : ۶۷ ، بائیں ۶۳ انچ ہے۔
خط : خط نستعلیق اور روشنائی کالی ہے۔

عبارت سے ممتاز قرار دینے کے لئے اشعار کے اوپر سرخ لکھ کر کیسچ دی گئی ہے۔ منہ عوں پر علامت
۴ کے درمیان درج کیا ہے۔ ہر سرخی لال روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔ ہر شعر کے خاتمہ پر اس کے ساتھ
اس شرح کے پہلے لفظ پر سرخ روشنائی سے ہ کی علامت تحریر ہے۔
اس نسخہ میں رسالہ 'حفظ مراتب کا خط نستعلیق ، نسخ ، پندرستعلیق ہے۔ نسخوں پر کبھی بھی
درج نہیں ہے۔

درمیان میں کچھ صفحے (امواج خوبی ہی کے) خط نسخ میں لکھ کر کسی نے چپکا دئے ہیں ، حاشیہ میں
کوئی ضرورت نہیں تھی۔ شروع میں فہرست مضامین ہے۔ اس کا خط متن کے ۱۵ صفحات تک استعمال ہوا ہے۔
نسخ کے امتزاج کے ساتھ ملتا ہے۔ کہیں کہیں حاشیہ میں کوئی شعر یا شرح کے جملوں کے ٹکڑے لکھے ہیں۔
کہیں کہیں اسی طور پر اصلاحیں بھی دی ہیں۔ گو رسالوں کی تاریخ کتابت وغیرہ نہیں ملتی ہے۔
کے خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے :

”روز یک شنبہ بتاریخ ہشتم ماہ شوال بخط ملا دور و انداز شریف و درخشاں

میابنجیو نوشته شد ۱۳۰۰ ہجری (کذا)

”بمضور میابنجیو“ یہ فقرہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ انہی ہے کہ مہر جو جوست سے
محمد ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو نسخہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

ظاہر ہے سال کتابت کی صراحت میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ عام نہیں تو کم از کم

تھا۔ دوسرے تاریخ یا ۱۱۰۳ یا ۱۱۳۰ یا ۱۰۱۳ ہو سکتی ہے۔ *Abu Enhemerides*
سے پتہ چل سکتا ہے کہ کون سے سن میں ۸ شوال کو یک شنبہ ہے۔ مگر ہماری مشہل ۱۰۰۱
کہ اسی کاتب نے رسالہ 'حفظ مراتب کی ایک خوشخط نقل تیار کی ہے اور اس کے
وغیرہ اس طرح دے رکھی ہے :

”تمت الكتاب بهذا الرسالہ فی وقت ظہر یوم پنجیس بتاریخ ۱۰۰۰ ہجری

لہ کتب خانہ پیر محمد شاہ ، احمد آباد میں ہے۔

ماہ رمضان ۱۴۱۲ھ بخط ملا مدو ولد شیر محمد در احمد آباد نوشتہ شد۔
چنانچہ طے پایا کہ موجودہ نسخہ امواج خوبی کا سال ارقام ۱۰۱۳ھ ہے۔ یعنی خوب محمد کی وفات سے کوئی
دس سال قبل تحریر ہوا تھا۔
حوالے کے لئے اس کے لئے علامت ج استعمال ہوئی ہے۔

(۴) خوب ترنگ با ترجمہ شرح فارسی امواج خوبی۔

نسخہ مجلد ہے۔ کل ۷۳۹ صفحات ہیں۔

نسخہ کا سائز۔ طول: ۹ء۱ انچ، عرض: ۵ء۲ انچ، دبازت: ۲ء۲ انچ۔

صفحہ کا سائز۔ طول: ۸ء۸ انچ، عرض: ۵ء۵ انچ۔

ہر صفحہ کے اوپر اور دائیں بائیں آدھ آدھ انچ کا حاشیہ ہے اور پھر حوض بنا ہوا ہے۔ اس
کا سائز یہ ہے: طول: ۸ء۲ انچ، عرض: ۴ء۵ انچ۔ اس حوض کے اندر ایک اور حوض ہے۔
اس کا سائز یہ ہے: ۵ء۸ x ۳ء۱ انچ۔

شعر سرخ روشنائی سے اور شرح کالی روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔

یہاں وہاں، کبھی حوض کے اندر اور کبھی حاشیہ اصلاحی ایک دوسرے خط میں ملتی ہیں۔

نسخہ کی ابتدا میں نمبر وار فہرست مضامین درج ہے۔ ۳۱ صفحات تک ۱۲ سطریں ہیں۔ بعد میں ہر صفحہ

پر گیارہ گیارہ سطریں ہیں۔

۶۶ صفحات کے بعد ۵ صفحے خالی ہیں۔

۲۵۱ اوراق کے بعد حاشیہ اوپر اور نیچے ۳ء۱ انچ اور دائیں بائیں ۱ء۶ انچ ہے۔ دو تین

صفحوں تک خط نسخہ ہے، اس کے بعد نستعلیق ہے۔ اور حاشیہ وغیرہ کے لئے لکیریں کھنچی ہوئی نہیں ہیں۔

اصلاح جتانے کے لئے ۴ یا ۷ کی علامتیں درج ہیں۔

مٹیالے رنگ کا سفید اور چکنا کاغذ استعمال کیا ہے۔ ۵۳۳ صفحات کے بعد کاغذ نسبتاً زیادہ سفید

ہے مگر یہ کھر درا بھی ہے۔

حوالے کے وقت اس کے لئے علامت د استعمال ہوئی ہے۔

لے کتب خانہ پیر محمد شاہ، احمد آباد۔ فن ۸ نمبر ۶۴

(۵۱) خوب ترنگ لہ

نسخہ مجلد ہے۔

جلد کا سائز۔ طول : ۹.۲ انچ، عرض : ۵.۵ انچ، دبازت : ۵، انچ سے زائد۔
 صفحہ کا سائز۔ طول : ۸.۸ انچ، عرض : ۴.۸ انچ۔
 متن کا سائز۔ طول : ۶.۷ انچ، عرض : ۳.۷ انچ۔
 کاغذ : سفید، دستی و مشینی ہے۔

نقطہ : خط نستعلیق، ضخامت : ۱۴۹ صفحات۔

ہر صفحہ پر تقریباً پندرہ شعر درج ہیں۔ حاشیوں میں فارسی میں تشریح اشعار ہیں بعض اوقات درج ہے۔
 پہلا شعر

جس رحمان رحیم صفات

بسم اللہ کہوں چھت ذات

آخری شعر

یہ عارف بے کل لسان

بی نیشاں اس کا نیشاں

اختتام پر یہ عبارت ہے :

”تمام شد کتاب خوب ترنگ تصنیف حقایق و معارف آکاہ میاں خوب محمد چشتی
 وقت ضحیٰ اکذرا روز چہار شنبہ بتاریخ ششم شہر ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ“

اس کے بعد اس قصیدہ کے شعر درج ہیں جو مطبوعہ خوب ترنگ الموسوم بہ امواج خوبی کی ابتدا میں ملتے ہیں۔
 قصیدہ کی سرخی یوں قائم کی ہے :

”قصیدہ میاں خوب محمد چشتی بست و یک بیت“

خوب ترنگ کے صفحات کی تعداد یوں تو ۲۱۱ ہے مگر اس کے بعد قصیدہ وغیرہ کے صفحات کو غور
 کریں تو اس نسخے کے صفحات کی تعداد ۲۱۵ ہو جائے گی۔ صفحہ ۱۴۶ اور ۲۰۲ کے درمیان
 مگر سفید کاغذ استعمال ہوا ہے۔ خط بھی بدل ہوا ہے۔ تاہم دونوں خطوں میں یہ شعر
 جینے کاغذ کے علاوہ جو کاغذ ہے وہ صاف اور چکنا نہیں ہے۔

کیس کیس اشعار نامکمل ہیں۔ مشاہدہ

لہ کتب خانہ سالار جنگ میوزیم، سجدہ مشرقی، نسخہ نمبر ۳۶

... سما میں جے نہ سماے
وزن شعر میں دے کیوں آئے
حوالے کے وقت اس کے لئے علامت سُل استعمال ہوئی ہے۔

(۶) خوب ترنگ سے

نسخہ مجلد ہے۔

جلد کا سائز۔ طول: ۱۰ء۲ انچ، عرض: ۶ء۶ انچ، دبازت: ۵ء۵ انچ۔

صفحہ کا سائز۔ طول: ۹ء۸ انچ، عرض: ۶ء۶ انچ۔

متن کا سائز۔ طول: ۷ء۵ انچ، عرض: ۴ء۸ انچ۔

ہر صفحہ پر طول کے متوازی برابر کے چار لمبے خانے ہیں۔ دو مصرعوں کے درمیان لمبی لمبی سرخ لکیروں سے

فصل قائم کیا ہے۔ دو شعر ایک ہی سیدھ میں لکھے ہیں۔

سرخیاں لال روشنائی سے لکھی ہیں۔ اشعار کے لئے البتہ کالی روشنائی استعمال کی ہے۔ مشکل مفہوم

اور غیر مانوس الفاظ کے معنی و مطلب فارسی میں بین السطور یا حاشیہ میں درج ہیں۔ یہاں وہاں اسما کو بھی

سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔ کبھی کبھی متن کی غلطیوں کو حاشیوں میں درست کیا ہے اور اگر کبھی متن کے

سلسلے کا کوئی شعر چھوٹ گیا ہے تو اسے حاشیے میں لکھ دیا ہے۔

آغاز کتاب سے

جس رحمان رحیم صفات

بسم اللہ کہوں چھت ذات

خاتمہ: تمام شد کتاب خوب ترنگ در شہر حرم در بلدہ بسونت نکر ضلع پر بھنی (کذا)

کاتب کا نام یا تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔

حوالے کے وقت اس کے لئے علامت سُل استعمال ہوئی ہے۔

یہ نسخہ کی قرأت ج کی قرأت کے زیادہ نزدیک ہے۔ چنانچہ خوب ترنگ کی قرأت ترقیب دیتے

ہوئے ان نسخوں کو بالعموم ترقیبی حیثیت دی ہے۔

۱۰ کتب خانہ سالار جنگ میوزیم، شعبہ مشرقی، نسخہ نمبر ۳۵

(۷) قصص خوب ترنگ لہ

پیرس کے مشہور رسالے جرنل ایشیاٹک کے شمارہ جولائی - ستمبر ۱۹۳۳ء میں اردو کے مشہور استاد اور محقق ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور نے انڈیا آفس لائبریری کے دو نسخوں نمبر ۴۶۰ (E2006, 82) و ۱۰۵۵ (E 1879, 81) کی مدد سے خوب ترنگ کے قصوں کو علیحدہ مرتب اور خود خوب محمد اور ان کے رسالوں سے متعلق مختصر معلومات درج کر کے شائع کیا تھا۔ مناسب موقعوں پر اس سے بھی استمداد کی گئی ہے۔

۳، ۶، ۷ کے نسخوں (علی الترتیب) کے بعد میں نے اسے بھی مفید پایا ہے۔

حوالے کے وقت اس کے لئے علامت "زور" استعمال ہوئی ہے۔

(۸) خوب ترنگ لہ

یہ نام غلط لکھا ہے۔ اس کا صحیح نام امواج خوبی ہے اور خود اس نسخہ میں خوب ترنگ کے اشعار مع شرح درج ہیں، آگے پیچھے غلط نامہ و فہرست مضامین بھی چھپی ہوئی ہے۔ اس کی لکھائی عمدہ، مگر کاغذ اور چھپائی معمولی ہے۔ اس کے کاتب سید ممتاز علی اثر دہلوی ہیں اور سنہ کتابت ۱۳۲۷ھ ہے۔ سال طباعت بھی غالباً یہی ہے۔

یہ نسخہ قطعی غیر مرتب شدہ ہے۔ اشعار کے متن میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ اس کے باوجود اس سے استفادہ کی کوشش کی گئی ہے۔

لہ جرنل ایشیاٹک (فرانسیسی) جولائی - ستمبر ۱۹۳۳ء ۷ مطبع نعمانی، پیران پٹن کا نسخہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جس رحمن رحیم صفات
جمع مفصل چنہ اک حال
اوس تفصیل سو عالم کیت
اسی جو سے کے سب اجسام
سنیں کہوں گا بگٹ سنگھات
جے حضرات سو خمس کلھائے
الہیت رو جے اس ٹھانوں
چوتھا نانوں مثال سو جان
پانچوں مل کامل انسان
جڈے جڈے کر کہوں بکھان
منجہ مقدار صفت کچھ آے
جانے سب دریا لے جاے

بِسْمِ اللّٰهِ کہوں چھت ذات
ذات صفات اسما افعال
نانوں محمد تس کوں دیت
اسی روح ارواح تمام
سارے نسخے منہ یہ بات
بگٹ سو اس تھیں سمجھی جاے
اول حضرت وحدت نانوں
تیجے حضرت روح پہچان
جوسا پانچویں ٹھانہ بیان
پانچ مراتب مانھیں آن
ہے تیسرا کتہہ کہا جاے
جیوں کلھلیا سمند چھنپاے

لے اس شعر سے قبل الف و ب میں یہ شعر بھی ملتا ہے: یہ میاں خوب کا ہے یہ کلام: خوب ترنگ ہے اس کا نام
جو خوب ترنگ کے مطالعہ کے بعد الحاقی ٹھہرتا ہے کہ اس میں کہیں بھی اپنے "کلام" کی طرف خوب محمد نے کوئی اشارہ نہیں
کیا ہے۔ لے اب سں جنہ، حاشیہ د میں چونہ بھی ہے۔ لے ب نانوں، د نام لے ج سں اس
لے ادم سں اوس لے ب جسے لے سں میں لے د سنکات لے د سمجھی لے ل (حاشیہ)
د سں کھای، ب کلائی، د تصحیح - کہلائے لے ب د نانوں لے ل سں الہیت لے ب ٹھانوں،
سں بہانوں لے ب نانوں لے ب جتسا لے ب تہاں لے ب پانچ لے سں
جودی جودی لے ب مجھ لے سں مقدور لے سں کلکلیا، م کلکلیاں لے ب چپانی، م چپانی

بھرے تو نوح کی مقدار
کھیں صلوات علیہ السلام
بات سنیں ہوگی تیں جیوں

نوک نضیس دریا بن پار
جنہ خالق مخلوق تمام
تہ میرا کہنا ہے کیوں

حکایت تمثیل

حکمت نورانی مطلق
روح جو عین جو سا کہلاے
نانوں سو یوسف کیا ظہور
جس کا بے تن عین پران
جیوں قیامت کون ہوئے دیدار
بیچے جیو سو جتیل ماٹ
شمن من اللہ چڑھتا جاے
تہ کھوٹے دل کا کیا بول
جیو دینے کا بھی نضیس باک
موئے دیکھتیں منہ جیو پائیں
رگاں سوت کی آئی جیوں
پن نس سوت سو جیو کا قوت
اس کی بے کر میرے ہاتھ
ہوں اس سوت بتی اوس پانوں

احسن قصص کے جس حق
صورت پکڑ اوجال دکھائے
قید ہمیں آ مطلق نور
اس یوسف کون مالک آن
کھڑا کیا لے بیچ بازار
دیکھیا جو جوئے کی گھاٹ
جے دیکھے سو مول بڑھائے
جیو دے لیناں سہنگا مول
ہاتھ جیو لے آے گرھاک
جیوں وہی جو جیو دے جائیں
تہ اک ڈوسی آئی یوں
لیاے ہاتھ منہ آئی سوت
بلا دلال کھیا منجہ ساتھ
مالک ہو یوسف لے جانوں

۱۔ ب نئی ۲۔ لوج سننے ۳۔ ج د (اصلاح شدہ) احسن القصص ۴۔ ب اجال ۵۔ سن اجال ۶۔ ب تانو
۷۔ دیکھا ۸۔ ب دس اس ۹۔ م تن ہے ۱۰۔ اب دج سن بیچ ۱۱۔ سن قیامت کون جیوں لہ ب ہے
۱۲۔ ب دس جسے ۱۳۔ م بیچیں ۱۴۔ سن جو ۱۵۔ ج بدھای ۱۶۔ ب دس لینا ۱۷۔ سن کیا ہے بوز ۱۸۔ سن سن
دینیں ۱۹۔ ب نہیں ۲۰۔ سن ندارد ۲۱۔ سن باک ۲۲۔ سن جاے ۲۳۔ ب مودے ۲۴۔ ب دیکھتے ۲۵۔ م دیکھیں ۲۶۔ م میں
۲۷۔ سن پائے ۲۸۔ ب تہاں ۲۹۔ م کے ۳۰۔ سن دانٹی ۳۱۔ ب سن میں ۳۲۔ م آئی ۳۳۔ سن تن ۳۴۔ ب پس ۳۵۔ ب کیا مجھے

کہوں بڑھوں تھیں حل مشکل
 وے مرشد صاحب عرفان
 جن تھیں منجہ دل ہوا یقین
 بغدادی جس چتر کلاہ
 ہوں معتقد ہوا ان دیکھ
 شیخ کمال محمد نانوں
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ
 جن عددوں ذاکر محبوب
 خذ العلم افواہ رجال
 اس منہ یاد رہی کچھ بات
 جمع کیے لے اتس تس ڈھنگ
 مدح رسول اللہ کے باب
 اوسی دوستی کر مقبول
 کرے نگہبانی اس مانہ

توں ترجمان سو ہوں جوں دل
 میں مرشد تھیں سنیاں بیان
 جنھوں منجہ سکھلایا دین
 جیلانی بسطامی شاہ
 ہر ماضی پر حجت لیکھ
 وارث محمدی ہر ٹھانوں
 کیا عروج مقام اقدام
 کہہ تاریخ تنھوں کی خوب
 ان کوں کھتا یہ علم کمال
 ان تھیں میں سنیا دن رات
 وہ جیوں منجہ کوں آئی ترنگ
 خوب ترنگ اس دیا خطاب
 یا اللہ اے مدح رسول
 خداج حافظ ہے ہر ٹھانہ

عذر خواہی

عرب عجم مل ایک سنگھات
 آیا بول گیا نہیں چھوڑ

جیوں میری بولی منہ بات
 تیوں تھیں کہوں گا کریں نہ کھوڑ

۱ لے لرج دس بڑوں ۲ بے بسناں ۳ بے ب جتے ۴ لے لب ج س مجھے ، م منجھے
 ۵ لے سں سکھایا ۶ لے سں جس ۷ لے ب سں مجھ ۸ لے ب چہتر ۹ لے (حاشیہ) میں
 ۱۰ لے ب ٹھانوں ، م ٹھاؤں ۱۱ لے ب نانوں ۱۲ لے ب جس ۱۳ لے ب اوں کوں ، سں انکو
 ۱۴ لے (اصلاح) ب ج اون ۱۵ لے سنیاں ۱۶ لے لب ج د اوس ۱۷ لے ب سں میں
 ۱۸ لے لب ج دم جیوں ۱۹ لے ب سں حج ۲۰ لے د سں م کے ۲۱ لے سں نذر ۲۲ لے سں تس
 ۲۳ لے لرج دیا ۲۴ لے سں خداج ۲۵ لے د جٹوں ۲۶ لے سلمیری منہ بولی ۲۷ لے د ہی ، م ہیں

ساٹھی نیس بدھ ناٹھی ساچ
 منجہ سے گالا ہوا سو جیوں
 کہاں سو یوسف نے ہوں کانہ
 یوسف کی ہوں ہوں گرھاگ
 ہوس دھرے یوں من منہ آن
 بارے تس مداح ککھاوں
 مت سن کر کچھ کرو بچار
 سنتیں کچھو نہ کیجھو ننگ
 جابو ناں تچ یوں من لیکھ
 دیکھو کی کہتا ہے خوب
 توں اوس کوں کر جھوٹھ نہ مان
 اس کا کھیسا سبی برباد
 جوہر تو کیا بھنا نکھاس
 جے مقصود تچے یوں کوے
 ایسا بوجھ کرے انکار
 میں اس مانہ کھیاسے سوے
 سن بولے بولی گجبرات

سوں کھیسا کنہ تیری باج
 تب ڈوسی پھر کھیسا یوں
 اتنیں سان تو ہے منجہ مانہ
 یہی بچن لکھ میرے بھاگ
 خوب محمد بھی تیوں جان
 نعت ہیں دو بول ملاؤں
 تب تھیں بھایو سب سنھار
 خوب کہے گا خوب ترنگ
 یوں انکار نہ کیجھو دیکھ
 کی یہ تو کہتا ہے خوب
 پڑھے جو چھو کرواد قرآن
 مت بوجھے ہے چھو کرواد
 جو بے قدر کتھیں تھیں پائے
 یہ تو جان پناخ نہ سوے
 یہ تو کھیسا فلانے یار
 جتناں طالب کوں بس ہوے
 جیوں دل عرب عجم کی بات

→ ۱۲۶ م بیج ۱۲۷ اب ج جاوں ۱۲۸ لب ج دم اس ۱۲۹ ب ج پاوں
 ۱۳۰ ب س سہوں ۱۳۱ ب کیا ۱۳۲ ب نے، س تھیں ۱۳۳ ب مج ۱۳۴ س ڈ ہوں مر ۱۳۵ جاشیہ:
 ڈہولا و کالا بمعنی سفید) ۱۳۶ ب اتنی ۱۳۷ ب سیاں سو، س شان تو ۱۳۸
 ۱۳۹ س س میں ۱۴۰ ب کھراک ۱۴۱ لے لرج من منہ یوں ۱۴۲ س ملاؤں، م لاؤں ۱۴۳ ب
 کلاؤں، دم کھلاؤں، س س کھلاؤں ۱۴۴ ب م سنھار ۱۴۵ ب سنتے ۱۴۶ لب ج نکجھو ۱۴۷ لے لرج کیجھو
 ۱۴۸ م نا ۱۴۹ م یو ۱۵۰ لے قرآن ۱۵۱ لب س س م تو ۱۵۲ س م اس کوں ۱۵۳ ب کیا سبھی ۱۵۴ لے (متن)
 کھیں، دکنی ۱۵۵ ب د س بھان، س بھان ۱۵۶ س پناخ، م پناخ ۱۵۷ س ایسے ۱۵۸ س جتنا، م جتناں ۱۵۹ ب کیا
 ۱۶۰ س سین

ایتہاں مراتب کہوں کہوں کہوں کہوں
 وزن شعر میں دے کہوں آئے
 دیکھ مراتب سُنہ آسمان
 کر نسخا تصنیف دکھاؤں
 یا اللہ تم بالخیر
 درس کہوں دے توں من آن
 اونے صحیح کر برائے خداے
 مت ان سمجھے بول پھراے

ایتہاں شعر کا قصدر نہ لیکھ
 ارض سما منہ جے نہ سماے
 دوڑیا ہوں نظروں کی شان
 کل مراتب جہز منہ لیاؤں
 نعت مہیں کرتا ہوں سیر
 غلط نہ پکڑیں اہوں آجان
 جو کچھ خطا اس منہ توں پاے
 پن اتناں کہوں گود بچھاے

تاریخ خوب ترنگ در ہر دو مصرع باعداد ابجد

پاے عدد ہر مصرع مانہ
 چودہ گھاٹ اوس برس ہزار
 دس دوشنبہ کیا بیان
 جو کہیں جانیاں جاے رسول
 بوجھیا جاے محمد جب
 نانوں محمد کہئے جس
 عرف ربہ جیوں معروف
 تو سمجھے گا یقین سو آن

نسخے کی تاریخ اس ٹھانہ
 خوب محمد گئے بچار
 دو جا چاند سو تھا شعبان
 برس ہزاروں دکھ قبول
 خدا سو جانیاں کہئے کب
 عرف نعتہ ذات سو کس
 مے عرفان اس پر موقوف
 پانچ مراتب خوبیں جان

۱۰ ب کوں ۱۱ ب سو نہ، س م ستہ ۱۲ دس لیاؤں ۱۳ د (اصلاً) م نسخہ ۱۴ س
 ۱۵ س غلت ۱۶ م تو ۱۷ ب اسے ۱۸ د م صحیح ۱۹ ب س س
 ۲۰ س اتنا ۲۱ ب کوں ۲۲ ل ج د م سمجھیں ۲۳ س سرخی ندارد ۲۴ س
 ۲۵ ب ب بشر قبل والے شعر کی جگہ ہے ۲۶ د (اصلاً) ب س اس ۲۷ ل ج کیا
 ۲۸ م مصرع ۲۹ ب ب بشر قبل والے شعر کی جگہ ہے ۳۰ ل ج د م صحیح ۳۱ ب س س
 ۳۲ س کیا ۳۳ م دگر ۳۴ ب کیں ۳۵ ل ج د س س جانیا ۳۶ ل ج د جانیا
 ۳۷ ب بوجھا ۳۸ ب ناو ۳۹ ل ج د س س کھی ۴۰ ب پانچ

آن یقین ذرّس ایمان
تب ہو دے پورا اسلام
پچھیں اوس کی تنزلات
جب لگ اپنیس پائیں مراد

انہوں مراتب کر عرفان
بو جھ جھیں رسول تمام
مفدے کہوں مطلق ذات
تب لگ من منہ راکھیں یاد

آغاز کتاب خوب ترنگ بعضی منقولات شیخ کمال محمد رحمۃ اللہ

در معارف محمدیہ علیہ السلام

پہلوں اس کا کر عرفان
کس کی چھت پر چھتا نہ سوے
ذات نہ وہ چھت مان محتاج
وے موجود سو ذہنی جان
ہاتھ لاؤ تب پائے ذات
ذہنی ہے لازم چھت ساتھ
کروں بیان سنیں دھر کان
اسما اوس کا نانوں کھائے
اسم الہی کہئے تس
اسم کیانی وہ سب کوے

ہے موجود سو کینی شان
اک موجود وجودی ہوے
وہ اپنیس ذاتیچ چھتاج
ہب دوجا موجود پچھان
دھریا اوس کا نانوں صفات
سمع بصر نہیں لاگے ہاتھ
ہب موجود جو تیجی شان
وے موجود اضافی پائے
کرے اضافت تنزیہ دس
تشبیہ دھریں اضافت ہوے

۱۔ سس سن درست ۲۔ ب بوجھیں ۳۔ ل ج دم جیس ۴۔ ب ہوے ۵۔ ب بچھی
۶۔ ب د سن اس کی ۷۔ سن میں ۸۔ ب م اپنی ۹۔ ل ج د تل پائے ۱۰۔ ب د م
آغاز کتاب خوب ترنگ با ترجمہ شرح ناکہ مسماست بدہ مواج خوبی از ... الخ ، سن آغاز کتاب خوب ترنگ
۱۱۔ م کیلی ۱۲۔ ل ج د آپس ، سن اپنی ۱۳۔ ل ج ذاتیچ ۱۴۔ سن مانہ ۱۵۔ ب وہ
۱۶۔ ل ج د سن اس ۱۷۔ ب نانوں ۱۸۔ ب د صفات ۱۹۔ ب نہیں ۲۰۔ سن لازم ہے
۲۱۔ ل ج د سن سو ۲۲۔ ل اول اس بعد اوس ، د اول اون ، بعد اوس ، سن م ان ۲۳۔ ب نانوں
۲۴۔ ل ج د دھریں ، سن م کھائے ۲۵۔ سن دھریں

ارض زمین دھرتی کہیں تب
گھڑیاں کوز بھیسٹری نانوں
دیکھ آرسی مانہ مثال
ہے موجود وجود جیوں
دیکھ پچھانے ہرہر گھاٹ
موم ہیں نرمائی جیوں
موم جو عین وجود سو پائے
دکھلاوے گھوڑوں کی گھاٹ
مومیں چھت گھوڑے کون دیت
دیکھو تب گھوڑا معلوم
چھت ہے اور چھتا ہے اور
اور گھوڑا موجود دکھائے
اون گھوڑے کی شان نمود
تب موجود وجود پائے
گھوڑے کا خالق ہے تب
عین وہی گھوڑا اس ٹھانہ
تب آپس ناظر کہلاے
چھت ناظر منظور سو تد
کر اسماء منہ بہ بیکہ

جیوں مائی تنزیہ سوں جب
مائی تشبیہ سوں جس ٹھانوں
پاؤے ہر موجود اتال
فرض کرو اک شخص سو کیوں
وے ہب علم بصارت ماٹ
یہ موجود سو ذہنی کیوں
نرمائی کون ہاتھ جو لائے
موم ہیں نرمائی ماٹ
یہ موجود اصنافی کیت
پن چھت ماں موجود سو موم
توں خوبیں سمجھیں اس ٹھور
چھت وجود سو موج پائے
موم نہیں موجود وجود
فرق جو اس ٹھنہ سمجھیا جائے
کہو موم تنزیہ سوں جب
وہی موم جب تشبیہ مانہ
جیوں آرسی دیکھن جائے
ہور آپس کون پاؤے جد
یہ افعال منکر کر دیکھ

۱۰ ب کیں ۱۱ ب ج دم بیٹری ۱۲ سن وجودی ۱۳ م ہیں ۱۴ ب گھڑوں
۱۵ سن نمبر کا شعر اس جگہ اور اس نمبر کا شعر اس کی جگہ ہے۔ ۱۶ ب دیکھائے ، م کہائے
۱۷ ب ان ، دس انہ ۱۸ د تن ، سن سن تھیں ، م ٹھانہ ۱۹ ب سن م سمجھا ۲۰ سن وہی
۲۱ عین ۲۲ م اوس ۲۳ سن آرسی منہ ۲۴ د دیکھیں ۲۵ سن پاویں ۲۶ سن ندارد
۲۷ ل ج سن سن بہ پیکہ ، ب بہ پیکہ ، د پھیکہ

صفت اضافت سمجھ پچپان
 انیں اصنافی عین وجود
 دو جا چھت ماں نہیں چھتاج
 پائے مراتب سنہ توں ذات
 چھت وجود چھتا اس ٹھانوں
 زاید ذات نہ من منہ آن
 عین یہی موجود سو لیکھ
 گھر کی شان سو بوجھ تب
 یہ شے آئے وجود سو مانہ
 پہلوں سوے عدم منہ ہوے
 عدم وجود نہو دے کب
 تیو نصیں عدم معدوم سو جان
 کہے اندھارا چھانہ اتال
 عین اجالا ہے تس ٹھانہ
 دیکھو انکھیاں بیچ سو تب
 کہو اجالا تیتی بار
 بیچ نہیں اندھیارا جان
 وہ موجود وجود اجال

ہر موجود سرق سوں جان
 صفت سو معقولی موجود
 ہب موجود وجود جاج
 خدا تجھے سمجھاوے بات
 سن موجود چھتا جس ٹھانوں
 یہ موجود وجود سو جان
 اینہا وجود صفت نہیں دیکھ
 کہے وجود صفت توں جب
 اب موجود آیا اس ٹھانہ
 آئے وجود نہیں جے کوے
 حق کی ذات کہے کیوں تب
 ہب موجود وجود پچپان
 جیوں سورج کا دیکھ اجال
 پن جب دیکھی جاوے چھانہ
 رات ہووے بھادوں کی جب
 تب بھی دیکھیا جاے اندھیارا
 ہبیں فکر کر من منہ آن
 کاہے کہ شے پائے جس حال

۱۔ ب مصرعے برعکس ہیں۔ ۲۔ سن فرق سو ۳۔ ب دم سمجھ ۴۔ سن سمجھاوے ۵۔ ل ج م سوں
 ۶۔ سن تو ۷۔ ب جن ۸۔ ب ٹھانو ۹۔ ب میں ۱۰۔ ب نہیں ۱۱۔ د اول سو بعد جو ،
 ۱۲۔ سن پھلوی ۱۳۔ ب سن میں ۱۴۔ ب سن نہوے ۱۵۔ ل ج تیوہیں ، سن تیویں ، م تیوں ہیں
 ۱۶۔ د اوجال ۱۷۔ د کہیا ۱۸۔ د سن اندھیارا ۱۹۔ سن جاے ۲۰۔ د چھان ۲۱۔ د اوجالا
 ۲۲۔ سن مانہ ، ل ج د ٹھان ۲۳۔ ب ہوے ۲۴۔ ل ج د بھادوں کی ۲۵۔ ب آنکھیاں ۲۶۔ ل ج بیچ ، د بیچ
 ۲۷۔ سن اندھارا ۲۸۔ د اوجالا ۲۹۔ ل ج د سن ، بیچ ۳۰۔ ب م کاے ۳۱۔ ل ج کے ۳۲۔ د اوجال

عین عدم معدوم اس ٹھانوں
 ہے موجود انیں معدوم
 دونہ باتوں تھیں پائے شے
 عین مراد سو شے ہے ذات
 ہمیں کہوں تک سن دھر کان
 تب دونہ اکٹھے ہوویں وے
 ولی اضافت کی نسبت
 نہیں گھر منہ معدوم سو تب
 حیوں اضافت کے اتال
 ولی صفت مت کہوے کوے
 تب اجلا دونہ اکٹھے نانہ
 ہوے نہیں موجود سو تب
 عدم وجود اضافت ہوے
 صفت سو معقولیج پچھان
 ذات عین اضافت تانہ
 جنے ذات سو ڈاوے پائے
 کے اضافت مخلوقات

ہیج نہیں اندھیارا نانوں
 عدم وجود ہوئے معلوم
 عدم نہیں ہور وجود ہے
 نفی کریں یا کر اثبات
 توں خوشی سمجھیا اس شان
 عین ہووے عدم وجود جو شے
 زاید ذات وجود اس گت
 ہے موجود سو باہر جب
 عدم وجود دوہوں اک حال
 عدم وجود اضافت ہوے
 صفت سو کالا ہووے جانہ
 حیوں معدوم سو ہووے جب
 پن اک وقت ہمیں یہ دوے
 صفت ذات پر قائم جان
 ہے نہیں حیوں باہر گھر مانہ
 حیوں ڈاوا اٹھ جمنے جاے
 عین وجود سو حق کی ذات

لے اب ج دس سل ہیج لے لوج نانو لے لوج ٹھانوں م ٹھاؤں لے ب دس م ہوئے لے لوج
 وجود ام وجود سو لے لوج دنہ لے لے ہے لے لوج سل تو لے ب خوب لے لوج سل سمجھا
 لے لوج ٹھانہ، لے لوج بعد میں کسی نے شان بنایا ہے۔ لے دھے لے لوج عین ہے لے ب د
 ہوویں، م ہوئیں لے، لے، لے، لے ب میں لے ب ہوے لے سل اجالا لے
 دجوں لے لوج دم ہووے لے ب م ہووے لے سل ایک لے د ای، سل وی
 لے د معقولیج لے ذاتیج لے دجوں لے د اوٹھ لے سل جنیں لے ب ڈاوا
 لے سل کھے

خلق وجود اضافة^۱ جد
عدم اضافة^۲ ہوتے جانے
ذات مضاف سو مطلق لیکھ
اول ازل مضاف سو تد
آخر ابد کیس تس ٹھانہ
توں وہ عین اضافة دیکھ

مرتبہ لا تعین کہ غیب ہویت ذات مطلق است
نمودن در خود^۳

کفی بنفسک^{۱۱} معنی پاؤ
کہوں سو سمجھیں ہر ہر باب
جگ تھیں ہوا لگا جس ماٹ
یہ توں وہ ہے وہ ماں ہوں
باج صفت اوس من منہ کن
صفت نہ امرے کو تس ٹھانوں
صفت ذات بن پائے نہ کوے
صفت سو معقولچ پکھان
تس مرتبے نہ ہوتے صفات
اونھاں صفت کون مدخل نامہ
تزیح کا بھی قید نہ ہوس
تب اک قیریں کنی : جائے

اسرا کتابک اس بھانت آؤ
توں آپیں پڑھ ہوئے کتاب
چھت کچھ ہے پن تن کی گھاٹ
وہ ہوں خوب جو تجہ منہ توں
وہ چھت ذات سو مطلق جان
ذات سو غیب ہویت نانوں
صفت ذات پر قائم ہوسے
صفت ذات پر قائم حبان
توہب جس مرتبے سو ذات
ذات ہویت کے جس ٹھانہ
تھاں صفت تشبیہ نہ کوے
جب یہ چھت ہر ٹھاہر پائے

۱۱ لے اس میں اضافی ۱۲ لے اس میں ہوسے ۱۳ لے اس میں وجود ۱۴ لے اس میں ہوں ۱۵ لے اس میں ہوتے ۱۶ لے اس میں ہوں ۱۷ لے اس میں ہوتے ۱۸ لے اس میں ہوتے ۱۹ لے اس میں ہوتے ۲۰ لے اس میں ہوتے ۲۱ لے اس میں ہوتے ۲۲ لے اس میں ہوتے ۲۳ لے اس میں ہوتے ۲۴ لے اس میں ہوتے ۲۵ لے اس میں ہوتے ۲۶ لے اس میں ہوتے ۲۷ لے اس میں ہوتے ۲۸ لے اس میں ہوتے ۲۹ لے اس میں ہوتے ۳۰ لے اس میں ہوتے ۳۱ لے اس میں ہوتے ۳۲ لے اس میں ہوتے ۳۳ لے اس میں ہوتے ۳۴ لے اس میں ہوتے ۳۵ لے اس میں ہوتے ۳۶ لے اس میں ہوتے ۳۷ لے اس میں ہوتے ۳۸ لے اس میں ہوتے ۳۹ لے اس میں ہوتے ۴۰ لے اس میں ہوتے ۴۱ لے اس میں ہوتے ۴۲ لے اس میں ہوتے ۴۳ لے اس میں ہوتے ۴۴ لے اس میں ہوتے ۴۵ لے اس میں ہوتے ۴۶ لے اس میں ہوتے ۴۷ لے اس میں ہوتے ۴۸ لے اس میں ہوتے ۴۹ لے اس میں ہوتے ۵۰ لے اس میں ہوتے ۵۱ لے اس میں ہوتے ۵۲ لے اس میں ہوتے ۵۳ لے اس میں ہوتے ۵۴ لے اس میں ہوتے ۵۵ لے اس میں ہوتے ۵۶ لے اس میں ہوتے ۵۷ لے اس میں ہوتے ۵۸ لے اس میں ہوتے ۵۹ لے اس میں ہوتے ۶۰ لے اس میں ہوتے ۶۱ لے اس میں ہوتے ۶۲ لے اس میں ہوتے ۶۳ لے اس میں ہوتے ۶۴ لے اس میں ہوتے ۶۵ لے اس میں ہوتے ۶۶ لے اس میں ہوتے ۶۷ لے اس میں ہوتے ۶۸ لے اس میں ہوتے ۶۹ لے اس میں ہوتے ۷۰ لے اس میں ہوتے ۷۱ لے اس میں ہوتے ۷۲ لے اس میں ہوتے ۷۳ لے اس میں ہوتے ۷۴ لے اس میں ہوتے ۷۵ لے اس میں ہوتے ۷۶ لے اس میں ہوتے ۷۷ لے اس میں ہوتے ۷۸ لے اس میں ہوتے ۷۹ لے اس میں ہوتے ۸۰ لے اس میں ہوتے ۸۱ لے اس میں ہوتے ۸۲ لے اس میں ہوتے ۸۳ لے اس میں ہوتے ۸۴ لے اس میں ہوتے ۸۵ لے اس میں ہوتے ۸۶ لے اس میں ہوتے ۸۷ لے اس میں ہوتے ۸۸ لے اس میں ہوتے ۸۹ لے اس میں ہوتے ۹۰ لے اس میں ہوتے ۹۱ لے اس میں ہوتے ۹۲ لے اس میں ہوتے ۹۳ لے اس میں ہوتے ۹۴ لے اس میں ہوتے ۹۵ لے اس میں ہوتے ۹۶ لے اس میں ہوتے ۹۷ لے اس میں ہوتے ۹۸ لے اس میں ہوتے ۹۹ لے اس میں ہوتے ۱۰۰ لے اس میں ہوتے ۱۰۱ لے اس میں ہوتے ۱۰۲ لے اس میں ہوتے ۱۰۳ لے اس میں ہوتے ۱۰۴ لے اس میں ہوتے ۱۰۵ لے اس میں ہوتے ۱۰۶ لے اس میں ہوتے ۱۰۷ لے اس میں ہوتے ۱۰۸ لے اس میں ہوتے ۱۰۹ لے اس میں ہوتے ۱۱۰ لے اس میں ہوتے ۱۱۱ لے اس میں ہوتے ۱۱۲ لے اس میں ہوتے ۱۱۳ لے اس میں ہوتے ۱۱۴ لے اس میں ہوتے ۱۱۵ لے اس میں ہوتے ۱۱۶ لے اس میں ہوتے ۱۱۷ لے اس میں ہوتے ۱۱۸ لے اس میں ہوتے ۱۱۹ لے اس میں ہوتے ۱۲۰ لے اس میں ہوتے ۱۲۱ لے اس میں ہوتے ۱۲۲ لے اس میں ہوتے ۱۲۳ لے اس میں ہوتے ۱۲۴ لے اس میں ہوتے ۱۲۵ لے اس میں ہوتے ۱۲۶ لے اس میں ہوتے ۱۲۷ لے اس میں ہوتے ۱۲۸ لے اس میں ہوتے ۱۲۹ لے اس میں ہوتے ۱۳۰ لے اس میں ہوتے ۱۳۱ لے اس میں ہوتے ۱۳۲ لے اس میں ہوتے ۱۳۳ لے اس میں ہوتے ۱۳۴ لے اس میں ہوتے ۱۳۵ لے اس میں ہوتے ۱۳۶ لے اس میں ہوتے ۱۳۷ لے اس میں ہوتے ۱۳۸ لے اس میں ہوتے ۱۳۹ لے اس میں ہوتے ۱۴۰ لے اس میں ہوتے ۱۴۱ لے اس میں ہوتے ۱۴۲ لے اس میں ہوتے ۱۴۳ لے اس میں ہوتے ۱۴۴ لے اس میں ہوتے ۱۴۵ لے اس میں ہوتے ۱۴۶ لے اس میں ہوتے ۱۴۷ لے اس میں ہوتے ۱۴۸ لے اس میں ہوتے ۱۴۹ لے اس میں ہوتے ۱۵۰ لے اس میں ہوتے ۱۵۱ لے اس میں ہوتے ۱۵۲ لے اس میں ہوتے ۱۵۳ لے اس میں ہوتے ۱۵۴ لے اس میں ہوتے ۱۵۵ لے اس میں ہوتے ۱۵۶ لے اس میں ہوتے ۱۵۷ لے اس میں ہوتے ۱۵۸ لے اس میں ہوتے ۱۵۹ لے اس میں ہوتے ۱۶۰ لے اس میں ہوتے ۱۶۱ لے اس میں ہوتے ۱۶۲ لے اس میں ہوتے ۱۶۳ لے اس میں ہوتے ۱۶۴ لے اس میں ہوتے ۱۶۵ لے اس میں ہوتے ۱۶۶ لے اس میں ہوتے ۱۶۷ لے اس میں ہوتے ۱۶۸ لے اس میں ہوتے ۱۶۹ لے اس میں ہوتے ۱۷۰ لے اس میں ہوتے ۱۷۱ لے اس میں ہوتے ۱۷۲ لے اس میں ہوتے ۱۷۳ لے اس میں ہوتے ۱۷۴ لے اس میں ہوتے ۱۷۵ لے اس میں ہوتے ۱۷۶ لے اس میں ہوتے ۱۷۷ لے اس میں ہوتے ۱۷۸ لے اس میں ہوتے ۱۷۹ لے اس میں ہوتے ۱۸۰ لے اس میں ہوتے ۱۸۱ لے اس میں ہوتے ۱۸۲ لے اس میں ہوتے ۱۸۳ لے اس میں ہوتے ۱۸۴ لے اس میں ہوتے ۱۸۵ لے اس میں ہوتے ۱۸۶ لے اس میں ہوتے ۱۸۷ لے اس میں ہوتے ۱۸۸ لے اس میں ہوتے ۱۸۹ لے اس میں ہوتے ۱۹۰ لے اس میں ہوتے ۱۹۱ لے اس میں ہوتے ۱۹۲ لے اس میں ہوتے ۱۹۳ لے اس میں ہوتے ۱۹۴ لے اس میں ہوتے ۱۹۵ لے اس میں ہوتے ۱۹۶ لے اس میں ہوتے ۱۹۷ لے اس میں ہوتے ۱۹۸ لے اس میں ہوتے ۱۹۹ لے اس میں ہوتے ۲۰۰ لے اس میں ہوتے

قید صفت اک بھی کچھ ناند
ولے بصر نہیں دیکھیں کب
پن یہ چھت ادراک نہ ہوے
مطلق قید ہیں نہیں آے
ہوئے علم کا قید اس ٹھانوں
قید علم کر سکے نہ کوے
ہیں کہیں سمجھیں کوں بات

ذات سو مطلق ہے اس ٹھانہ
جیوں بصر تھیں دیکھیں سب
یہ چھت عین سو چھت سب کوے
ہے بھی نہیں بھی کہا نہ جاے
ہے کہویں تب وحدت نانوں
نہیں کہیں تب علم سو ہوے
چھت کہیں منہ آے نہات

جھولنا

۱۳ ہے گھونگٹے منہ ۱۴ من ہر چھپا ۱۵ جنہ جان پنیں ۱۶ کوں بھی لاگ نہیں
۱۷ ہموں سمجھے کوں کیا پن ۱۸ سمجھیں نہیں ہے پنیں ۱۹ کوں بھی ماگ نہیں
۲۰ جیوں دیکھتے ہیں سبھی ۲۱ دیکھیں تھیں سکیں دیکھیں کوں کیوں دیکھ کرے
ایسا بھید کچھ کوچٹ ہے ۲۲ کھلے گھونگٹا سو کیوں خوب پرے

۲۳ پرگٹ دیکھیا جاے نہ نور
۲۴ پرگٹ تھیں دیکھیا ج نجائے
۲۵ اینھاں امرٹناں کسے نہ ہوے
مطلق علم نہ امرے تس

۲۶ جیوں دو پہری بیسراں سور
۲۷ اینھاں دیکھناں جاے انجائے
کشف ولی ہو رہی جو کوے
حق ہوہر حلق نہ جانے اس

۱۰ د جیوں ۱۱ س دیکھے ۱۲ ب نہیں ۱۳ ب نہیں ۱۴ ب کیا ۱۵ س س تھی ۱۶ ب
ہوے ۱۷ ب ٹھانہ، م ٹھاؤں ۱۸ س عام ۱۹ ب کہنے ۲۰ ب میں ۲۱ ل ب ج سمجھنا
د سمجھے، س سمجھیں، م سمجھے ۲۲ م جھولنا ۲۳ د س ماں ۲۴ ب س چھپا ۲۵ س س پنے،
۲۶ س جیوں ۲۷ س سمجھے، س سمجھیں ۲۸ ل ب ج م سمجھیں، س سمجھیں ۲۹ س پن،
۳۰ د جیوں ۳۱ س دیکھیں ۳۲ ب سبھی ۳۳ ب د دیکھنے، ۳۴ ب کچٹ ۳۵ ل ج س س کھولے
۳۶ ب دم گھونگٹا ۳۷ ب پرگٹ ۳۸ د اینھاں، س اینھا ۳۹ س د س دیکھنا ۴۰ ل ج آنجائے، س
نجاے ۴۱ ب دم پرتک ۴۲ س دیکھا ج، م دیکھا ج ۴۳ س اینھا ۴۴ د (سرخ روشنائی) اترنا، ے

کاشے کہ علم صفت نہیں تانہ
 ہویں تعین منہ سب نانوں
 ہب پانیں دھر دیکھے کوے
 پرتگ کھولے تعین مانہ
 بن پردے پردا ہے اس
 جب پردوں منہ پرگٹ ہوے
 ظہور پردا ہے اور شان
 پہلی شان نہ پایا جاے
 تہاں نہ رنگ نہ صورت ہوے
 تب سو پردا پرگٹ ذات
 بن کو صفت نہ امرے تانہ
 اینھاں سو پردا ہوے ظہور
 عین سو جگ ہے جگ کے حال
 لہر پوٹے پرگٹ جب

وہم قیاس پچھیں کس مانہ
 تو کیوں امریں کہہ نس ٹھاؤں
 نس منہ سولج عین سو جوے
 ذات کھولے چھناں نس ٹھاؤں
 پردے منہ کھولناں ہے نس
 ہوے ظہور نہایت سوے
 کریں نہ پہلی شان گمان
 عارف کون اس منہ دکھلاے
 ضد نہیں اور مثل نہ کوے
 پانیں جو امرے کوئی صفات
 پرگٹ ذات ہویت جانہ
 ارض سما سب اللہ نور
 اس منہ عارف پانیں اتال
 پانیں پر پردا ہے تب

اصلاح شدہ امرنا لے ب اور

لے ب کا لے ب نہیں لے د بھی لے م ناؤں لے س امرے لے ل ب ج د
 کہ، س کے، م کر لے م جب لے دم پانی لے د میں لے ب س م کھلے لے ل ج س
 چھنا، م چھیاں لے ل ج پردے، م پردے م پردا لے م پردہ لے د میں، تھیں لے ب
 کھلنا ہے، دم ہے کھولنا، س کھلنا ہے۔ لے ب پرگٹ لے م پردہ لے ب م پہلے
 لے م تنہا لے ب پرگٹ، س پرگٹ لے ب پاسے لے س انہرے لے س
 کوئی لے س پرتگ لے ب د س اینھا لے ب ہے لے د س م ارض د سما
 لے س ادس لے ل ج پاسے، د پائیں، س م پائیں لے ب برکت، س پرکت
 لے ل ج س م پانی لے ل ج م ہیں لے م ب

۱
ہوے ظہورِ حجب سے پہلے
چھت ہو غیب ہوت ذات
اوس پہلوں کے قید سے ہوئے
تب اس وحدت نانوں دھراے

جب باطن سب ظاہر ہوئے
سنجھیں دور پڑی ہے بات
آوے قید نہیں جے کوئے
قید علم کی سوں چھت پائے

حضرت وحدت

۱۰
تب اتنا تو ہے من مانہ
علم بتی جانوں ہوں کون
علم تعین اول ہے ہوئے
۱۱
اینہاں دلیل نہیں کچھ اور
مقدمے کی حاجت نانہ
ہوں ہوں وحدت اسے پہچان
یہی حقیقت محمد حج
۱۲
یہی سو جامع ساروں مانہ
یہی بطون ہے بیج ظہور
ظاہر باطن اسی بیج
۱۳
واحدیت یہ عین سو ہوئے
قابل محض سو یہ چھت مانہ

۹
ہوں جب ہوں کہونگا جس ٹھانہ
کی چھت ہوں تو کہوں سو ہوں
ہوں چھت ذات ہوت سوئے
۱۱
علم حضور ہی ہے اس کھور
آپس ہوں جانوں اس مانہ
چھت سو غیب ہوت جان
۱۲
یہ ہوں وحدت ہے جوں بیج
یہی سو فاصل ہے سب ٹھانہ
یہی سو اک ٹھنہ یہی سو دور
۱۳
اول آخر عین ہے بیج
عین یہی احدیت سوئے
یہ برزخ جامع سب ٹھانہ

۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قوس احدیت

آپس کون اس بھانت سو جان
 ملیس جو سا اک ہوا تمام
 کی ہوں ایکج دیکھ بچار
 تس منہ ہاڈ نہ چمڑی کوے
 رتری کالی پسیلی ذات
 جیوں پانیس ہوں اک رنگ سب
 ہلا بھاری یوں بھی تانہ
 تو ہوں اک جیوں باد لطیف
 اک ٹھنہ مار پنکھا تنہ آے
 تو ہوں اک جیوں آگ سو جان
 پانیس چھانٹ بکجے تس لاگ
 تو ہوں اک ہوں جیوں اجیال
 تب اجیال اکٹھا ہوئے جائے
 تو ہوں اک ہوں مانھیں دیکھ

مک ہوں پر یہ نظر سو آن
 ہیڑا ہاڈ نساں اور چام
 تیوں ہوں ہوں مل کر دوچار
 یا اک ہوں جیوں ماٹی ہوے
 پن ماٹی منہ ہے یہ بات
 یہ تو ایک نہ ہوئے کب
 پن کھارا مینھا جل مانہ
 یہ بھی ایک نہیں بہت کثیف
 ولے مشک منہ باد بندھالے
 یوں نہیں ایک جو بانڈھ تان
 پن لکڑیاں گھس نکلے آگ
 ایسا ایک نہ ہوں اس طال
 پن جب کس منہ دیا چھپاے
 ایسا ہوں کر ایک نہ لیکھ

۱۰۰ بے لپچھان ۱۰۱ اس س ہاڈ ۱۰۲ اس ہور ۱۰۳ ب طین، س عین ۱۰۴ ب جیسا،
 ۱۰۵ اس شام کہ ۱۰۶ لب ج د ایک ۱۰۷ د جیوں ۱۰۸ ل مان، دم ل م ہاڈ،
 ۱۰۹ س ہے۔ ۱۱۰ حاشیہ: دعوات ۱۱۱ لب د ہووے ۱۱۲ ب س م پانی ،
 ۱۱۳ ب نہیں ۱۱۴ س بھوت ۱۱۵ س کسیف ۱۱۶ پہلے بادی بعد باد ۱۱۷ ب د میں،
 ۱۱۸ د پاؤ ۱۱۹ س اکٹھ ۱۲۰ ل س م ٹھنہ ۱۲۱ د یو ۱۲۲ س س اک ،
 ۱۲۳ س جو ۱۲۴ ب ایک ۱۲۵ س لکڑیا ۱۲۶ ب س م پانی ۱۲۷ ب چھانٹ ،
 ۱۲۸ ل بوجھے . س بوجے ۱۲۹ س اس ۱۳۰ ب م ایک ۱۳۱ ل د س س م اجال
 ۱۳۲ ب پن کس منہ جب ، د پن جو کسی میں اصلاح شدہ ، پن جب کس میں ۱۳۳ ل ج دیا ،
 ۱۳۴ د اجال ۱۳۵ لب د س م ہو ۱۳۶ د ہوں ، ج کر ۱۳۷ ل ایک

دو جا تنہ دغدغہ نہ آئے
احدیت اس ناؤں پہچان
ہوں ہوں ایک سو خالص ذات
ایک قید تنزیہ کا سوے

تب ہوں خالص ایکج پاسے
ہوں ہوں ایک سو خالص جان
اور کھوج نہ تھان صفات
ذات منزہ اینہاں سو ہوے

سوال و جواب تنزیہ

مت مرتبے بھلا کر جاے
اور ہویت کہے ہے جانہ
چھت ہویت عین سو ذات
ہوں کا علم سووے بھی نانہ
ہوے تعین وحدت تب
احدیت اس ٹھاؤں کھائے
خالص ایک سو بوجھے اور
وے تنزیہ تھیں بھی ہے پاک
ہویت اور احدیت کانہ
عین ایک ہوں پناں سو ہوے
واحدیت کوں، ہمیں پہچان

ہمیں فکر کرتوں من لائے
فرق سو کیا احدیت مانہ
کہی ہویت منہ یہ بات
جنس صفت کی نہیں سو تانہ
علم بتی ہوں جانے جب
ہوں آپس کوں ایک جو پاسے
ہوں جانے پہلوں اس ٹھور
یہ تنزیہ سوں ہوے ادراک
دیکھ فرق مرتبوں سو مانہ
ایک سو ہوں یوں جانے کوے
وحدت عین احدیت جان

قوس واحدیت

باتاں کیتیاں ہوئیں تب

ہوں آپس ہوں جانوں جب

لے ب خالص ایکج لے ب تانہ لے ج قید سو تنزیہ لے س س بیان فرق میان احدیت
و غیب ہویت لے ب لے س مرتب لے ب نہیں لے ب آپس لے س ناؤں ،
م ٹھاؤں لے ب کہاے ، دم کہلاے لے د وے تو تنزیہ تھیں بھی لے ب ہے ،
لے د س س ہوویں

دو جا علم جو ہے اس کوں
جس منہ چھت روشن دکھلاے
نور سو ان معنوں پچھان
علم مہیں یوں دیہ قرار
ان معنوں مشہود سو ہوے
اک آپس ہوں بوچھن مانہ
ہوں ہوں نہیں زیادت نقصان
نور کہو یا کہو شہود
سمجھیں ہے سمجھن کی ٹھانوں
نانوں سو واحدیت ہے تب
واحدیت وحدت کی چین
دو نسبتوں چھتی وحدت
قابل دو نسبتوں سو جیوں^{۱۲}
چھت وحدت نہج مانہیں ہوے

ایک وجود جو بوچھے ہوں
جس نہیں آپس کوں ہوں پائے
علم مہیں چھت روشن جان
تیجا نور سو چھت اظہار
ہوں ہوں یعنی اور نہ کوے
چوتھا ہوے شہود اس ٹھانہ
عین ہونج ہر یک چنہ شان
علم کہو یا کہو وجود
عین چہوں وحدت نانوں
وحدت ان معنوں سوں جب
واحدیت وحدت ہے عین
احدیت اور واحدیت
قابل محض سو وحدت یوں
ہیں نسبتاں سو طرفاں دوے

تمثیل

تس ہیں دو نسبتاں پچھان^{۱۶}
عین صفا سب پائیں تب^{۱۷}
احدیت گن اس تقدیر

جیوں پائیں کوں چھت کر جان^{۱۵}
ایک صاف ہے پائیں سب^{۱۵}
ایک صفا کا قابل تیر

۱۵ د میں ۱۵ ب معنوں، د معنوں ۱۶ ب م معنوں ج، د معنوں ج ۱۷ ب ایک
۱۸ س شعر ندارد ۱۹ ب ہونج، د ہونج، م ہونج ۲۰ ب نہیں ۲۱ ب زیادہ
د اول زیادت بعد زیادہ ۲۲ س عین وجوتی ۲۳ س سمجھیں ۲۴ ل اصل سمجھے بعد
سمجھن، م سمجھے ۲۵ د نسبت سوں، د دو نسبتوں سوں، س نسبتوں سوں ۲۶ د جیوں،
۲۷ ج نج ۲۸ ل ب د پانی ۲۹ س س تسیں ۳۰ ب د م پانی

دوجی نسبت قابل سوے
قابل لہروں کا سب جل
قابل محض سو پائیں سوے
سب پائیں ہے قابل جب
ان دونوں نسبت من منہ آے
بچ پائیں پردا ہے حیوں
یہ مَرَج البحرین سو جان
صفا انیں لہراں ہیں دوے
پن ای دو نسبتاں سو جانہ

سب جل لہر پوٹے ہوے
واحدیت کہہ اسی محل
صفاقی لہراں نسبت دونے
صفا تو سب لہراں تو جب
پائیں بچ منہ پوجھیا جاے
لہراں صفا بھلیں نہیں کیوں
بینہما برزخ پہچان
دونوں عین سو پائیں ہوے
تب پائیں دونے کے بچ مانہ

تمثیل^{۱۴}

علم سو حیوں چھت یوں من یکہ
بو جھے جے جگ ماں ہے سوے
حیوں جگ منہ کی بو جھے بات
بو جھے سمع بصر ہے اور
ذات اپنی جب ہوے مفہوم
عین علم عالم ہے سب
پن چھت مانھیں علم سو جان

علم بو جھے ہے کرتے بہ یکہ^{۱۸}
عین علم تب عالم ہوے
تیوں بو جھے اپنی بھی ذات
ہوں ہوں علم کہے اس کھور
علم عین تب ہے معلوم
عین علم معلوم سو اب
ای دونیں نسبتاں پہچان

۱۴ ب م پانی ۱۵ س صفاقی ۱۶ س س طرفان ۱۷ ب د پانی ۱۸ ح حاشیہ ای ۱۹
ب م دو، د اصلاً دو بعد دونہ ۲۰ ب د س پانی ۲۱ ب س بو جھا ۲۲ ب پانی ۲۳ ح حیوں
۲۴ ب بھلیں ۲۵ ب پہچان، ل ج د س م پہچان ۲۶ ب دونو، د اصل دونوں بعد دونو،
۲۷ ب م پانی ۲۸ ل س سوے، د متن ہوے مگر حاشیہ سوے ۲۹ د اول یو مگر اس کے اوپر یہ،
۳۰ م یہ ۳۱ د تمثیل دوم ۳۲ س کریں ۳۳ م بہ یکہ ۳۴ ب م اپنی ۳۵ ل ب ج س م ہے،
۳۶ ب اپنی ۳۷ ل عین علم ۳۸ ب عین علم ہے عالم ۳۹ ج دونوں، س دو، ل حاشیہ ای دونو

گنو علم ہے تنہ بیچ مان
پائیس دو نسبتاں سو تاس
دو جا الہیت ہے سوے

عالم ہو ر معلوم سو جانہ
یوں وحدت بیچ کریں قیاس
یہ مرتباً سو پہلا ہوے

حضرت الہیت

کہوں سنیں من ایدھر آن
تس تھیں ادشکی چھوڑی بات
طرف ثبوت صفات اس کھانہ
کیا کیا تس منہ کفا اجمال
ہوں بو جھوں تنہ چھوں ظہور
ہونج نور اور ہونج شہود
ہوں تفصیل انھوں چنہ حال
ہوں کہنیں منہ چاروں پاے
بھی اب جیوں کہیا تکرار
اے جیوں وحدت تیوں بیچ آن
ہب اس دو نسبتاں سو دیکھ
عالم علم علم معلوم

ہبیش الہیت کوں جان
احدیت تھی سلب صفات
ظہور واحدیت ہے جانہ
واحدیت تھیں سنو اتال
علم وجود شہود اور نور
ہونج علم ہو ر ہونج وجود
ہونج چھوں ہوں ہوں اجمال
جیوں پہلوں چاروں کہہ آے
جیوں اوپر سمجھا چنہ بار
یہ ہوں چھوں رہیا جیوں جان
یہ جیوں چھت وحدت بیچ لیکھ
ہوں ہوں علم علم اسی مفہوم

۱۰ ب اور ۱۱ ب س س کیوں ۱۲ د اول تب بعد تنہ ۱۳ م مصرعے برعکس ہیں ۱۴ ب ب ج
دم پاے ، لائن پاے ، حاشیہ پائیس ۱۵ م مرتبہ ۱۶ س س توں احدیت ۱۷ س س بیچ نادر
۱۸ ب ہے ۱۹ د متن ہی ، حاشیہ تھیں ۲۰ س س اسکی ۲۱ ل ل اوس ۲۲ د اول اس بعد اوس
۲۳ م اس منہ ، د اول اس ، نہ بعد تنہ ۲۴ س س نادر ۲۵ د ہونج ۲۶ ب ب اہوں ،
۲۷ ل ل س چھوں ۲۸ د حاشیہ : پیلین ۲۹ س س کھنہ ۳۰ ب ب کہنے ۳۱ س س سوں ، س
۳۲ م ل ل سمجھا ، س سمجھا ۳۳ م د حاشیہ ل : یار ۳۴ ل ل جوں ۳۵ ج حاشیہ مثل اینا
مگر متن مختلف : یہ جیوں وحدت تیوں بیچ لیکھ ۳۶ ب ب اب ۳۷ س س اوس ۳۸ د اول اسی بعد اوس

اسم الہی کہے ہوئے
 تنہ ممکن مخلوق کھائے
 تب اس نانوں سو مخلوقات
 تنہ عالم معلوم سو حق
 اس نہیں روشن ہو سب ٹھاؤں
 نانوں دہریں روشن کر نکھار
 عالم عین علم ہے جیوں
 خالق نور کہیں اس غرض
 تیوں آپس بھی کھولے ہوئے
 نہیں کس دیوے کا محتاج
 روشن ہوا کہیں گے تد
 اسم الہی تہیتی بار
 تنہ ممکن مخلوق سو نانوں
 ہوں ہوں دو جا اور نہ کوئے
 ذات ہوئی مشہود اس ماٹہ
 مشہود اس مخلوق پچھاں
 جس کا سبے لازماں صفات
 دکھلاوے موجود سو ہوئے

جس نسبت یہ عالم ہوئے
 جس نسبت معلوم سو پائے
 معلوم تقید ذات
 جنہ معلوم سو بے مطلق
 تیو نہیں نور روشنائی نانوں
 تہاں سو روشنائی کی نکھار
 نور منور ہوئے کیوں
 اللہ نور سما والارض
 نور بتی جگ روشن ہوئے
 نور آپس نہیں آپ چھتاج
 آپس آپ کھلا ہے جد
 جس نسبت روشن کر نکھار
 روشن شدہ سو ہے جس ٹھاؤں
 تیو نہیں شہود مہیں بھی ہوئے
 آپس ہے شاہ اس ٹھاٹہ
 شاہ اسم الہی جان
 تیو نہیں وجود جو چھت ہے ذات
 وجود بخشش کرے سو ہوئے

۱۷ د کہیں ۱۸ د ممکن ۱۹ ب کلاے ۲۰ م ناؤں ۲۱ د اول جن بعد حاشیہ: جانہ
 ۲۲ م تیوں ہے ۲۳ م ناؤں ۲۴ د اول اس بعد اس ۲۵ د ہوئے ۲۶ م ٹھاؤں
 ۲۷ سن دہرے ۲۸ ب سن سن ہوئے ۲۹ د جیوں ۳۰ ب اس کی جگہ اور دو شعروں کے
 بعد ہے۔ ۳۱ ب نہیں ۳۲ د ج سن کھولا ہے ، د کھولاے ۳۳ سن کہیں ،
 گے ندارد

۳۴ د متن جو حاشیہ سو اس سو ۳۵ م لازما

اٹھل سوٹ کر پھپھیں بہ بیگہ
 کرے جو توں ہوے تیتی بار
 ہاتھ سو توں ہے عین وجود
 ممکن سب مفعول سو اب
 تس منہ پہلے ہوے حیات
 دوجا علم سو پہلی ٹھانہ
 اے ارادت ہوے جب
 جو ہوے قدرت ناچار
 سمح ہوے تو سنیں تمام
 عدم نکوئی کر سکے سو تس
 دیکھ کلام لکھیں سن بات
 جیوں گنبد منہ کہے سلام
 ویسا دیہ جواب سو تب
 جے بوڈا ود گونگا ہوے
 سات صفات یہ ہویں تانہ
 قدیم الہیت منہ سب

الف، تھیلی پر لکھ دیکھ
 وجود الف کا توں کرخار
 ہاتھ الف ہووے موجود
 اسم الہی فاعل سب
 چھت منہ پائے جہاں صفات
 صفت بگت سنہ کھلیں مانہ
 علم بگت کر سکے سو تب
 پھرے ارادت تو ہر بار
 علم ارادت کرے کلام
 قدرت ہے چھت ذات سو جس
 بصر ہووے تو دیکھے ذات
 حفظ سمع کا عین کلام
 گنبد بول جو پکڑے سب
 سنے سو جے بولے گا سوے
 نطق سو ہے انساج مانہ
 آدم منہ اے حادث اب

۱۰ ب ج، تھیلی، دس م، تھیلی ۱۱ لسنہ، م سیں ۱۲ د اول یچی بعد پھپھیں ۱۳ ب د بیگہ
 ۱۴ م توں ۱۵ ج س ہوے، د ہوے ۱۶ ب د بات ۱۷ م میں ۱۸ ل سے ۱۹ لسنہ ۲۰ م
 کھولیں، ب کھلنے، د کھولنے ۲۱ ب او سے، د اول اسے بعد او سے ۲۲ د پہلے یہ شعر نہیں تھا، حاشیہ
 میں اضافہ کیا گیا ہے، س یہ شعر نہیں ہے۔ ۲۳ ب م ہووے، س ہووے تو ۲۴ ل ب س م ہووے،
 ۲۵ س س م سنے ۲۶ ل ب ج د س م نکو ۲۷ ل د س ہوئے ۲۸ ل ب د س س م کہوں کلام نہیں ہے
 د حاشیہ ج کہو کلام نہیں ۲۹ د جیوں ۳۰ م گنبت ۳۱ ب کہیں ۳۲ د گنبد، م گنبت ۳۳ ل ب
 دس بوڈا ۳۴ ل وے ۳۵ ل س جو ۳۶ د انساج ۳۷ ل اے ۳۸ ل ب س س ہو دیں
 د ہوے ۳۹ ب ٹھانہ ۴۰ ب یہ

وئے خالق ہے نو انبیاے
یہ تحقیق سو من منہ آن
عقل فہم کی نسبت مانہ

سات صفت یہ جس منہ پانے
عین ذات ہے صفت سو جان
غیر ذات ہے صفت سو کاتہ

جھولنہ

چھیل جیوتا جانتا لوڑتا ہے سکت اپنی تھیں سنے دیکھ بولے
سچے مچ آپیں روپ اکٹھے ہیں پن جانیں ماں لگیج کھولے
چھتا ایک اجاس جیوں خوب ہے اجالاج دھریں تہس نانوں ولے
اجاس اپنی ماں کھولا آپ بتی تیج کرھارا اجال ایک ٹلے
کہیں الہیت اس ٹھانوں
سات صفت یہ بیچ منہ آن
حقیقت انسانی اس نانوں
اس کوں دو نسبتاں سو جان

۲۳

قوس ظاہر وجود

حی علیسم مرید قدیر
جے فاعل کے معنوں آے
ظاہر وجود اسی کا نانوں
باقی باطن سب اسماء
سمیع اور کلیم بصیر
اسم الہی سو کہلاے
ظاہر ایک وجود اس ٹھانوں
چھا جے نسبتی گنت ملا

۱۰ ب وہ ۱۱ د جھیل ۱۲ ب اپنے ۱۳ اس م سچیں ۱۴ اس جانیں ، ب د جان نے ، ج جان
۱۵ م جان نہیں ۱۶ ب مانہ ، د منہ ۱۷ د او جاس ۱۸ د جیوں ۱۹ ب د او جالاج ،
۲۰ د س س تے ۲۱ ب س نام ، م ناوں ۲۲ ب د او جاس ۲۳ ب کھلا ۲۴ ل ج س س اپ
۲۵ ل ج د تیں ۲۶ ب س کر نہار ۲۷ س اجال ۲۸ م انیک ۲۹ د کہے نہ ل اے
۳۰ ب اوس ۳۱ س پر جان ۳۲ س قوس ندارد ۳۳ ل معنوں ، س معنوں میں
۳۴ ل ج د س م جھا جے ۳۵ ب نسبت ، س نسبتی ،
۳۶ س اسماء ، م اسماء
۳۷ س ملاے

تہ نہ نانوں کا نہیں شمار
باطن واحدیت اس مانہ
اسم اللہ اینہاں من لیکھ
دوجی نسبت قوس پچھان

ذات ایک نسبتاں ہزار
ظاہر احدیت اس ٹھانہ
یہی وجود سو واجب دیکھ
ایک قوس اس نسبت جان

قوس ظاہر علم

دے ممکن منہ مخلوقات
اسم کیانی سب اس ٹھانوں
موجودات کہیں گے سوے
اسم تجلی ہوتے تس ٹھانہ
ہوے مفصل سب اعیان
وجود اضافی سب کن ہوے
سب موجود آپ اپنی ٹھانہ
ٹھان نہ دوے بھاگ بٹاے
یہ قسمت بن قسمت آنک
ایکس مانہ نہ کچھ نقصان
ہر یک سُنہ اَل الکا راز
اینہاں سو باطن احدیت
ایک پناں ہے نسبی اب

جے مفعول سو معلومات
ظاہر علم سو اس کا نانوں
سب اعیان مفصل ہوے
ہر یک کا مظہر ہے جانہ
عقل کل تا حد انسان
اینہاں حقیقی کثرت جوے
جیوں اچھا نہیںاں درپن مانہ
ایک اوچھانہ وجود جو پائے
ہر یک پائے وجود سوانگ
قسمت ثلث ربع کی شان
چھانہ وجود جو پائے مجاز
واحدیت ظاہر صورت
اینہاں حقیقی چھانے سب

۱۰ سب ٹھانوں ۱۱ دم اینہا ۱۲ سب سن اک ۱۳ سب ہووے ۱۴ سب اینہیاں ۱۵ ج اینہا ۱۶ سب
۱۷ جیوں ۱۸ سب اوچھانیں ۱۹ سب دس اوچھایاں ۲۰ م اوچھانیاں ۲۱ مگر حاشیہ ج ۲۲ اوچھانیاں ۲۳ سب این
۲۴ سب اوچھایاں ۲۵ سب اچانہ ۲۶ سب م تنہ ۲۷ سب بتاے ۲۸ سب سن ایک ۲۹ سب سوانگ
۳۰ سب د آنک ۳۱ سب اکیں ۳۲ سب اول جہاں بعد چھان ۳۳ سب سیں ۳۴ دم سوں ۳۵ سب
اینہیاں ۳۶ سب ج دس م جھانجے ۳۷ سب چھانجے ۳۸ سب م پنا

ٹولا ایک کہیں گے جیوں
چھتے سو واقع ہیں ہزار
خلق مفصل ہوئی پریشان
جیوں جمع بعد از تفصیل

اک عالم ہب کہو سو یوں
ٹولا ایک کہیں ہر بار
ذات صفات اسما اعیان
تنہ آدم ہے کس تمثیل

سوال و جواب تنبیہ

منجھ ۶ منکر کر دیو ۷ جواب
سمجھ ۹ ہو منجھ کہو سو تیوں
کیا ہے بگت سو ان دونہ مانہ
وئے ہے دو نسبتوں سنگھات
دوجے چار صفت سنہ ۱۲ ہوئے
واحدیت ماں ہے یہ بات
واحدیت احدیت صفات
بیچ ماٹھیں صفات تس ٹھانوں
فاعل ہور مفعول سو سوے
ای فاعل مفعول سنگھات
غیر ذات اس ٹھانہ پچھان
اور الہیت منہ تیوں
سنیو یہ نکتہ ۲۶ تکرار

سو ٹک اک شمت کہو شتاب
وحدت واحدیت منہ جیوں
اور الہیت جس ٹھانہ
تعیین اول وحدت ذات
اک نسبت ہے ایچ سوے
ولی صفت ناں عین سو ذات
بیچ ماٹھیں ہے وحدت ذات
ہیں الہیت جس نانوں ۱۹
اس کیوں طرف جو ہویں ۲۱ دوے
واحدیت تنہ وحدت ذات
صفت عین ذاتج تنہ جان
فرق سو واحدیت کا یوں
سمجھیں ۲۲ تو ہو پن اک بار ۲۵

۱۷ م سب ۱۸ د جیوں ۱۹ د سوال جواب ۲۰ م س ندارد ۲۱ م د یک ۲۲ م ب س مجھے شہب
دیوئے شہب میں ۲۳ م س منجھ ۲۴ م س مجر ۲۵ م س امر ۲۶ م ب دو ۲۷ م ب د س وہی
۲۸ م س سوں، س م منہ ۲۹ م ب س تان، م نا ۳۰ م ب س م منہ ۳۱ م ج اول ماں بعد ماٹھیں
۳۲ م دیہے ۳۳ م ب نانوں ۳۴ م م اوس ۳۵ م د س س ہودیں، ب ہووے ۳۶ م د ذاتج
۳۷ م ب ج د س سمجھے ۳۸ م ب ہو تو ۳۹ م ب ایک ۴۰ م ج نکھتا

تمثیل مراتب

سیاہی سو غیب ہوتی ہوے
 اک نقطاً لے دھرتے سو جان
 اک سیاہی کا نقطاً لیکھ
 جنہ نقطے کی سیاہی آئے
 دو جا نقطاً کاغذ کاج
 کاغذ سیاہی ملیں سو جان
 رنگ دہونکھلا حسا سوے
 جیوں کاغذ الٹا کر دیکھ
 ان تینوں نقطوں اک ٹھانہ
 نقطاً عین الف کر جان
 بے نقطاً ج الف کے پاس
 نقطاً الف بڑھے جس ٹھانہ
 نقطاً عین الف بے سب
 لیکھ الف بے نقطے تین
 الف سماں تو پایا جاے
 مطلق بانکا ہووے کیوں

قید جو نقطاً وحدت سوے
 تین ہودیں نقطے تس ٹھانہ
 جب دو بے دو کہوں سو دیکھ
 کاغذ تنہ او متناج چنپائے
 تیجا او ان تل ہوا چھتاج
 دو ہوں بھلیں اک رنگ ہوے تانہ
 دھوپ چھانہ نج مل جیوں ہوے
 تنہ پائیگا رنگ بہ لیکھ
 الف ہوے گا نقطے مانہ
 احدیت اس بھانت پچھان
 وہی الف بے کریں قیاس
 بے کہوے بے شک تس ٹھانہ
 واحدیت یوں جان سو اب
 جان دندانوں سنہ تنہ سین
 بانکا لام جو ضد اوس آے
 اے دایرے نقطاً جیوں

۱۰ س نذارد ۱۱ س چو ۱۲ د نقطہ ، س نکتا ۱۳ د دھریں ۱۴ م نقطہ ۱۵ م ایک
 ۱۶ ل س س دو دو بے کہوں ، م دو کہوں دو بے ۱۷ د س م اتناج ۱۸ م چھپائے نہ دم نقطہ
 س نکتا ۱۹ ب د ہوں ۲۰ ب ملیں ۲۱ ب کھانہ ۲۲ س د ہوتے ، س دو ہونکا ،
 ۲۳ ل س س ہوے ۲۴ س س جوے ، د متن جوے حاشیہ ہوے ۲۵ د جیوں ۲۶ ب د
 س اولٹا ۲۷ ب پائیگا ۲۸ د اول نقطے بعد نقطوں ۲۹ ل تس ، س اوس ۳۰ د نقطاج
 ۳۱ ل ب ج د س م پڑھے ۳۲ س سے ، م سے ۳۳ ل ب س م تس ۳۴ ج سما ،
 ۳۵ ل س ہوے ۳۶ ب دایرا ، د دائرے ۳۷ د جیوں

یا اوس حلقے ہے کہ جان
 الف لام ہے لکھ کر دیکھ
 پڑھ بسم اللہ اس اجمال
 عین اجمال ہو سب تفصیل
 قابل سب حرفوں کا سوے
 قدح مدح سب ان مان تیوں
 رحمت عام سو ظلمت نور
 رزق سو مومن کافر پائیں
 یہ ممکن مخلوق پہچان
 ہوئے عبارت پھرے نہ کوے
 اینہاں سو معنی ہیں اخلاص
 مومن ناجی کانسر نانہ
 عین کلام اللہ ہے سوے
 اے مطالع کر ہر باب
 تہاں عرض اعراب پہچان
 عقل کل آیت اول
 آیت سوم عرش رحمان

اوسی دایرے میم من آن
 بے ہو سبب میم تک لیکھ
 ہوئے عبارت تب فی اجمال
 الہیت کی جیوں تمثیل
 عین وہی یہ فقط ہوے
 حرف اسماء الہی جیوں
 ہر ہر کھانتیں ہویں ظہور
 جیوں معنی رحمان سکھائیں
 عین عبارت فقط جان
 اینہاں مدح پھر قدح نہ ہوے
 اس ٹھاہرے رحمت خاص
 ہوے رحیم ظہور اس ٹھانہ
 کن کے امر بتل جگ ہوے
 عالم حق کی عین کتاب
 جوہر اس منہ حرف جان
 آیت سب مرتبے محل
 دو جے نفس کل کی شان

۱۰ م اسی ۱۱ ب دائرہ ۱۲ د اسی ام اض ۱۳ ب حلقہ ۱۴ ج سنیں ۱۵ م لیکہ ۱۶ ب ہووے
 ۱۷ ب جھولنے (۱) دو نقطے کا کچھ اور نہیں تو رنا کہیں کا تو ر اور بناں + ہوت کی تو دو ب ہیں ہیں اس تفسیر کیا کہوں کھول کہناں
 (۲) اہات صفات سوسات سات تین تین بھی اک انے + جب ایک بھی مل جائیج نصیرے تب تو جگت کر جان
 ۱۸ ب ج د اور ۱۹ ب ج د اسما ۲۰ ب ج جیوں ۲۱ ب ج بھاتیں ۲۲ ب ج ہوے ۲۳ ب ج اول ہویں بعد ہوے ۲۴ ب ج
 سکھائے ۲۵ م پائیں ۲۶ م دم اینہا ۲۷ ب ج سن ہویں مگر حاشیہ ہوئے ۲۸ ب ج اول ہوے بعد ہویں اس میں تیوں
 ۲۹ م ٹھاہر ۳۰ ج م اس اینہا ۳۱ ب ج سن تاہنہ ۳۲ ب ج اس ۳۳ ب ج میں حروف
 ۳۴ ب ج اس اس ایت ۳۵ ج ایت ۳۶ ج د ایت

صبح سواست اس کے لئے
 پچیس نماز پچیس نماز
 مداروں پہنچے اس کے لئے
 جنم و انجمن اس کے لئے
 اللہ و اللہ اس کے لئے
 عسکری قہر اس کے لئے
 یہی ہے اس کے لئے
 نبیوں پر اس کے لئے
 زمین اس کے لئے
 ایک طرف اس کے لئے
 یہی امانت اس کے لئے
 زمانہ اس کے لئے
 دیکھ اس کے لئے
 کہوں اس کے لئے
 دل اس کے لئے
 اسی دایرہ اس کے لئے
 چنگ اس کے لئے

پچیس آیت الکرسی دیکھو
 صبح مشائی اونہہ کا نانوں
 آیت پچیس مولود سو تین
 کلمۃ القہر مریم پاس
 قس ہو اللہ احد اک دس
 احد انیں واحد پنج مانہ
 ہر انسان تجلی خاص
 اسماء چوتھے پر ہے سور
 ایک طرف جس صفائے ہوے
 زوں انسان ظلوم جہول
 وحی طرف وجود دکھائے
 وحدت کے دیہ نشان
 ب عنصر کے تج اخلاق
 پر عرش پھرے کس شان
 بہت ہے دل سوں نس
 یا چنگی لکڑی جال
 عطا چنگ سو مرکز ہوے

۱۷ ج د آیت ۱۸ ل ل ل اس ب م اوس ۱۹ ج د آیت ۲۰ ج د آیت ۲۱ ج د آیت
 ۲۲ ج د آیت ۲۳ ج د آیت ۲۴ ج د آیت ۲۵ ج د آیت ۲۶ ج د آیت ۲۷ ج د آیت
 ۲۸ ج د آیت ۲۹ ج د آیت ۳۰ ج د آیت ۳۱ ج د آیت ۳۲ ج د آیت ۳۳ ج د آیت
 ۳۴ ج د آیت ۳۵ ج د آیت ۳۶ ج د آیت ۳۷ ج د آیت ۳۸ ج د آیت ۳۹ ج د آیت
 ۴۰ ج د آیت ۴۱ ج د آیت ۴۲ ج د آیت ۴۳ ج د آیت ۴۴ ج د آیت ۴۵ ج د آیت

بعد سوال ۲۲ ب چنگ

۲۳ د م دائرہ ، س ل دایرہ

عش پھرے اوس صفتوں مانہ
 تہاں ہیولا صونی حال
 تھیں اعراض رہے دو آن
 بھی موجود ہوئے اس دم
 بھاگا جان کے نہیں کوے
 سیر طیر اس ٹھاہر ہوے
 کرے لباس جدید اوس ٹھانہ
 سیر ولی تب جگ منہ پائے
 کریں دایرا چنگی جال
 دیکھ دایرا یقین گمان
 اک چنبا دوجی چڑھ آے
 اوسے مثل لگتی ہے اور
 وہی موج اس کریں گمان
 ہر سیلاں بھٹکوں جل جاے
 جلے سو اوس بھٹکے کی میل
 یہی شتابی جگ کی شان
 تیل بتی کھوٹیں گے جب
 اوسی جوت سوں ہوے پر بھات
 واحد دیہ وجود جمال

دل نقطا اسم اللہ جانہ
 ہوے طبیعت کل قوال
 تملتل شکل پھرے اور شان
 ہر سیلاں جگ ہوے عدم
 تنہ ویساج شتاب سو ہوے
 یہ ٹھاہر سمجھے جے کوے
 بھاگے تب یہ لوڑے جانہ
 خلق لباس جدید پھراے
 عالم کا ہے نت یہ حال
 نقطا پھرے شتاب اس شان
 جیوں پانیں کی موج چلاے
 بھاگے تس کا پانیں ٹھور
 آے شتابی سوں اس شان
 جیوں دیوے کی جوت دکھائے
 اوتنیں بھاگ بتی ہور تیل
 بھاگے جوت جڑے ہر آن
 فرق سو جانیا جاوے کب
 دیکھیں لوگ کہ ساری رات
 احد سو بھانے صفت جلال

۱۔ اس میں اس کے دہیولی سے مہی نہ کے دل مد نہیں ہے ۲۔ لب میں ہووے ،
 ۳۔ پہلے تن پھرنا پھر تہاں کے ب نہیں ۴۔ سن سنہجے سے م اس لب میں لب پالی
 ۵۔ م ہوے لب ب دیکھائے لب ب اتنی ، د اتنی ۶۔ ج جے ، بعد جڑے ، د جڑی ، م جے
 ۷۔ اس میں جوڑے لب لب جان ۸۔ اس میں وحاشید پایا جاوے ۹۔ لب کھوٹیں ، لب
 کھوٹے ۱۰۔ لب میں

مرتبہ الہیت

نانوں الہیت نش لیکر
 جدی جدی اس ٹھاہر پائے
 واجب ہوہ ممکن نچ مانہ
 ولے جدائی علمی سوے
 بگت حقایق موجودات
 نانوں عین ثابتاً سو جان
 آپس بو جھے اس اس شان
 تو آپس اونڈھا دکھلاؤں
 جیسا ہوں تیوں پاؤں بھوڑ
 پرکھن یوں آئیں من مانہ
 تس ٹھاہر اعیان کہاے
 صفتوں سنہ اٹھ بیٹھت بار
 کوز تو تئی اٹکل منہ آن
 آنے من منہ اٹکل ماٹ

ہیں تعین دوجا دیکھ
 اینہاں ذات صفات اسمائے
 علمی بگت ہوئے اس ٹھانہ
 ماٹی منہ بھی بگت سو ہوے
 اینہاں مفصل علم ذوات
 اینہاں نانوں اعیان پچھان
 جیوں شخص دھرے من منہ گیان
 جے پانیں پر چل کر جاؤں
 دیکھوں درپن سائیں چھوڑ
 ظاہر بگت وجودی نانہ
 یوں تفصیل علم منہ لیاے
 جیوں ماٹی کا اہے کونہبار
 ماٹی آگیں یوے تان
 سارے پنھاری کا گھاٹ

۱۔ حکایت الہیت، ب حضرت الہیت، ج دس س کوئی سرخی نہیں، حاشیہ و تعین دوم ۱۰۔ د بجا
 ۲۔ دتے ۳۔ ج م اینہا ۴۔ اسماء ۵۔ ب ہودے ۶۔ ب ج دس س مانھیں،
 ۷۔ ج س م اینہا ۸۔ د ناو ۹۔ ل ب س س ثابت، م ثابت ۱۰۔ ل ل م دھر من منہ، ب
 من منہ دھر، د اصل دھر من منہ، بعد میں دھرے من منہ، س دھر من منہ ۱۱۔ ب م پانی ۱۲۔
 د جانوں ۱۳۔ س دکھلانوں ۱۴۔ ل د سائیں، ب سائے، س سائیں ۱۵۔ ب س پرٹھیں
 د اصلاح شدہ پرٹھیں ۱۶۔ ل ب س س آنے ۱۷۔ ل س کلھاے ۱۸۔ د اصل من،
 حاشیہ سوں، م سوں، س منہ ۱۹۔ د اصلاح شدہ اوٹھ، م اوٹھ،
 ۲۰۔ ل د د اصلاح شدہ آگل، م آگے
 ۲۱۔ ل د س توتی، ب توتی، م توتی

یہ صورت اعیان کھلائے
تن منہ اسی دوغیب سو جان
سنیں بگت کر کہوں گا سوئے

بگت علم منہ سگے آئے
یوں حضرات سو خمس پہچان
تین شہادت منہ بے کوئے

مرتبہ روح

نانوں حقایق جگ کا تانہ
گھڑے کوزہ مخلوق تمام
آپس پھر پایا اس ٹھانوں
آپس پاوے دوجی بار
اوس کوں اس حکمت سنہ پاسے
ہے مخلوق کرت تکرار
وحدت کثرت کدھیں نہ ہوئے

ہیں تعین تیجا جانہ
روح دھریں گے اسی مقام
عالم امر سو اس کا نانوں
جیوں درپن منہ دیکھن ہار
ذات جو دیکھن مانہ نہ آئے
عین ذات وہ دیکھ بچار
جو آپس لکھ بھانٹوں جوئے

مرتبہ قلب و مثال

اینہاں نانوں مثال پہچان
یہی قلوب ہو رہی مثال
دیکھن ہار سریکھی چھانہ
اس ڈاوا اوس جمنان ہوئے

چوتھا ہیں تعین جان
ہیے عالم وہم خیال
جیوں صورت درپن مانہ
بگت کرے بے کوئے

یہ شعر مرتبہ روح کے بعد ہے۔
تین بھانٹوں تعین... الخ ہے اور حاشیہ میں مرتبہ روح درج ہے۔
اس میں کوزے سے م پھر سے د میں سے د سو۔
اس میں اس کوں سے ل م سوں سے س و سے ب کدھوں سے م مرتبہ مثال۔
اس میں بیان سے د نانو سے ل ب س م اور سے ل ما سے س و حاشیہ ل
اس

اس تھیں دیکھن بار سو پائے
پکڑ وہم کے ہاتھ سنگھات
نانوں مثال اہل دل مانہ
توسب پانچ مراتب ہویں

تس تھیں قلب سو کہنا جانے
روح ہائے جو سے کی ذات
روح جسے بیچ اس کی ٹھانہ
چھیلا ایک تعین جوین

مرتبہ جسم

جوسا سو دھریا تس کا نانوں
تبارک اللہ پڑہ اس دیکھ
دیکھ سو حسن صورت مانہ
اس کا حکم حکم ہے سوے
پانیں پر چل اوندھا پائے
حکم عدم کون ہے اس ٹھانوں
پانیں چوکھوناں تنہ پاو
تنہ پانیں کون گرد سو جوے
مگڑوں چندناں دھوپ دکھائے
چھت ان منہ ان حکم پچھان
جوان پانیں منہ اورج بات
کہے تجھے مختصر اتال

چھیہ تعین ہے جس ٹھانوں
عالم حلق امر تل لیکھ
رایت ربی کہیا جانہ
جوسا سو جیوں آرسی ہوے
سانھیں درین سماں دکھائے
صفا سوے ٹھالی کا نانوں
جنہ چوکھوناں ہوے تلو
جنہ چہ چکا مدور ہوے
جیوں ٹھالی جالی منہ آے
ای سارے درین کر جان
نٹھان سو کھیلے دھول سنگھات
پانچ مراتب میں فی الحال

۱۰ لہ لب دہات ۱۱ لہ لب دہات ۱۲ لہ لب دہات ۱۳ لہ لب دہات ۱۴ لہ لب دہات ۱۵ لہ لب دہات
۱۶ لہ لب دہات ۱۷ لہ لب دہات ۱۸ لہ لب دہات ۱۹ لہ لب دہات ۲۰ لہ لب دہات
۲۱ لہ لب دہات ۲۲ لہ لب دہات ۲۳ لہ لب دہات ۲۴ لہ لب دہات ۲۵ لہ لب دہات
۲۶ لہ لب دہات ۲۷ لہ لب دہات ۲۸ لہ لب دہات ۲۹ لہ لب دہات ۳۰ لہ لب دہات
۳۱ لہ لب دہات ۳۲ لہ لب دہات ۳۳ لہ لب دہات ۳۴ لہ لب دہات ۳۵ لہ لب دہات
۳۶ لہ لب دہات ۳۷ لہ لب دہات ۳۸ لہ لب دہات ۳۹ لہ لب دہات ۴۰ لہ لب دہات
۴۱ لہ لب دہات ۴۲ لہ لب دہات ۴۳ لہ لب دہات ۴۴ لہ لب دہات ۴۵ لہ لب دہات
۴۶ لہ لب دہات ۴۷ لہ لب دہات ۴۸ لہ لب دہات ۴۹ لہ لب دہات ۵۰ لہ لب دہات
۵۱ لہ لب دہات ۵۲ لہ لب دہات ۵۳ لہ لب دہات ۵۴ لہ لب دہات ۵۵ لہ لب دہات
۵۶ لہ لب دہات ۵۷ لہ لب دہات ۵۸ لہ لب دہات ۵۹ لہ لب دہات ۶۰ لہ لب دہات
۶۱ لہ لب دہات ۶۲ لہ لب دہات ۶۳ لہ لب دہات ۶۴ لہ لب دہات ۶۵ لہ لب دہات
۶۶ لہ لب دہات ۶۷ لہ لب دہات ۶۸ لہ لب دہات ۶۹ لہ لب دہات ۷۰ لہ لب دہات
۷۱ لہ لب دہات ۷۲ لہ لب دہات ۷۳ لہ لب دہات ۷۴ لہ لب دہات ۷۵ لہ لب دہات
۷۶ لہ لب دہات ۷۷ لہ لب دہات ۷۸ لہ لب دہات ۷۹ لہ لب دہات ۸۰ لہ لب دہات
۸۱ لہ لب دہات ۸۲ لہ لب دہات ۸۳ لہ لب دہات ۸۴ لہ لب دہات ۸۵ لہ لب دہات
۸۶ لہ لب دہات ۸۷ لہ لب دہات ۸۸ لہ لب دہات ۸۹ لہ لب دہات ۹۰ لہ لب دہات
۹۱ لہ لب دہات ۹۲ لہ لب دہات ۹۳ لہ لب دہات ۹۴ لہ لب دہات ۹۵ لہ لب دہات
۹۶ لہ لب دہات ۹۷ لہ لب دہات ۹۸ لہ لب دہات ۹۹ لہ لب دہات ۱۰۰ لہ لب دہات

ایکس ایک سو دسے تمثیل
 جہاں تمہیں تنہ وہی سو جان
 علمی عینی بگت نہ تانہ
 اینہاں بگت علمی نہ پائے
 اینہاں بگت وجودی دین
 خلق خدا کی ہوے سوتیوں

آگین کہوں گا کہ تفصیل
 و ہو معکم اینہاں پچھان
 عین سب سے تھے و عورت مانہ
 کھوئے الہیت نہ آئے
 روح مثال جو سا جب کین
 گھاٹ سونے کا کہئے جیوں

جھولنا

گھاٹ آپ مزمتیں سوناں اکتھے تھے پچھیں^{۱۶} جان پنہیں کیتی^{۱۸} روپ جوئے^{۱۹}
 آج آگے گھاٹ سو جوڑ پتولیاں انہیں^{۲۱} ہار کنگن جہاں جہر ہوئے
 ایتی نانوں دھرے روپ دکھلائیں^{۲۳} سبھوں مانجھ سے^{۲۴} بن چھت نہیں
 چھت جس کے تھیں جیکو ہوئے چھتا گھاٹ تس کاہے خوب جان رہیں
 پانچ مراتب اکتھے جانہ
 یہ انسان سمجھ کر دیکھ
 کہوں سنیں دل ٹھاہر آن
 دیکھن ہار سو ہے اس ٹھانہ
 ہے کامل انسان سو تانہ
 خوبیں جو سوں کریں بہ بیکھ
 فکر کریں یہ معنی جان
 چھپا چھانہ کی کیسلی مانہ

۱۶ ب اینہیاں ۱۷ ب سلتیں ۱۸ ب سبھی ۱۹ ب م تھی ۲۰ ب تھانہ ۲۱ ب م گھلے شہ د میں
 ۲۲ ب م اینہا ۲۳ ب د منہ، م سہ، ب جہا ۲۴ ب م سب ۲۵ ب د اصل کی بعد اصلاح شدہ کا .
 ۲۶ ب م جھولنا ۲۷ ب (حاشیہ) آپن من مانہ، ب ... میں، د ... مینہی، س ... منیں، س ... منہنی
 ۲۸ ب س اکتھا، م اکتھیا ۲۹ ب س م تھا، ب تھے ۳۰ ب د بچھی ۳۱ ب س پنے ۳۲ ب س کئی .
 ۳۳ ب س جویں ۳۴ ب ب اکتھے ۳۵ ب د انے ۳۶ ب د جہا جہر ۳۷ ب د اصل دھریں و اصلاح دھرے،
 ۳۸ ب س دھر ۳۹ ب س دکھانے ۴۰ ب س سوں، د اول سوں بعد سوں ۴۱ ب ب د س م سونے،
 ۴۲ ب س جوکوی ۴۳ ب د س سمجھ ۴۴ ب د س س م کرے ۴۵ ب د یو ۴۶ ب س اوس
 ۴۷ ب د م چھپیا ۴۸ ب س چھان

ایک بول پن جان نامول
جگ جگہ سو چھوٹا چھان
انکھیوں کی انکھیوں میں دیکھ
تب اوش نانو بخار دھراے
کہیں باولی نانو سو تب
نانو ہوئے برسات اس ٹھانہ

تد ندیوں کے نانو دھراے
بھی پھلے دریا کہیں تد
پن چھت مانھیں پائیں جان
جیوں الہ کہیں اک ٹھانوں
روح مثال جو سیا ہے جانہ
چھول موج روحانی جیوں
جیوں جسمانی قید سو تب
دل تس مانھیں جیوں جہاز
رہوے گا با خدا سو سوے

مت بوٹھے یہ بھوڑا بول
حق جیوں شخص عکس جگ جان
تس کیکی انسان سو لیکھ
دریے کے چھن باد اڈاے
رجکا پھلے غبار سو جب
وئے بوذاں ہو گرتے سو جانہ
جد وہ ریل پھیل بہاے
ندی بھلے دریں منہ جد
ان سب شانوں نانو پچھان
دریا سمت بڑے ای نانو
سب نانو ننھیں میں کانہ
گھوسن لہر پوٹے کیوں
کف مری اور لون سو جب
دریا ہے معرفت مجاز
جے نا خدا سو دل کا ہوے

خالق پیش از ظہور عین بود و حق بعد از ظہور عین عالم
قابل محض سو وحدت جانہ سب اجمال سو ہیں تس ٹھانہ

لے لجانے، ب پوچھیں لے ب دس م جگ سے س آنکھوں لے دس آنکھوں سے م ذرے
لے لڈ اوداے لے لڈ دس اس لے د نانو لے لڈ بادل لے لڈ وہی لے لڈ لڈ لڈ
گرین لے م جہرہ دے لے ج جھیلا، د اصل جھیلا بعد جھیلا لے ب تندہیو کے نام دھراے،
لے لڈ
لے ب نئی لے ب ج د جان لے م کہیں لے د روحانیں لے ب اب،

مانھیں منہ کچھ بگت نہ ہوے
 وحدت تھیں کو جدا سو نانہ
 ڈال پانت بڈدایاں جیوں
 اس بڈپن سوں بڈتس ٹھانہ
 مورک ہوک ناچ کے ڈھنگ
 چھے سوٹھے بیٹھے منہ کیوں
 پھول سو مظہر من منہ آن
 پھول سو جل منہ جل دھر مول
 بول سو معنی معنی جانہ
 وے وحدت جس نہیں تبدیل
 غیب شہادت ہو دکھلاے
 جے جگ منہ تھیں فنا جو ہوے
 کنہ تھیں آیا گیا سو کانہ
 جیوں گھڑیالی کی آواز
 پن کس کوں معلوم نہ ہوے
 جیوں جنہ چھپی پتھر منہ آگ
 پتھر مہیں پتھری کے رنگ
 بانڈھیں لے کپڑے منہ ریش

تنہ وحدت کے رنگ سب کوے
 سارے چھپے سو وحدت مانہ
 بیج مہیں کھنیاں بیج سو تیوں
 کیوں چھپا تھا انکر مانہ
 سبھی جمال کلا کے رنگ
 عین سوٹھے بیٹھا تھا جیوں
 پانیں کوں ظاہر کر جان
 پانیں جیوں پھول منہ پھول
 معنی بول سو بولوں مانہ
 جسے الہیت تفصیل
 کرے تابئی جگ منہ آے
 تس چھت سدہ پنادے کوے
 اس کی سدہ سو کس کوں نانہ
 چھپی سو گھڑیالی منہ باز
 کنہ تھیں آئی گئی کنہ سوے
 کیوں رہتی ہے نہیں نہ لاگ
 پانیں آگ دوہوں اک سنگ
 تھاں ٹھنڈی ہی پتھری کے مس

۱۷ ب چھوپے ۱۸ س سو ۱۹ ل ب د چھپیا ۲۰ ب مور کہو کہ ، م مور کہو کہ ۲۱ ب
 ناچ ۲۲ ب بھی ۲۳ م تھی ۲۴ د بیٹھا ۲۵ ب پانی ۲۶ نہ ب نہیں ۲۷ م جس سے
 ۲۸ ب تابہ ، د تابہ بعد تابہ ۲۹ د م میں ۳۰ م تھیں ۳۱ ل کا ۳۲ م پھپھے
 ۳۳ ل بن ، د اول بن بعد بن ۳۴ ل گے ۳۵ ل سل جیو ۳۶ د میں ۳۷ ل سل کہیں
 م لہن ۳۸ ب پانی ۳۹ ب دوہوں
 ۴۰ ل بانڈھے ۴۱ ب میں ۴۲ ب د سل م ٹھنڈی

روپ کاچہ بھشکوں بھراے
 آپس کوں بھی رہے نہ راگہ
 کنہ نہیں آئی گئی پھر کا نہ
 پاپیں جو صورت ہو دکھلاے
 تفکروا آلاء اللہ
 چنہ دس کدھریں ماگ نہ ہوے
 دے کدھینچ منداوے تانہ
 کھولے باٹ دے کہ اور سانجہ
 کہیں رسول علیہ السلام
 آلا مہیں فنکر کا لاگ
 عرف نفسہ خدا پھپان

پنج منع ماریں پھر جو آے
 جال پتھر چونان پر ناگہ
 غایب ہو جاوے بھل تانہ
 ذات پنیں منہ پائی نجاے
 فکر منع فی ذات اللہ
 جیوں خلوت چن یوے کوے
 اک آئیں کی راکیں ٹھانہ
 جے کو آیا لوڑی مانجہ
 ذات اللہ منہ فنکر حرام
 نفس صفت کی دس بھی ماگ
 آلا توں آپس کون جان

یافتن ذات مطلق از اسقاط اضافات

ہے روئے بوجہ تاثیر
 اس باجیں کہئے جوان
 کھایں دھتورا جاے اتال
 روناں تہ ہس ہوے نلوٹ

کرے عقل کی جے تدبیر
 اوس کا نانوں سو ہے انسان
 عقل درسیں طبیعت کا چال
 ٹھانوں ہے کی روئے لوٹ

۱۔ ب حقیق ۲۔ د پھور ۳۔ س پھلاے ۴۔ د چونا ۵۔ ب د غائب ۶۔ س تل ۷۔ ب
 ذات پنہ ۸۔ ب پائی، م پائی ۹۔ ب پائیں، دم پائے ۱۰۔ س ہوے ۱۱۔ ج د تفکروا فی
 ۱۲۔ س چھویں، س چنہوں ۱۳۔ س باگ ۱۴۔ ب م آنے ۱۵۔ لب س س م راگھے ۱۶۔ ب دل
 م کدھینچ ۱۷۔ د کوئی ۱۸۔ س س سانجہ ۱۹۔ م میں ۲۰۔ ج نہی، س نہیں فکر صفت کی دس ماگ،
 ۲۱۔ ب نہیں کے ہی ۲۲۔ س ربہ ۲۳۔ لب ج س م مطلق ذات ۲۴۔ لب م اضافت ۲۵۔ د س
 ۲۶۔ دے ۲۷۔ د تا سیر ۲۸۔ ب س س م اس کا ۲۹۔ د س س درست ۳۰۔ ب ج د
 ۳۱۔ ج ہنہ، د س ہنہ ۳۲۔ د م رووے ۳۳۔ س س رونا ۳۴۔ س ٹنہ ۳۵۔ د ہنہ س ہنہ

تو یہ ^۱ہب ^۲جیوان سو ذات
 نیر ^۳یہ ^۴ترور کی شان
 دیکھ ^۵کیوں ہیں تب چلیا جاے
 پن ^۶جھن جھنی ^۷مہیں ^۸رہے ^۹وے ^{۱۰}کل
 ذات ^{۱۱}مہیں ^{۱۲}کچھ ^{۱۳}نہیں ^{۱۴}گھٹاج
 ہب ^{۱۵}جیوں ^{۱۶}ترور ^{۱۷}اے ^{۱۸}پچھان
 نہیں ^{۱۹}تو ^{۲۰}جیوں ^{۲۱}اک ^{۲۲}ٹینبا ^{۲۳}ہوے
 دو ^{۲۴}مل ^{۲۵}کر ^{۲۶}صورت ^{۲۷}دکھلائیں
 اوگ ^{۲۸}ادھٹیں ^{۲۹}گے ^{۳۰}دیکھ ^{۳۱}بھوڑ
 باو ^{۳۲}کدھرے ^{۳۳}تنہ ^{۳۴}کیوں ^{۳۵}پاں
 غلبا ^{۳۶}ہے ^{۳۷}بڈھناں ^{۳۸}رنگ ^{۳۹}مانہ
 وے ^{۴۰}تو ^{۴۱}میج ^{۴۲}نہیں ^{۴۳}چھت ^{۴۴}مانہ
 دو ^{۴۵}نہ ^{۴۶}مل ^{۴۷}رترا ^{۴۸}رنگ ^{۴۹}دکھلائیں
 ہیں ^{۵۰}جسا ^{۵۱}جیوں ^{۵۲}ٹینبا ^{۵۳}تیوں
 جو ^{۵۴}سا ^{۵۵}سو ^{۵۶}نانوں ^{۵۷}دھریں ^{۵۸}گے ^{۵۹}سوے

اس ^۱تج ^۲یہ ^۳عارضی ^۴سو ^۵بات
 آپ ^۶چلے ^۷تب ^۸ہے ^۹جیوان
 جب ^{۱۰}جھن ^{۱۱}جھنی ^{۱۲}چڈھے ^{۱۳}پگ ^{۱۴}آے
 چلے ^{۱۵}کرے ^{۱۶}کہ ^{۱۷}جاؤں ^{۱۸}چل
 سن ^{۱۹}ہب ^{۲۰}ہلنیں ^{۲۱}چلنیں ^{۲۲}باج
 ہلناں ^{۲۳}تج ^{۲۴}عارضی ^{۲۵}سو ^{۲۶}جان
 جو ^{۲۷}کو ^{۲۸}بڈھے ^{۲۹}ہے ^{۳۰}ترور ^{۳۱}سوے
 جنہ ^{۳۲}بڈھناں ^{۳۳}تنہ ^{۳۴}یونہیج ^{۳۵}پاں
 دائیں ^{۳۶}پاں ^{۳۷}بھے ^{۳۸}کر ^{۳۹}چھوڑ
 جہاں ^{۴۰}پونکڑے ^{۴۱}کڈی ^{۴۲}اودھیں
 چینی ^{۴۳}بھر ^{۴۴}رج ^{۴۵}ناکھیں ^{۴۶}تانہ
 دو ^{۴۷}مل ^{۴۸}دیکھیا ^{۴۹}جاوے ^{۵۰}جانہ
 جیوں ^{۵۱}چوناں ^{۵۲}ہور ^{۵۳}ہلد ^{۵۴}ملاں
 تج ^{۵۵}بڈھناں ^{۵۶}وے ^{۵۷}تجے ^{۵۸}سو ^{۵۹}جیوں
 لانا ^{۶۰}چوڑا ^{۶۱}اونڈا ^{۶۲}ہوے

۱۔ لب دس تو ب یہ ۲۔ د جیوان ۳۔ لسل جھن جھونیں ۴۔ ب دم کیوں نہیں، سن کیوں نہیں،
 ۵۔ کیوں ہے ۶۔ ب س س چلے ۷۔ کی ۸۔ ج جانوں ۹۔ لب بن ۱۰۔ دہی ۱۱۔ لب ج د
 ۱۲۔ م رہوے ۱۳۔ م گل ۱۴۔ ب س م چلنے ۱۵۔ لب بات ۱۶۔ ج د گھٹاج ۱۷۔ ر ۱۸۔
 ۱۹۔ ب د تج ۲۰۔ لسن س ترور ۲۱۔ ب بڈھے ترور ہے ۲۲۔ لٹینبا، د ٹبا، س ٹینبا ۲۳۔
 ۲۴۔ بڈھنا ۲۵۔ ب یونہیج، د س س م یونہیج ۲۶۔ ب دانے پانی ۲۷۔ پونہری کدی ۲۸۔ لہیں ۲۹۔
 ۳۰۔ س چینی، م چینی ۳۱۔ س بڈھنا ۳۲۔ س س دیکھا ۳۳۔ لسن س میں یہ ۳۴۔ س دہ س دیکھا
 ۳۵۔ الخ کی جگہ پر ہے ۳۶۔ س س چونا ۳۷۔ س ہلدی ۳۸۔ م دو ۳۹۔ س بڈھنا
 ۴۰۔ لب دس س جو سا ۴۱۔ لب س س چوڑا ۴۲۔ س اونڈا ۴۳۔ ب م جسا
 ۴۴۔ ل د دھرے

۱ تول گھٹے نہیں کاٹے ماٹ
 ۲ ای سب ہے عارضی صفات
 ۳ کچھ اک رنگ ہو رہا نہیں چھت
 ۴ دو پانیں دل نہیں پھراے
 ۵ نوا سو تب جو ناں دکھلاے
 ۶ سمجھتا میرا بول کہ نانہ
 ۷ تل تل پھر چھتے رات دکھاے
 ۸ جو ناں نوا سو رنگ اس دھات
 ۹ چھت ما نہیں وے ہوئے نہ ہوئے
 ۱۰ چھت دو نہ بھانتوں اسے پہچان
 ۱۱ جیوں ماٹی چھت مانہ مقیم
 ۱۲ وے جیوں کوزے کوئے کی گت
 ۱۳ ممکن باطن صفت پہچان
 ۱۴ دو نہ ماں چھت مطلق وے ذات
 ۱۵ عین مطالع ذانج ہوئے
 ۱۶ کرے فرشتا گذر نہ تانہ
 ۱۷ تول صورت حق معنی پاؤ

ٹونگا کرے جو لائب کاٹ
 کم زیادت کچھ ہوئے نہ ذات
 اسے تجے تب ہے کس گت
 تل تل منہ رنگ پھرتا جاے
 پھرتے پھرتے جب چھتے آے
 عین نوا جو ناں ہے تانہ
 جیوں کہ کا چھاپیاں چل جاے
 وے چھتے عین نوی ہے رات
 تل تل ما نہیں پھرے جو کوے
 اس بھی تجے ہب چھت ہے جان
 اک چھت واجب جان قدیم
 دو جے ممکن حادث چھت
 ظاہر وجود سو واجب جان
 واجب ممکن دو ہوں صفات
 جے اس بھانت نظر کر جوئے
 صورت ہوئے جس گھر مانہ
 تج صورت معنوں منہ آؤ

وجودی کہ قائم بوجودی بود در حقیقت اورا وجود نہ بود

۲۳ چھت ما نہیں روئی تار اونہار

کپڑا نہیں چھتے ہیں تار

۱۸ بے با نہیں ہے اس میں ہے ایک ہے دما بھی ہے لب سن سن م چھت ہے سن جونا ،
 ۱۹ م سمجھا ہے سن کھڑکا ہے اس سن سن م چھت ہے لب م چھت ہے دما بھی ہے اس سن سن دو ،
 ۲۰ ایک ہے ب کوزے ہے ب توتی ، سن م توتی ہے لب ج د سن م سو ندارد ہے ب د ہوں
 ۲۱ سن دو مان وے چھت مطلق ذات ہے اس مانہ ہے لب سن م ہوئے ہے دم فرشتہ ،
 ۲۲ م تو ہے ب سن ماں ، ج ما ہیں ہے ا اونہار ، سن اظہار

اوس چھت تھیں ہے روئی چھینج
 عرض تو دوپل نہیں ٹھہرے
 بن اینٹاں اوش بھانت دکھایں
 ناوں دھریا ہے ایٹ سو تانہ
 تل تل پھرے عرض من آن
 ڈاوا جھتاں جسے نہ ہوے
 وے ہر شے کی اصل پچھان
 خارج تے نپاؤے کوے
 وجود ممکن وے ہر ٹھانوں
 واجب ممکن صفتاں دوے
 وہی وجود ہر شان نمود
 من منہ خوبیں راکھیں یاد
 وے چھت مانہ کہہینج نہ ہوے
 کی ہو وینج ظہور سو ذات
 کہیں ظہور نہ ہو ج دکھائے
 واجب ہور مستنح نہ لیکہ
 حق کا غیر سو نہیں چھت مانہ
 سوے وجود جو واجب حق
 کپڑا ہور بھینتاں ہیں تھوں

اے کپاس تئاں اک بیج
 جوہر عرض سو بیج کھٹے
 جیوں ظاہر بھینتاں کہلایں
 زرے تل ٹولا اک ٹھانہ
 جوہر عرض سو ذرا جان
 جس کون وہم کرے نہیں دوے
 وے جوہر وہ ممکن جان
 ہے موجود ذہن ماں سوے
 اب جوہر جس دھریے ناوں
 وجود واجب حق کن ہوے
 چھت مطلق وہ عین وجود
 ہب سن میری کہوں مراد
 کس کی چھت پر چھتا جو کوے
 حق کون واجب نہیں یہ بات
 ہور مستنح نہ کہیا جاے
 ظہور حق کا ممکن دیکہ
 کے مستنح الوجود سو جانہ
 ہور جس کہوے چھت مطلق
 ہب ممکن الوجود سو کیوں

۱۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

علی شکل سو تس ٹھنڈے پائے
گھوڑے ہاتھی چترے تانہ
چتری بھی ہوں کہویں تب
وے ہوں ہریک مانہ پچھان
باج خدا نہیں چھابے جون
تب آپس پاوے ہر ٹھانہ

چھت سوچت تھیں ان منہ آئے
بیوں اک پرتج ہے چھت مانہ
وے پرتج ہوں کہوے جب
مطلق ہوں پرتج کون جان
یہ جگ کا اٹھاسن تون
تجھ مان ہوں تون دیکھ اوٹس مانہ

حکایت آمدن از طرف وجود بروش انبیا و مالک شدن برہر مقام

حاکم شاہ بہادر تب
بحری ایک اوڑای تانہ
اونچی چڑھ دیکھیا چنہ پاس
سیرگاہ تھی دایم جانہ
لے آ بیٹھا میر شکار
تامان کھانے تھے تب سب
آکر بحری اوتری تانہ
سب ٹھنڈے او سے برابر ہوے
مانڈو تھیں آئی تس ٹھانہ
یوں چڑھ تھیں مدت منہ پائے

فتح ہوئی مانڈو کی جب
سیرگاہ مانڈو کی شہ مانہ
چڑھ چاکے جا لگی اکاس
چانپانیر میں جس ٹھانہ
بانک جن اور سب تس ٹھار
تائے کی بیلا تھی تب
سدا سو تامان کھاتے جانہ
اونچے چڑھ دیکھے جے کوے
بحری تھوڑی بیلاں مانہ
نفی کرے سب حق دہر جاے

۱۔ دپائے ۲۔ بٹھیں، ۳۔ مٹھانہ ۴۔ بجاے ۵۔ ب میں ۶۔ ب دم اس ۷۔ بروش انبیا
نڈارد ۸۔ س مانڈوں ۹۔ ب م ز کے ۱۰۔ ب ج دم بہری ۱۱۔ ز اوڑای ۱۲۔ ز سل چڑھ ۱۳۔ د اول
چاکیں بعد چاکیں، ز چاکیں، م جا کے ۱۴۔ ل آکاس ۱۵۔ ز اونچیا ۱۶۔ م دیکھا ۱۷۔ س باس ۱۸۔ د س
تھیں ۱۹۔ د ادم، ۲۰۔ س جانور ۲۱۔ ز بیٹھا ۲۲۔ دک ۲۳۔ ز بیلاں ۲۴۔ م تھی ۲۵۔ ز تنہ
۲۶۔ ل م بہری ۲۷۔ ز چڑھ ۲۸۔ ل جے جے، ز جب، س جو ۲۹۔ ل س ٹھانہ ۳۰۔ س چڑھ
۳۱۔ دتے ۳۲۔ ب میں

چڈہ تیں ^۱مشکل ہوئے ڈھال
 اوڈتا چڈھے ^۲جنادر جانہ
 اونچے چڈد کر جنہ ^۳بیدائے
 تیوں جے چڈہ کر چھت پر آے
 تنہ چڈہ کر جب کرے نزول
 سیر طیر دنیا منہ ہوے
 یہ مارٹے کے عین اونھار
 برسوں کودے جے تس ٹھانہ
 کر ترتیب جو اونچے آے
 جھاڈ اک بھینت پرین چتراو
 پہلوں پیڈ پھیں ہے ڈال
 یوں پاوے قیامت کون جاے
 پیڈ ڈال ہووے ^{۲۴}پانت اس ٹھانہ

اونچے تھیں ^۴اورتے فی اسحال
 باو بھرا جاوے بھل تانہ
 بانڈ بازواں تنہ چھپلاے
 مطلق ہوں بن اور نپاے
 ترت ہوئے ^{۱۳}ہر ٹھانہ وصول
 سبھوں مقاموں مالک ہوے
 کود پڑے گا پہلی بار
 کود نہ چڈھیا ^{۱۴}جاوے تانہ
 اونچے تھیں ہر ٹھنہ ^{۱۵}چھپلاے
 دہر مرتبوں وہم کے پاو
 ہے پھل پانتوں پھیں دوال
 چھت کی دس تھیں ^{۲۲}آب پاسے
 کھڑے بھینت پر ہیں چھت مانہ

مراتب وجود

لازم ساتی مست سو تانہ
 ساتی ادس ^{۲۶}کا نانوں سو ہوے

ہے چھت ذات شراب سو جانہ
 دیر شراب جو کس کوں کوے

۱۰ سں چڈ ۱۱ دتے ۱۲ لادسں ہووے ۱۳ دتی ۱۴ م اترے ۱۵ م چڈے
 ۱۶ سں جانور ۱۷ لے لب دم پھرا ۱۸ ب بھل جاوے ۱۹ لے ل چھڑ ۲۰ لے ب بیڈاے
 ۲۱ سں بیدہاے، سں بندہاے، م پڈ آے ۲۲ لے ج چھپلاے ۲۳ لے لب سں ہووے،
 ۲۴ م ای ۲۵ لے ل پڈے ۲۶ لے ج م چرٹھیا ۲۷ لے لاد ٹھانہ ۲۸ لے ل چھپلاے،
 ۲۹ سں سں چھپلاے، د چھپلاے ۳۰ لے سں جھاڈ ۳۱ م دھر ہر ۳۲ لے ب سں پہلیں،
 ۳۳ لے ب تھن ۳۴ لے سں اب پاسے، م آپیں پاسے ۳۵ لے لادسں سں م ہر ۳۶ لے لادسں سں
 سو ۳۷ لے ب د اس ۳۸ لے ب نام

ساقی سچیں شراب سو جان
وے ہو جاوے اوسے سنگھات
عین شراب طہورا سوے
اک معشوق شراب پچھان
دہ بھی مست مجاز سو لیکھ
تن منہ مست شراب اظہار
مست شراب سچیں تیوں مان
باج شراب نہ مستی لیاں
اون صورت منہ مستی کین
کرے سو مستی اون منہ آو
عین شراب مست بھی تیوں
اک خالق کئی خلق اس ٹھانہ
جان ہزاروں بن تکرار
ساقی مست کہے کس طور
ہے کچھ اور کہے اور گھاٹ
مجلس کی اوس عالم نانوں
ایک پھول اک راسی ہوے
اپس کا مکھ تس منہ دیکھ

مجاز ساقی یہ من آن
دیہ شراب سو اپنی ذات
سقاہم رہم آپیں ہوے
ایک الہ اک ساقی جان
ہب ہیں مست دو بے دیکھ
اون کا نانوں تو ہے ہشیار
تاڑی مست کہیں جس شان
مست اضافی مست کھائیں
ہات پاؤ لے اون کے چھین
آپ منزہ ہات نہ پاو
عین شراب سو ساقی جیوں
کئی عاشق معشوق اک تانہ
اک ساقی اور مست ہزار
عین شراج ہے ہر ٹھور
خوب محمد مستی ماٹ
ان عاشق معشوق اک ٹھانوں
پیں شراب سو پیالی دوے
ہتاں آرسی پیالا لیکھ

۱۷ بے ساقی جو اپنی ۱۸ لے اس ساقی اسی ۱۹ بے ساقی رہم ، د ساقی ہم رہم ، س سقا رہم
۲۰ م ایک ۲۱ بے دے ۲۲ داوند ، س ان ۲۳ م تنہ ۲۴ بے ساقی کلاں ۲۵ بے
۲۶ لیں ۲۷ بے پانوں ۲۸ لے دس داوند ، م ان ۲۹ دس داوند ۳۰ لے لب ج دیں ، س
۳۱ س کے ، ب کیں ۳۲ ب ٹھانہ ۳۳ لے س مخلوق ۳۴ لے د ہور ۳۵ لے
۳۶ س س کے ۳۷ بے اس ۳۸ لے ب ناو
۳۹ م تہانہ ۴۰ لے م پیالہ

کہے سو اپنیس^۲ یار سنگھات
 دے جیوں پھول رھیادھرکان^۳
 آپیں پردا^۴ کھولن ہار
 معشوقیں ادس پوچھیا تب^۵
 سوہے پھرا کہہ منجھ سنگھات^۶
 منجھ^۷ ہوا کھتا اثر شراب
 دیا شراب پریں سب ڈھول^۸
 سنیں مراد کہوں ہب سوے^۹

عاشق تہ سب دکھ کی بات
 یہ جیوں بلسل کرے بیان
 ہوا شراب سو ہے اس ٹھار
 دوہوں ہوئے ہشیار سو جب
 کیا کہی تھی بارہی منہ بات
 تب عاشق یوں کھیٹا جواب
 دے سب تھے غفلت کے بول
 اینہاں شراب سو پردا ہوے

اول نور وجود محسوس می شود اما از لطافت مدرک نمی گردد
 و آن عین حجابست و منکشف حجاب

ارض سما سارے تس مانہ
 ہوے منور کئے ظہور
 تب پردے کا کھولن ہار
 نور جو نچ منہ تھے نہ پائیں
 پھیں جے اون کے ظہور
 نظر کرتے نہیں کچھ یہ بیگھ

ان بھت کا اندھیارا جلمہ
 ارض سما اللہ النور
 آپ ہوا روشن کر نھار
 نور بتی سب دیکھے جائیں
 پہلوں نظر پڑے گا نور
 نور صفا تھیں سکیں نہ دیکھ

۱۔ سرتن ۲۔ سب دس س م اپنے ۳۔ ب ریا ۴۔ ب دہوں ۵۔ س معشوق ہیں
 ۶۔ م اس ۷۔ ب پوچھا ۸۔ ب کئی ۹۔ لب س سوئے ، س سو ۱۰۔ لب ج دم
 ۱۱۔ ب کیا ۱۲۔ ب مجھے ۱۳۔ ب دے تھے سب ۱۴۔ م دیا ۱۵۔ د پیری
 ۱۶۔ ج س م اینہا ۱۷۔ ب م سب ۱۸۔ ل ندارد ۱۹۔ س م ارض و سما ۲۰۔ س
 اللہ نور ، م اللہ کا نور ۲۱۔ ب س س کیے ، م کیج ۲۲۔ ل جادیں ، م جائیں ۲۳۔ ل
 پائیں ، م پائیں ۲۴۔ ل س پڑے گا ۲۵۔ ب دیکھی ۲۶۔ ل س ان ۲۷۔ ب کیے
 ۲۸۔ لب ج دس س صاف ۲۹۔ ل د کریں ۳۰۔ ل ج دس ندارد ، ب نیں

پیالا پھول پئے یہ سوے
 پہلا دور کھٹا ہے تیوں
 تہاں شراب جمال پچھان
 وجود اضافی ہے اس ٹھانہ
 یہ راسی پیتے ہیں سب
 ظاہر علم مست اس گت
 بھی نہیں خم عدم کے مانہ
 آہیں ابھرے ہو مدہوش
 چھپا چھپایا کیوں نہیں نچاے
 گلن چھجے چڑھ پارٹے باٹ
 تن نہیں پھوٹ دکھائے گلال
 چاند کنڈالی کیوں نہیں ڈھنپاے
 تو نس دیکھ سکے نہیں کوے
 یہی حال جلال کھٹاے
 سکے نہ کہہ اوس دیکھت مکھ
 اس کی جیب بندھاے سیکھ
 جیوں چتراون چترے ہوے
 دوہوں شراب پیا اک ٹھانہ

آپ آپس پر عاشق ہوے
 واحدیت احدیت جیوں
 پیالاساتی کا مکھ جان
 اوس پر عالم مت سو تانہ
 اینہاں سو ممکن ممزج اب
 ظاہر وجود اینہاں اک چھت
 دکھ ہویت کی اس ٹھانہ
 چڑھے جمالیت کا جوش
 جیوں زیبا آپیں دکھلاے
 سور ورن دکھلائیں ماٹ
 کوڑوں کانٹے ہیں رکھوال
 خوب خوب کوں کوں چھپاے
 عین جمال جو پردا ہوے
 نظر دیکھتیں جاے انجاے
 جیوں عاشق آپس کا دکھ
 بلبل بو لے پھول سو دیکھ
 یہ حیرت منہ جاوے کھوے
 اک دن بیٹھے باڑی مانہ

۱۰ م پیالہ ۱۱ م کہا، م کیا ۱۲ م بدم اس ۱۳ م مخرج ۱۴ م دل ہے ۱۵ م
 ۱۶ م بدم ۱۷ م بھرے تھیں ۱۸ م وزن ۱۹ م دل او بھرے ۲۰ م وزن ۲۱ م دل او بھرے
 ۲۲ م بدم ۲۳ م مارے ۲۴ م دل ہے ۲۵ م نڈارد ۲۶ م کڈالی ۲۷ م دل سو،
 ۲۸ م پردہ ۲۹ م سکھ ۳۰ م تھیں. بنیں ۳۱ م بدم دیکھتے ۳۲ م بدم دکھائے، ۳۳ م
 کہلاے ۳۴ م دوکھ ۳۵ م د اس ۳۶ م ب جیب، م چترے ۳۷ م چترے،
 ۳۸ م بدم ہوں

مہٹ نہ بیچ ماخیں ٹھراے
 جیوں بلور مھیں ہے آب
 دیکھے اودھر کا سب تیوں
 اس نظروں ہور صورت مانہ
 بن پردا اس ہے اونہار
 جیوں چٹھے دھر دیکھے کوسہ
 ظاہر پردا عین سو دیکھ
 نور وجود اس بھانت پچھیاں
 پہلوں نظر وجود سو آے
 پہلوں نظر سو چھت کوں دیکھ
 پہلوں ترت سو آے ماس
 پہلوں ذات سو ہے مستنوم
 عین سو پردا کھولن مار
 سمع بھر حق ہووے جب
 تب حق ظاہر ہے تجھ مار
 جنہ محسوس سو دیکھن جاے
 اقرب شہ رگ تھیں ود جان
 توں علمی ہے ہب ہر حال

عینا بنی اودھے پورے
 دیکھے اداں با اودھے
 بیچ کا نور نہ دیکھن
 ہر سو پردا ہے ہر حال
 عین سو پردا کھولن مار
 نہاں دیکھن کوں دیکھن
 بن کھولے ہر حال
 اس شہ اولی ہر حال
 پچھیں استیا ہر حال
 پچھیں نظر کوں دیکھن
 پچھیں کرتی ہر حال
 پچھیں ہر حال
 عین ہر حال
 ہر حال
 ہر حال
 ہر حال
 دیکھن ہر حال

شہ س دیٹ شہ د مافی شہ س بنی شہ س
 شہ س نظر شہ م پردہ شہ س دیکھنا شہ س
 وجودے شہ ب پچھی شہ س شہ س
 شہ ب کرنے شہ ب م ہوے شہ س
 شہ اس اقرب الہ منکم جان شہ س
 شہ لب س س م اجال

باج نور کچھ سکیں نہ دیکھ
 دیکھیں جو ہووے کس کا نور
 کچھ اشیا نہیں سوچھے تانہ
 دل منہ آوے یہ مشکل
 باج نور نہیں دیکھیں سوے
 کون نور تب تش دکھلاے
 چھت کا نور دکھاوے تب
 نور نور تھیں دیکھیا جاے
 حسن کرے گا عاشق جیوں
 تتناں عشق ادھک تش ٹھانہ
 عین ذات ہیں صفتاں تب
 سو فی التحقیق جان حصول
 ہووے اشیا بھی ساری پائے
 روشن کرنھار اس ٹھانوں
 یہ سب الہیت منہ بات
 اوس تھیں اک مرتبے نزول
 کہوں تفصیل الہی اب

یہ نظروں کی عادت لیکھ
 دیوا تارے سسہر سور
 جب اندھیارا ہووے جانہ
 کبھیں سوال کرے یوں دل
 یہ نظروں کی عادت ہوے
 جب اندھیارا دیکھیا جاے
 چھتا سوئے اندھیارا جب
 جس دیکھے وہ آپ دکھلاے
 نور دیکھتاں دیوے کیوں
 جتناں حسن سو زیادت جانہ
 نور کہیں روشنائی جب
 کہے جو وحدت مانہ اصول
 نور بتی جب نور دکھلاے
 تب ہے روشنائی کا ناؤں
 غیر ذات ہیں اینہاں صفات
 سو فی التفہیم و فی العقول
 فرق تمھوں بوجھیا ہے سب

۱۰ دیکھاوے ۱۱ ب د س دیکھنا ۱۲ ب س س تتنا ۱۳ ج د ادک ۱۴ ج د ج د ادک ۱۵ ب س س س تتنا ۱۶ ب س س س تتنا ۱۷ ب س س س تتنا ۱۸ ج د ج د ادک ۱۹ سو فی التحقیق ۲۰ ب س س س تتنا ۲۱ روشن کرنھار ۲۲ ب میں ۲۳ ب د س س اس ۲۴ ب تموں ، م تمھیں

تفصیل حضرت الہیت

جگ لوریا بالاسم صفات
 جیوں خالق ہو رازق ذات
 تو، مسیح نانوں غفور سو ہوے
 جان صفت مشروط اس ٹھانوں
 وے لازم ہیں ذات سنگھات
 ایسی ہوویں سوکن اک ٹھور
 اول آخر ظاہر سوے
 وے ممکن مخلوق سو سب
 بلکہ عین سو ذاتج ہوے
 اول تس نسبت من آن
 اولش نسبت آخر من لیاو
 ظاہر عاشق ہے جیوں خوب
 کیوں معشوق سو عاشق ہوے
 وے ابدی عاشق مجروح
 وحدت ماں کچھ بڑہ نہ گھاٹ
 اک مانس بیسے بیچ مانہ
 اک ماں نہیں زیادت نقصان

غنی سو ہے مطلق بالذات
 کیتک ہیں مشروط صفات
 جو مغفرت کرے گا سوے
 ایسی بھانت جو ہوویں نانوں
 کیتک بن مشروط صفات
 جیوں حیات علم بھی اور
 کیتک صفت اضافی ہوے
 ظاہریت ہے حق کی اب
 حق کے سب باطن تھی سوے
 سب جس نسبت باطن جان
 اب جس نسبت ظاہر پاو
 سب شے باطن تھی محبوب
 ازل ابد لگ جانے کوے
 ازل ہمیں محبوب جو روح
 حق کے ظاہر ہوئیں ماٹ
 دھرو آرسیاں ٹھا نہیں ٹھانہ
 دیکھو تے ہزاروں شان

۱۰ لے لب ہویں ۱۱ لے ب ج م ہویں ۱۲ لے سں اضافت ۱۳ لے سں ظاہریت ۱۴ لے ب
 ۱۵ ظاہریت حق کی ہے ۱۶ لے ام بلکہ ۱۷ لے سں جس کی ۱۸ لے دم اس ۱۹ لے د ہر ،
 ۲۰ لے سں سں ہیں ۲۱ لے سں سو ۲۲ لے ب د ہونے ۲۳ لے م منہ ، ۲۴ لے ل پردہ ،
 ۲۵ ب بڑو ، ۲۶ ج د بڑہ ، ۲۷ سں پردہ ، ۲۸ سں پڑھے ۲۹ لے ل د ٹھان نہیں ٹھانہ ۳۰ لے سں بیٹھے ،
 ۳۱ لے ب اسے ۳۲ لے ب ہزاروں ۳۳ لے د ما ۳۴ لے ب نہیں ،
 ۳۵ لے ب زیادہ

یہ جے دیکھن ہارا سوے
ایسا من منہ کدیں نہ آن
چھانہ تو اوس کی ایک اونھا
ہور سب ساتھ معیت ہوے
اون چھانھوں کی شان نمود
ہے سب شانوں قابل سوے
ہووے سوے کفر کلمات

اک چھا نہیں کون کہوے کوے
عین خطا بہ کفر سو جان
کے بھانتوں ہے دیکھن ہار
سب چھانھوں تھیں انکا سوے
اپہاں معیت مانہ وجود
ایک شان سب ذات نہ ہوے
ایک شان کوں کہے سب ذات

تمثیل

ہاتھی دیکھن کوں سب یار
گز کا آڈا بودھا جان
کھڑی سو برجھی کرے قیاس
ہاتھی، بڈا پنکھائے جیوں
کے سو خم دس بارہ ہاتھ
اونھیں بلا سمجھائے تانہ
ہاتھی کی یہ ہر ایک شان
سب ہاتھی یہ غلط سو لیکھ
سب عالم مل ایک خداج

مل کر اندھلے گئے دو چار
یکہ دانست اک کیا پہچان
جہیں ٹولیا دم کے پاس
کھڑیا کان کہے وہ یوں
جھینس پیٹ پر پھرے سو ہاتھ
ایک دیکھتا تھا تس ٹھانہ
کپٹا نہ بھل تیوں کرو گمان
ایک شان کوں کہیں نہ دیکھ
ہوں دھری کہتے ہیں آج

ہے بچھاں
ہے بکس، م کئی
ہے ب میں
ہے د سات
ہے س مل کر گئے اندھلے
ہے ب پڑا
ہے ب کیا
ہے ب دیکھیں
ہے ب د ہوے
ہے ب دیکھیں
ہے ب د ہوے
ہے ب دیکھیں
ہے ب د ہوے
ہے ب دیکھیں
ہے ب د ہوے

یہ تو قول سبھی برباد
 وے سب شانوں مانہ نمود
 دیکھ پچھانوں جس دن رات
 ہوں معلوم ہوؤں اس ٹھانوں
 میری ذات پچھانوں تانہ
 تب بھی میری ذات مراد
 ہو یہ سارے تعینات
 نس منہ دھرو سو دیوا ایک
 ٹکڑے لاکھ نہ ہو کر جاے
 سب دیوا یہ غلط وبال
 سپہ سوچ یوں من لیکھ
 عین گمان غلط اس شان
 کھی یقین سو من منہ آن
 وے عاشق سردار سو کین
 کفر زندقا کہنے سوے
 عبد اللہ نسرق کرتیوں

نیوں مت سمجھہ اینہاں مراد
 اینہاں ہے اک چھت موجود
 خوب محمد کی جیوں ذات
 خوب محمد یوں نانوں
 خوب محمد لکھے جانہ
 خوب محمد آنوں یاد
 ہر کھنہ باج تغیر ذات
 کر دکھڑے کوں لاکھ اک چھیک
 لاکھوں میں اوجیاں دکھاے
 کہیں چھیک کا دیکھ اوجاں
 جیوں ابراہیم تانے دیکھ
 ہذا سہبی کیا گمان
 جیوں منصور انا الحق جان
 نس چورنگ کرناں یہ دین
 غلط مراتب منہ جب ہوے
 سہی مراتب سے سو جیوں

۱۰ دتوں سے سنہجیں سے اسب ہی، اب سبھی سے ایک سے لب ج دم پچھانو،
 ۱۱ سنہ لینوں سے لکھے، بلکھیں، دیکھے سو سے لب د پچھانو سے بہتہانہ سے لب ج دل
 ۱۲ آنو، اب آوے سے سنہ تنہ سے د لاک اک، سنہ لاکھیک سے لچھینکیر، ب چھینک سے د
 ۱۳ میں سے لیکھ سے لب ج سنہ م اجیاں سے لب ج سنہ م اجال سے اسپہر، د سہسی سے لب کیا
 ۱۴ سے لب ج دل جو سے دم کرنا سے اس کے بعد یہ شعر درج ہے سے

ایسی بھانت جو ہوویں نانوں

جان صفت مشروط اس ٹھانوں

۱۵ دم میں سے م سنی سے م اللہ

اتنا تو بوجھ گا تب
 پرکہ تری کا بھیس دکھانوں
 آپیں عالم جو دکھلاے
 اصل آله ہمیں بنیاد
 پن یہ بات سو برسے کیوں
 جگ کے بھیس آله سو نانہ
 ہاے ہاے یہ کفر گناہ
 کس کوں ہوں نہیں برسے کب
 جان آله سو اوسٹس کا نانوں
 نانوں مراتب کے ہر ٹھور
 کفر زندقا کہئے تب
 فرق مراتب کا اس شان

لیاے بھیس یہ روپا جب
 کی یہ روپا ہوں اس ٹھانوں
 جگ کا بھیس آله جو لیاے
 تو ہم کو بھی ہوئے یاد
 آج ہوئے ہیں عبد سو یوں
 سمجھ مراد جو ہے اس مانہ
 یوں توں جگ کوں کہے آله
 یہ ہیں بھیس سو ہوں کے سب
 کہے الہیت جس ٹھانوں
 ہیں مخلوق مراتب اور
 پن مرتبے بھلاوے جب
 ولے کہوں ٹک سن دھرکان

۱۶ فرق مراتب

کوئی نہیں یعنی ہوں ہوں
 نوی علم منہ جیوں وحدت
 تب قابل دو صفت سنگھات
 واحد یہ روپوں کہلائے

دیکھ عدم درپن کر توں
 غیب ہویت سدا سو چھت
 قید علم کی سنہ چھت ذات
 ایک اکیلا احد سو پاپے

۱۷ ب لیاوے ۱۸ لام اتناں ۱۹ ب کہ ۲۰ ل ب ج سں بہ ۲۱ ب ٹھانوں ۲۲ ب
 دکھانو ۲۳ ب لائے ۲۴ سں م کون ۲۵ م ہووے ۲۶ ل د سں سمجھ
 ۲۷ سں کہیں ۲۸ سں ہے ۲۹ سں ندارد ۳۰ ب د اس ۳۱ ب سں
 زندقا ۳۲ یہ سرخی محض سں میں ہے، تاہم خوب ترنگ کی عام ترتیب کے تحت اسے
 اختیار کر لیا گیا
 ۳۳ ب میں ۳۴ ب سں سں دکھلاے

الہیت یہ ہو میں تفہیم
تب اوس خالق نانوں دھراے
حادث ہے مخلوق سو تانہ
اس چھت تھیں جگ کی چھت جان

اسم صفت سنہ ذات قدیم
وجود اصنافی دیہ جلاے
ذات صفت کی قیدوں مانہ
آپ چھتا چھت مانہ پچھان

جھولنے

کر تھیں پنیں^۶ تنی آرسی ماں سدا ہے این^۷ نوا آپ کہے
چھت ایک پناں^۸ کچھو پاے نہیں چنچل بھریا یہ روپ اپنے
تان بان لو چڑوں چنت ہرے کرے جیوتی جو سے میت دھرے
خوب چھند بھریا این^۹ ہے چھتا چھت اپنیں^{۱۰} سبھی چھت کرے

رابطہ صفات حق و عبد

ہر جنے^{۱۵} ملک تس منہ آن
ہر جنے^{۱۶} تھوڑی دکھلاے
ہر جنے^{۱۷} تھوڑی سب ٹھانہ
ڈبے مہیں تنہ انت نیار
تھوڑی دے عالم کون اب^{۱۸}
بے حد ہے^{۲۲} جنہ حق کی ذات

جیوں اک ڈبا سو بھریا جان
تنہ تھیں تھوڑی لے کر آے
بانٹ دے تس مجلس مانہ
ہر جنے^{۱۸} ہیں اسی اونھار
تیوں ہیں صفات سو حق کی سب^{۱۹}
تجھ منہ^{۲۲} عین وہیج صفات

۱۰ لے لے سوں، ب د میں ۱۱ لے لے تفہیم ۱۲ لے لے اس ۱۳ لے لے ب س س چھت ۱۴ لے لے
۱۵ م تھیں ۱۶ لے لے ب پنی ۱۷ لے لے ب آنے ۱۸ لے لے س پنا ۱۹ لے لے لو چڑوں، د لو چڑوں، س
۲۰ جنڈوں، س پو خسروں ۲۱ لے لے ب ہرا ۲۲ لے لے ب انے ۲۳ لے لے ب اپنی ۲۴ لے لے
۲۵ س سبھی ۲۶ لے لے ج جو ۲۷ لے لے لے منہ ملک ۲۸ لے لے ب تھوڑی ۲۹ لے لے م م
۳۰ لے لے س شعہ ندارد ۳۱ لے لے ج اب ۳۲ لے لے ج سب ۳۳ لے لے ب س م ہر
۳۴ لے لے ب ہیں

چلیو ہے حق کی دس باٹ
صفت سو پچھتائیں یوں کیت
تھوڑا تھوڑا دیکھن کاج
حق کی صفت یسیج شمار

اے دیکھنیں سنے ماٹ
تم کوں تھوڑی تھوڑی دیت
جیوں بانیں کوں لیاں اناج
پن بھیتہ ہیں بھرے انبار

جھولنہ

ڈبا ایک بھریانگ بھانت بھاتیں تھوڑی دکھلائیں الگے کئے
سنو دیکھ جانو ہیرے لال موتی سبھی جنسوں اُن بانٹ دئے
ایکس ایک نکس اس بھانت کہاڑے مانجہ ہموں جسے لکھ بھرے
خوب ان تھیں تہاں تھیں دیکھ جانوں جہاں ہیں ایسے بن چھیرا رے
ہب تھیں توں ٹک دیکھ باس
ہاتھ پاؤ سب درس ملاے
تو سبج اس کوں صفت مہوے
آپیں اوسس کی شان دکھاے
وہم کرے جیوں اک بازار
تہاں سو رہے اور دکان

۱۰ ب دیکھنے ۱۱ س چلے سو ہیں ، س چلے سو ہے ، م چلیو سیں ۱۲ ب پچھانے ، د پچھتائیں
۱۳ س س م پچھانیں ۱۴ س پانی ۱۵ د دیکھنیں ۱۶ ب سبج ، د س س م اسبج ،
۱۷ ج بھریانگ ۱۸ ب بھانتن ۱۹ ب تھوڑا ، م تھوڑی ۲۰ ب دکھلانے ۲۱
۲۲ ب الکیج ۲۳ م سنوں ۲۴ ب سبھی ۲۵ ب ایک ۲۶ ب کیا ۲۷ د جسے ، م جے
۲۸ ب تان ۲۹ ب ج د جانو ۳۰ ل س جانہ ۳۱ ب س چھ ، م چھتہ ۳۲ ل س
۳۳ ب س کہیں ۳۴ ل کریں ۳۵ ب پانوں ، س پاؤں ۳۶ س دست
۳۷ ب دم اس ۳۸ ل کریں ۳۹ ب رستے ۴۰ ب سیرتی ، س شور ہے
۴۱ د بیچے

کوئی بکاتی لے کر جاز
وہم کیسا تھے تس کی ذات
قائم صفت پر تیج صفت
صفت ذات پر قائم ہو
سن تمثیل ولے اک
یہ اور چھانہ سریکے دو
اوس کے سر پر پگڑی
اوس سر پر بھی پگڑی پا
اوس پگڑی پر پگڑی
یہ بھی اترے تہتی بار
پگڑی پر پگڑی بھی تہوں
عین صفت حق کی تس
چتریا ایک سو بہل
جیوں صورت کر چترے پا
پھسلیں پاؤ نظر کے
صفت سو چتیارے کی ہو

تہاں کھڑے کو مول کراہیں
اون ساروں جے کیتی بات
ذات پر میں تھی قائم ذات
حق منہ ذات صفت سو سے
سمجھیا اینہاں صفت کا پھیر
جیوں آرسی دیکھے کوے
بیٹھا دیکھن ہارا جانہ
چھانہ مہیں بھی تو نہیں دکھائے
بن یوں ہی نہیں اس من آن
وے پگڑی جب لیہ اتار
ذات ذات پر قائم جیوں
ہب تھیں صفت سو پاوے جانہ
جیوں چتیاریں گھوڑا بہل
چنچل پن چترے منہ پاو
لاس پشم کا یوں انگ مانہ
صفت کرے گھوڑے کی کوے

۱۷ م بکاتے ۱۸ لے لدس ان ۱۹ لے لکینا، ب دس م کیا ۲۰ لے لم تھا ۲۱ لے
۲۲ لے تھیں ۲۳ لے ب س س صفت ۲۴ لے ب م میں، س من ۲۵ لے ب س م سمجھ
۲۶ لے م ایک ۲۷ لے م او ۲۸ لے لچھیانہ ۲۹ لے س سریکے، م سریکے دو ۳۰ لے
۳۱ لے ب دیکھیں ۳۲ لے س اس ۳۳ لے س تیوں، س تو نہیں ۳۴ لے د
۳۵ لے د س اس ۳۶ لے ب نیں ۳۷ لے س اس ۳۸ لے س پگڑی پگڑی پر میں ۳۹ لے
۴۰ لے لجان ۴۱ لے لجان ۴۲ لے ج چتیارے، د چتیاریں ۴۳ لے ب
۴۴ لے م کو ۴۵ لے ب ج د س س پاو ۴۶ لے ب پھلیں
۴۷ لے ب پانو

صفت ہوئے گی حق کی تانہ
 چتریا ^{۱۰} ہو دہلا ^{۱۱} ات
 جیوں بھاری کا ^{۱۲} لے جا کے
 جیوں اک ^{۱۳} ٹکڑا ^{۱۴} ستوا ^{۱۵} ہونٹھ
 جس پر چیلھان ^{۱۶} چڑھیں ^{۱۷} شکار
 برا ^{۱۸} سو تازی ^{۱۹} کی نسبت
 اوس ^{۲۰} منہ تو ^{۲۱} یہ ^{۲۲} تندر بات
 صفت سو ^{۲۳} چتریا ^{۲۴} کی جب
 صفت خدا کی ^{۲۵} ہووے ^{۲۶} تانہ

جس کی صفت کر دے جانہ
 اون چتریا ^{۲۷} بھی اور مت
 گردن ^{۲۸} پللیاں ^{۲۹} ہاڈ ^{۳۰} ملاے
 چتریا ^{۳۱} سو کا ^{۳۲} ننھا ^{۳۳} ہونٹھ
 وے ^{۳۴} چتریا ^{۳۵} ایسج ^{۳۶} اونھار
 سو ^{۳۷} سو چتریا ^{۳۸} ہے اس گت
 پن جنہ ^{۳۹} دیکھو ^{۴۰} دہلی ذات
 صفت کرو ^{۴۱} نادر ^{۴۲} کی جب
 برا ^{۴۳} بھلا ^{۴۴} ہنہ ^{۴۵} دیکھو ^{۴۶} جانہ

۱۹ احاطت افعال حق در عالم

دو جی ^{۴۷} مائی ^{۴۸} مائے ^{۴۹} بہتے ^{۵۰} تب
 پھیں ^{۵۱} سماوے ^{۵۲} پائیں ^{۵۳} تانہ
 پائیں ^{۵۴} منہ ^{۵۵} ہو ^{۵۶} باور ^{۵۷} سماے
 پاوے ^{۵۸} آگ ^{۵۹} ستا ^{۶۰} کر ^{۶۱} دیکھ
 مائے ^{۶۲} لطیف ^{۶۳} سو ^{۶۴} مانج ^{۶۵} کثیف

بھرے ^{۶۶} طشت ^{۶۷} منہ ^{۶۸} مائی ^{۶۹} جب
 پائیں ^{۷۰} جب ^{۷۱} ریڈو ^{۷۲} اوس ^{۷۳} مانہ
 جس ^{۷۴} بائیں ^{۷۵} پائیں ^{۷۶} سوس ^{۷۷} جاے
 پھیں ^{۷۸} سماوے ^{۷۹} آگ ^{۸۰} سیکھ
 جے ^{۸۱} کو ^{۸۲} ہووے ^{۸۳} بہت ^{۸۴} لطیف

۱۰ ب س ہووے گی، م ہویکی ۱۱ چتریا، د چتریاں ۱۲ د چتریاں، س چتریاں
 ۱۳ ب ہاڈ، س ہاڈی ۱۴ ج چتریا ۱۵ س سوکھا ۱۶ ل تندا، س ننداھاں، س ننھا
 ۱۷ س یونٹھ، س بوٹھ ۱۸ سو ۱۹ ل چتریاوے، وے چتریا ۲۰ ب دم چیلان، س
 چیلیاں ۲۱ ل چڈھی ۲۲ ل دس بوزا ۲۳ ب اس ۲۴ س ندارد ۲۵ ل تادوہیں کہ
 س کہ ۲۶ د تو ۲۷ د چتریاے ۲۸ ل س س احاطہ ۲۹ ب پانی ۳۰ ب م
 ریڈو، س ریڈو ۳۱ ل ب دس س اس ۳۲ ب دس س سس ۳۳ س ہووے ۳۴
 ۳۵ ل ب ج دم پائے ۳۶ د جکوی ۳۷ ب ہوے ۳۸ ب بہوت
 ۳۹ س کسیف

اے محیط سووے ہر ٹھانوں
 فعل محیط حلق منہ تیوں
 وے ناچے نہیں ہاتھ ہلاے
 روح ہلاتی ہے تس مانہ
 اونہاں محرک خدا سو جان
 فعل خدا کا ہے تس ٹھانہ
 مارٹے مات کرے اس میل
 الگی چال سبتوں کون دین
 رخ پیادا چل شہ گر جاے
 بول سو مہروں پر ہر بار
 جگ منہ سکے نہ کر ہم باج
 پن کھولے گا کیلی ساتھ
 کیلی کھولے ہاتھ کھلاے
 کے کے راگ اوس منہ کے تان
 بن نے بول سکے نہیں تب
 جتنے ہمیں منہ چھت ہے جد
 پانیں اوس منہ پئے جو کوے
 جن پانیں بھریا اس مس
 علم بھریا جیوں پانیں تیزوں

خدا لطیف سو جس کا نانوں
 ذات لطیف محیط سو جیوں
 بازی گر پوتلا نچاے
 آپیں ہاتھ ہلے گا کانہ
 روح ہلاوے کیوں من آن
 ہب جے ذرا ہلے سو جانہ
 عالم جیوں شطرنج کا کھیل
 اک پیادا اک شاہ سو کین
 فرزین گھوڑا پیل چلاے
 ہارے جیتے کھیلن ہار
 فعل حقیقی کرے خداج
 جیوں کلف کون کھولے ہاتھ
 کیلی باج نہ کھولیا جاے
 جیوں نائی بولے اور شان
 نے کی شان سو بولے جب
 چھت لم یلد ولم یولد
 پانیں پر بھری جیوں ہوے
 اوسٹس کا ہوے ثواب سو تس
 عالم حق کی پر ب سو جیوں

۱۰ دے ۱۱ ماں ۱۲ ب نہیں ۱۳ ب ہات ۱۴ د ہات ۱۵ ب اونہا تہ متحرک
 ۱۶ ل ذرا ۱۷ ب مانہ ۱۸ م بازی ۱۹ سن سبوں ۲۰ ل دس س م فرزی ۲۱ سن گھوٹے
 ۲۲ م پیادہ ۲۳ ب کڑا، سن س کر ۲۴ م کہہ ۲۵ ب تے جے، سن چیتے ۲۶ د سات
 ۲۷ سن لاکے، م کھلاے ۲۸ ب ہر ۲۹ ب اس میں، سن اس منہ ۳۰ ب نہیں ۳۱ سنہ د چھتی،
 ۳۲ ب میں ۳۳ ب پانی ۳۴ ب اس ۳۵ ب جو ۳۶ ب دس اس

سوے ثواب سو ذات کی باب
اوسج لذت سمجھ شتاب
ذات ہیں دو صفت سنگھات
ایک مقید نانوں اس ٹھانوں
ڈھونڈہ فکر کر کاڈہ سو سوے

اوس سیکھیں بچے ہوے ثواب
جسے ثواب اوسج عذاب
اے سب اوس کوں جے چھت ذات
ایک سو مطلق کہئے نانوں
دونہ ماں ہوں اک ذات ہوے

حق فاعل بہ صفاست نہ بہ ذات

فعل صفت سنہ کرے سو حق
صفت بتی مفعول سو سوے
علم بتی معلوم سو تیوں
اوس صفت سنہ فاعل تانہ
دیکھے بصر بتی وہ دیکھ
فعل صفت سنہ لازم ہوے
لاکھوں فعل ہویں تس کھانہ
فعل ہویں لکھ کوڑ ہزار
ہب اے ہیں صفتاں تس مانہ
ان صفتوں ہوئے فعل ظہور
گرمی بتی نہ کھولے کب

ذات صرف ای مطلق
صفت بتی چھت فاعل ہوے
عالم علم بتی ہے جیوں
ہر یک صفت جدی حق مانہ
عالم علم بدل من لیکھ
علم بتی نہیں دیکھے سوے
پن اک فعل سو کرنیں مانہ
جیوں اک کن کے امر تلوار
دھوپ سو جیوں چھت تیوں اس کھانہ
اک گرمی ہے دو جبا نور
نور بتی جگ کھولے سب

۱۷ اس کے ب جو ۱۸ اس کے ب جو ۱۹ اس کے ب جو
۲۰ اس کے ب جو ۲۱ اس کے ب جو ۲۲ اس کے ب جو
۲۳ اس کے ب جو ۲۴ اس کے ب جو ۲۵ اس کے ب جو
۲۶ اس کے ب جو ۲۷ اس کے ب جو ۲۸ اس کے ب جو
۲۹ اس کے ب جو ۳۰ اس کے ب جو ۳۱ اس کے ب جو
۳۲ اس کے ب جو ۳۳ اس کے ب جو ۳۴ اس کے ب جو
۳۵ اس کے ب جو ۳۶ اس کے ب جو ۳۷ اس کے ب جو
۳۸ اس کے ب جو ۳۹ اس کے ب جو ۴۰ اس کے ب جو
۴۱ اس کے ب جو ۴۲ اس کے ب جو ۴۳ اس کے ب جو
۴۴ اس کے ب جو ۴۵ اس کے ب جو ۴۶ اس کے ب جو
۴۷ اس کے ب جو ۴۸ اس کے ب جو ۴۹ اس کے ب جو
۵۰ اس کے ب جو ۵۱ اس کے ب جو ۵۲ اس کے ب جو
۵۳ اس کے ب جو ۵۴ اس کے ب جو ۵۵ اس کے ب جو
۵۶ اس کے ب جو ۵۷ اس کے ب جو ۵۸ اس کے ب جو
۵۹ اس کے ب جو ۶۰ اس کے ب جو ۶۱ اس کے ب جو
۶۲ اس کے ب جو ۶۳ اس کے ب جو ۶۴ اس کے ب جو
۶۵ اس کے ب جو ۶۶ اس کے ب جو ۶۷ اس کے ب جو
۶۸ اس کے ب جو ۶۹ اس کے ب جو ۷۰ اس کے ب جو
۷۱ اس کے ب جو ۷۲ اس کے ب جو ۷۳ اس کے ب جو
۷۴ اس کے ب جو ۷۵ اس کے ب جو ۷۶ اس کے ب جو
۷۷ اس کے ب جو ۷۸ اس کے ب جو ۷۹ اس کے ب جو
۸۰ اس کے ب جو ۸۱ اس کے ب جو ۸۲ اس کے ب جو
۸۳ اس کے ب جو ۸۴ اس کے ب جو ۸۵ اس کے ب جو
۸۶ اس کے ب جو ۸۷ اس کے ب جو ۸۸ اس کے ب جو
۸۹ اس کے ب جو ۹۰ اس کے ب جو ۹۱ اس کے ب جو
۹۲ اس کے ب جو ۹۳ اس کے ب جو ۹۴ اس کے ب جو
۹۵ اس کے ب جو ۹۶ اس کے ب جو ۹۷ اس کے ب جو
۹۸ اس کے ب جو ۹۹ اس کے ب جو ۱۰۰ اس کے ب جو

فعل کئے گرمی اک حال
 بھیگا اوسس کون ترت سکاٹے
 تہ گل کر بہ چلے سو سوے
 آے گرمی بدشے پرکاس
 ایک فعل تس منہ کے گھڑ
 ایک پھیر تس ایچ بار
 کوز تو تھی سب گھڑے سوے

گرمی بتی کرے افعال
 دھوپ سو گرمی بتی تپاے
 جنہ کہیں کرہا بندھاناں ہوے
 جوئی منہ کا کھولے سو باس
 دھوپ صفت گرمی کی ماٹ
 چاک پھراوے جیوں کونجھا
 ایک فعل تس پھیر سو ہوے

دیکھے دیکھیں تھیں بوجھے جانیں سوں چھت چھت بتی کچھ نہیں کرے
 جیوں دھوپ کھولی اجالیج بتی تپن ستیں ایے روپ دھربے
 بھیگا سوک گیا کرٹھے بہ چلے جوئی باس کھلا نک دھوپ دیئے
 خوب دھوپ چھتی تپن ستیں کام ایک بتی کیتی کام کے

۱۷ ب سن م اس ۱۸ س س کھانے، س سوکاے ۱۹ س ب کھیں ۲۰ س ب سن ب
 ۲۱ س و گھل ۲۲ س س س کے ۲۳ س ب کی ۲۴ س س بدیں، س بدل ۲۵ س ل
 ۲۶ پراکاس ۲۷ س ل کھے، س م کہئے ۲۸ س س کبار ۲۹ س ل ب ج د ہوے ۳۰ س ل
 ۳۱ ب د س س توتی، م تتی ۳۲ س ل جھولنے سے قبل سرخ روشنائی میں حق فاعل بصفات پھر
 ۳۳ درج ہے۔ ۳۴ س س ندارد ۳۵ س ب د دیکھنی ۳۶ س ب بوجے ۳۷ س ل جھولنے، د
 ۳۸ س س جانیں ۳۹ س ب تھیں ۴۰ س ب نہیں ۴۱ س ل س او جالیج ۴۲ س ل تپیں
 ۴۳ س ل تپ، م تب پن ۴۴ س ب ستیں، س سستی ۴۵ س ل دھوپ ۴۶ س ب
 ۴۷ سوک، م سو کہہ ۴۸ س ل کرھا، ب کرے، س کرہ ۴۹ س م چوی
 ۵۰ س ل ب کھولا، س کھولے، س کھلی ۵۱ س ج دین،
 ۵۲ س ل م تپ پن، د تپن ۵۳ س ل سینیں، ج سنتیں، د سینیں ۵۴ س ب ان
 ۵۵ س ل کیں ۵۶ س ل کئے

ہر صفات کہ ہست بجز ہستی در نمی گیرد
جان قاعدا سببی صفات
بلگے گے وے چھتے سنگھات
چھت ہووے تو بصر سو جوے
جانے علم چھتا جو ہوے
عدم سو دیکھے منہ کیوں آے
نھیں سو کیا کر جانیا جانے

سوال

ہمیں نتھے موجود سو جب
درس قاعدا کیوں ہے یوں
نھے حق کوں معلوم سو تب
بن چھت علم نہ بلگے کیوں

جواب

حق کی چھت پر نظر سو آن
وے چھت علم نہیں جب آے
علم جاننا کہے کیوں
جیوں مالی دیکھے کونھار
دیکھے قابلیت ہے تانہ
عالم چھت کیاں شانان جان
علم سو سب شانوں سنہ پائے
جے جیسا اوس جانے تیوں
پاوے اس منہ تینی بار
آبدار خانان ہے تس مانہ

سوال

کہی ہویت منہ یہ بات
جو چھت ذات علم منہ آے
علم سو جان پنیں کا نانوں
علم نہ امرے جنہ چھت ذات
تو یہ طل تعریف سو جانے
چھت کوں بلگے گا ہر ٹھانوں

۱۰ ب سبھی ۱۱ ب بلگیں ۱۲ ب سن ندارد ۱۳ ب د دیکھنے ۱۴ ب ب نہیں ۱۵ ب
درست ۱۶ ب ل د کیا ۱۷ ب د شان ۱۸ ب ب منہ ۱۹ ب ل کوں ، س سے ،
۲۰ ب جاننا ، سن جانیاں ، سن جانیا ۲۱ ب ل اس ۲۲ ب سن دیکھ ۲۳ ب ب کہار ، سن کونبار
۲۴ ب اوس ۲۵ ب متی ۲۶ ب د تھانہ ۲۷ ب سن خانان ، م خانہ ۲۸ ب سن امرے ۲۹ ب ب سن اپنے

یہ تعریف سو جاوے تب
ایا حقیقت ذات پھرائے
کوئی پھرے یہ بات محال

علم نہ امرٹے پھت کوں جب
ایا حقیقت علم سو جاوے
ذات علم دونہ اپسیں حال

جواب

اس مرتبے نہ امرٹے کوے
تنہ سب امرٹے عین صفات
ہب تفصیل کہوں اور شان
کدھیں نہ امرٹے جگ کا نور
دیکھے وہی پیشانی سوے
وٹے دیکھی جاوے فی الحال
جے دیکھن دیکھے سب گھاٹ
اینہاں ذات دیکھن منہ سوے
دوؤں پیشانی دیکھے نانہ
دیکھے اس مرتبے سو آن
پاے جائیں گے عین وجود
تب دیکھے نہیں درپن سوے
تب صورت نہیں دیکھی جاوے
سو وحدت جس ماں چھت پاے

صفت ذات پر قائم ہوے
جہاں صفت ہے عین سو ذات
یہ اجمال سنیں دھر کان
آنکھوں تھیں پیشانی دور
جب درپن دھر دیکھے کوے
جے دیکھناں اے محال
دیکھے اینہاں سو دیکھن ماٹ
عین ذات دیکھناں نہ ہوے
پن جے غیب ہویت مانہ
عین وہی پیشانی جان
پن مرتبے نہیں موجود
جیوں آپس کی صورت جوے
جیوں درپن پر نظر جو یات
ہب درپن مرتبے کھٹے

۱۰۔ سن امرے ۱۱۔ د پھیراے ۱۲۔ ب اپنے ۱۳۔ ب پھرا ۱۴۔ ج امر ۱۵۔ ب سن
۱۶۔ ب نہیں ۱۷۔ سن دیکھے ۱۸۔ ب ج دم وے ۱۹۔ سن دیکھنا ۲۰۔
۲۱۔ وہ ۲۲۔ ب دیکھیا ۲۳۔ داوے ، م اونوں ۲۴۔ ل تانہ ۲۵۔ سن جانیں گے۔ سن
جائیکہ ۲۶۔ ب نہیں ۲۷۔ ب جب ۲۸۔ ب سولائے ۲۹۔ م مرتبہ ۳۰۔ ب م کھلاے
۳۱۔ ب منہ ، م مانہ

دھار بوند^۳ منہ پائے تب
پائیں^۴ پائے اس تدبیر
پن ہاں بھی مرتبے سو مانہ
چھت نہیں پائے چھت کی ٹھور
وے موجود نہیں کیوں پائے^{۱۵}
پائے تس ٹھنہ^{۱۸} عین وجود
یوں امرے گی سبھی صفات

جیوں پائیں نہیں پائے کب
دھار بوند منہ آوے نیر
چھت پائیں کی پائے نانہ
پائے چھت پن جاگہ^۹ اور
دھار بوند نہیں جائیں جائے^{۱۲}
نہیں مرتباً سو کو موجود
پاوے علم تمیز سنگھات

جھولنہ

بوجھے بوجھناں تس جو ہوے چھتا، چھت بوجھیں کون ملے کب تہ تیوں
دھار بود نہ جانے جان پائیں^{۲۱} دیکھیں آپ نہ دیکھے آرسی جیوں
بوجھے بوجھیں کی بوجھیں بتی تس بوجھیں تھیں بوجھیں سب کہیں
چھتا چھت بتی ہوا جان پنا خوب چھت سوں تو ملتا ج نہیں^{۲۸}

الہ و عبد از روئے مستی ہر یک با احدیت
خود قائم اند

تب اے دور مراتب ہوے
تب چھت بڑی ننھیں دکھلاے^{۳۱}

صفت ذات پر قائم ہوے
دور مراتب دیکھیں جائے^{۳۲}

۱۷ ب پانی ۱۸ ب نہیں ۱۹ ب د بند ۲۰ ب د پانی ۲۱ ب اس تانہ ۲۲ ب ب مانہ ،
۲۳ ب ادیہی ۲۴ ب مرتبہ ۲۵ ب جاگیں ۲۶ ب نہیں ، دتھیں ۲۷ ب ج جانی ۲۸ ب
جائیں ۲۹ ب د کوے ۳۰ ب پائیں ۳۱ ب تھیں نہیں ۳۲ ب مرتبہ ۳۳ ب س پائیں ،
۳۴ ب اس ٹھان ، ب ٹنہ ۳۵ ب امریں گے ۳۶ ب دس بوجھنا ۳۷ ب بوجھنے ، د بوجھتے
۳۸ ب نہ جان یہ ، ج نجانے ۳۹ ب دس دیکھے ۴۰ ب د بوجھنے ۴۱ ب ج تے ۴۲ ب دس
بوجھے ۴۳ ب م توں ۴۴ ب ملتا ج ۴۵ ب دیکھیں ۴۶ ب دکھلاے

قید میں تب مطلق آے
ہر ایک خود قایم چھت مان
سب کبیر دکھائے صغیر
اینہاں سپر جیوں نظروں مان
ایسا دور کہ بوند دکھائے
تو اینہاں دیکھے نہیں کوے
دیکھے بوند سو تو اس ٹھانہ
دریا بوند نظر منہ آے
بوند دکھاوے ہر ہر چھیک
بے ہر چھیک سو درپن جب
وے سب بوند مہیں ہر ٹھانہ
بوند مقید منہ سب سوے
عین محمد بوند سو تیوں
جیوں جگ حضرت کی تفصیل
سب دریا دکھائے دیکھ
اینہاں بوند بن اور سو نانہ

جب اعیان مہیں چھت پاے
مطلق اور مقید تانہ
دور پنیں کی یہ تاثیر
چاند اچھے بڑا ہے تانہ
دور دور درئے تھیں جاے
جو یہ اونٹناں ننھڈا ہوے
ہوئے انت بڑا جو تانہ
بوند مہیں سب دریا ماے
سب چلنیں دھ دیکھو ایک
سب بونداں مل سٹھر تب
جے پانیں سب درئی مانہ
جے درئی منہ مطلق ہوے
دریا ایک الہ سو جیوں
بوند ج بونداں بن تبدیل
بوند سمندر کی درپن لیکھ
دریا ہے درئی کی ٹھانہ

۱۰ ب ہر ایک، س ہر اک سے ب دورپنے، س دوپنیں سے ل تا سیر سے ب دیکھائے
۱۱ ب د س اچھے، س اچھنے سے م اینہا سے ج م درئی سے م اونٹنا، م اونٹناں
سو سے ل نند، ب نپڑا، س نندبا، س ننھا، م ننا سے م اینہا سے ل م ہووے
س ہووے پے سے ب بڑا سے ب اب سے ب چلنی سے ب س دیکھائے دے
۱۲ ب مہرے برعکس ہیں۔ سے ل سھر، د سہر سے ل ج ہر سے ل چپ
۱۳ ب س پانی سے س دیے سے س جیوں
۱۴ س سمندر سے س دکھاوے
۱۵ ب د س س درئی، م دریا

پونم مانہ ^۲ اوجبالا ^۳ دیت
 چاند ^۴ باج اینہاں نہیں ^۵ کوئے
 خلق ^۶ تہاں حق ^۷ من نہ ^۸ آن
 چھت ^۹ سہ ^{۱۰} خود ^{۱۱} قائم ^{۱۲} ہر ^{۱۳} ٹھانہ
 کیا ^{۱۴} کہتا ^{۱۵} ہوں ^{۱۶} سمجھ ^{۱۷} سو ^{۱۸} دیکھ
 امر ^{۱۹} نہیں ^{۲۰} کا ^{۲۱} چکن ^{۲۲} ہار
 اس ^{۲۳} کون ^{۲۴} دکھ ^{۲۵} ہور ^{۲۶} اسے ^{۲۷} عذاب
 دوس ^{۲۸} سمجھ ^{۲۹} کر ^{۳۰} کیجے ^{۳۱} سیر
 تو ^{۳۲} ایکل ^{۳۳} پن ^{۳۴} جانیا ^{۳۵} جانے
 عبد ^{۳۶} الہ ^{۳۷} آپ ^{۳۸} اپنی ^{۳۹} ٹھانہ
 وے ^{۴۰} فرد ^{۴۱} الاسرا ^{۴۲} ہوتے
 وے ^{۴۳} ایمان ^{۴۴} کہے ^{۴۵} تہوں ^{۴۶} آن

سورج کی سبس درپن کیت
 ٹھانہ سور کی سور سو ہوئے
 خلق آرسی حق کی جان
 سب اپنی احدیت مانہ
 اینہاں خلق بن کچھو نہ لیکھ
 یہ ذاتوں فاعل مختار
 اس کون لذت اسے ثواب
 یہ سے دوس ^{۱۸} یہ ^{۱۹} کہئے ^{۲۰} غیر
 فہم دوس ^{۲۱} کا ^{۲۲} خوہیں ^{۲۳} آے
 دونہ آپیں قائم چھت مانہ
 اس مرتبے ولی ہے جب
 نس وارث سو انبیا سو جان

بھولنے
 چھت ^{۲۴} ہورے ^{۲۵} جس ^{۲۶} کون ^{۲۷} جان ^{۲۸} پناں ^{۲۹} تو ^{۳۰} سر ^{۳۱} کھی ^{۳۲} نہیں ^{۳۳} گھنیں ^{۳۴} دور ^{۳۵} ہوی
 بسیں ^{۳۶} دریا ^{۳۷} دور ^{۳۸} تھیں ^{۳۹} چھانٹ ^{۴۰} دیکھو ^{۴۱} بوند ^{۴۲} پناں ^{۴۳} دوہوں ^{۴۴} میں ^{۴۵} جوی
 تو ^{۴۶} کوئی ^{۴۷} کسی ^{۴۸} پر ^{۴۹} نہیں ^{۵۰} کھڑا ^{۵۱} دوہوں ^{۵۲} مانجھ ^{۵۳} سارا ^{۵۴} دریا ^{۵۵} چاڈے
 خوب ^{۵۶} یوں ^{۵۷} کہے ^{۵۸} تے ^{۵۹} جان ^{۶۰} بڈا ^{۶۱} اوس ^{۶۲} باٹ ^{۶۳} چلیں ^{۶۴} جس ^{۶۵} پنٹھ ^{۶۶} لاوے

لے ^۱ س ^۲ س ^۳ س ^۴ س ^۵ س ^۶ س ^۷ س ^۸ س ^۹ س ^{۱۰} س ^{۱۱} س ^{۱۲} س ^{۱۳} س ^{۱۴} س ^{۱۵} س ^{۱۶} س ^{۱۷} س ^{۱۸} س ^{۱۹} س ^{۲۰} س ^{۲۱} س ^{۲۲} س ^{۲۳} س ^{۲۴} س ^{۲۵} س ^{۲۶} س ^{۲۷} س ^{۲۸} س ^{۲۹} س ^{۳۰} س ^{۳۱} س ^{۳۲} س ^{۳۳} س ^{۳۴} س ^{۳۵} س ^{۳۶} س ^{۳۷} س ^{۳۸} س ^{۳۹} س ^{۴۰} س ^{۴۱} س ^{۴۲} س ^{۴۳} س ^{۴۴} س ^{۴۵} س ^{۴۶} س ^{۴۷} س ^{۴۸} س ^{۴۹} س ^{۵۰} س ^{۵۱} س ^{۵۲} س ^{۵۳} س ^{۵۴} س ^{۵۵} س ^{۵۶} س ^{۵۷} س ^{۵۸} س ^{۵۹} س ^{۶۰} س ^{۶۱} س ^{۶۲} س ^{۶۳} س ^{۶۴} س ^{۶۵} س ^{۶۶} س ^{۶۷} س ^{۶۸} س ^{۶۹} س ^{۷۰} س ^{۷۱} س ^{۷۲} س ^{۷۳} س ^{۷۴} س ^{۷۵} س ^{۷۶} س ^{۷۷} س ^{۷۸} س ^{۷۹} س ^{۸۰} س ^{۸۱} س ^{۸۲} س ^{۸۳} س ^{۸۴} س ^{۸۵} س ^{۸۶} س ^{۸۷} س ^{۸۸} س ^{۸۹} س ^{۹۰} س ^{۹۱} س ^{۹۲} س ^{۹۳} س ^{۹۴} س ^{۹۵} س ^{۹۶} س ^{۹۷} س ^{۹۸} س ^{۹۹} س ^{۱۰۰} س

مقدمہ فاعل مختار

تو تجھ کہتا ہوں ہر بار
 بات کہوں تو تجھ سنگھات
 امور کلی تس کا نانوں
 امر جزی اوس نانوں دھارے
 امور کلی ان کوں جان
 خارج منہ نکھیس پائے سوے
 حکم اثرے خارج مانہ
 خارج منہ دسے اثر صفات
 اون کوں کہے باطن تب
 اون کا قدم سو ذات سنگھات
 تب ظاہر باطن اس ٹھانہ
 تنہ انسان مقید سوے
 امر جزی وہ عین اس مانہ
 جزی عبارت منہ جب آن
 الف الف بے بیسج پڑھتا

توں تو ہے فاعل مختار
 کر اختیار سننے جو بات
 من جس کوں پاوے ہر ٹھانوں
 وہ جب ایک فرد کن پائے
 مطلق سبب صفات پہچان
 امور کلی عقلی ہوے
 عقلی پن ان کا ہر ٹھانہ
 جیوں ہے عقلی علم حیات
 امور کلی عقلی جب
 کہیں نہ عقلی ٹلے صفات
 حکم اثر جب خارج مانہ
 ظاہر حکم اثر جنہ ہوے
 امور کلی بے ہیں تانہ
 حرف الف بے کلی جان
 الف سو پھر بے ہوے نہ جاے

→ لے بے نام مانج، س مانچ لے س سرا لے لب دم تس لے م بڑا لے ج تسن
 س م اس لے م بنت
 لے لسنیں لے س جس کو لے ب ٹھانوں لے ب ناو لے ب لے لے م گن
 لے م اس لے ب نام لے ب بے م اس لے لے ب میں لے م پائے
 لے س س م اون لے س لے علم وحیات لے س دیے لے س میں یہ شعر لے
 کہیں نہ عقلی ... الخ کے بعد ہے لے د باطن ظاہر تب لے ب ہے
 لے س ٹھانہ
 لے ب میں

جو ہر حرف پھر نہیں کوے
 اون کون کدھیں نہ ہوے زوال
 ممکن قید جزئی اس حال
 قدح مدح حادث اس ٹھانہ
 حادث وہی ہمیں منہ آت
 قید ہمیں مخلوق سو سب
 عالم علم بتی ہم تہوں
 دونہ نسبت عالم اک جان
 حادث ہمیں قدیم اس ٹھانہ
 جیوں اک سس ہو رہیج
 اسما بھی دونہ ٹھانہ ہوئیں سوے
 مشعل بول نسہم کر دیکھ
 یہ عملوں اک عالم جیوں
 کہتے، شاعر ہوئے ساز
 بگت کرے وہ کہوے جب
 پورا عالم تب کہلاے
 ایک بگت اس جزئی پچھان
 اوس کا نانوں سو دھرانسان

تو مختلف عبارت ہوے
 حرف الف ب ج اور دال
 قدح مدح منہ وہی سو دال
 حرف قدیم سو ابجد مانہ
 حق منہ وہی قدیم صفات
 مطلق جان الہ سو اب
 عالم علم بتی حق جیوں
 دونہ ٹھانہ علم سو ایک پچھان
 حق کے علم قدیم سو مانہ
 ہم منہ حادث علم وہیج
 وہی صفات جو دونہ ٹھانہ ہوے
 ہم ہو رہی حق عالم اک لیکھ
 سب اسما بھی کلی کیوں
 گوئی باز ہو رہی تیر انداز
 علم ہوئیں ایکس کون سب
 ایک نہ ایکس مانہ بھلاے
 مطلق عالم کلی جان
 ایک علم جنہ کرے بیان

۱۰ ب میں ۱۱ ل عین، د وے ۱۲ ب میں ۱۳ ل ب م ان ۱۴ ل ماں، ب میں ۱۵ ب میں ۱۶ ل ب م ان ۱۷ ل ب م ان ۱۸ ل ب م ان
 ۱۹ ل ب م ان ۲۰ ل ب م ان ۲۱ ل ب م ان ۲۲ ل ب م ان ۲۳ ل ب م ان ۲۴ ل ب م ان ۲۵ ل ب م ان
 ۲۶ ل ب م ان ۲۷ ل ب م ان ۲۸ ل ب م ان ۲۹ ل ب م ان ۳۰ ل ب م ان ۳۱ ل ب م ان ۳۲ ل ب م ان
 ۳۳ ل ب م ان ۳۴ ل ب م ان ۳۵ ل ب م ان ۳۶ ل ب م ان ۳۷ ل ب م ان ۳۸ ل ب م ان ۳۹ ل ب م ان
 ۴۰ ل ب م ان ۴۱ ل ب م ان ۴۲ ل ب م ان ۴۳ ل ب م ان ۴۴ ل ب م ان ۴۵ ل ب م ان ۴۶ ل ب م ان
 ۴۷ ل ب م ان ۴۸ ل ب م ان ۴۹ ل ب م ان ۵۰ ل ب م ان ۵۱ ل ب م ان ۵۲ ل ب م ان ۵۳ ل ب م ان
 ۵۴ ل ب م ان ۵۵ ل ب م ان ۵۶ ل ب م ان ۵۷ ل ب م ان ۵۸ ل ب م ان ۵۹ ل ب م ان ۶۰ ل ب م ان
 ۶۱ ل ب م ان ۶۲ ل ب م ان ۶۳ ل ب م ان ۶۴ ل ب م ان ۶۵ ل ب م ان ۶۶ ل ب م ان ۶۷ ل ب م ان
 ۶۸ ل ب م ان ۶۹ ل ب م ان ۷۰ ل ب م ان ۷۱ ل ب م ان ۷۲ ل ب م ان ۷۳ ل ب م ان ۷۴ ل ب م ان
 ۷۵ ل ب م ان ۷۶ ل ب م ان ۷۷ ل ب م ان ۷۸ ل ب م ان ۷۹ ل ب م ان ۸۰ ل ب م ان ۸۱ ل ب م ان
 ۸۲ ل ب م ان ۸۳ ل ب م ان ۸۴ ل ب م ان ۸۵ ل ب م ان ۸۶ ل ب م ان ۸۷ ل ب م ان ۸۸ ل ب م ان
 ۸۹ ل ب م ان ۹۰ ل ب م ان ۹۱ ل ب م ان ۹۲ ل ب م ان ۹۳ ل ب م ان ۹۴ ل ب م ان ۹۵ ل ب م ان
 ۹۶ ل ب م ان ۹۷ ل ب م ان ۹۸ ل ب م ان ۹۹ ل ب م ان ۱۰۰ ل ب م ان

ایکس علم سو کہیں مانہ
 علم سعادت کا ہے جب
 علم شقاوت کا ہے جانہ
 علم جزئی ایک کرے بیان
 کلی علم کہے مطلق
 دونہ کا فعل سو ایک نسبت
 یہ تو خوبیں سمجھت بات
 حق کی سبھی صفات پہچان
 حق جیوں ہے فاعل مختار
 خالق ہے حکیم عظیم
 جو ہے ذات کی استعداد
 یہ قابلیت نہیں تس مانہ
 کچھو عدم کا کرے نہ راس
 ہے قابلیت چھت کی جیوں
 چھت کوں ہے بے حد صفات
 تب ہریک ہے الکا نانوں
 ذات سو پادی ذات مشمل
 جنہ جے اسم ظہور سو ہوے

دو جا علم بھلاوے مانہ
 ہوئے بیان سعادت تب
 کرے بیان شقاوت مانہ
 یہ فاعل مختار انسان
 تب فاعل مختار سو حق
 ہیں فاعل مختار اس گت
 بھی کہوں ٹک سن جیو شکھات
 تیری قیہ نہیں توں جان
 عین وہی تجھ منہ اسراہ
 عبث کرے نہیں فعل حکیم
 خلقت کیتی تس بنیاد
 دو جا خدا کرے اک ٹھانہ
 یہ بھی نہیں قابلیت مانہ
 چھت فاعل مختار سو تیوں
 ہریک صفت ہیں چھت ذات
 سب اجمال الہ اوس ٹھانوں
 ہے تو اسبب انیس غافل
 یہ رہوے مریوب سو ہوے

۱۰ لے لب دس کہنے لے سن م ہووے لے سن اک لے سن لے سن
 ۱۱ م توں لے ب سمجھا لے سن لے سن لے سن لے سن لے سن
 ۱۲ سبھی لے لے صفت لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 ۱۳ لے ب ہریک لے سن ہراک لے ب ہریک لے لے لے لے لے لے
 ۱۴ لے ب نانوں لے ب لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
 ۱۵ لے د مریوب

ہوئے اس شان تجلی ذات
تب ہادی مہدی کہلاے
ہے عالم معلوم سو تب
رب مربوط اس ربط پہچان
عادل عدل کرے تب سوے
توبہ دے بخشے ہر باب
تو ہر شان خلق دکھلاے

اسم صفت کے حکم سنگھات
ذات ہدایت منہ جب آے
علم آپس کوں جانے جب
چھت حاکم محکوم سو جان
جنہ جب مفضل تجلی ہوے
ہوے غفور انیں تواب
ہریک اسم ظہور جو پاے

تمثیل

ہر قابلیت نیکان جیوں
اوس منہ اوس کی شان چلاے
بھریاں گلالاں میں تس ٹھانہ
پاے بہشت یوں آئیں ماٹ
۱۸ وہ پانیں ۱۹ حامیش جاے
۲۰ یوں جائیں ۲۱ دوزخ منہ ٹھانوں
۲۲ ہوے ظہور دوہوں منہ تب
آپ اپنیں رب کی دس جائیں

جیوں چھت ذات سو پائیں تیوں
پائیں جس جس نیک بھراے
سامنیں نیک سو جانے جانہ
کہیا ہدایت کی یہ باٹ
ایک چکا پو پھیری کہاے
باٹ ضلالت کی اس نانوں
پائیں ۱۹ دوزخ کا قابل جب
دوئیں ۲۰ سیدی باٹ سدھائیں

۱۷ م ہووے ۱۸ لب س م اوس ۱۹ ب د اپس ۲۰ م مربوط
۲۱ ج ربت ۲۲ ب ہراک ، سل ہر ایک ۲۳ م تمثیل اول ۲۴ ب پ
۲۵ ب پھراے ۲۶ سل اس ۲۷ سل ب سل میں ۲۸ سل سل اس ۲۹ سل
۳۰ سامنیں ۳۱ ب کیا ۳۲ م آنے ۳۳ م چکا پوی ۳۴ ب کہلاے
۳۵ ب وے ۳۶ ب پانی ۳۷ د حمام میں ۳۸ ب نانوں ۳۹ ب جاے
۴۰ سل جائیں ۴۱ ب ٹھانوں ۴۲ سل سل ماں ، ب میں ۴۳ د دونوں
۴۴ ج سیدی ۴۵ ب اپنی

سماں کہو اوسٹ ٹھاہر تہ
مطلق بانکا سماں سو تانہ
صراط مستقیم اوپر لیاے
لما خلق لہ چلیں سو ڈھال
یہ فاعل مختار کھائے
اسے حکم تھیں ٹلے نہ کوے
تجھ ماں ہوا طبیعت نانوں
ہوے حکم مختلف سو تانہ
پاؤ بہشت یوں آئیں ماٹ
دوزخ اوے عذاب سو پائے
باٹ سو اوس کی سیدھی سوے
حق فاعل مختار سو تیوں
آپس کی قابلیت مانہ
تب کلی فاعل مختار
توں فاعل مختار اوسٹ باٹ
ہے فاعل مختار سو تیوں
ہیں فاعل مختار اوس ٹھانہ
چلن سو اوس کا چال سو تس

الف سماں تم کا ڈھو جد
وے دایرا ہے کا جانہ
اخذ ناصیہ رب لے جاے
علی شاکتہ اعمال
اوسی ڈھال پر چلیا جاے
قضا قدر اوس نانوں سو ہوے
قضا قدر جو ہے اوس ٹھانوں
امر نہیں کہتا ہے جانہ
ایدھر آؤ سمیں جے باٹ
جدھر چکا پو اودھر جو جاے
استعداد جسے جے ہوے
حق کی استعداد سو جیوں
حق فاعل مختار سو کانہ
ہر قابلیت منہ اظہار
جزئی نیک قابل جس گھاٹ
آدم کی قابلیت جیوں
دونہ اپنی قابلیت مانہ
آدم سرجیا صورت جس

۱۷ لے اوس سماں لے اوس اس، س تس لے سماں لے ج آخذ لے لرج دہ بجائے لہم
۱۸ لے آے لے س علی الشاکتہ اعمال، س علی کل شاکتہ اعمال لے لرج دس س با لے ب نذر
۱۹ لے س ٹھال لے م اسی لے دم کہلاے لے لب س م اس لے لٹھانوں، ب نانوں،
۲۰ لے ب س س اس لے ب ٹھانوں لے ج ہے لے ب آنے لے لم جیدھر لے ب س نذر
۲۱ لے س ماٹ لے ب دس س جو لے ب دس م اس لے ب مصرعے برعکس ہیں لے ب جزئی
۲۲ لے ب اک لے س اس لے ب اپنی لے ب ج د ادم لے ب دس اس

خوب بولتا ہے جس ٹھانہ
 کہیں جو منجھ پر تو گئے بار
 یہ اختیار کروں اوس ساتھ
 بات شروع کیا کئے تھے ہم
 ہاں امور کلی کی بات
 کلی کا یہ حکم دوام
 جیوں کلی انسان مراد
 جس منہ انسانیت پائیں
 کلی عین جزئی ہے سوے
 کل جز کا ہے حکم سو اور
 جیوں اک ہے ٹولا کل تیوں
 اک کون ٹولا کہیا نہ جائے
 کل جز کلی جزئی سو سب
 کل ہو کر کلی عقلی لیکھ
 ذات چھتی ہے خارج مانہ
 چھت خارج چھت عقلی سوے
 کلی عین نہ کہئے ذات
 مطلق کلی کہیں نہ جس
 کلی انسانیت جان

کیا جانوں سمجھیا کی نانہ
 منجھ کہوے فاعل مختار
 میں اختیار دیا تجھ ہاتھ
 فکر کرو ٹک جو سوں تم
 حکم سو کیوں اوس جزئی سنگھات
 پائیں جزئی منہ اوسے تمام
 پائیں تمام تخت افراد
 وے ہریک انسان کھائیں
 جزئی ہمیں سب کلی ہوے
 جز منہ کل نہیں کس ٹھور
 جز ہریک افراد سو جیوں
 چھتے سو جز کل عقلی پائے
 مت اک بھی حق کون کہئے کب
 حق عقلی کیوں کہئے دیکھ
 چھت ظاہر باطن ہر ٹھانہ
 تد کلی سنہ تشبیہ ہوے
 کلی عقلی اسم صفات
 جزئی مقید کیوں کہیں تش
 جزئی سو ہر انسان پہچان

۱۰ ب سمجھا، س سنجھیا ۱۱ ب کہ
 ۱۲ ج د کی
 ۱۳ ج د کلی انسانیت
 ۱۴ ب کیا
 ۱۵ ب سین، س منہ
 ۱۶ م ہوے
 ۱۷ ب کہیں
 ۱۸ ب مجھ
 ۱۹ دم اس
 ۲۰ دم کہلائیں
 ۲۱ م ٹوٹے
 ۲۲ ب میں
 ۲۳ ب جز
 ۲۴ م باٹ کے
 ۲۵ ب س

جزی سو ہر ہر مانس مانہ
یہ بھی ٹک سن جیو سنگھات

کلی اسم صفت حق جانہ
کل جز کی ہب کہوں سو بات

تمثیل

اوس لکھ نو خانے کی شان
وے ہر شان وجود مراد
باقی سب تکرار ملایں
لکھ پائے اوس دس کر جان
ہویں اگیارہ سب تکرار
جے سب عددوں کی بنیاد
کھوئیں تھیں لکھ پھرتے دور
آٹھ ایک چھ سات یہ شان
پنج تالیس ہوویں مل سب
ہریک پائے پندرہ پائے
جیوں صورت منہ آدم تیوں
جیوں ہیں پنج تالیس اس ٹھانہ
میم عدد چالیس شمار
شرع مہیں دو مرد بجائے
اک قسمت تس پندرہ دین

ٹھالی جالی جیوں اعیان
تنہ مختلف سو بھر اعداد
تنہ مختلف عدد نو آیں
نو کی سرکا جزم سو آن
ایک ایک لکھے دو بار
وے اس منہ ہیں نو افراد
پنج منہ پانچ ہوور باقی کھور
دو نو چار تین اس دان
گن اجمال کریں اس جب
کھوئوں پاسوں گنت ملاے
یہ ہے پہلی شکل سو کیوں
تیوں ہیں عدد سو آدم مانہ
الف ایک ہوور دال سو چار
جیوں اک قسمت عورت پائے
تیوں حوا پائے تھیں کین

۱۰ بے ۱۱ م جیوں ۱۲ ب لکھیں
۱۳ دے، م عین ۱۴ سن پنج ۱۵ ب پانچ، سن پانچ ۱۶ ب کھوئے، د
کھوئوں، سن م کونیں ۱۷ ب اک ۱۸ لاکو ۱۹ ب د پنج ۲۰ سن م
ہویں ۲۱ سن کونوں ۲۲ ب پائے ۲۳ ب ہے ۲۴ ب د پنج
۲۵ ب اور، د ندارد ۲۶ ب م بجائے

الف ایک مل بندرہ پاد
 جیوں تجلی نہیں تکرار
 ویسی شان وجود سو تانہ
 فرض کرد اک ٹولا جیوں
 جز ہر فرد چھتے ہیں سوے
 سارے آردہ ہوئیں گے تب
 دونہ کوٹ آردہ کرو اک ہوے
 اک سو بھاگا کدھیں نہ پاپ
 ایک ایک گن دو کہہ تانہ
 سب ٹولا گن اک تکرار
 تیوں اک چھلک اک چوک سو کین
 ایک ہوئے ہر شانوں مانہ
 ہریک ایک بے مثل سو ہوے
 اک الگا ادس نانوں دھراے
 ٹولے منہ اک بھلیا سوے
 سمجھ سو آدم منہ چھت یوں
 مل ٹولا اک آدم جان

ح کے آٹھ نے چھوں کا واو
 ہیں مختلف عدد ہر بار
 ہر آدم کے اجزا مانہ
 سب اجزا اعداد سو کیوں
 ٹولا کل موجود نہ ہوے
 چنہ کا ٹولا بھتا نو جب
 چنہ کا اردہ کئے ہوئیں دوے
 اک کا اردہ سو دو ہو جائیں
 ایک حقیقی ہے چھت مانہ
 جیوں ایک دو تیوں تین اور چار
 تین بار اک اک اک تین
 دس گن ایک دہا کا تانہ
 اک سرکھا دو جا نہیں کوے
 ہریک شان سو اگلی لیاے
 ایکس نہیں سب ٹولا ہوے
 جیوں اک ایتی یہ اک تیوں
 اس منہ چھت سو ایک پہچان

۱۷ م کا ۱۷ س س م ندارد ۱۷ ب چھ، د چھنوں ۱۷ ب اک ۱۷ ب نہیں،
 ۱۷ س بھانوں ۱۷ س ہوویں گے ۱۷ ب کی، م کی ۱۷ د ہیں، س ہوے،
 ۱۷ د کا ۱۷ س ارادہ، س ارد ۱۷ س س م ایک ۱۷ ب کدہوں ۱۷ لے وکر،
 ۱۷ ب ج د س م کہ ۱۷ ب ایک ایک ایک، س اک اک ایک ۱۷ ب کا ۱۷ لے ہووے
 ۱۷ م نہیں دو جا ۱۷ ب ہر اک ۱۷ م ایک ۱۷ ب اس ۱۷ ب میں
 ۱۷ ب چوں ۱۷ د ایک ۱۷ لے و س سمجھ ۱۷ لے و اک ،
 ۱۷ ب د س س ایک

تس بیج منہ اک بیٹھے ہوئے
اک جز سب جز کل دکھلاے
کل جز حق کوں کہیو نانہ

جیوں اک گنبد صیقل ہوئے
ہر ٹٹنڈ یہ اک دیکھیا جاے
جز بھی ہے تشبیہ اس ٹٹانہ

جھولنے
اک ہے چھٹا ٹوٹے مانجھ بھلیا ٹوٹا ہے چھٹا ایک تھینج ہوا
ٹولا بیج نہیں ہیں جنہ چھٹی چھت اپنیس سوں اک اک اک جو
چار بھانتیں دوہویں دو تھیں ایک اک اردہا کرتیں دوہیں
ایک ایک گنیا نانوں دو دھرے خوب ایک چھٹا لکھ بھانت کہیں

مرتب محمدیت علیہ السلام
غیب ہویت چھت جیوں نانوں
مرکھ عدم وجود اس ٹٹانوں
نانوں عدم دھریا ہے کیوں
اور مستنع وجود سو جیوں
جیوں فرزند ہوئے آون ہار
آگم نانوں دھریس جن ہار
عدم وجود کھنیں جنہ کوے
غرض دوہو کوں نانوں سو ہوئے
غیب ہویت نانوں سو جس
وہ چھت ہے وحدت اس نانوں
وہ چھت ہے گی تھیں کہ تس
ہوا علم کاقید اس ٹٹانوں

سے ب ایک ، د ندارد سے ب ٹنہ ، س ٹٹانہ ، م ٹٹاں سے لب ایک سے ب ایک سے ب ندارد
سے س اوس سے م چھٹا سے س مانج سے ب بھلا سے ب ٹولی سے س م اک سے لھنیج
ب ، تھینج ، د تھینج ، س تھینج ، س لھنیج سے لہم ، بیج سے لہے سے لہج چنہ سے ب اپنی
سے س سو سے لب دس ایک ایک سے ب بھانتے سے دم اک سے لہ لہ اک سے س
دوہیں سے ب اک اک سے دس گنیاں سے ب س نانوں سے س ندارد سے ب نانوں سے ب
وجود عدم سے ب ٹٹانوں سے ب دھرے سے ج جنس ہار ، دم جنتھار سے ب دھونکا ۔
سے ب نہیں

دو نہ چنہ مل نہیں ہوئے سو جان
 پن اس کوں ہے بہت صفات
 الہیت اسی قدیم سو جب
 نانوں سو کہئے ممکن سوے
 ممکن صورت علمی لیکھ
 کہیں نہ ظاہر ہوئے تد
 صورت علمی بھار نہ آے
 وجود اصنافی ممکن سوے
 یا صورت درپن منہ دیکھ
 شان جوئے کی جیوں دکھلاے
 سوئے روح کی ہے جیوں شان
 حق تس پر فاعل ہے تیوں
 وجود اس پر عارض ہوئے
 کوز علم کی شان نمود
 علمی صورت عرض پہچان
 وہ صورت منہ ہوئے سو تیوں
 ذاتوں آگ ہوئے ہر ٹھانہ
 صفت قبولے گرم بھاکے

اک خالص چھت اوئے پہچان
 یہ احدیت کہئے ذات
 واحدیت کہ اس کوں تب
 یہی صفت جب حادث ہوئے
 ہب ممکن کی قسمت دیکھ
 ظاہر کرے نہ اس کوں جد
 یہ قابل اعیان کھاکے
 بھانیا بھاگے کیتا ہوئے
 حرف ہتھیلی اوپر لیکھ
 بھانوں راکھو کرد جو بھاکے
 نوا کیا ہوئے کہیں نہ بھان
 ممکن کی قابلیت جیوں
 صورت علمی جوہر سوئے
 جیوں پائی چھت منہ موجود
 پن واقع چھت جوہر جان
 جس کی ہوئے حقیقت جیوں
 یہ قابلیت لوہے مانہ
 پائیں یہ قابلیت لیاے

۱۰۰ ب نہ چنہ ب نہیں ہوئے
 ۱۰۱ ب بہت ب ج م اس ب م یہ
 ۱۰۲ ب د س س ہوئے ب م کہلاے
 ۱۰۳ بھانا، د س بھانیاں ب ج ہتھیلی
 ۱۰۴ ب کیا ب اور ب قابلیت ہے
 ۱۰۵ ب ذات، د نانوں ب پانی

وہی حقیقت محمدی
 سمجھ حقیقت آدم تانہ
 اوس کون مظهر اسم صفات
 تس مظهر اشیا ہے سب
 ہوئے تولد آدم تانہ
 تس تھیں مظهر ہوئے اشیا
 تہ مولود محمد جان
 حقیقت آدم اسم صفات
 عنصر محمدی اس گت
 جیوں سب شے مل آدم ہوئے
 ظاہر صورت اس بنیاد
 اصل ذات تھیں اسما جان
 ہر ٹھاہر ہر چہیت بن تبدیل
 اسما کی تفصیل اشیا
 ہوئے تفصیل سو وحدت ذات
 یہی وجود سو ہے جیوں بیج
 اس تھیں آدم کی مولود
 باپ تولد بیٹے مانہ
 خمیں دل سمجھا اس شان
 واحدیت اک صفت سو تس

وحدت ذات ازلی ابدی
 اسم الہیت سب جانہ
 سن جب ظاہر ہوئے ذات
 ہب ظاہر ہوویں اسما جب
 سب مظهر اشیا ایک ٹھانہ
 حقیقت آدم کی اسما
 آدم مظهر ہمیں پچپان
 حقیقت اوس کی وحدت ذات
 اسم سو مظهر ظاہر چہیت
 یوں ظاہر صورت نہ سوئے
 محمد آدم کی اولاد
 ہب واقع پر نظیر سو آن
 اسما تھیں اشیا تفصیل
 وحدت کی تفصیل اسما
 سب اشیا ہوئے اسم صفات
 اصل حقیقت محمدی
 اس تھیں سب عالم موجود
 بیٹا باپ سو ہے اس ٹھانہ
 سن سن توں دھ دل کے کان
 ذات اکیلی وحدت جس

۱۔ اسم سمجھ ۲۔ ب ہوئے ظاہر ۳۔ ج د ظاہر ہوئے ۴۔ ب دم اس ۵۔ س اشیا مظهر
 ۶۔ ل ہیں ۷۔ ب تھی ۸۔ د ہویں ۹۔ د اس ۱۰۔ س محمدی
 ۱۱۔ ل اولادہ ۱۲۔ ب اور ۱۳۔ س تھی ۱۴۔ س اوس ۱۵۔ س منجیب
 ۱۶۔ د کیلی ۱۷۔ ل ب ج د ایک

ادس تھیں تھے ہی ایک پچھان
 وحدت اصل محمد نانوں
 اس تفصیل ہوئے سب کوئے
 کیف مد نظر عالم چھانہ
 جنسوں چھانہ بدھادے نور
 اصل فزع استوا دکھائے
 ایک بار ہوئے اظہار
 مطلق ادس کوں ہوئے نہ چھانہ
 یہ معجزا کہے سب کوئے
 نقل اللہ بن چھانہ پچھان
 کرے جو حق عالم تکرار
 اسی حکم ہوئے سدا ظہور
 یہی محمد یقین پچھان
 اسے اختیار کیا سچ لیکھ
 تیوں فاعل مختار ادس ٹھانہ
 حکمت سوں قدرت من آن
 بھر بتی دیکھے گا سوئے
 باج صفت چھت ہے جس ٹھانہ
 کہے محمد امی تب

اک واحد اس اسم سو جان
 جمع مفصل احمد اس ٹھانوں
 ایسا دو جا کہیں نہ ہوئے
 اس کی اصل سو وحدت ٹھانہ
 وحدت جیوں پر گتیا سور
 گھڑی دوپہری سر پر آئے
 ایسا وقت نہ ہوئے دوبار
 جب پرگٹ ہوئے اس ٹھانہ
 ادس کی چھانہ سو عالم ہوئے
 انا من نور اللہ اس جان
 وحدت کھولے کروڑوں بار
 یہی محمد ہے مذکور
 حق کی قابلیت منہ جان
 استعداد ہمیں حق دیکھ
 جیسی قابلیت حق مانہ
 ان بولوں نقصان نہ جان
 علم بتی حق عالم ہوئے
 ذات سو چھت امی چھت مانہ
 پائے تجلی ذاتی جب

۱۰ لب ج د حمد ۱۱ لب ج د حمد ۱۲ لب ج د حمد ۱۳ لب ج د حمد
 ۱۴ لب ج د حمد ۱۵ لب ج د حمد ۱۶ لب ج د حمد ۱۷ لب ج د حمد
 ۱۸ لب ج د حمد ۱۹ لب ج د حمد ۲۰ لب ج د حمد ۲۱ لب ج د حمد
 ۲۲ لب ج د حمد ۲۳ لب ج د حمد ۲۴ لب ج د حمد ۲۵ لب ج د حمد
 ۲۶ لب ج د حمد ۲۷ لب ج د حمد ۲۸ لب ج د حمد ۲۹ لب ج د حمد
 ۳۰ لب ج د حمد ۳۱ لب ج د حمد ۳۲ لب ج د حمد ۳۳ لب ج د حمد
 ۳۴ لب ج د حمد ۳۵ لب ج د حمد ۳۶ لب ج د حمد ۳۷ لب ج د حمد
 ۳۸ لب ج د حمد ۳۹ لب ج د حمد ۴۰ لب ج د حمد ۴۱ لب ج د حمد
 ۴۲ لب ج د حمد ۴۳ لب ج د حمد ۴۴ لب ج د حمد ۴۵ لب ج د حمد
 ۴۶ لب ج د حمد ۴۷ لب ج د حمد ۴۸ لب ج د حمد ۴۹ لب ج د حمد
 ۵۰ لب ج د حمد ۵۱ لب ج د حمد ۵۲ لب ج د حمد ۵۳ لب ج د حمد
 ۵۴ لب ج د حمد ۵۵ لب ج د حمد ۵۶ لب ج د حمد ۵۷ لب ج د حمد
 ۵۸ لب ج د حمد ۵۹ لب ج د حمد ۶۰ لب ج د حمد ۶۱ لب ج د حمد
 ۶۲ لب ج د حمد ۶۳ لب ج د حمد ۶۴ لب ج د حمد ۶۵ لب ج د حمد
 ۶۶ لب ج د حمد ۶۷ لب ج د حمد ۶۸ لب ج د حمد ۶۹ لب ج د حمد
 ۷۰ لب ج د حمد ۷۱ لب ج د حمد ۷۲ لب ج د حمد ۷۳ لب ج د حمد
 ۷۴ لب ج د حمد ۷۵ لب ج د حمد ۷۶ لب ج د حمد ۷۷ لب ج د حمد
 ۷۸ لب ج د حمد ۷۹ لب ج د حمد ۸۰ لب ج د حمد ۸۱ لب ج د حمد
 ۸۲ لب ج د حمد ۸۳ لب ج د حمد ۸۴ لب ج د حمد ۸۵ لب ج د حمد
 ۸۶ لب ج د حمد ۸۷ لب ج د حمد ۸۸ لب ج د حمد ۸۹ لب ج د حمد
 ۹۰ لب ج د حمد ۹۱ لب ج د حمد ۹۲ لب ج د حمد ۹۳ لب ج د حمد
 ۹۴ لب ج د حمد ۹۵ لب ج د حمد ۹۶ لب ج د حمد ۹۷ لب ج د حمد
 ۹۸ لب ج د حمد ۹۹ لب ج د حمد ۱۰۰ لب ج د حمد

اصل یہی ما باپ بچپان
 وحدت جیوں سیناں کج مان
 ناف الہیت کی ساتھ
 دو جا ظاہر علم سو لیکھ
 حق کی باطن سے انسان
 سر کی میم سو سر کی لٹان
 ناف میم وہ دو تری ہوئے
 حق اس کی باطن اس حال
 اک مرتبے علم منہ آئے
 تیجا اوس کوں دیکھ بچپان
 چھت مفہوم ہوئے چند شان
 چھت عالم کتل ایک تو پاب
 ذات فصاحت منہ اس ٹھانوں
 حسن ملاحظت پاوے اس
 پدہ معنوں منہ ذات اظہار
 کھلے استی مرتبے سنگھات
 کسوت مان مدثر موئے

امی ابوالارواح سو جان
 غیب ہویت سر کی ٹھانہ
 واحدیت احدیت ہاتھ
 پاؤ سو ظاہر وجود دیکھ
 ان مرتبوں کھیا جس شان
 جیوں محمد لکھنیں مانہ
 جے جیوں سیناں ہاتھ سو دوئے
 دو نہ پاؤں کی ٹھاہر دال
 چار شان چھت جائیں جاے
 دو جا نانوں سو لیو تب جان
 چوتھا جب اوس لکھتے تانہ
 جس مرتبے علم منہ آئے
 اور جب یہ محمد نانوں
 دیکھے صورت ذات سو تس
 خط منہ چھپے سو جیسے یار
 چھپے تعین مان جب ذات
 کرے لباس منزل ہوئے

۱۰ ب س س م سینا ۱۱ ج د کج ۱۲ م کے ۱۳ ب س پانوں ۱۴ د پا، اک ۱۵ س اؤں
 ۱۶ ب کیا ۱۷ ب لکھنے ۱۸ ب جیوں ۱۹ س س جے جیوں ۲۰ ب س س س س ۲۱ س س
 ۲۲ دوؤں، ۲۳ د دونوں ۲۴ ب س س پانوں ۲۵ ب جانی ۲۶ م مرتبے ۲۷ ب نام ۲۸ ب
 ۲۹ اس ۳۰ د اس، ۳۱ س اوس کوں ۳۲ س لکھنے ۳۳ ب ہوئے ۳۴ ب د جے ۳۵ س س
 ۳۶ ب نانو ۳۷ ب ٹھانو ۳۸ ب ج د س جیتی، ۳۹ م جیتے ۴۰ م بار ۴۱
 ۴۲ س س پد ۴۳ ب د س م منہ ۴۴ ل س کھولے ۴۵ ب س م ادکی
 ۴۶ د منہ

چندین منہ سس پونم جیوں
چندناں سو اسکیج صفات
اس تفصیل سو ہے ہر باب
چاند یہی ہر کھٹا ہر پاؤ
سب پائے پونم جس ٹھانوں
عکس امتی علما اب
علما جیوں درین منہ چھانہ
سب تفصیل سو ایک سس کیج
چھتا نہ کوتنہ عین چھتیج
سڈ ڈال سب بانٹوں مانہ
جھاڑ مہیں پائیں گے سب
اور مفصل بھی سب آے
وحدت اوس منہ تیج پچھان
سمجھیں ٹک دل سوں سب چھوڑ

ہر کسوت منہ کھٹے سو کیوں
کھٹے سو چندین منہ یہ ذات
طہ اس کوں دیا خطاب
مشرق و مغرب اور جنہ جاؤ
بیج تیج چوتھ ہر نالوں
رسول کل انبیا سو سب
ہر ایک کلا بتی ہر ٹھانہ
صفر عبد چندناں ہور تیج
جھاڑ تیج منہ تھا جیوں تیج
آج تیج ظاہر ہر ٹھانہ
پیڈ ڈال اور پانت سو اب
پہلا تیج اوسے بھی پائے
شجر محمد کوں اب جان
کہوں سو جھولناں اس کی جوڑ

جھولنہ
دانا ایک انار تھیں ٹھڈ ۲۵ کھلا ڈال ۲۶ پانت کلی دارم ہوا ۲۷

۱۰ ب س میں ۱۱ اس کھولے ۱۲ س جو ۱۳ ب چندنا ۱۴ ب د اسکیج ۱۵ ل اوس
۱۶ س م دیا ۱۷ س س اوس ۱۸ ل مغرب مشرق ۱۹ ل او، د ہور ۲۰ ل لب د س م
۲۱ جے ۲۲ ل یہی چاند ۲۳ ل لب د س م پائے ۲۴ ب د س تیج ۲۵ ب نانو ۲۶ ب ٹھانوں
۲۷ ل ج سول، ب س س سولہ، د سور ۲۸ ل ب بتی ۲۹ ب س چندنا ۳۰ ل م اک ل س جھاڑ
۳۱ ل د بیج ۳۲ ب میں ۳۳ ب ج د اج ۳۴ ج دہر ۳۵ س باقوں، م پاتوں ۳۶ ب سب
۳۷ ل د جھاڑ ۳۸ ل د میں ۳۹ ب پائیں گے ۴۰ ب اب ۴۱ ل دم اس ۴۲ ل لب د س س کہوں
۴۳ س اک ۴۴ ب ٹھڈ ۴۵ م دال ۴۶ م دارم

بیج مانجھ سہی چھور چھپیا تھا آج^۳ باس اینں رنگ ڈھنگ جو
دانا ایک کھلا بہروپ دھرے سے مل کرے نانوں جھاڑ کھیا
خوب ہب تھیں جس الگاج کرئیں سو تو جھاڑ پٹیں نہیں اور رھیا

مرتبہ اعیان ثابتہ کہ آنرا حکما ماہیت می خوانند^{۱۶}

سب اعیان سو علمی جان	معلومی معدوم پچکان
بیج ^{۱۷} ممکن کہویں جس	پن مخلوق نہ جانیں نش
حق کی ذات صفات قدیم	خوبیں اس ٹھنہ ہویں تفہیم
حق کا علم قدیم سو جانہ	معلومات قدیم اوسٹس مانہ
حادث قدم مہیں معلوم	شان سو معلومی معدوم
جیوں چھت ذات علم منہ آے	تیوں سب شانوں سول چھت پاسے
طالب جیوں درین اعیان	تنہ صورت درین کی شان
سانھیں درین سبھی چھانہ	کھرا سو اوندھا پائیر مانہ
ایک طالب چھت کن لے آیں ^{۲۱}	چھت دے تو ہر شان دکھانہ
جیوں طبیب کنیں سب جائیں ^{۲۹}	ہر ایک جدی ملالت لہ آیں
پن ساروں کی ایک مراد	صحت مانگے ہر جان

۱۔ د مانجھ ۲۔ سں تھا چھپا ۳۔ ل ج د ا ج ۴۔ ل سں کھولا ۵۔ شے ب ۶۔ ل ۷۔ ل ۸۔ ل ۹۔ ل ب سں م وہ شے ب پنے ۱۰۔ ل ۱۱۔ ل ۱۲۔ ل سں آے، ل آے ۱۳۔ ل ہیا ۱۴۔ ل کی سُرخی : مرتبہ اعیان، د کی سُرخی : ۱۵۔ ل ۱۶۔ ل سں سں ندارد ۱۷۔ ل دہ بیج ۱۸۔ ل ب د سں سں تھیں ۱۹۔ ل ب د اس ۲۰۔ ل ۲۱۔ ل قدیم ۲۲۔ ل سں سنہ ۲۳۔ ل سں سائیں، سں سائیں ۲۴۔ ل ب ج د سں ظہیر ۲۵۔ ل سں ۲۶۔ ل آے ۲۷۔ ل سں وے ۲۸۔ ل ب دکھائے ۲۹۔ ل ب کنیں، م کنیں ۳۰۔ ل ب م جائیں ۳۱۔ ل ۳۲۔ ل ب لائن سں لیا سں، م لیا سں ۳۳۔ ل ب میں شعروں کی ترتیب یوں ہے :
۱۔ حادث قدم مہیں معلوم : ۲۔ شان سو معلومی معدوم

سب اعیان سوشیش جیوں
 اک صورت سوں دھرے سو آن
 سوج کے اجیالے مانہ
 جیسے شیشے منہ رنگ پائے
 بن رنگ بن صورت بجے نور
 نور جدے نانوں ہر ٹھانہ
 جیوں جوئی پر پڑے جو دھوپ
 بدبو تہاں کھلے یدبوے

ہری زرڈ نارنجی تیوں
 اوک تن اوپر جھلکیا بھان
 پھیر سو اک ذرے کا نانہ
 نور سو اون رنگوں دکھلاے
 اون منہ اون کی شان ظہور
 پن تادج نہیں وحدت مانہ
 کھولے تہ خوشبو کا روپ
 بگت دھوپ کوں کچھونہ ہوے

جھولنے

شیشی جان پنیں تنی صورتوں کی ہری رتری چھت سوں دھری
 مکھ چھت چھتے سورسہ کہا ہے جے آجھلیکا ہے تنھوں رنگ پری

- | | | |
|---|-------------------------|----------------------------|
| ۲ | سانھیں درپن سیدی چھتا | کھرا مو او ندھا پانیں مانہ |
| ۳ | ایک طالب چھت کن لے آیں | چھت دے تو ہر شان دکھائیں |
| ۴ | جیوں چھت ذات علم منہ آے | تیوں سب شانوں سوں چھت پائے |
| ۵ | طالب جیوں درپن اعیان | تہ صورت درپن کی شان |
| ۶ | جیوں طیب کنیں سب جائیں | ہر ایک جدی ملالت لیاں |
- ۱۰ ب جو ۱۱ د جیوں ۱۲ لب م ایک ۱۳ ل س سنہ ، د سن ، س سے ۱۴ س س اوس ۱۵ ب
 پر ۱۶ ب جھلکا ، س چھلیکا ۱۷ ل د س اجیالے ۱۸ ب س ایک ۱۹ م ذرہ ۲۰ ل لب س م
 شیشوں ۲۱ ل لب ج د میں ۲۲ م ڈنگوں ۲۳ ج ہے ۲۴ ب میں ۲۵ ب نیں ۲۶ ل لچوئی
 ب د س س چوٹی ، م چوئی ۲۷ ل لب ج د سو ۲۸ م ندارد ۲۹ م خوشبو کا ۳۰ ل ب تاں ،
 د س جہاں ۳۱ ل لب س س کھولے ۳۲ ب کچھ ۳۳ د پنے ۳۴ د تینی ۳۵ ل س چھت ، ب چھت
 ۳۶ س چھت ۳۷ س م چھتے ۳۸ م ہور یہ ۳۹ ب آجھل کا ، س آجھلیکا ۴۰ ل لب م تنوں
 ۴۱ ب ہری

نیچ تکتے کوں کچھو پھیر نہیں جیسے رنگ تھے تیوں پرگٹ ہوے
 پن رنگ دیکھیا ایتی صورتوں خوب نانوں دھرے اکیں ایک جوے
 کیچرہ پانیس کہیں ملایں
 مرد سو اونڈھا لینے جانے
 سب عورت جوں ساچا ہوے
 گھاٹ ہووے ویسا موجود
 صورت کور سو لکڑی مانہ
 سیمو کا بھوکا کدھوآے
 دونہ پر صورت دیکھے تب
 جانیں لکڑا کا ڈھیا کور
 صورت عقلی تب بھی پائے
 علمی صورت ہے اعیان
 جیوں کاغذ اوپرسل ہوے
 جانورے حق کی کیا تم
 سن جی سوں سمجھیں یہ کھور
 جنہ درپن گنبد کے ساز
 صفا سو درپن ہووے جانے

اونڈھا اوسس پرکے لٹائیں
 اونٹے شکل عورت کی تانہ
 بھرے سوناں روپا تنہ کوے
 ایسے ربط اعیان وجود
 سیمو کا بھوکا بھر تانہ
 اوس لکڑی کا پھرا بھرواے
 یوں انکل منہ کرے سو جب
 اوس منہ بھوکا بھریا سو ہووے
 معنی لکڑا عین دکھائے
 چھت اوس ماٹھیں اوس کی شان
 یا جیوں آنٹی کا ڈھے کوے
 آنٹی کی صورت ہیں ہم
 ہر ایکس کوں درپن اور
 تنہ پد چھندا ہے آواز
 صورت کوں دکھلائے تانہ

۱۔ م نیچ ۲۔ تکتے ۳۔ کوں ۴۔ کچھو ۵۔ پھیر ۶۔ نہیں ۷۔ جیسے ۸۔ رنگ ۹۔ تھے ۱۰۔ تیوں ۱۱۔ پرگٹ ۱۲۔ ہوے
 ۱۳۔ پن ۱۴۔ رنگ ۱۵۔ دیکھیا ۱۶۔ ایتی ۱۷۔ صورتوں ۱۸۔ خوب ۱۹۔ نانوں ۲۰۔ دھرے ۲۱۔ اکیں ۲۲۔ ایک ۲۳۔ جوے
 ۲۴۔ کیچرہ ۲۵۔ پانیس ۲۶۔ کہیں ۲۷۔ ملایں
 ۲۸۔ مرد ۲۹۔ سو ۳۰۔ اونڈھا ۳۱۔ لینے ۳۲۔ جانے
 ۳۳۔ سب ۳۴۔ عورت ۳۵۔ جوں ۳۶۔ ساچا ۳۷۔ ہوے
 ۳۸۔ گھاٹ ۳۹۔ ہووے ۴۰۔ ویسا ۴۱۔ موجود
 ۴۲۔ صورت ۴۳۔ کور ۴۴۔ سو ۴۵۔ لکڑی ۴۶۔ مانہ
 ۴۷۔ سیمو ۴۸۔ کا ۴۹۔ بھوکا ۵۰۔ کدھوآے
 ۵۱۔ دونہ ۵۲۔ پر ۵۳۔ صورت ۵۴۔ دیکھے ۵۵۔ تب
 ۵۶۔ جانیں ۵۷۔ لکڑا ۵۸۔ کا ۵۹۔ ڈھیا ۶۰۔ کور
 ۶۱۔ صورت ۶۲۔ عقلی ۶۳۔ تب ۶۴۔ بھی ۶۵۔ پائے
 ۶۶۔ علمی ۶۷۔ صورت ۶۸۔ ہے ۶۹۔ اعیان
 ۷۰۔ جیوں ۷۱۔ کاغذ ۷۲۔ اوپر ۷۳۔ سل ۷۴۔ ہوے
 ۷۵۔ جانورے ۷۶۔ حق ۷۷۔ کی ۷۸۔ کیا ۷۹۔ تم
 ۸۰۔ سن ۸۱۔ جی ۸۲۔ سوں ۸۳۔ سمجھیں ۸۴۔ یہ ۸۵۔ کھور
 ۸۶۔ جنہ ۸۷۔ درپن ۸۸۔ گنبد ۸۹۔ کے ۹۰۔ ساز
 ۹۱۔ صفا ۹۲۔ سو ۹۳۔ درپن ۹۴۔ ہووے ۹۵۔ جانے

سمجھ سو اوس درین کس شان
تیوں باطن کی درین ذات
وے کونجبار دکھاوے جب
علمی صورت تنہ دکھلاے
علمی صورت تس پر جوے
چتر دکھاوے وے اک کھانہ
علمی صورت ظاہر جوے
چیوں بھوں پر گھوڑا دکھلاے
دائیں جس ترتیب صفات
ہر ذرا سورج دکھلاے
ذرا عین سورج کا نور
بھی دل سوں کر دیکھ سوال

صورت علمی جیوں اعیان
شیشے منہ پلنگ جس دھات
گھڑے کوز جیوں علمی سب
کرے آرسی ماٹ لیاے
ایہاں وجود آرسی ہوے
مور ایکس کے ہے دل مانہ
رنگ اوس ٹھاہر درین ہوے
دائیں کو یوں دھر کر جاے
گھوڑے کی درین بھوں ذات
حق جگ دونہ درین کھلاے
ذرے تھیں ہے سور ظہور
سمجھیا تیں جگ کا احوال

سوال
چھو عدم کا ہوے تو نانہ
محض عدم کہے نہیں سوے
چھتا وجود اور عدم، نیج
لوا جو ہوے تو گھڑے لوہار

بن چھت عدم محض اس کھانہ
جیں عدم کا کچھ بھی ہوے
عدم وجود نہ ہوے کہ نیج
ہوے لکڑا تو گھڑے سو تھار

۱۰ لب دس م جے، ج ہے ۱۱ لب دس سمجھ ۱۲ د اس ۱۳ د کی ۱۴ د کوزے،
۱۵ ب کنجبار ۱۶ ب س م اینہا ۱۷ د اس ۱۸ ل ج د ٹھار، م ٹھانپر ۱۹ ب
۲۰ دانے ۲۱ لب م کوں ۲۲ ل اوپر ۲۳ ج بھویں ۲۴ ل ج د س دکھلاے،
۲۵ لب م عین ہے ۲۶ لب دس س م سور ۲۷ ب سمجھا، س سمجھیا ۲۸ ل ہووے
۲۹ س سو ۳۰ ل س جے ۳۱ ب نیں ۳۲ لب م کہ نیج، دکھ نیج ۳۳ لب م
۳۴ لب م کہ نیج، دکھ نیج ۳۵ د ہوا ۳۶ س سوتار

چھت سوتس بن اور نہ ہے
وے پھر خلق سو ہووے کانہ
تو تو عین تغیر آے
پھر کاغذ صورت ہوے نانہ
تو ہب صورت منہ کیوں آے

کان اللہ نہ معہ شے
خدا ج تھا اور دو جانا نہ
خدا خلق پھر ہو کر جاے
صورت دل منہ کی دل مانہ
پھرے تغیر ہو کر جاے

جواب.

جیوں خالی اک گھوڑا ہوے
اوس پر دھر ہب اٹھے پچیا ان
گھوڑا، بیسج نہیں موجود
باج تغیر کوئی نہیں
مانہ وجود دکھاے سوے

یوں کاغذ بیسج کترے کوے
دو جے رنگ کا کاغذ آن
میری ہب کیا ہے مقصود
گھوڑا عین سو کاغذ، بیسج
صورت عسلی خالی ہوے

جھولنہ

کیا ہوے سو تو بن چھت اہے جے کوہے وہ نہ چل جاے کہیں
جالی چند نیں ماں جیوں روپ دھرے ایسی گھاٹ انیں چھتی، بیسج نہیں
بھریا خوب بلور کا جیوں پیالا دارو اتری سوں دو ہوں، میں جوے
رنگ اس کوں نیں صورت اوے ملتبیج گلال کی بھات ہوے

۱۰ خدا ج ۱۱ دم ہوے ۱۲ م خلق خدا ۱۳ د کاغذ ۱۴ ہے ل پھریں ۱۵ ج
۱۶ جے ب ایک ۱۷ ب د س اوے ۱۸ ب میری ہے جب کیا ۱۹ ل د بیسج
۲۰ د کاغذ ۲۱ ل بیسج ۲۲ ب کو بیسج ۲۳ ل ب ج س بیسج، د بیسج
۲۴ ج د کیتا ۲۵ ل د س جے کوئی، س جو کوہے، ۲۶ ل د جل ۲۷ ل ب چاے ۲۸ ل ب
۲۹ میں ۳۰ ل د رو ب لہ دھت لہ ر ج م، بیسج ۳۱ ل ب بھرا ۳۲ ل ب اوس ۳۳ ل ب
۳۴ ل بیسج، ب

حضرت روح

دل قندیل زجاج بچان
 مثل نورہ کالمصباح
 کیوں ہے ولے سنیں تکرار
 چھیک پاڑ خالی کر سب
 سویتہ کہیں تس ٹھانوں
 جنتے کوں ٹھاٹھیں سرگیان
 میسر گراٹھا بھنوریاں اک ٹھانہ
 ٹھاٹھ جنتے بوھیں تب
 آدم کے تن وہی خطاب
 تس دس چھیک سوانکھیاں کان
 نفعت روحی تس منہ آن
 ٹک اک سنیں بھی دوچی بیر
 میرا جیو سچیں ہے پیو
 پن جیو جیوتا ہے تس ماٹ
 جیو کے کانوں نے جو کوے
 وکے میری کہیں کہی کیوں جاے

جوسا طاق مشکات جان
 تن مانھیں یوں ہے ارواح
 ناں ناں روح کہوں اس بار
 عرب بانسلی گھڑیں سو جب
 پوچھیں پوری ہوی یہ ناوں
 جیوں سب سازملا اک شان
 نال تو نبرے تاراں تانہ
 سازگی کر ساز سو سب
 سویتہ جنتے کے باب
 اسے بانسلی جیوں انسان
 سویتہ سنواریا جان
 ناں ناں روح کہوں گا پھیر
 خوب محمد کا سن جیو
 جیو جیو تھیں تن کا گھاٹ
 جیو کی بات اس آگیں ہوے
 روح جے حق آپ چھپاے

۱۰ ب ندارد ۱۱ ب جسا ۱۲ ب مشکوات ۱۳ ب نور ۱۴ ب گھرے ۱۵ ب سب ۱۶ ب س
 پاو، د پاڑ ۱۷ ب ناو ۱۸ ب ٹھانو ۱۹ ب ل ب ج د ایک ۲۰ ب ل چترے ۲۱ ب ٹھاٹھے
 ۲۲ ب س سورا، م سو ۲۳ ب د تومری، س تومری، م تونبری ۲۴ ب ناو ۲۵ ب م مور ۲۶ ب
 گھڑا ۲۷ ب ب ج د ایک ۲۸ ب ل س سارکی، د سازگی ۲۹ ب س جب (زیادہ موزوں بھی یہی معلوم ہوتا
 ہے) ۳۰ ب ل ب د س م پوچھیں ۳۱ ب ب سوت ۳۲ ب س س س جونی ۳۳ ب ب یہی ۳۴ ب ل د س
 چھینک ۳۵ ب ب د ٹک یک ۳۶ ب م دوچے ۳۷ ب ب من ۳۸ ب د جیس ۳۹ ب د جیتا ۴۰ ب د اس
 ۴۱ ب س س جے ۴۲ ب م جیسے ۴۳ ب س وہ ۴۴ ب ب کیا، س کہیں کیوں کہی

اول روحی حلق اللہ
جس تفصیل سو عالم ہوے
حجی سوں سن بتیاں دو چار
اوش تفصیل جمیع ذوات
سب اور سبھی صفات
حقیقت انسانی اس نانوں
سمجھ دیکھ جے کہوں سو مان
اس تفصیل سو جگ بستار
اسی جو سے کے سب اجسام
یہ سمجھیں ہے یہ مطلوب
سو اوش کی تفصیل بتاؤ
اسے وجودی رحمت جان
جیوں جو منہ آوے تفصیل
دیکھت پانچ مراتب ہوں
اوش کوں مطلق، سبج پچھان
مطلق چھت موجود سو ذات

اوش تھیں سن جے جگ کا شاہ
نانوں محمد کہئے سوے
سو تفصیل کہوں بستار
حقیقت اوش کی وحدت ذات
سارے حکم اثر سنہ ذات
کہیں الہیت اس ٹھانوں
اس تفصیل سبھی انسان
روح مثال جو سا تکرار
روح کھلے اوش روحاں نام
اوشی قلب تھیں سبھی قلوب
ہب تھیں جس کوں چھت منہ پاؤ
رحمت عالم اوش پر مان
اس کی ایک کہوں تمثیل
جیوں آرسی منہ مکھ جوں
پہلوں ذات پرکھ کے جان
جیوں وحدت ماں سمجھی بات

۱۰ د اس سے سن تھی سے ب نانو سے سن کہتے سے ب بسیار سے ب جیو
۱۱ سے ب د اس سے د اس، سن سن ماں سے ب سن سن ذات سے ب سموں، سن
۱۲ سے سے ب او سے د کہے سے ب ٹھانوں سے م اوس سے ل سن سمجھ
۱۳ سے ب جسا سے ب سن اوس سے د سن اس سے ب سن م اوس
۱۴ سے ل ج سن اسی سے ل سن سمجھیں سے ب اب سے د سن اس
۱۵ سے ل ب د سن اس سے م اوس سے ب سن اس سے ب میں،
۱۶ سے د موکھ سے ب پانچ سے ب اس
۱۷ سے ب م منہ

اوشی صفت گن دوجی ٹھانہ
 صفت اوٹھاں سمجھے ہے تیوں
 پچھیں شہادت کی ہیں تین
 یہ آگیں کر کہوں بہ بیکہ
 وہم مثال قلوب سو سوے
 اک اک شہنہ تمثیل بچار
 روح سو اس کا نانوں دھراے
 پن پایا آپس تکرار
 پن ہے اول مخلوقات
 پن بھاگی نہیں ابدی سوے
 بوجھیا علم ٹلے نہیں کب
 روح وہم پر حاکم تیوں
 حکم خدا کا ہوے سو ہوے
 دوجی طرف سو مخلوقات
 خلق خدا طرفاں ہیں دوے
 اس تھیں آخر حلق پچھان
 سن اس جیو کے کان سنگھات
 صورت درپن آختر ہوے

پچھیں دیکھناں درپن مانہ
 کھیا الہیت منہ جیوں
 یہ دو غیب مراتب کین
 جو سا آرسی کوں کر دیکھ
 درپن منہ جے صورت ہوے
 یہ بھی آگیں کہوں بستار
 پچھیں آپس پھر جے پاسے
 یہ ہے عین سو دیکھن ہار
 یہ بھی ہے بے مثل سو ذات
 پھر پایا ازلی کیوں ہوے
 درپن چھا نہیں بھاگیں سب
 وہم جوے پر حاکم جیوں
 روح پر نہیں حاکم کوے
 ایکس طرف خدا کی ذات
 روح سو سچ منہ برزخ ہوے
 اس پر امر سو حق کا جان
 یہی سمجھ نہیں جیو کی بات
 پھر پانیں پر ذات سو سوے۔

۱۔ اوشی صفت گن دوجی ٹھانہ
 ۲۔ صفت اوٹھاں سمجھے ہے تیوں
 ۳۔ پچھیں شہادت کی ہیں تین
 ۴۔ یہ آگیں کر کہوں بہ بیکہ
 ۵۔ وہم مثال قلوب سو سوے
 ۶۔ اک اک شہنہ تمثیل بچار
 ۷۔ روح سو اس کا نانوں دھراے
 ۸۔ پن پایا آپس تکرار
 ۹۔ پن ہے اول مخلوقات
 ۱۰۔ پن بھاگی نہیں ابدی سوے
 ۱۱۔ بوجھیا علم ٹلے نہیں کب
 ۱۲۔ روح وہم پر حاکم تیوں
 ۱۳۔ حکم خدا کا ہوے سو ہوے
 ۱۴۔ دوجی طرف سو مخلوقات
 ۱۵۔ خلق خدا طرفاں ہیں دوے
 ۱۶۔ اس تھیں آخر حلق پچھان
 ۱۷۔ سن اس جیو کے کان سنگھات
 ۱۸۔ صورت درپن آختر ہوے
 ۱۹۔ پچھیں دیکھناں درپن مانہ
 ۲۰۔ کھیا الہیت منہ جیوں
 ۲۱۔ یہ دو غیب مراتب کین
 ۲۲۔ جو سا آرسی کوں کر دیکھ
 ۲۳۔ درپن منہ جے صورت ہوے
 ۲۴۔ یہ بھی آگیں کہوں بستار
 ۲۵۔ پچھیں آپس پھر جے پاسے
 ۲۶۔ یہ ہے عین سو دیکھن ہار
 ۲۷۔ یہ بھی ہے بے مثل سو ذات
 ۲۸۔ پھر پایا ازلی کیوں ہوے
 ۲۹۔ درپن چھا نہیں بھاگیں سب
 ۳۰۔ وہم جوے پر حاکم جیوں
 ۳۱۔ روح پر نہیں حاکم کوے
 ۳۲۔ ایکس طرف خدا کی ذات
 ۳۳۔ روح سو سچ منہ برزخ ہوے
 ۳۴۔ اس پر امر سو حق کا جان
 ۳۵۔ یہی سمجھ نہیں جیو کی بات
 ۳۶۔ پھر پانیں پر ذات سو سوے۔

یہ دیکھن ماں المٹا سب
 اول آحضر ہوئے نشان
 پچھیں پھر پاناں تس مانہ
 سب چھایا اک بیراں ہوئے
 اور ترتیب چڑھاؤ اوتار
 آخر بول سو چھینہ پڑھائے
 اشیا پائیں ادیر سویر
 جو سا حرف جیوں چھینہ نروان
 کن کا امر کیا جب تن
 قالوا بلی کہا ان تب
 کہیا خدیجہ پہل بول
 روح سو جیوں اور جیوں اعیان
 کان امر قبولیا تب
 بسیط اونٹوں پر پائی ذات
 اے علی صورتہ پائے
 ہے خودنا سو ٹھانھیں ٹھانہ
 اک ہوں کے جز ہیں ہوں توں

سمجھیں کہیں ظہور سو اب
 پائے ظہور سو دوجی شان
 پہلوں درپن پچھیں چھانہ
 چھاپ کرے کا غز پڑ کوئے
 حرف ہوئیں سارے اک بار
 پہلی سطر سو اوپر آئے
 تیوں کن امر ہوا ایک بیر
 سطر سو اول روجی جان
 پہلوں امر قبولیا ان
 است بریک بوچھا جب
 جیوں نبی ہوں کہیا رسول
 عورت محض قبول اس شان
 کن کا امر ہوا ہے جب
 مرد سو حق سماؤں سنگھات
 پھر پاناں یہ روح کھائے
 آپس دیکھ سو درپن مانہ
 ایسا ہوں ہوں ایسا ہوں

۱۰۰ سن سمجھیں ۱۰۱ لسن مانہ، ۱۰۲ منہ ۱۰۳ سن چھیں ۱۰۴ ب پاوتاں، ۱۰۵ م پانا ۱۰۶ شہ ب
 ۱۰۷ ل ب ج د ایک شہ ب ہودیں ۱۰۸ م یکبار ۱۰۹ ب جہاؤ ۱۱۰ شہ ب چہ پیرے
 ۱۱۱ ل سوہیر ۱۱۲ م دوجی ۱۱۳ ل ب جہا ۱۱۴ ب چہ ۱۱۵ سن نروان ۱۱۶ ل م اس
 ۱۱۷ ل دم ربک، ۱۱۸ ب ربکم، ۱۱۹ سن بریکم ۱۲۰ شہ ب پوچھا ۱۲۱ ل ب کیا
 ۱۲۲ ل سن خطیب ۱۲۳ ل سن جیو ۱۲۴ م قبولیات ۱۲۵ ل ب انوں،
 ۱۲۶ سن پھر ۱۲۷ ل ب پاواناں ۱۲۸ ل سن م صورت،
 ۱۲۹ ل ٹھانھیں، ۱۳۰ سن ٹھانھیں

آدم کا جز حوا بیجوں
امر سو حاکم کا محکوم
روح امر ربی کر جان
ذاتوں ہو محکوم دکھائے

چھانہ ذات کا جز ہے کیوں
دوئیں اک صورت معلوم
عین امر ہے دوی پچھان
حاکم ذات امر منہ پائے

دائرہ عشق در تخیل روح

قیس کیا لے مجنوں تب
لیلا مانہ گیا تب کھوے
مجنوں پھر دیکھے تس کھانہ
مجنوں مانہ ہوئے دم ساز
کہے کہ ہوں لیلا نہیں اور
کہے انا الحق جیوں منصور
دینا جواب ہجوں ہے خام
یہ تو درس نہیں فریاد
لیلا پھرا گئی طالب
بیٹھی آپس مجنوں جان
رونا چلناں دکھ کے دھنگ
ہوی سچیں مجنوں بکراں
لیلا مجنوں ہوئی سو تیوں

عشق ہوا آ غالب جب
یاد سو لیلیٰ بن نہیں کوئے
بول دیوئے کو لیلیٰ جانہ
سب لیلا کے غمزنے ناز
کہیں مجنوں لیلیٰ اس ٹھور
مجنوں بھی یوں ہوا مشہور
پوچھیا یہ نیہ مانہ تمام
اتے ہوئے سے غالب یاد
نیہ لیلیٰ پر ہوئی غالب
لیلا یاد ادھک من آن
جے جے ہیں مجنوں کے رنگ
آپ پچھاڑے چونٹھے بال
مجنوں ہوا سو لیلیٰ جیوں

لے سں حواسے لے ب تیوں لے سں دونو لے لب ج د ایک ہے دمحض دائرہ عشق دارد
لے لب ج دم دئے اور دے لے سں دیکھے پھر لے لہ زور میں سے بول دیوے... الخ کے بعد
سے کہیں مجنوں... الخ درج ہے اور زور میں سب کی جگہ سبہ ہے۔ لے دغزہ لے م جیو لے ب
پوچھا لے ب ماہ لے ب دسں، زور۔ دیا لے ب اس لے ب سں سں زور۔ ہو، سچ ہوا
م ہوئے لے لگیسی لے سں م رونا چلنا، زور۔ رونا چلناں لے لے دم پچھاڑے،
لے لے جوتے، سں چونٹھے، م چونٹے

جے لیلے منہ بھیدیا آج
 تب معشوق سو عاشق ہوے
 مجنوں لیلے کاج لباس
 تہیں لباس لہٹتے تہوں
 کہیا ادھورا ہجوں سو کانہ
 دو جا دور کہوں اک ہور
 مجنوں منہ آئے ہیں اب
 ہجوں اہے وے لیلے مانہ
 ہجوں سو یہ لیلے منہ بات
 کیا مجنوں سنہ کیا اتال
 عین سو مجنوں کاج یقین
 بوجھیا ہوں مجنوں کی ذات
 ہوں مجنوں بوجھیا ہے پھیر
 وٹے مجنوں مت کرے گمان
 وے لیلے کی شان کلہاے
 بوجھیا ہوں مجنوں من مانہ
 مجنوں مجنوں ہوا سو جان

یہ بھی عشق سو مجنوں کاج
 جب عاشق آپس کوں کھوے
 لیلے مجنوں ہوئی سو اس
 ہورے لباس لگے سو جیوں
 پوچھیا نہ پورا اس ٹھانہ
 یہ تو ایک کھیا ہے دور
 لیلے کے جے ناز سو سب
 پن اک بات سو آئی نانہ
 ہوں مجنوں بوجھیا دن رات
 سنیں پھیراک نہ کلا چال
 جیوں لیلے آپس من کین
 یہ مجنوں منہ آئی بات
 مجنوں آپس دوجے بیر
 جیوں مجنوں تھا پہلی شان
 اب مجنوں جے مجنوں پاے
 کیوں کی لیلے آپس ٹھانہ
 لیلے کے یہ معنی آن

لے زور۔ مجنوں لے لیلے مانہ، ب میں، زور۔ ماں لے ب زور۔ ہوے لے زور۔ نڈا
 لے ب پہن لے ب پوچھا، ج بوجھیا لے ب کیا لے ب ج د اور لے ب میں
 لے ب پھراک، دم پھراک، زور۔ پھراک لے ب کی لے زور۔ حال لے ل د زور۔
 سون، ب میں، سن سن سو لے سن آپس میں لے ب بوجھا لے زور۔
 دوں لے زور۔ کریں لے زور۔ کا لے ب کلاے
 لے زور۔ کیوں کے لیلے، م کیونکہ لیلے
 لے زور۔ آن

مجنوں دیکھے انکھیاں کھول
 کیونہیں نہ تش کوں بوجھیا جائے
 باطن عین سو لیلیٰ جیوں
 ظاہر یہ باطن حق ہوئے
 لایعسر فہم غیر چھید
 کرتا ناز شو غمزے سوئے
 پھر لیلیٰ منہ آئی سب
 تب لیلیٰ اٹھ دور سو جائے
 خوبیں سمجھیں نہیں اتال
 پن معنوں میں مجنوں آئے
 کل جوارح سب تن من
 اولو العزم اس ٹھانہ پچھان
 ہو دایر آوے پھر کھور
 ایسا دور کہ اوپر آئے
 کو نزدیک نہ اس تھیں ہوئے
 پن دوہیں پھر پائیں مانہ

کہ مجنوں جب دیوئیں بول
 اس مرتبے ولی جب آئے
 ظاہر مجنوں عالم تیوں
 بے یسمع بے نطق سوئے
 تحت قبائلی ولی سواہ
 تیوں مجنوں بھی لیلیٰ ہوئے
 مجنوں کی یہ بات سو جب
 جب لیلیٰ کہہ کوی بلائے
 یہ لیلیٰ کا پہلا حال
 اب صورت منہ لیلیٰ جائے
 کنت لہ سمعاً بصراً
 ظاہر حق باطن یہ جان
 جیوں اول نقطہ کر دور
 پھرتا پھرتا دور سو جائے
 اس تھیں دور نہیں ہب کوئے
 عین اول نقطہ اس ٹھانہ

۱۰ لے سں کہہ ، سں ندارد ۱۱ لے دس دیوے ۱۲ لے بانکھیاں ۱۳ لے دس کیوں نہیں ۱۴ لے ب سں بوجھا
 ۱۵ لے سں ندارد ۱۶ لے سں حق باطن ۱۷ لے لب ج دس سں قبایلی ۱۸ لے ب ج دجیہ ، م چہ
 ۱۹ لے زور - اور ۲۰ لے ب سں یہ مجنوں کی بات ، سں یہ مجنوں کی بات ، زور مجنوں کی بات ۲۱ لے ب گ
 ۲۲ لے دس بولائے ۲۳ لے لب دس سں اوٹ ، زور - اوٹ ۲۴ لے ب کی ۲۵ لے ب
 ۲۶ لے سں پھیلا ۲۷ لے د سمجھے ، سں سمجھیں ۲۸ لے م پائے ۲۹ لے ل سں ٹھان ،
 ۳۰ لے دس ہوئے ۳۱ لے ب دایر پھر آوے ، سں دائرہ آوے پھر ،
 ۳۲ لے د ز ، ندارد ۳۳ لے ب ندارد
 ۳۴ لے ب پانی

ایکس کوں دو پھر کر پاے
 روح سو پھر پاے ہے ذات
 لیلے ڈایر ہو پھر آے
 پن لیلے نہیں مجنوں سوے
 تنہ حق نہیں پھر روح کلھائے
 ہب پھر پاوے گا جس ٹھانوں
 تکرار اوس تفصیل پچیان
 پن پاے کی ایج ٹھانہ
 اینہاں فہم کر دیکھ بیکھ
 جیوں انسان تحت افراد
 جیوں منطقی ماہئیں انسان
 اینہاں مراد وجودی سوے
 روح سوتس کا نانوں دھراے
 اور کلی تفہیل نمود
 اس کوں عالم امر پچیان
 حق کی صورت کہئے سوے
 روح تیو نہیں ہے ہوئے تفہیم
 ذات پاے گا صفتوں ماٹ

جیوں درپن منہ نظر مو جاے
 جی سوں سن کہوں جی کی بات
 جیوں کر دوڑ منہ لیلے جاے
 پھر پائیں منہ لیلے ہوے
 تیوں حق اپنیس ذات جو پاے
 روح سو پھر پائیں کا نانوں
 پھر پاناں یہ ایک سو جان
 جیوں صورت دو نظروں مانہ
 روح محمد کی یہ دیکھ
 روح نہ کلی جان مراد
 جیوں مفہومی ہے حیوان
 یہ کلی موجود نہ ہوے
 پھر پائیں چھت ذاتج پاے
 پھر پایا ایک ہے موجود
 یہی ظہور سو حق کا جان
 عین مثل یہ حق کی ہوے
 ذات مسیح بصیر علیم
 ہب ان صفتوں ماں ہے باٹ

۱۷ ب س میں ۱۸ ب س م نظراں، د نظر جو ۱۹ ب جیوں ۲۰ ب س جیوں
 ۲۱ س دائرہ، م دائم ۲۲ ب پانی ۲۳ ب اپنی ۲۴ ب ج د سو
 ۲۵ ل د تھیں ۲۶ ب کلاے ۲۷ ب پانویں، س پانی ۲۸ ب نانوں
 ۲۹ ب اب ۳۰ ب ٹانوں، س ٹھاؤ ۳۱ ب پاونان، م پانا ۳۲ ب د ایج
 ۳۳ م اینہا ۳۴ ب ماہیں ۳۵ ب پادتیں، دم پائیں ۳۶ س س سے اک
 ۳۷ س آک ہے ۳۸ م ان ۳۹ ل ج دم ہویں، ب ہووے ۴۰ ب س پاوے گا

تمثیل

روح اوسی قوت مطلق
 قید کرے وہ بولی تانہ
 پن معنوں منہ وہی نشان
 معنوں منہ گھوڑا ہر بار
 ظاہر صورت قید تمام
 پن باطن حق معنی جیوں
 روح جو شاہب کہ ہر ٹھانوں
 ذات کہے ہٹور سے سو جیوں
 اینں جو سے کوں روح ہلاے
 ہر حد منہ بے حد انسان
 کنہ ہب شکلوں کا چھیہ پائے
 کسوت بول طبیعت چال
 جیوں حق کا چھیہ پائے نہ کوے
 صورت کا بھی چھیہ نہ پائے
 کیوں چھیہ اس کا پائے تب
 تیوں حق بھی جانیا اجمال
 حق کا عارف وہی کہاے

جیوں متکلم مطلق حق
 بڑا ہوتے جن لوگوں مانہ
 ہر بولی کی الگی شان
 فرس اسپ یا کیو تکھار
 حق جیوں مطلق کہیا کلام
 ہر بولی ہر صورت تیوں
 ظاہر باطن حق کا نانوں
 ظاہر باطن ذات سو کیوں
 داخل خارج کہیں نہ پائے
 جیوں عالم سنہ حق کی شان
 حد جو صورت قید دکھلے
 ہور ہر یک بے مثل جمال
 ہر تشبیہ سو تنزیہ ہوے
 روح منزہ پای نہ جاے
 آدم حق کی صورت جب
 مجمل جانیا اپناں حال
 جب تفصیل سو اپنی پائے

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷
۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳
۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹
۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵
۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱
۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷
۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳
۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹
۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵
۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱
۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷
۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳
۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹
۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵

عرف سہا بہ بھی اس ٹھار
پوجیں کر صورت انسان
دیکھ نہ کیوں جگ بھولے نش
ہیج حق یوں کیا قیاس
اور سمیع بصیر صفات
روح ہمیں بھولج بسیکھ
اون کی بھی حق ہے مقصود
الحکم واحد کہیں نہ
جان کریں تعظیم سو دیکھ
کہہیں نہ نش کافر من آن
مجنوں سجدہ کرے سو تانہ
تہاں نہ عابد ہو کیوں جائیں
روح جوئے ما نہیں ہے جیوں
آپن کریں سجدہ اوس ٹھانہ
کی پھپس کی آگیں ہوئے
عالم منہ یا عالم بچار
تو حق عالم منہ کیوں پائے
کھوڑے آپس پاوے سوئے

عرف نفسہ جیتی بار
کے بھولے یہ دیکھت شان
کریں ملائک سجدہ جس
بعضوں دیکھے روح بماس
لیس کمثلہ روح سو ذات
جے پوجیں پتھری دہر دیکھ
پن بے پوجیں کہہ معبود
اون کوں بھی پوچھوگے جد
اگر تجلی حق کا لیکھ
تنہ بت پرست عاشق جان
سلی کا کوتا ہوئے جانہ
جہاں تجلی حق کا پائیں
ہر معبود ہمیں حق کیوں
دیکھ فکر کر خدا سو کانہ
جمنے سے کی ڈاوے سوئے
یا نیچیں یا اونچی ٹھار
روح جوئے منہ پای نہ جائے
اسے ڈھونڈتے آپس کھوئے

۱۔ ب س اس ۲۔ ب کس ، س م کئی ، س کھی ۳۔ دیہیج ۴۔ س سمیع و بصیر ۵۔ ج بھولج
د بھولینج ۶۔ م ان ۷۔ س کوں بھی ہے حق ۸۔ ب پوچھیں گے بھی ۹۔ جب نہ اس تب
۱۰۔ لد جہان ۱۱۔ ج س پرست سو عاشق ۱۲۔ ب ہے ، س ہووے ۱۳۔ جان ۱۴۔ ل تان
۱۵۔ ب س کی ۱۶۔ س تہا نہ ۱۷۔ ب ج س جسے ۱۸۔ ل ب م اس ۱۹۔ لد ڈاوا ۲۰۔ ل ب
س یا ۲۱۔ آگے ۲۲۔ س م نیچی ، س نارد ۲۳۔ س کی ۲۴۔ ب جسے ۲۵۔ ب اوستے ،
۲۶۔ ل س ڈھونڈتھیں ، س ڈھونڈھے ، م ڈھونڈتی ۲۷۔ س اس م کھوے

ہرگز کہیں نہ دیکھے تانہ
بن شرکت ہو پاوے تب
فشم وجہ اللہ تنہ پاسے

موسیٰ امانی کہوے جانہ
لا تشوک بعبادت رب
پچھیں تو لا جیدھر لیاے

مرتبہ عبودیت

کامل عبد یہیج ادا
سنے سو تو جو وہی سناے
پھرے چھانہ جیوں تس کے ساتھ
وہم پھر آے پھرے تیوں سوے
نہ کچھ ملک ہے اس جگ مانہ
عبد کا سو سب صاحب کاج
ذات نہیں تو کہاں صفات
اوس تھیں فعل سو ہوئے کانہ
اس تھیں کیا ہوئے تدبیر
عدم اندھارا ہے یہ تانہ
فقر عدم اندھیار یہیج
اس کا ہوے صاحب کاسب
صفتوں تھیں صفتاں لے آے
فہو اللہ تھیں ہوے انعام

جے ماینطق عن الہوی
بولے تو جو وہی بلاے
کھانا پائیں تس کے ہاتھ
وہی جیوں اک صورت ہوے
اس کا حکم نہیں کس ٹھانہ
حکم شرع کا جیوں ہے آج
بارے اصل نہ اس کی ذات
ذات صفت جس ہوئے نانہ
یہ اپنی چھت مانہ فقیر
معلومی معدوم اس ٹھانہ
فقر سوادالوجہ یہیج
عبد فقیر سو مطلق اب
صاحب کی چھت تھیں چھت پاسے
اس کوں جب ہے فقر تمام

۱۰ د نہ دیکھتے ۱۱ ب ج لائشک ۱۲ ب لآی ۱۳ ب سن بولاے ۱۴ ب ل ب س
۱۵ سوے ۱۶ د سوناے ۱۷ س م کھانا ۱۸ ب پانی ۱۹ ب پھراوے
۲۰ س اوس ۲۱ ل م نہ اصل ۲۲ ب دم ہوے ۲۳ ب ج اپنی ۲۴ ل دم
۲۵ ہوے ۲۶ س س اندھیارا ۲۷ ب ٹھانہ ۲۸ ج فقر ۲۹ ب اوس
۳۰ ل ب ج د س م کی ۳۱ ج اوس

پاؤے فقر بتی یہ بات
صاحب ظاہر ہے اس مانہ
پن ظاہر ہے دیکھن ہار
جے ظاہر صورت اس مس
عبد کرے جس بھانت نماز
جے اس کی صورت موجود
الیہ ترجع آپیں سوے
چھانہ کی شان رجو بھی تب
عبد ہوٹے یا بیٹے راج

ہوے انعام سو ذات صفات
کے فقر فخری اس ٹھانہ
جیوں در پن منہ چھانہ اظہار
چھانہ تمام رجو تس دس
مطلق چھانہ رجو اس ساز
ایہاں سو عابد ہے معبود
ولہ الحکم سوتس کا ہوے
حکم چھانہ منہ اوس کا سب
دو نہ مان حکم سو آپس کاج

حکایت مرتبہ خلافت

عبد ایاز تخت فرمان^{۱۲}
ہوں بندا توں بیس سو راج
سوے کرے جے^{۱۶} وہ فرماے
کھٹاکہ ہوں تجھ^{۱۹} آج غلام
جب سلطان عبد ہے تب^{۲۲}
عشق کے پورا سلطان
حاکم تنہ محمود اوس ٹھانہ^{۱۴}

جیوں محمود سو تھا سلطان^{۱۲}
اوس پر حکم کیا کی آج^{۱۴}
تخت ایاز سو بیٹھا جاے^{۱۶}
چل محمودیں کیا سلام
حاکم ہے محمود سو سب
جد محمود عبد کی شان^{۲۲}
تخت ایاز سو بیٹھا جانہ

۱۲ در جوع ۱۳ دس رجو ۱۴ م اینہاں ۱۵ ب چھاں ۱۶ ب میں ۱۷
ب د اس ۱۸ د چھاں، س چھنہ ۱۹ د رجو ۲۰ د مانہ، م منہ ،
۲۱ س ہووے ۲۲ لب س بیٹے، دیٹے ۲۳ لکھان ۲۴ م سرخی حکایت اس
شعر کے بعد درج ہے۔ ۲۵ زور۔ پیرس پہ ۲۶ زور۔ کے ۲۷ زور۔ بیٹیا ۲۸ د جو
۲۹ ب کیا ۳۰ م نچ ۳۱ س ہے ۳۲ زور۔ جیوں ۳۳ ل، زور، م جب ،
۳۴ ب م جب، زور۔ جہ ۳۵ ب دم، زور۔ اس

تخت پس جا بیٹھا تب
تخت بیستیش ہوا غلام
ہے محکوم غلامی مانہ
چھانہ محکوم ہوئے مسجود
ہوئے سلطان جو عین غلام
جیوں دیوے تھیں دیوا ہوئے
عین خلافت ہے اس حال
گھٹے نہ اوش منہ نور قرار
سو یوں خلافت کرے ظہور
کے سراج منیرا نس
جیوں ہے آدم ہور داؤد
یونھیں حکم خلافت مانہ
آدم کا جز حوا جیوں
حکم قبولی جیوں معلوم
عبودیت اس بھانت پچھان

حکم اوش اوپر کیتا جب
انھیں قبولیا حکم تمام
حکم سو حاکم کا اس ٹھانہ
حاکم شخص سو ہے معبود
ایہناں خلافت پائے تمام
چھانہ شخص سرکھے ہویں دوے
سب دیوے ہیں ایک مثال
اک دیوے تھیں کوڈ ہزار
کالمصباح خدا کا نور
اول نور سو سرجیا جس
کرے خلیفے یوں موجود
ہوئے شخص کی جزی سو چھانہ
حق کا جز ہے آدم تیوں
عورت ہے پوری محکوم
یہ ممکن جیوں روح سوجان

حضرت قلب و مثال

سن دھر دل کے کان سنگھات
جیوں ہے رنگ بھریا قندیل
زلف ابتر مجموعے مانہ

کہوں خوب کے دل کی بات
میرے دل کی سن تمثیل
پھر سلسلوں سو ٹانگیا کانہ

لے د اس، زور۔ سو اوس لے لب س، زور۔ پر لے لکیا لے زور۔ اونھیں لے لہ بیٹھتیں، س بیٹے،
س زور۔ بیٹھیں لے دم س اینہا لے ب دیو لے س خیال، م چال لے ب دس کور، س کر لے ل
س س اس لے ل س کریں لے ب ہے جیوں لے ب یوں ہی لے ب بھرا، س بھرا،
لے م سوں لے ب ٹانگا لے لکانہ،

کرے سو روشن مکہ محبوب
پھیر کہوں گا دو بے بیر
کہیں عرشِ ثانی اس آج
سکھی رہتے ہیں کیوں دکھ مانہ
رہے سلامت کیوں دلدار
اس کوں دل کی آگ گلال
ہے فانوس سنواریا جیوں
تیر انداز ملے چنہ پاس
چک سانوں نیشان گرائیں
ماریں تاک ہدف ہر ٹھانہ
ہدف تیر کوں لاگا جاے
ش مکہ لاگ دکھاوے تل
آج کہاوے دل منجھ مانہ
پہلی بات سو بیٹھا کھوے
بات یاد ہے کچھ من مانہ
کر بسم اللہ بات پر آیں
الہیت دیکھن کی کھار
بات سو اب سمجھے ہے تیوں

باطن مانہ جلے دل خوب
ناں نان دل کوں سنیں سو پھیر
گھر نورانی ہر من ہر کاج
بن منجھ ہے حیرت اس ٹھانہ
جلے سو دل تل منہ کے یار
یہ جو ابراہیم اتال
رنگوں مانہ جلے دل کیوں
ناں دل ہدف کیا برجاس
بھنواں دھنک دھر تیر چلاں
یہ تو عادت ہے جگ مانہ
بن یہ منجھ کوں اجرت آے
یا میرا یہ جلیا دل
یا تس کے تل کی بد چھانہ
ارے خوب ہشیار نہ ہوے
کہاں سو تھا نیش آیا کانہ
کہوے گا کئی ہمیں بتاں
وحدت ذات سو دیکھن ہار
روح سو پھر پایا ہے جیوں

۱۷ دے دے ۱۸ ل ج پھر، دس بھور ۱۹ ل بن ۲۰ ب ہے حیرت مجھ ۲۱ ب
۲۲ رتے ۲۳ س ہے ۲۴ ل ندارد ۲۵ ل منہ کتی، ب م کہیں، د منکی ۲۶ س
۲۷ نان ۲۸ س س چھنہ ۲۹ ل نشان ۳۰ ل توں ۳۱ ج ٹانہ ۳۲ ج د مجھ
۳۳ ل ب پر ۳۴ س دکھاوے ۳۵ م ہوشیار ۳۶ ب دائیں، س تیں
۳۷ م کہانہ ۳۸ س س یا ۳۹ ل ج د بھر،

اوس کون آگس کروں بیان
ہب تھیں اس کا کریں بہ بیکھ
روح جوئے بیچ نانوں مثال
ایک رتی کا پھیرا نانہ
اس ڈاوا اوس جنناں پائے
پھیر مہیں خالص مطلوب
اس بھی درپن کہیا نہ جائے
ولے لطافت کی ہے گھاٹ
دہم چھانہ ہے بھار نہ آئے
دہم بتی سب جوشا ہلائے
ہر باتیں بھولے تل مانہ
جوشا ہوئے پھر ویسی شان
سہنی ہوئے گی بات مشہور

جوسا آرسی کی ہے شان
صورت درپن منہ کی دیکھ
دل عالم وہم خیال
دیکھن ہار انیں اس مانہ
پن ہاں بھی یہ پھیر دکھائے
تس تھیں دھریا نانوں قلوب
اصل پرکھ جب اس تھیں پائے
کہیں آرسی دل تس ماٹ
جب کو درپن وزن کراے
روح منزہ ہاتھ نہ پائے
جب دل اس کا ہوئے نہ ٹھانہ
جیسا وہم کرے دھر دھیان
جوشا پھرے کچھ یہ نہیں دور

حکایت تمثیلات وہم

گھر مینیں ^{۱۷} سانھیں ^{۱۸} بسلائے
سانھیں ^{۱۹} بیسی گھر کے ^{۲۰} دوار
ادے ^{۲۱} مراقب ہوئے ^{۲۲} نیان
کھول ^{۲۳} انکھیاں ^{۲۴} دیکھے ^{۲۵} چنہ ^{۲۶} دس

بھنوری ^{۱۷} ایل ^{۱۸} پکڑ کر ^{۱۹} لیاے
دوہوں ^{۲۰} بھنوں ^{۲۱} بیچ ^{۲۲} نشتر مار
ایل ^{۲۳} پکڑ ^{۲۴} بھنوری کا ^{۲۵} دھیان
بھی ^{۲۶} پھر کر ^{۲۷} سدھ ^{۲۸} ولے ^{۲۹} جوش

۱۷ ب م اس ۱۸ ب ج س جسے ۱۹ ب بچہ ۲۰ ب ناو ۲۱ ب پھیرو ۲۲ ب اس
۲۳ ب جننا ۲۴ ب س جسا ۲۵ ب م اوس ۲۶ ب د جسا ۲۷ ب م پھیرے ۲۸ ب م نداد
۲۹ ب بھی ۳۰ ب بیل ، ل ج دس ایل ۳۱ ب لائے ۳۲ ب س میں ، س م نہیں ،
۳۳ ب سانھیں لے ، س س میں ۳۴ م د ہوں ۳۵ س س ہوں ، م ہوں ۳۶ ب بچہ ۳۷ س
۳۸ ب ل ایل ، ب بیل ، ل ج دس ایل ۳۹ ل د اے ۴۰ ج د بھر ۴۱ م سو ۴۲ س چوں

بیٹھی سانھیں بھنوری دیٹھ
مت مارے یوں ڈر من آن
تیسیں بھنوری نشتر مار
وہم بتی جانے سب کوے
اور کوئی رہتی ہے کانہ
بیدے دھر مالے منہ آپ
وہم بتی بیدے سیواں
جس بیدے کا چھوٹے دھیان
اثر کرے بیدوں منہ سوے
جیوں پنھاری کھڑے چڑھالے
ہنسی مکول کرے سب ساتھ
باج وہم ٹل سکے نہ راگھ
وہم روح کا ہے وزیر
ہنیں منہ شیطان سو جوے
وہم دو دنیاں کریں بسکھ
چھیلے چھالے تیل لگائے
باندھے تھن چولی منہ تان

دھیان پکا کر ایل بہ ایٹھ
وہم رہے لے مانجھ پران
بن سدھ کرے سو دوجی بار
پھر کر ایل سو بھنوری ہوے
سوا لاکھ پر بت تجنہ کھانہ
اینہاں چرن آویں ماہاپ
بیدے پھاٹ بچے ہو جانیں
وے بنسے ہوتیں نسیان
اثر ذات منہ کیوں نہ ہوے
دھیان باندھ بھرا لے جانے
گھرا پکڑا وہم کے ہاتھ
چھوٹے دھیان دیوے تب ناکھ
بہت وہم کوں بے تاثیر
ترت غسل کی حاجت ہوے
اون کا ایک تماشادیکھ
پان مس کر کسوت آسے
وہم جوانی کا کر جان

۱۔ س بھوری لے لایل، ب ٹیل، ل ج دس ایل لے ایل بایٹھ لے ا منہ لے د
۲۔ مانجھ لے ل د تیسے، س بیسے لے د سد لے ج د بھر لے ل کوئی لے ب ہیں جان
۳۔ لے س بیٹے لے م اینہا لے د آنویں لے س م بیٹے لے ل لویں، ج مل سواں
۴۔ م سواں لے م بیٹے لے ہو جائیں لے ب ہوے لے م بیٹوں لے ل پنھیاری
۵۔ لے ل گھڑے س گھرا لے ل ب ج ہسی لے ل ج د بھرا، ب بھرا لے ب د
۶۔ بہت لے دس سہنے، م سپنیں لے ل جو لے س س چھیلیں چھالیں
۷۔ لے س لگائیں لے س س آیں لے ل ب ج دس وہم سو لے د جوانیں

تو بھی ادس دیکھے سب کوے
 چھوٹے وہم پھر میں دن رات
 دو جو تر چھوٹے گل جیوں
 پیچھل بیٹا بیٹی راکھ
 پیچھل تن کون دودھ پلاے
 جیوں ہریا موٹھی مانہ
 نس پر کھینچ اوٹھے وہ نار
 جسے تر ت ساٹ کے ساتھ
 دوں ہووے جیوں کرے خیال
 ولے جسے تھیں اہے لطیف
 برس چھ ماس ہسین سنورائے
 ہاتھی گھوڑے لکھ اسوار
 تس تھیں اتناں کرے سیکھ
 کیوں ہیں پھرا سکے نہیں رنگ
 عین نہ نیلا کرے خیال

جو وہ کا ڈھی بوڈھی ہوے
 اور بلوچن سندھنیں جات
 تن شیناں ارکھتا یوں
 تھن ہر کا ندھے اوپر ناگھ
 بیٹھی آگل کھان پکاے
 رکھے چھیا تھن کر اک ٹھانہ
 کبھیں لڑے اس کا بھرتار
 مارے تھن سوں پکر سو ہاتھ
 جگ منہ بہت وہم کا چال
 وہم روح تھیں جان کثیف
 جو سا محل جب راست کراے
 وہم کرے تل منہ گھر بار
 وہم لطیف جسے تھیں دلیہ
 ولے کثافت ان ان ڈھنگ
 لال سو ہوے وہم منہ لال

۱۰ ب جووے، سں سں ان منہ سں جوکوی ۱۱ ب ادسے ۱۲ ب بلوچی ۱۳ ب سں سیدی
 ۱۴ ب م ذات ۱۵ ب د پھرے ۱۶ ب سں سینا ۱۷ ب لٹھرتا، ب لٹھرتا ۱۸ ب سں تنہ،
 ۱۹ ب سں دود ۲۰ ب لب دسں سں کہے، ج کبھی ۲۱ ب لچھیا ۲۲ ب ب حرصیا، سں
 ۲۳ ب م اوس ۲۴ ب سں بھرتار ۲۵ ب سں کھینچ ۲۶ ب ب دے،
 ۲۷ ب سو ۲۸ ب سں ترٹ، م توت ۲۹ ب ب میں بہوت ۳۰ ب م یوں،
 ۳۱ ب دم ہوے ۳۲ ب د اہے ۳۳ ب ل د سں م جوے ۳۴ ب ب جسا،
 ۳۵ ب ل د سں سں راس ۳۶ ب سں سونرائے ۳۷ ب ج سوار ۳۸ ب ل د سں م جوے
 ۳۹ ب ج دلھیا، سں کریں ۴۰ ب سں ہے،
 ۴۱ ب ل ہوے، سں ہووے ۴۲ ب سں کسافت

اس تھیں روح لطیف سو کین
کوریں کور رہیں اک ٹھانہ
چھانہ چھانہ ٹنہ دیکھ کر ڈر
کیا ہے بول خدا سمجھائے
دل پر خطرا آے نہ غیر
صفا ساتھ ہوں سوں سرلاے
درپن صاف تو بادل ماٹے
تو بھی جگ کی ٹھالی ٹھانہ
وہ بھی اس پر روشن ہوے
ٹھالی تھیں اے لہیا بسیکھ
خطرا کچھو نہ آئیں دیت
اس میدان لجاوے گوے

اتنا ہٹھ وے اس کوں دین
ایک ٹٹک روحانی مانہ
جیوں دو درپن سانھیں چھوٹ
ایکس کی شدھ اور نپاے
کرے جو دل روحانی سیر
خالی دل کن دھیان دھراے
خالی دل سو صفا کلھائے
بادل جیتا درپن مانہ
جو لکھ آرتے اوڑتے کوے
یہ ٹکڑا درپن کا دیکھ
تیوں دل کوں جن ٹھالی کیت
صفا بتی ہوں پاوے سوے

حکایت صفائے دل

چترے مور سو ادٹتے آن
دعوا کیا سو آتس ٹھور
لک پانیں پر نقش دکھائیں

چین مہیں چتیاے جان
تنہ کیتک چتیاروں اور
کہیا پادشہ کن چل جائیں

۱۳۳ لک پانیں پر نقش دکھائیں
۱۳۴ م اترے
۱۳۵ ب د اوس
۱۳۶ ب د س آنے
۱۳۷ م صفا، م صفا، م صفا
۱۳۸ زور، م چتیارے، زور A

۱۳۹ لک پانیں پر نقش دکھائیں
۱۴۰ م اترے
۱۴۱ ب د اوس
۱۴۲ ب د س آنے
۱۴۳ م صفا، م صفا، م صفا
۱۴۴ زور، م چتیارے، زور A
۱۴۵ لک پانیں پر نقش دکھائیں
۱۴۶ م اترے
۱۴۷ ب د اوس
۱۴۸ ب د س آنے
۱۴۹ م صفا، م صفا، م صفا
۱۵۰ زور، م چتیارے، زور A

۱ سلطانین دیا محل
 ۲ ہو یہ کیتا عرض تمام
 ۳ چتر سال کچھ کر دکھلائیں
 ۴ دیتا دونہ ٹولوں کوں مان
 ۵ آٹھیں سانھیں دوے دوال
 ۶ دونہ پردے باندھیں بیچ مانہ
 ۷ تب لگ ان کن جاے نہ کوے
 ۸ سبھوں چڑھایا سر فرمان
 ۹ پردے باندھ ہوے مشغول
 ۱۰ چین ہیں یوں رنگ ملاے
 ۱۱ رنگ پھرا گئے سیپ سو دیکھ
 ۱۲ ہر رات رنگ سیکھ اور بھانت
 ۱۳ نوحے نوے دکھلاوے رنگ
 ۱۴ پری رنگوں میں چتر دکھائے
 ۱۵ ہوے اجالا جس تھیں عین
 ۱۶ جیو کی صورت چتری تانہ

گئے سلطان کنیں سب چل
 ۱۷ دونہ ٹولوں چل کیا سلام
 ۱۸ حکم بادشاہ کا جو پائیں
 ۱۹ ہوا بادشاہ کا فرمان
 ۲۰ کیا کہ جاکر کرو اتال
 ۲۱ دونہ ٹولے چتریں دونہ ٹھانہ
 ۲۲ جب لگ کام ادھورا ہوے
 ۲۳ حکم سو یہ کیتا سلطان
 ۲۴ جیوں فرمایا نس اصول
 ۲۵ سہدسی چتیاروں آے
 ۲۶ رنگ آمیز کیا اس بھیکھ
 ۲۷ گلن پھرے دہریہ من کھانت
 ۲۸ سبھی زماناں سیکھیا رنگ
 ۲۹ ایسی بھانتیں رنگ ملاے
 ۳۰ چتری بیچ جھبکتی چین
 ۳۱ بہت صفا کے رنگوں مانہ

۱۷ ب د کتے ۱۸ ب سلطان نے ۱۹ ا د ییا ۲۰ اے س ڈولوں ۲۱ اے ب بادشاہ ۲۲ م پادشاہ
 ۲۳ اے س م بادشاہ ۲۴ اے د دونہ ۲۵ اے ج کراو ۲۶ اے زور - آٹھیں ۲۷ زور ۲۸ اے م آٹھیں
 ۲۹ اے ج سانھیں ۳۰ زور ۳۱ اے سانھیں ۳۲ م سانھیں ۳۳ اے زور د ہوں ۳۴ اے د دونوں ۳۵ زور د ہوں
 ۳۶ اے زور ۳۷ اے باندھے ۳۸ اے ب ج د لکھ ۳۹ زور ۴۰ م لگ ۴۱ زور ۴۲ اے ب ج د ۴۳ زور
 ۴۴ اے لگ ۴۵ اے ب یوں ۴۶ اے زور - پڑھایا ۴۷ اے م پردہ ۴۸ اے ب ہووے ۴۹ اے زور - دت
 ۵۰ اے ب مسرووں کی ترتیب برعکس ہے ۵۱ اے ب بھی زمانا ۵۲ اے س دکھلاے ۵۳ اے زور ۵۴ اے ب
 ۵۵ اے بھاتیں ۵۶ زور ۵۷ اے دکھلاے ۵۸ اے زور ۵۹ اے چتر ۶۰ اے زور ۶۱ م بیچ ۶۲ اے زور - جھبکتے
 ۶۳ اے س جھبکتی ۶۴ اے ب د اجالا ۶۵ اے ب بہوت

صفا عکس درپن ششہ کین
 باؤ بند چستراون کیت
 جہاں وہم کے پاؤ بندھایں
 رنگ، تنھوں کوں کچھو نہ پاس
 کہو اپن کیا کریں اونہار
 اپن کریں یوں دن ہور رات
 جیوں آرسی ہوئے اوجال
 باج صفا کچھ کیسا نہ تن
 محل دیا سلطانیں تب
 دور کے پردے اک ٹھانہ
 دونہ پاسوں چتریا اک بھیکھ
 ایک، بریکھ سو من منہ لبایں
 چتریا پردیسوں ات صاف
 جسے صفا وہ جاوے جیت
 ہلناں تس پرکاٹ اندھیار
 تب تس منہ کھد دیکھیا جاے

چترے کوں سو یوں بن چین
 سب ٹھاہوں رنگ ایسے دیت
 صورت اس اس بھات لکھایں
 تنہ بے پردیسی تھے آے
 اون ساروں مل کیا بچار
 یہ ساروں مل پر تھی بات
 گھوٹ جھلکتی کریں دوال
 جیوں پر تھی تہوں کیتا ان
 دیں واعدے کا تھا جب
 بلا چتبارے آئیں تانہ
 سب حیرت منہ ہوے سو دیکھ
 جے ایدھر سو اودھر پاپیں
 سب درگاہ کیا انصاف
 دل کی بھی یونہی ہے ریت
 جل درپن ہے جیتی بار
 جب پانی ہلتا ٹھہراے

۱۰ زور۔ سوں ۱۱ ٹھانوں، زور۔ بھانتوں، ام ٹھاؤں ۱۲ زور۔ ایسا ۱۳ زور، م باد ،
 ۱۴ لب زور، م بندہ ۱۵ م ان ۱۶ ام اوٹھار ۱۷ ب پر تھی، زور۔ پر تھے ۱۸ ج آپن ،
 ۱۹ زور۔ اور ۲۰ سن گھونٹ، سن کہ کھوٹ ۲۱ م آسی سنہ ۲۲ سن ہووے ۲۳ ب، زور
 ۲۴ م اجال ۲۵ ب پرٹھا، د پر تھیاں ۲۶ د، زور، سن م کیا ۲۷ زور، م وعدے ۲۸ ب،
 زور، م دیا ۲۹ ب سلطان نے، سن سلطانے ۳۰ زور۔ بولا ۳۱ م کے ۳۲ ج چتریا ،
 ۳۳ ج کیتا ۳۴ سن رنگ نما دل کی بھی یونہی ہے ریت، سن یوں نہیں ریت ۳۵ لہ لہ م جیسے،

۳۶ لہ لہ ماں، م میں

۳۷ سن سن اندھار

۳۸ د موکہ

کہتے ہیں اس عارف گیان
 ولی سوتس کا نانوں دھراے
 جیوں جنگل منہ رائی دیکھ
 تس مومن کے دل منہ پائے
 ایک بول پن جان امول
 منجھے دعا کر براے خداے
 محض ولایت اسے پچھان
 یہی ولی یہ صاحب دل
 اوتناں اوکے مراتب ہوے
 وے عالم منہ قطب سو ذات
 ہب توں آو طلب کر تانہ
 کاہل بیس رہے وہ پائے

بن خطرے ہوں کا دھر دھیان
 اینہاں جو چکا رہیا جاے
 اس کے دل منہ عالم لیکھ
 ارض سما منہ جے نہ سماے
 خوبیں سن یہ میرا قول
 کبھیں جو توں اس ہوں کوں پائے
 خالص ہوں پر رہناں جان
 یہی انہناں یہ وصل
 جتناں اینہاں سکے رہ کوے
 آٹھ پھر رہے مل دن رات
 انہنے کی تیں بوجھی ٹھانہ
 طلب ہمیں جے سودھا آے

حکایت در مرتبہ طلب

دیکھیا ہرن سو ویسے مانہ
 ہرن دیکھتیں ہوا تراٹھ
 جیوں پد چھانہ برابر آیں

ڈولا بیٹھا تھا اک ٹھانہ
 تن منہ تھیں دوڑے دس آٹھ
 اے سب کیر لگے یوں جاہن

۱۔ د عارف اس ام سن عارف ۲۔ با د س م اینہا ۳۔ اس اس ، س اس ۴۔ د نانو
 ۵۔ م اس ۶۔ دیو ۷۔ لکوں نڈارد ۸۔ د بچھے ۹۔ ج بر ۱۰۔ نہ درہنا ۱۱۔ اس
 ۱۲۔ م امرنا ، م امرنا ، س اینہا ۱۳۔ ج اوتنا ، د اتناں ، س اتنے ۱۴۔ د اے
 ۱۵۔ د آٹ ۱۶۔ اس م امرے ۱۷۔ د تو ۱۸۔ د منہ ۱۹۔ م جو ۲۰۔ اس رہیں ،
 ۲۱۔ م نہیں ۲۲۔ ل نڈارد ۲۳۔ س ڈولا ۲۴۔ م ایک ۲۵۔ اب س اوٹھ دوڑے تس
 ۲۶۔ منہ ام اٹھ دوڑے تس منہ ، د تنہ منہ تھیں دوڑے ۲۷۔ ل با د دیکھتے ، س دیکھتیں ، دوبار ،
 ۲۸۔ ج ہوا ۲۹۔ س پڑ ۳۰۔ د آے

ہاتھی سکر چڑھے ہر ٹھانہ
ہرن بھرے ٹھیکوں پر ٹھیک
کو تھا کا کو پڑیا ہار
کو ترسیا کو الجھیا ہار
امڑے پکڑیا ہرن سو سوے
ہرن کھنوں کے پڑیا پاس
اون منہ کے کو پہنچے جاے
اون منہ کے گرن پکڑیا نانہ
طلب کرے ہر شے کی کوے
جد وجد جیوں کہیا رسول
جے بے بدل ہوے جگ مانہ
کہیں خدا ہے سارے تب
ہرگز نہیں کہویں اس شان
اپنی تو فرزند ہے آج
خدا سو ہے بے بدل پچپان
جہاں سچیں تھو بھیں تجھ پاو

جیوں ڈر کو کے سہنیں مانہ
ہوں پکڑوں جائے ہر ایک
جائیں جائیں اوسے اوتھار
کو لوکا کو گریا کھار
یونہی کرتیں جن اک دوے
ہب دیکھو من مانہ بماس
جے اکڈ دوڑے اوس دھردھارے
جے کو بیٹھے رہے سو تانہ
تیوں جے طالب صادق ہوے
کو شش قیس وہ پاسے وصول
ہب کوشش کرتوں اوس ٹھانہ
ملک نہیں فرزند نہیں جب
پن کو ان پر آن گھان
خدا نہیں تو نہیں ہواج
ساروں بدل خدا ہے جان
کوشش کر حق کے دس آو

حکایت مرتبہ سلوک
بیٹھے تھے لقمان حکیم
تہ اک آیا کر تعظیم

۱۰ لے س نذارد ۱۱ لے ب سہنے ۱۲ لے لب ج د جانے ۱۳ لے ج م اے ۱۴ لے س پڑیا، ب د پڑیا ۱۵ لے
۱۶ لے کو نوکا ۱۷ لے د پڑیا، ۱۸ لے م پڑیا ۱۹ لے س کھاد ۲۰ لے ب ج ترسا ۲۱ لے ج او بھیا، ۲۲ لے ل یاد
۲۳ لے ب یو میں ۲۴ لے س کرتے ۲۵ لے د کونکے ۲۶ لے س م پڑیا ۲۷ لے ج د کو، اب س اوٹھ ۲۸ لے د
۲۹ لے پونچے ۳۰ لے د جو ۳۱ لے ج د تھانہ ۳۲ لے ب کی لو، د کی ۳۳ لے د تھی ۳۴ لے ب کیا ۳۵ لے ب د اس
۳۶ لے د کریں ۳۷ لے ب اپنے ۳۸ لے ل س س ہیں ۳۹ لے د خدا ۴۰ لے ب تو ہیں، د تھو بے ۴۱ لے ل نذارد

تم حکمت سکیمے کس ٹھار
 سیکھیا اندھلے کن ہر باب
 تو اندھلا پگٹ چھوڑے تانہ
 کھاڈ بوجھ پگ چھوڑے کوے
 بسرانتے دھر تھوبھیں پاو
 تھوبھونکا تنہ بوجھے کوے
 کاشے کہ نہیں تھوبھے کی ٹھانہ
 یہ تھوبھے کی ٹھانہ پچھان
 تھوبھیں کی اس ٹھاہر پاو
 بھوک بھوک کیا کہوں تکرار
 دنیا کی تعریف پچھان
 دنیا اوس کانانوں دھراے
 ایک فنی کر تس منہ ذات
 کھوے گئی پن کیلی تس
 پن کیلی گھر کے نہ سوے
 جیتے ایک فنی ہر بار
 بڑا سو جس معلوم پچھان
 کیلی گھر کر کلف کھلاے

پوچھیا کی ہیں جو خونکار
 تب لقمائیں دیا جواب
 پہلوں آپ ٹوٹے ٹھانہ
 جنہ تھوبے کی ٹھاہر ہوے
 تو بھی تھوبھے کا تنہ آو
 اینں جہاں کہیں کھاڈا ہوے
 دھرتیں پاو گرے تس مانہ
 خدا چھتا ہے نسجیں جان
 سچیں سچیں کی جھوٹیں آو
 دنیا سوں بلگے ہر بار
 گھوڑا دمڑا دنی نہ جان
 جے شے تجھے خدا بسرے
 سیکھ علم حق کا دن رات
 جیوں کلف دیتا ہوئے نس
 عاقل تہاں وزیر جو ہوے
 گھرے سو کیلی آے لوہار
 پن اوس شرف علم کوں جان
 علم لوہار کنیں یہ آے۔

۱۷ ب پوچھیا ۱۸ ا س م ہیں جے ، د جیوں ہے ۱۹ م لقمان نہیں ۲۰ ب د س دیا ،
 ۲۱ ا ب سیکھا ۲۲ د پیلے ۲۳ ا س نذارد ۲۴ د کاہ ۲۵ ب سچے ،
 ۲۶ ب چھوٹیں ، س جھوٹے ، م چھوٹیں ۲۷ د مصرع بسرانتے ... الخ ، س دھوبھیں
 ۲۸ د دنیاں ۲۹ ا سنہ ، د سن ، س نصیں ، س سے ۳۰ د دونی ، س دان
 ۳۱ ب اس کانانوں ۳۲ ا فنا ۳۳ س ہووے ۳۴ ا س تس ،
 ۳۵ ب ٹھانہ ، م ٹھاؤں ۳۶ د کنے

شرف وزیروں پر نہیں ہوئے
اون معلوم ملک کا راج
بڑا علم وے کر اختیار
دوڑیں چھو کرواد سو جیوں
شہ دیکھن دوڑیں کر غول
یہ پھرے کھاویں اور کھور
ڈھونڈھیں پائیں خدا کوں کیوں
آپس ڈھونڈھیں تب نہیں پائیں
ادس کی خبر جو پوچھے کوئے
کی معشوق نہیں معلوم
باتاں کرتے ہیں سب لوگ
اونہاں آشنا عین سو پاو
وہ دل پھیل دیوے بول
دکھلاویں درپن منہ چھانہ
پوٹ سیکھے کرے کلوں
چھانہ دیکھے سب بول اوچاے
کون بولتا ہے تس ٹھانہ
راج پچھان اوسی کن آئے

لاکھوں کیلیاں گھڑے جو سوئے
ہے کیلی معلوم اس کاج
جس معلوم سو حق ہشیار
حق کی طلب علم بن کیوں
چھو کرواد سنیں جب ڈھول
خہ آوے وہ باج اور
خوب سریکھے طالب جیوں
لوٹیں اور پچھاڑیاں کھائیں
جس کے کاجیں پیٹے روئے
تب پائے گا یہ مفہوم
رویں نہ پیٹیں یہ سب بھوگ
ہوئے مراقب دل پر آو
وہ تجھ صورت دیکھ امول
جیوں پوٹ بٹھلا اک ٹھانہ
درپن پچھیل بولیں بول
پوٹ ہم جنسیت پائے
دیکھے سو دل کے درپن مانہ
جیوں کو ملنیں کس کن جائے

۱۷ لہ دم سو لہ م جوئے لہ س وزیراں لہ دنا لہ لہ م اوس لہ د کاج لہ م
۱۸ کے طالب لہ دسنے لہ لچھت لہ د دیکھیں لہ دکھانوس لہ د ڈھونڈھیں
۱۹ لہ د پائے لہ د او لہ س پیٹیں، م بیٹھے لہ د رونے، م روویں،
۲۰ لہ دم پھوک لہ دس کرتیں لہ م چھیل لہ م پچھیں لہ س م
۲۱ اچاے لہ س بولانا لہ س جو لہ ب ملنے لہ ل آئے،
۲۲ لہ دم باج لہ س اسی لہ ل جائے

ہور وے بیٹھا ٹولے مانہ
 بیسو دونگا آن ملائے
 تو کر وہ سمجھے یہ بات
 پن غفلت سنہ سب دن کھوے
 بوجھ آشنا کوں تنہ پاؤ
 سوتے سب نس وے گل بانہ
 کہہ ہوتیں یوں سہناں پائے
 نس دکھ جو دیوے ہر بار
 واہ منجھے کیوں ملے سو سوئے
 ہوں توں مہیں سماوے نانہ
 جب کا تورا اکتبھووا تب
 ہوں پن میری شان سوتوں
 منجھے بھیس کوں قریب پچھان
 قبل ان تموتوا جب ہوے

پوچھے میاں فلانیں کانہ
 اون کوں بیٹھا آپ اوڈائے
 جب پچھناوے ہوں وہ ذات
 آشناج تھا ہم منہ سوے
 ہوے مراقب دل کن اوڈے
 جیوں عاشق معشوق اک ٹھانہ
 عاشق سوتا نیند بھرائے
 جانیں بچھریا ہے اس یار
 دل ٹکڑوں ہور لوسی روئے
 جاگے تو دونہ کی گل بانہ
 دنیا خواب خیال سو سب
 تیوں دن رات سو جاتوں ہوں
 شہ رگ بھیس نزدیک سو جان
 یہ سمجھیں سمجھے تب کوے

حکایت ۲۵ سند مراقبہ
 پوپٹ پڑھتا پاؤں ۲۸ کانہ

اک طالب تھا یوں منہ مانہ ۲۶

۱۰ اس فلاناں ، ب ج م فلانے ، د فلانہ ۱۱ م بیٹھے ۱۲ ام ان ۱۳ م اڈائے
 ۱۴ ب د وے ۱۵ ل د وے ۱۶ م سنہ بھیس ۱۷ ب ب سیں ۱۸ حاشیہ ج جاؤا
 ۱۹ ل ج پوچھ ۲۰ ل د ہوتے ۲۱ ب د سہنا ۲۲ ب بچھرا ۲۳ ل ج اور ،
 ۲۴ ل اس تو تو ۲۵ م دونونہ ۲۶ ل ل ہو ۲۷ ل اس تو ۲۸ ل ب جانو ،
 ۲۹ ل اس شانوں ۳۰ ل اس اقرب ایہ منکم ، ب شہ رگ سوں ... الخ ، د شہ
 ۳۱ ل سمجھیں بیہ ، اس یہ سمجھیں ، اس یہ سمجھے ۳۲ د سمجھیں ، اس سمجھے
 ۳۳ ج قبل ان تموتوا ، اس قبل انت موتوا ۳۴ ب سرخی نہیں ہے ۳۵ ل ب کے ←

پوپٹ اوسس کی تھاج مراد
 اوسس کے سر پر بیٹھا جاے
 بوٹے رنگ بھریا انسان
 سر پر تھیں پکڑے کس مس
 ماتھے تلے اود جاوے ناس
 جیوں پکڑے وہ ناس نہ جاے
 ایسا دھیرا ہو دھر دھیان
 غلط شتابی مانھیں ہوئے
 دونہ ڈوروں پر چل دیں ماگ
 اوس پر سر بھر رہیں بہوڑ
 دھیرے دل تھیں کھیلیں کھاٹ
 چوک پڑیں بھوٹے تب دل
 تیوں دل چنچل رہے نہ کھانہ
 انیں انیں اک سکے سو جوڑ
 دل کی انیں اوس اوپر آن

ایسی من منہ دھرتا ماد
 اک دن کو اود پوپٹ آے
 پوپٹ جیسا بیٹھا پان
 یہی مراد جناور اس
 پن دے چھڑ پڑے کیوں پاس
 ایسا دھیرا ہاتھ چلاے
 مراقبے کی ہے یہ شان
 دل دیکھے جب سستا جوئے
 بجانیں جیوں کھیلیں لاگ
 انیں انیں پر را کھیں جوڑ
 یہ کسرت سستا کی ماٹ
 کریں شتابی جو اک تل
 غلطیاں موتی تھالی مانہ
 دل دھیرے جو ملیں کروڑ
 مطلق ہوں یہ انیں سو جان

→ شہج پدتا ۲۸ شہ د پانوں

شہج ایسی ۱۷ لب ج دم س سادہ ۱۸ ب س اس ۱۹ شہ س م کون ۲۰ شہ م اد
 ۲۱ شہ د اس ۲۲ شہ ل پید ا، ج بیڈا، س بیڑاں ۲۳ شہ ج بوئی ۲۴ شہ ج ہی ۲۵ شہ س پیل
 ۲۶ شہ ل س باس ۲۷ شہ ل س ملیں ۲۸ شہ ل س اور ۲۹ شہ د س ناس ۳۰ شہ ب پکڑ ۳۱ شہ س
 سو ۳۲ شہ ل س م بجانی، ب بجاتی، ج بجانیں، د بجانیں، س نجانیں ۳۳ شہ ب ج دس
 س کھلیں ۳۴ شہ ب ددڑیں ۳۵ شہ ل د جل ۳۶ شہ س پاک ۳۷ شہ س چوڑ
 ۳۸ شہ لب س م کسرت ۳۹ شہ م سستائی ۴۰ شہ ب کھیلیں، م کھیلے ۴۱ شہ س م پڑیں
 ۴۲ شہ ج بھوئی ۴۳ شہ ل د دھیریں ۴۴ شہ س سکیں ۴۵ شہ ل یہ ہوں،

اس کسرت کھیلے کا لاگ
وے ٹھاہر پاؤں کس کھاٹ
اب پاؤں اب پاؤں جان
پاؤے گا کر تیں تکرار
پہلی گھاؤ نہ بھاگے تانہ
بھاگے گا ہو تیں تکرار
ہمیں شتابی کی کہوں بات

انیں ملانیں کا کہوں ماگ
دل منہ تھیں جنہ اونچی باٹ
دل کی انیں سو اوس دھر آن
یونھیں کسرت کر ہر بار
پتھر پریں توں مارے جانہ
اوتناں ہر بیلاں پھر مار
کسرت کر سستا دن رات

۱۹

حکایت مرتبہ جمعیت و تفرقہ

پوچھیا اونھیں سو ایس بار
کس حکمت جگ فتح سو کیت
منجھ کن تھا اک عمل شتاب
تب تاخیر نکیتی تل
جب لگ توں دشمن کوں مار
ہیج طالب حق کوں پاے
پن اس ٹھاہر کریں نہ ڈھیل

ایک سکندر گا کھتا یار
تم سب مشرق مغرب بیت
سکندریں تب دیا جواب
یوں ملک کے جب دل
جنہ توں نہیں ماریا ہشیار
یترکش بند تیز کھماے
کہیں شتابی نہیں جمیل

۱۰ ب د ملانے ۱۱ م باگ ۱۲ اب دس م کسرت ۱۳ ج حاشیہ دل منہ جنہ تھیں آوے جی
۱۴ باٹ ۱۵ ہس جنہ تھیں ، د تھی جنہ ۱۶ ل اوپچی ، د اونچی س پاؤے ۱۷ شہ دانی
۱۸ س اس ۱۹ ل پاؤوں ۲۰ اب دم کسرت ۲۱ س پڑیں ۲۲ د جان
۲۳ ب بھاگیں ۲۴ د تھان ۲۵ س اوتنا ، م اتناں ۲۶ س پھاگے ،
۲۷ س ندارد ۲۸ س تفرقہ و جمعیت ۲۹ اب ج د کے ۳۰ س بوجھیا ،
۳۱ ج انھیں ۳۲ د ایکبار ۳۳ م جنگ ۳۴ م سکندریں ،
۳۵ ب د س دیا ۳۶ س یوں ۳۷ د جہاں ۳۸ س نون ،
۳۹ ب س مارا ۴۰ د بن

رہیں خدا سوں تیتی بار
 ہر ٹھنہ رہ حق سوں ہر حال
 پچھیں خدا کا ہوں تمام
 حق بسرے کی ہے یہ ٹھانوں
 یہ دل کا مردود پچھان
 آتا وقت سو کیسا آے
 حق سوں رہیں شتاب اتال
 مراقبے کر سستی سب

دل منہ آوے جیتی بار
 یہ جمعیت اٹے سنبھال
 جے کہوے یہ کروں سو کام
 جان تفرقا اس کا نانوں
 یہ طالب کون گنہ سو جان
 کا ہے کہ گذریا وقت نہ پائے
 تجھ کن وقت سو ہے فی الحال
 حق سو رہیں شتاب سواب

حکایت سوال و جواب در نفی و اثبات

کون نفی ہو رہا کیا اثبات
 شربت تنہ مکھیوں کا رنج
 تنہ بھنورے کی نشتر طال
 بیج مہیں تھے اکٹھے تانہ
 پھول گلال سو سر پر راکھ
 ہوں فلان یہ نفس پچھان
 نکلے منی تو بالغ ہوے
 نکلے منی تو بالغ نانوں

حق سوں رہناں وہ کیا بات
 سانپ سو ہے جنہ ہووے گنج
 شہت اتارے توں جس حال
 کانٹے اور گلال اک ٹھانہ
 اب کانٹوں کوں ٹال سوناکھ
 تیوں ہوں مطلق ذات سو جان
 شرع مہیں جانے سب کوے
 تیوں ہیں طریقت منہ ہر ٹھانوں

۱۰ میں ۱۱ ہم یہی ۱۲ د اوسے ۱۳ د ندارد ۱۴ ل ب ہوؤں، د ہووں
 ۱۵ سں بسر ۱۶ ب یہ ہے ۱۷ م ٹھاؤں ۱۸ م سستے ۱۹ ل ندارد،
 ۲۰ ل ندارد ۲۱ ج سنہ، د سن، سں سے ۲۲ ب سں سں رہنا ۲۳ ل م کون
 ۲۴ سں شوعے قبل سرخ روشنائی سے 'جواب' تحریر ہے ۲۵ د م شہد، سں شہیت ،
 ۲۶ ل ب د اوتارے ۲۷ م آ بیٹھے ۲۸ ل سں کانٹے، م کاٹوں ۲۹ ل سں فلانا
 ۳۰ ل ب سں م اس ۳۱ ل سں تیوں نہیں، د سں تیوں ہی ۳۲ ل سں ندارد

ہوں مطلق رہوے گی تب
عرف نفسہ کہے سوے
کھونا پانا اٹیج ہوے
جیوں کوئے سوں کرے شکار
ہرن شکار کیا سو حلال

نفس فلان پناں کر اب
اس ہوں پر جب رہوے کوے
آپس پاتیں آپس کھوے
نفس بدل حق پا اس ٹھار
پلیت کوتا ہے ہر حال

مراقبہ در مشغل علم

کھول اے شکرے کی شان
انکھیاں موندیں دھیان
آپ اور جگ تب کھویا جاے
تس پر سیرک اوڑھے تانہ
تب تو جگ اور آپس کھوے
وہم نہیں آپیں بھی تیوں
کچھو چھتا ہوں ہوں چھت مانہ
ہوے مشغول سو ایسی شان
ہوں بن اور نہ آوے جوش
اس جذبے تھیں ہویں اظہار

عین طبیعت ہے حیوان
بھوکھا راکھ اور رات جگاؤ
انکھیاں مینچ جو بیسے آے
جیوں اندھیاری خلوت مانہ
تس منہ انکھیاں موندے کوے
تب جگ وہم نہیں ہے جیوں
اتنیں بوچھ رہے تس ٹھانہ
اس ہوں کالے رہوے دھیان
ایناں جب ہووے بے ہوش
غیب نہیں کے تب اسرار

۱۰ ب ج پنا ۱۱ گے م کھوے ۱۲ ج باتیں ، س پاتیں ۱۳ ب کھونا پانا
۱۴ س کھونا پانا ۱۵ ب پاؤ ۱۶ س مینچ پلیت کوتا ۱۷ ج کیا ۱۸ ب ج آنکھیاں
۱۹ ب موندیں ۲۰ ب س کراؤ ۲۱ ب ج د آنکھیاں ۲۲ ب مینچ
۲۳ م مینچ ۲۴ س ہور ۲۵ ب اندھاری ۲۶ ب ج د آنکھیاں ،
۲۷ ب موندے ۲۸ س ہور ۲۹ ب اب س ہور
۳۰ ب اتنی ۳۱ س جذبہ ، س جذبیں

ولی دھریں تب اس کا ناٹوں^۲
سمج بھر کا کہوں سو اب

ٹمک بیہوش ہو دئے اس ٹھاٹوں^۱
ہے یہ دھیان سو علی سب

مراقبہ در شغل سمج

اس تھیں ہے سن کہوں سو گت
بے آواز سنے اس شان
ہوں سنتا ہوں یہ شرسازہ
ہوں دیکھوں یوں کریں سیکھ
سنے صوت پن موندئے کان
کثرت تھیں سب ہوئے تمام
تب ہوں پر چہر نظر سو آئے
تالی لاگے گی اس مس
میر کرامت کشف اس ٹھانہ
کہوں بھر ہمب دیکھو لوگ

ہوں پانیں کی سہلی مت
انکھیاں موند اور موند سو کان
اس کا دھیان سو سرمنہ بانڈہ
من چکھ سوں آواز سو دیکھ
کثرت کرے پکڑ کر دھیان
یہ سب ہے کثرت کا کام
ایناں خوبیں دل ہراے
جوگی سن کہیں گے اس
شرط سو بیہوشی اس مانہ
دھیان سمج کا ہے اس جوگ

مراقبہ در شغل بصر

تو کس گیان انکھیوں منہ دیکھ
بے تجھ سوں ملتا اس ٹھانہ
کچھ توں ادب نہ رکھے تب

کھوں جو انکھیاں کرے بے سیکھ
کون آشنا ہے تن مانہ
کو اک سوتا ہو دئے جب

۱۔ لسن سں ہوے ۲۔ ب ٹھانوں ۳۔ ب ناٹوں ۴۔ ج مراقبہ در شغل سمج
حکایت مراقبہ... الخ ۵۔ ج د سیلی ۶۔ ب ج د آنکھیاں ۷۔ ج ندانہ
۸۔ ب پک ۹۔ ب ج د سن م بن ۱۰۔ ب موندھے ۱۱۔ م یہ سب کثرت کا ہے
۱۲۔ د سں نڈارد ۱۳۔ سں کرامات ۱۴۔ سں حکایت مراقبہ... الخ ۱۵۔ ب ج آنکھیاں
۱۶۔ ب ج د سں انکھوں ۱۷۔ ج ہوے

توں بھی لیٹے تے ۱۱ فی الحال
 کرے ادب ۱۲ توں زانوں مار
 جے ہے کچھ آنکھوں ۱۳ منہ بات
 خوبیں بس آنکھوں ۱۴ منہ دیکھ
 نس جگ ماں تب آپس ۱۵ پائے
 آپس پادے ۱۶ نس کی ٹھانہ
 جن آپس ۱۷ دیکھا ج نہ ہوے
 یا پائیں ۱۸ بھیریا ہوے تانہ
 کہہیں نہ وہ ۱۹ مانے یہ بات
 کیوں پائیں ۲۰ ہور درپن مانہ
 ہر ٹھاہر ۲۱ توں ہیں ہے تب
 دل کا کشف ۲۲ اینہاں تب ہوے
 بوئے اوس ۲۳ کی بھی نس دھات
 تو ہوں ۲۴ توں کس نانوں دھراے
 سمع بصر ۲۵ ہور علم سو ماٹ
 ہوں ان ۲۶ صفتوں سنہ یوں جان
 جیوں سنیاں ۲۷ تیوں ہب کر دیکھ

نس ٹھنڈے ۱ بیسے آسن دال
 وٹے ادھ ۲ میٹھے جیتی بار
 ادب سوئے ۳ اس کا دن رات
 وہی آشنا ۴ تیرا لیکھ
 جب دل سوں ۵ یہ دھیان بندھاے
 جیوں اوچھا ۶ نہیں کے جگ مانہ
 فرض کرو ۷ اک ایسا کوے
 وہ ۸ دیکھے جب درپن مانہ
 اوے کہو ۹ یہ تیری ذات
 کہے کہ ہوں ۱۰ ہوں میری ٹھانہ
 تیوں ۱۱ توں آپ پہچانے جب
 ادس کی ۱۲ ٹھانہ جو آپس جوئے
 جیوں آپس ۱۳ کے دل کی بات
 کا ہے کہ ۱۴ دونہ ماں ایچج پائے
 جگ ۱۵ بکریا اس تیج کھاٹ
 اسی ۱۶ صفتاں کثرت سنہ آن
 ان ۱۷ دھیانوں من آن بسیکھ

۱۱ کہ لہتاں ۱۲ سہ بسیں ۱۳ ب تہ لیٹے، ج د اٹھ لیٹے ۱۴ سہ س وہ ۱۵ سہ س س م
 ۱۶ اٹھ ۱۷ لہ لب دم زانوں ۱۸ سہ د س م اوس ۱۹ لہ لہ انکھیوں، س آنکھوں ۲۰ سہ م
 ۲۱ انکھیوں ۲۲ نہ د میں ۲۳ لہ ج س اوچھا ہیں ۲۴ لہ ب د س م دیکھا ج ۲۵ لہ لہ لہ
 ۲۶ لہ ب د پانی ۲۷ لہ لہ دم ہووے ۲۸ لہ س مانے وہ ۲۹ لہ ب ج پانی ۳۰ لہ لہ کیوں
 ۳۱ لہ ج ہوں، م تو ۳۲ لہ س اینہا ۳۳ لہ ج د اس ۳۴ لہ ب دم مانہ،
 ۳۵ لہ ب نانہ ۳۶ لہ م جب ۳۷ لہ لہ تیج ۳۸ لہ ب م اور ۳۹ لہ م منہ
 ۴۰ لہ لہ ب م سنیا ۴۱ لہ د اب، س عمل

ان دونہ ماں یہ فرق سو کین
ڈرے سو چلتیں دھو جیں پائے
کرتا پھرے سو دوڑا دوڑ
بھوں پگ تل سر کھیج چنپائے
دھو جیں پاؤ ڈرے اس شان
دوڑا دوڑ کرے گا سوئے
کرے گمان سو یوں من مانہ
ذکر کثیر منرض کر دین
ذکر اللہ کرو ہر حال
بیٹھے کھڑے سلام تمام

تب پھر ہوے گمان یقین
جیوں کو بھنیت پرین چل جائے
وے جب بھوں پھر ہوڑ
دونہ ٹھاہر جنہ چلتیں جائے
تنہ تھو بھے کا ہوے گمان
اینہاں یقین تھو بھے کا ہوئے
تیوں ہوں مطلق ہوں سب ٹھانہ
بہت یاد تھیں ہوے یقین
قیام قعود جنوب شمال
یہی نماز ہمیں احکام

شرط ذکر

رکھے بسارے یہ استاد
بسرے سنی پھرا سر جوڑ
واذکر دیک اذا نسیت
سنیں کہوں توں من کر ٹھانہ
ہوں لیلی یوں کیا گمان
بسرگئی لیلی بھی تانہ

شرط اینہاں ہے مطلق یاد
مت بسرے تھیں دیوے چھوڑ
پیار بندھانیں کی یہ ریت
بھی اک معنی ہیں اس مانہ
مجنوں لیلی کا دھر دھیان
ہوں لیلی اون بوجھیا جانہ

۱۲ د دو ۱۳ مانہ ۱۴ س اک ۱۵ س دو جیں ۱۶ م چلتیں تہج
تو بھے، س تھو بے ۱۷ ب دھو بے، س دو جیں ۱۸ ج پا، ب پانو ۱۹ ب
دھرے ۲۰ ب بہوت ۲۱ ج ذکر اللہ، مگر حاشیہ ج میں 'کثیر' موجود ہے۔
۲۲ س اینہا ۲۳ ب د س بتیں و متن ج تیں ۲۴ د بندھانے ۲۵ م کے
۲۶ س دھر ۲۷ ب مصرے برعکس ترتیب رکھتے ہیں۔
۲۸ د بوجھا

لیلی تجھ کوں کھڑی بلاے
لیلی منجہ بن اور نکوے
مجنوں کوں ہے یاد سو تب
جب پیرے تب کر پو یاد
واذکر ربك اذا نسیت
یہ ان معنوں کی بنیاد
دو جے پیرے لیلی اس
اس من باقی سب برباد
دیشج صاحب دل کا ہوے
دیوے چھوڑ بھرے نسیان
دھیان نہ بلگے دل کوں تب
جھب گیا باشا دھیرے کیوں
پھرا خدا تیس آئیں باٹ
اسھا کی ہے طبیعت حیوان
جب چھٹکے تب تے نہ بول
اے محبوبیت کے ڈھنگ
عاشق اوروں کی دس جوئے
پھرے شرک بھیں ہر مطلوب
اد چھٹے جیوں کل چھوٹ سو جائے

کن کہیا مجنوں کوں آے
بسرے لیلی کہے سو سوے
لیلی بسر گئی ہے جب
جیوں کہوے ازلی استاد
یاد بسر نہیں منہ اس ریت
عین بسرناں تب ہے یاد
آپ سو آپس بسریا تس
یاد اکیلی رے سو یاد
ایسی بھانت رہے بے کوے
اور جب دل کا ٹوٹے دھیان
بھور پھرا سر ساندھے جب
بہت لگیں پچھتاوے یوں
ولی مشقت کرنیں ماٹ
کہیں حکیم سو ایسی شان
جیوں جناور تیوں اس کھول
عاشق کہتے ہیں اور رنگ
جب معشوق سو حاضر ہوئے
تب رشکوں چھٹکے محبوب
کہیں نہ عاشق کوں بتلائے

۱۰ ب مجھ بن لیلی ۱۱ ج بسر کے کھے سو ۱۲ د میں
۱۳ ب باقی من ۱۴ ل ٹوٹے دل کا ۱۵ ج س بھر نے ب
۱۶ ہوت ۱۷ د جھت ۱۸ ب باش ۱۹ ل ج باٹ ۲۰ ل س پھر
۲۱ د طبیعت ہے ۲۲ ل ب ج د جھکے، م چھکی ۲۳ س ن دارد ۲۴ ل س دہر
۲۵ د چھٹکوں ۲۶ س س کو

دھیان مہیں بھئی وہی سو شان
تب عاشق منہ کیوں نہ آئے
خدا تو ساروں تھینج غمور

جنہ ہے محبوبوں کا دھیان
دھیان مہیں جب غیرت پائے
بھور حدیث مہیں مشہور

مرتبہ غیرت

لازم تس کوں غیرت آئے
عشق مہیں لازم یہ بات
میری ایک سو ہے یہ یار
ہوے تس من کہہیں پختیت
تیوں بوجھے جگ من لیوں چھین
ہر ٹھنہ آئے بندھاوے سوئے
تیوں عاشق ہووے اختیار
بیٹھے تھے جا باڑی مانہ
رہے خواص وہی دن رات
محلدار کر راکھوں تاس
ہور یہ اردا دیا تمام
چھانٹوں پھول اور پان کھلاؤں
بو بھسوں ہوں عالم تس ٹھانہ
بھی اک دن یہ بات سو کیت

عشق مہیں بے آئے بندھاوے
غیرت عشق سو ایک سنگھات
عاشق کے دل ہوے قرار
بن ہے باج قرار سو میت
جیوں عاشق اک دل کر لین
تب عاشق کوں غیرت ہوئے
ہر ہر بھانت جو لورے یار
عاشق اور محشوق اک ٹھانہ
تند بیٹھے یوں کیتی بات
ہویں بہت ہنز جس پاس
تب عاشق اوٹھ کیا سلام
کپڑے باسوں تیل لگاؤں
اس بن ہنز جو ہیں جگ مانہ
تب اس کپڑے راکھن دیت

۱۷ ب میرا ۱۸ ب ج د س م میت ۱۹ لودے ۲۰ س س س ہوے ۲۱ بے اختیار،
۲۲ زور، م ہور ۲۳ زور (B) یوں بیٹھیں، س یوں بیٹھے ۲۴ ج، خواص ۲۵ زور، م
ہوویں ۲۶ زور۔ ہنز بہت ۲۷ زور۔ پاس ۲۸ زور، م کیا ۲۹ زور۔ اروا
۳۰ لوم دیا ۳۱ س لگانوں ۳۲ ب س کھلانوں ۳۳ س م بوجھو، د پڑچھو،
۳۴ زور۔ م راکھیں ۳۵ زور۔ یک

وے نس دن منجھ پائے ہوئے
گھوڑا بھی کیتا اختیار
سر تھا کر کپڑوں کن آئے
مت منجھ بن کہیں ہوئے مشغول
اٹے کیا جا دور شتاب
پری چھے جس غیرت ماٹ
گیا سو کھو کر غیرت مانہ
اب مشغول اوروں سوں یار
اوس من نوے نوے مطلوب
پری جو کس کی عاشق ہوئے
عشق نہیں جے اردا دین
عورت بھی ہو آوے سوے
کوت ب رنگ چھاکی شان
پری سو عاشق صاحب فن
میری گھل پھرے سر بال
جان پری بھی عاجز تانہ
اوس کی ذات نہ ہو یا جائے

خاصا تری جو بانڈھے کوئے
ان سن رشک بتی اوس ٹھار
گھوڑا پھیلی رات بنائے
غیرت تھیں ب کیتا قبول
بھی اک دن تھا پیا شراب
اک عورت لیا ایسی گھاٹ
عاشق عاجز ہو اس ٹھانہ
قدرت لگ کیتا اختیار
سکے نہ راضی کر محبوب
ہمیں سنیں بتیاں اک دوے
مانس جے اختیار سو کین
یہ سارے اختیار سو ہوے
سبھی زربیناں پھول اور پان
یہ کسی بھانت مناوے من
پن معشوق کہے جس حال
بڑھیں ہوئے مشغول اس ٹھانہ
کاہے کہ کیونکر گھل بڑھائے

۱۷۱ ب مجھ سے د اس، زور۔ اون
۱۷۲ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۳ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۴ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۵ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۶ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۷ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۸ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۷۹ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔
۱۸۰ ل ب ج د س س م نھ سے زور۔

سب اسی باتاں کرے سو سوئے
 مت منجھ بن کو ہوئے قریب
 اوس کی بھی صورت ہو آئے
 یوں اپناں کیتا مطلوب
 تیرا رب فترضی جیوں
 دیکھو فکر کرؤ تم سب
 باج خدا کس کام نہ ہوئے
 عالم کیتا سو غیرت ماٹ
 ہے عاشق خود نما سو سوئے
 غیرت سنہ خود نما پچھان
 ہوں ہر شان پچھانیاں جاؤں
 دوجے ہے غیرت اس ٹھانہ
 عاشق سمجھوں مقام پچھان
 رضا طلب سب غیرت مانہ
 تس تھیں سب کیتا اختیار
 منجھ بن اور نہ ہوئے پاس
 رضا نہیں آہیں محبوب

ہے عاشق جب خدا جو ہوئے
 غیرت کیتی بوجھ حبیب
 سب اشیا کی شان دکھائے
 راضی کیتا سو یوں محبوب
 ولسوف يعطيك یوں
 ہوئے محبوب نہ راضی کب
 سکے نہیں راضی کر کوئے
 آپیں ہوا سو تس کی گھاٹ
 جس عاشق کون غیرت ہوئے
 ہوں ایسا ہوں ایسا جان
 أَحَبَّتْ أَنْ اعْرِفَ پاؤں
 پہلے طلب محبت مانہ
 رضا مراتب تیجا جان
 یہ نادر عاشق اس ٹھانہ
 طلب کئے کی پاؤں یار
 غیرت تھیں جگ کیتا راس
 راضی کیتا سو یوں مطلوب

۱۰ ب سو ۱۱ ب مجھ ۱۲ د پھر ۱۳ ب کیا، د کیتا ۱۴ ب س س اپنا ۱۵ س
 ۱۶ تیرے ۱۷ م ہووے ۱۸ س س س کرے ۱۹ ل ب ج د س لھی ۲۰ س ب س
 ۲۱ س کیا ۲۲ ل م منہ ۲۳ ل نماز ۲۴ م عرف ۲۵ س پانوں ۲۶ ل ب ج
 ۲۷ س پچھانیا ۲۸ س س جانوں ۲۹ ل غیرت ہے ۳۰ ل د سوں ۳۱ ل ب رکھے
 ۳۲ د کے ۳۳ ل م کہ ، ب نادر ۳۴ ل پاووں ۳۵ ل د م س ہووے ،
 ۳۶ س م کیا

مراتب عشق

پہلوں طلب سو ہے نس ٹھانہ
 اوس کی عادت سیکھے سوئے
 یہ بھی ٹولا ملا اودائے
 یہ اختیار کرے وہ کھیل
 جس نسبت تھیں ملناں ہوے
 طالب ان احسلاقوں سب
 یہ جا ملناں کرے سو تانہ
 ملناں ہوے ^{۱۵} ایکج ^{۱۶} طفیل
 شیخوں ہور مجذوبوں پاس
 تب دوجے مرتبے سو آئے
 اس مرتبے سو غیرت سب
 جانے وے بھی آویں نانہ
 وہ دیکھے بے ^{۲۵} کرے سوال
 شہ دیوے جے مانگے سوئے
 شہ دیتیں نہیں مکھ پھرائے
 اوس کی کہوں شرائط اب

تین مراتب ہیں نیز مانہ
 طالب کو کس کا جب ہوئے
 اوسے کبوتر کھیلٹا بھلے
 جن کھیلوں سوں اس کے میل
 اوس منہ طبع بھلائے سوے
 جیوں حق کھائے نہ سوئے کب
 ہوئے آشنا اوس کی جانہ
 جانے کدھیں ^{۱۳} یوں اس میل
 جیوں یہ جاوے جو کر آس
 یوں کرتیں ^{۱۹} کن آن ملاے
 خوبس ملناں ہووے جب
 جنھوں ملایا تھا اس ٹھانہ
 دعا قبول ہووے ^{۲۲} اس حال
 نوی بیاہی جیوں عارس ہوئے
 دائی ^{۲۶} دوا کوں جو کچھ دلائے
 کھلی سند دعوت کی تب

۱۷ ب کوئے ۱۸ کھلیا، ب کھلیا، س کھلیاں ۱۹ د اورائے، س م اڈائے ۲۰ ب
 اس ۲۱ م بھلاوے ۲۲ ب س ملنا ۲۳ ب س کھاوے ۲۴ ب سوے ۲۵ س م
 ہوئیں، ب ہوویں ۲۶ م اوسکی ۲۷ س ملنا ۲۸ س جائیں ۲۹ ب کہیں، د کدہوں،
 ۳۰ س س ملنا ۳۱ ب ہووے ۳۲ ب د اویکیج، ج س ایکج ۳۳ س جاوے یہ جیوں،
 ۳۴ ب کھلیاں ۳۵ ب کرتے ۳۶ ب کہیں ۳۷ ب مرتبے ۳۸ ب د جوں ۳۹ ب
 بھلاوے ۴۰ ج د ہوے ۴۱ ج دے، ب دیوے ۴۲ ب دے، م دیوے
 ۴۳ ب س آرس ۴۴ ب ج د دوا دائی

یعنی حق کے اسموں مانہ
 شرط کبیرا ہے یہ بات
 دل منہ بیس اور دیکھ منہمال
 پڑہ یا اللہ المحمود
 ادعونی فاستجب لکم
 عالم ہیں کرامت سوئے
 جوں حق کوں عالم منہ پاسے
 یہ سب ہوا تفہیم اونھار
 رضا سو اوس کا نانوں دھراے
 ہوئے رضا کا راضی تب
 مل گھر کی تدبیر چلایں
 باد پھراوے اوس جس بھانت
 نہ منہ سو دل کا طک مرڑاے
 ہب ہو ساری شان تفہیم
 جس مقصود کہی میں بات
 طالب دھیان کرے اوس شان
 اپنی ٹھاہر حق کوں پاسے
 کرے کرامت حاکم جان

جگ تھیں رہ خلوت اک ٹھانہ
 سچ تجھ تھیں تھیں حیوانات
 فعل خدا کا پا ہر حال
 ہوں منجہ پاؤں اس مقصود
 کرو سو یوں جب دعوت تم
 مانگے دعا قبول سو ہوئے
 اور کا اور سو کر دکھلاے
 جب اس ٹھاہر کیا قرار
 تب تیجے مرتبے سو آئے
 اینہاں کرامت کرے نہ کب
 جوں بیاہ کے بہت دن جاییں
 جوں جھاڑ تھیں ٹوٹے پانت
 تیتی بھانت سو پھرتا جائے
 یہ طالب حق کا تسلیم
 ہب تھیں مک سن جو سنگھات
 سن آیا جوں اوپر دھیان
 تب بشریت ٹل کر جائے
 اینہاں انا الحق من منہ آن

۱۷ م کی ۱۸ م تجھ سے ب سہاں ۱۹ م ب مجھ سے م استجب سے س ندارد
 ۲۰ م میں سے لم کیا سے س ندارد ۲۱ م س تجھی سے د مرتب سے ب س
 اس ۲۲ م ب د ناو ۲۳ م ب م اینہا ۲۴ م د ہووے سے د جون ،
 ۲۵ م ل س م کٹیں ۲۶ م ب س جھاڑ ۲۷ م س س م باو ۲۸ م س م بھراوے ،
 ۲۹ م س سے ۳۰ م تنہ نہیں کر ، س تنہ منہ ۳۱ م مرالی سے م ہوئے ،
 ۳۲ م تفہیم ۳۳ م کہے منہ سے د جیو ۳۴ م ب اپنی سے م اینہا

پاے تو عاجز ہوئے۔ تمام
بھی آپس کوں جائے کھوئے
کبھییں بشر ہو رہے سب تشبیہ
دو نہ ماں ہوں کیا بگت نہ پائے
یہ گھانٹے بھاری کر لیکھ
نکل سکے ناں رہے بندھائے
کبھییں اینہاں تھیں پاوے باٹ
کرے ہدایت یقین سو سوے
عبد اللہ صفت دونہ جان
الہیت اس ٹھانہ تمام
عبودیت تشبیہ اس ٹھانہ
ملکیں چلے عالم کا کام
محدویت اس کا نانوں

یہی بشریت کے احکام
تب آپس پر غیرت ہوئے
کبھییں الہیت تنزیہ
حیرت آ اس ٹھانہ چنپائے
مشکل ہے یہ ٹھاہر دیکھ
بہت ولی اس ٹھاہر آئے
نکلے کامل مرشد ماٹ
یا یہ علم جو جانیا ہوئے
ہوں چھت مطلق یوں من آن
ہوں سنہ تنزیہ کے احکام
ہوں یہ چھت جب قیدوں مانہ
ہوں ہوں چھت یہ دونہ احکام
حکم رضا ہووے اس ٹھاوں

۱۵ حکایت مرتبہ حیرت

۱۴ نانوں ذات کا عورت جان
تربیا راج ہوا اس شان
ترنگ چنچل چکر چنچال

اسم الہی مرد پھچان
ذات سو ہر ٹھاہر سلطان
کنیر چال ڈھلکتی ڈھال

۱۷ م کبھی ۱۸ س کھیں ۱۹ ج بشریت ۲۰ ب م اور ۲۱ ج ندارد ۲۲ ل م
چھپائے ۲۳ ب مانہ ۲۴ ب بہوت ۲۵ ب نانہ ، م نا ۲۶ م نکلے مرشد کامل ،
۲۷ م اینہا ۲۸ م اللہ ۲۹ س ملیں ، ب طے ۳۰ ل س : اس کے قبل کا شعر ہے ہوں یہ
چھت ... الخ یہاں بعد میں درج ہے۔ ۳۱ ل د س ندارد ۳۲ ب ، زور۔ نانوں ۳۳ ل
کنیر ، س کنیر ، س کبر ، م کنیر ۳۴ زور۔ ڈھلکتی ، س ڈھلکی ۳۵ ل زور۔ ڈھال ،
۳۶ س چک ۳۷ حاشیہ ج چھنال ، زور ، س چھنچال ، م چھنچال ، س چھنچال

باندہ چڑھیا تنہ جو بن بھار
وٹے چھٹ ایک اٹی دکھلائے
دو جا لاس ورن رنگ مانہ
ظرفوں فوج حسن رنگ ہوئے
مار مار ہو رہی آواز
سکے نہ دل ہتھسار سنبھال
من بیدھیا تنہ کیا تدبیر
لیس کمثلہ چتر سو سیس
فوج سو اوس برق پھنکے
بھاگ چلے سنتوکہ قرار
تسکی کرل پریشاں جیوں
تن قصا ہر ٹھانھیں ٹھانہ
کوڑوں رہے سو مجنوں ہوئے
لیلی بھی مجنوں ہو جائے
ہوئے سوہے مجنوں اس گھاٹ

دل پت جیت چلے سینار
دیکھت ماں جے جو بہلاے
حسن جو سوہے سوہے تانہ
فوج سو ڈاوسے جتنے دوئے
سور دھیر تنہ غزبے ناز
اک پر ایک بھلے اوٹھ چال
بھنواں دھنگ دھر ماریں تیر
دیوے نس تر بھون ایس
روپ اکل کس کلت نہ آئے
صبر نہ رہوے دیکھت بار
وہ دس جاں بکھر کر کیوں
اک لیلی مجنوں جگ مانہ
جن اس دیکھیا گئے سو کھوئے
جب لیلی اس دیکھے آئے
عقل نہایت ڈھسین ماٹ

۱۰ سچیت ۱۱ زور۔ سینار ۱۲ ب، زور۔ چڑھیا، م چڑیا ۱۳ زور۔ مانہ جو ۱۴
وہ ۱۵ ل، زور، م چھت ۱۶ لب س اینس ۱۷ ل د س م کہلاے ۱۸ ج جس،
۱۹ ل س جتنے ڈاوسے، زور۔ جننے ڈاوسے ۲۰ ب ج ہوئے، م ہوئے ۲۱ ل س م
ایک ۲۲ ل س م بھلیں ۲۳ س اٹھ ۲۴ م ہتیار ۲۵ حاشیہ ج بھوں ۲۶ م
مارے ۲۷ ب م بیدھا ۲۸ م نس دن تس ۲۹ م چتر ۳۰ ل د زور، س م اس،
۳۱ زور۔ پچنائے ۳۲ ج یکھت ۳۳ لب د، زور، م سنتوک ۳۴ زور۔ یکھو ۳۵ ل د
م یوں ۳۶ ج دم اوس کی، زور۔ اسکی ۳۷ ب ایک ۳۸ م قصہ ۳۹ لب
ٹھانھیں، م ٹھانھیں ۴۰ د اوس ۴۱ زور۔ دیکھا ۴۲ زور، م کوروں ۴۳ س دیکھن،
۴۴ س ہوئے ۴۵ ب ڈاپن، د ڈاپن، س ڈھسین ۴۶ س م باٹ

جیوں سورج کا سب جگ نور
 آج دوہوں جگ تس کا داس
 رہے بھکاری ہو اس کاج
 پڑی سورت یہ اوس کے کان
 تیوں جگ منہ سلطان سو سوے
 اے سب عالم قائم تانہ
 جیوں بن روح جسا ہے تیوں
 تس منہ ایکو موکھ بنجھے
 جگ جیوک ہے وہی سو جان
 مست اونوے جیوں چڑھ کین
 تانیں دھنک گگن منہ جیوں
 جو بن گرج رہیا دھر بھار
 چاتک مور سورت کنٹھ لائے
 برکھا امرت بچن بناؤ
 اس رت ماٹ پرے ہیں سوئے
 چھوڑ چلیا یہ اپنا راج

دور دور ہوئی بات مشہور
 ایسا روپ اک تریا پاس
 کے لکھ چھوڑ سو آئے راج
 صاحب حسن اک تھا سلطان
 جیوں جوئے ماٹھیں جو ہوئے
 جیوں انسان جہاں جگ مانہ
 بن انسان سو عالم کیوں
 جیوں درپن بن صیقل ہوئے
 سب اوس کی کیا کہوں بکھان
 بیت سیام رتنالی نین
 بان دھری کھل بیٹھی یوں
 دسن سو جھلکیں بیچ اونھار
 کرل گھٹا گھن گھور دکھاے
 پون سو بھاوتی کے بھاؤ
 جگ منہ دل جنگل جے کوے
 اوس تریا کوں دیکھن کاج

۱۔ د مشور ۲۔ زور۔ ۳۔ لہم کئی ۴۔ رائے ۵۔ لہج بھکاری، س
 بکھاری، زور۔ بھکاری ۶۔ ہو ہو ۷۔ زور۔ یک تھا، م تھا اک ۸۔ لہ پڑی ،
 ۹۔ ب م سرت، زور۔ سورت، س س صورت ۱۰۔ د یہ یہ ۱۱۔ د، زور۔ اسکے لہج
 د جیو ۱۲۔ ب، زور۔ جسے ۱۳۔ س ماہیں ۱۴۔ ج د س جیوں ۱۵۔ د میں، م مانہ،
 ۱۶۔ لہ جوں ۱۷۔ ب یہ ۱۸۔ لب د س نچ، م نچ، زور۔ بچہ ۱۹۔ لہ د س س م جوسا ،
 ۲۰۔ لہ مانہ ۲۱۔ لب ج د س س م مکھ ۲۲۔ د انوے، ج انورے د حاشیہ ایندی ۲۳۔ م جڈ ،
 ۲۴۔ لہ دھرے ۲۵۔ زور۔ تانے ۲۶۔ ج سن ۲۷۔ س جھلکیں ۲۸۔ د بیچ ۲۹۔ م چانک
 ۳۰۔ د صورت ۳۱۔ ب سرت ۳۲۔ س بناؤ ۳۳۔ د میں ۳۴۔ س ہے ۳۵۔ م اس ←

جب جاؤں تس تریا پاس
یا جو دیوں تس تریا ساکھ
دکھ باٹوں کا نظر نہ لیائے
آ بیٹھا تریا کی ٹھانہ
شاہ گدا کے لاکھ کرور
کے ترپھیس کے جو گنوایں
کے رہ رہے سو حیرت مانہ
مجنوں دیکھ دیوانا ہوئے
جے سورج ہے اس کل مانہ
جس پر عالم سرگردان
راج تری کا نگری مانہ
جیوں عاقل کے دل منہ بات
بار عام وے آئے بھار
عالم کوں گئی مار سو دل
برس پچھیں سوسس لکھ جوئے

چلیا یوں من بات بماس
تب میرا جو آنے ہاتھ
اسی طلب سوں چلیا جائے
یونہیں کرتیں کیتک مانہ
دیکھے تو عالم گھر چھوڑ
کے رو دیں ہوئے کے پچھڑایں
جیوں چتراون ٹھانہ
تن حیرت جو مجنوں جوئے
ان پوچھیا وے تریا کانہ
جس پر جگ ذرے کی شان
ساروں کہیا کی اس ٹھانہ
چھپی رہے وے دن ہو رات
پن وے برس مہیں اک بار
کل پرسوں تھا دیا محل
بھور پور لک طالب ہوئے

→ ۳۷ س وہ ۳۸ زور، س اپنا

۳۹ ب، زور۔ بات ۴۰ س دیو ۴۱ ب، زور۔ سات ۴۲ د، زور۔ باتوں ۴۳ ل، زور
۴۴ س یوں ہیں، ب یوہیں ۴۵ ب ج دم کرتے ۴۶ زور۔ دیکھیں ۴۷ زور۔ س، س کئی،
۴۸ زور، س م کئے، د کئی ۴۹ ب اور ۵۰ س ترپیں، م ترپھیں اور ۵۱ ل، جیوں،
۵۲ ب س گوایں ۵۳ ل ب ج د ٹھانہ، زور۔ ٹھانہ ۵۴ حاشیہ ج وہ ۵۵ ل د س م،
دیوانا، ب دیوانا ۵۶ د پوچھا ۵۷ د وہ ۵۸ حاشیہ ج تریا ۵۹ ب وہ ۶۰ ل ہر
۶۱ ج غافل ۶۲ م میں ۶۳ زور۔ یک ۶۴ س عالم ۶۵ ل، زور، م آوے
۶۶ ل م دیا ۶۷ زور، م دل ۶۸ حاشیہ ج بھور جو طالب پورا ہوئے ۶۹ م پھور،
۷۰ س اک ۷۱ زور چھیں

جا اوتریا اک باڑی مانہ
 لہ بخلق مثلہا کہینج
 دیکھوں جس نہیں اے گلزار
 جا بیٹھا جیوں نو گلال
 یہ جوں مومن غیب سنگھات
 ائی تری کی محلی تانہ
 آبیٹھی جیوں بھنوری پاس
 ایدھر کدھر اوگا سور
 تے کعبا جگ کا قبلاج
 تہ آیا جس نہیں مثل
 سس سورج نم کریں جو ہار
 جیو سلامی لیا تانہ
 کروں سو جیو تریانی جد
 پاچھے دل سب گئے نس ٹھانہ
 اس کی ماند کہی سب بات
 آیا ج آیس کا دیس

برس لگیں یہ رہیا تانہ
 باغ ارم اک نگر ہینج
 تہاں برس لگٹ دیا قرار
 ترور بیچ اک ٹھانہ نہال
 جیوں پچھانہ رہے دن رات
 اک دن مجلس کوں نس ٹھانہ
 پایا راج کنور کا باس
 پوچھیا رے عالم کا نور
 کیا تمہارا صاحب آج
 قبلہ نما ہوا منجہ دل
 جسے طواف کرے سنسار
 ہوں بھی اک تن ذروں مانہ
 میری عید ہوتے گی تہ
 انھوں نہ مجلس کیتی۔ تانہ
 بیٹھی جھاں تری کی ذات
 راج کنور اک نوے بھیس

۱۔ س لگے زور۔ اتریا ۳۔ ب مہیج، زور، سن، مہینج ۴۔ ج تخلق ۵۔ زور، سن، کہینج
 ۶۔ س، کہینج ۷۔ ب س برسوں ۸۔ لکھ ۹۔ لم دیا ۱۰۔ زور۔ بچہ ۱۱۔ د، زور۔ ایک،
 ۱۲۔ م ٹھان ۱۳۔ س اک نوا ۱۴۔ زور۔ پر ۱۵۔ س آئیں ۱۶۔ لپائی ۱۷۔ س کنور،
 ۱۸۔ لکی ۱۹۔ س آبیٹھی ۲۰۔ د پوچھا ۲۱۔ آیدھر ۲۲۔ زور۔ تمہارا ۲۳۔ لکھے ۲۴۔ زور
 ۲۵۔ م کعبہ ۲۶۔ ب بچہ ۲۷۔ زور۔ سینار، م سنسار ۲۸۔ د جھار، زور۔ جو ہار ۲۹۔ م تل،
 ۳۰۔ ل س جیوں ۳۱۔ لب دلایا، ج س لیا ۳۲۔ لب س ہووے ۳۳۔ ج کرو،
 ۳۴۔ س جیوں ۳۵۔ ب انھو ۳۶۔ زور۔ دل ۳۷۔ ل س جانہ، زور۔
 ۳۸۔ جاں ۳۹۔ زور۔ ماند، س تانہ ۴۰۔ س س تجہ

کہنیں ماں کچھ آئے نہ دعوات
دیوے جو سو یہ مکھ دیکھ
جیوں مشتاق ہوں سن بات
بن جس بھانت کہوں تیوں لیاؤ
دو پیالے پی سکے نہ کوئے
اسے شراب پلا اوس ٹھانہ
جیوں عالم کھیں ہوئے نسیان
لیاؤ پاکی مانہ سلائے
بیٹھے تیس ٹھنہ مجلس جوڑ
جیوں شیشا تیس مجلس مانہ
ڈھلیا پھول سو جیوں مرجھائے
ہوا لیٹتیں ماں بے ہوش
تیس منہ اوس کوں اچا سلائے
لیائے پاکی محلوں مانہ
بن بے ہوشی شرط سو جان
بھوی پاکی کے چھپائے

بن ہے دیکھی جیسی بات
آیا یوں نسچل من لیکھ
کیا اس ترتیب سنگھات
کہنیں لاگی منجہ دکھلاؤ
دیا شراب تنھوں کوں سوئے
کیا کرو جا مجلس تانہ
بن سدہ کرو سو ایسی شان
جب پوری بے ہوشی آئے
یو نہیں کیا ادن آئے بھور
راج کنور بھی بیٹھا تانہ
بھر پیالے اک دوئے پلائے
متوالا مستی کے جوش
انھوں پاکی تہاں منگائے
تیو نہیں راکھی مجلس تانہ
جیوں مرشد لیاویں من آن
اس آنگن منہ چتا لٹائے

۱۰ زور۔ دیکھیں ۱۱ ب کہنے ۱۲ ب ج م منہ، زور۔ مانہ ۱۳ زور۔ نسچل ۱۴ سے سنگلات
۱۵ ج مشاق ۱۶ ب کہنے ۱۷ ب مج ۱۸ ل ب د م لاؤ ۱۹ نہ ب، زور۔ دیا ۲۰ سے سن
۲۱ جائے ۲۲ ل ب س، زور۔ اوسے ۲۳ ب اس ۲۴ ب سد ۲۵ م تھے ۲۶ ل ب م
۲۷ پا لکھی ۲۸ ج د س بسلائے ۲۹ ل س یو نہیں، یو ہیں ۳۰ ل س آن ۳۱ نہ س بیٹھیں،
۳۲ ب تہاں، س ٹھانہ ۳۳ م شیشہ ۳۴ س دو ۳۵ م دھلیا ۳۶ س
۳۷ لبتی، م پٹنیں ۳۸ زور۔ مد ہوش ۳۹ ب انہو، د اونہوں ۴۰ م مانہ،
۴۱ م اوجا ۴۲ نہ زور۔ راکھیں، م راکھے ۴۳ س لیائیں، س لیا ،
۴۴ د آگن، زور۔ آگن میں ۴۵ ل ب ج د س کے

بیٹھی اک دندبے سنگھات
 کھڑے سو محل لاکھ کروڑ
 کہاں جیبہ جے کرتے بیان
 پھرتا لگن رھیا ٹھٹھانہ
 انکھیاں کھولیاں جیتی بار
 کنہ باڑی کنہ مجلس سوئے
 بھی حیرت ہوئی دوجی بیر
 تخت اوپر اک اوگا بھان
 تخت پہیج عرش رحمان
 دیکھی پن جا سکے سو نانہ
 ڈال پانت جڈ میوا لال
 تیوں یہ بھی اک رنگی تھاج
 تن ڈوروں کا کیا خیال
 پن تھڈ عاشق کے دل مانہ
 تیوں حیرت منہ ادھکا کھوئے
 دیکھ فکر کر ہوئے عجب
 سمجھ حیرت مانہ چنپائے
 کچھو خاری کا بھی انگ

محل ہمیں تریا کی ذات
 دوہوں بازووں رستے جوڑ
 ہر اسموں صفتوں اور شان
 دیکھن کاج تماشا تانہ
 راج کنور جب ہو ہشیار
 دیکھے تو وہ ٹھانہ نہ ہوئے
 بھی دیکھیا جب کروٹ پھیر
 محل ہمیں کچھ اور منڈان
 یوں جو سیتیں کیا گھمان
 بھینت بلور تنیں بیچ مانہ
 تہاں چھوڑ اک لال گلال
 جیوں ترور پروالی کاج
 تریا کی چک لال گلال
 ترور چکوں ہمیں تھا تانہ
 جیوں جیوں یہ ہشیار سو ہوئے
 کچھ بوجھے ہے سہناں سب
 کچھ جاگتا عین سو پائے
 کچھو بھوں مستی کا رنگ

۱۰ دس زور۔ بازو، ج بازو ۱۱ سے صفتو ۱۲ ب جیب ۱۳ ب ج کروں ۱۴ ہم تماشا ۱۵ زور۔
 ۱۶ ہوا، س ہوئے ۱۷ دس ہوشیار ۱۸ د انکھاں ۱۹ ب د دیکھا ۲۰ لہ لہی ۲۱ لہ س یو،
 ۲۲ زور۔ رحمن ۲۳ لہ لہی، س تیں ۲۴ لہ د بچ ۲۵ لہ لہ، زور۔ پن ۲۶ م چور ۲۷ لہ زور۔ جہ
 ۲۸ س س جہ، م چڑہ ۲۹ س م جو ۳۰ س رنگ ۳۱ زور۔ چکھ، م جک ۳۲ لہ س ندارد،
 ۳۳ زور۔ شعر ندارد ۳۴ لہ لہ چکھوں، م جھکوم ۳۵ ب، زور، م سہنا، د سہناں ۳۶ زور۔ چنپائے،
 ۳۷ ج بھو ۳۸ زور۔ رنگ، س ہنگ

پرتک ہے یا سہناں رات
 آپس کوں خوبی پکھناتے
 بھر دیتا اوش اپنی ہاتھ
 بن سدہ ہوا جو تھا ہشیار
 تس اوپر لے اے سلائے
 اوس مجلس کا بتلس مانہ
 گئے سو اس مجلس منہ چھوڑ
 کچھ کچھ مستی ہوئے نقصان
 پائی جو تھی مجلس سو سب
 یہ سب تھی سہنیں منہ بات
 سہناں دیکھیا ایک اتال
 ایسی مجلس ایسی ٹھانہ
 مانڈ کے سب انھوں سنگمات
 جیوں گھٹا گھن گرج دکھائے
 جیوں چڑھ جھوم سو برسے کین

تس تمیں بوجھ سکے نہیں بات
 تیسیں تریا سر پر آئے
 شیشا پیالہ لپا کر ساتھ
 اون لے پیالا بیٹی بار
 بھوڑ پالکی تہاں منگائے
 کیا لجاو تہانہ کا تہانہ
 پھر بارڈی منہ لیائے بہوڑ
 کیتک بار کے اس شان
 دیکھیا انکھیاں کھول سو جب
 تب پوچھیا یوں جو سنگمات
 اوٹھ مجلس منہ کیا حال
 جانیں ہوں ہوں محلوں مانہ
 جے جے گزری تھی تہ بات
 کہتیں بات سو دکھ چڑھ آئے
 ساون بھادوں ہوئے سو نین

۱۔ ب م سہنا ۲۔ لب ج د س م نیسے ۳۔ ج پھینا ۴۔ م شیشہ ۵۔ زور م پیالا ۶۔ ب م
 لاکر ۷۔ ج الیا کر ۸۔ م سات ۹۔ شے س اس ۱۰۔ ب، زور۔ اپنے ۱۱۔ شے ج م بات ۱۲۔ س بیٹی
 ۱۳۔ س پیتیں ۱۴۔ ب س ۱۵۔ لب م پالکھی ۱۶۔ ب، زور، م اوسے ۱۷۔ شے س کہا ۱۸۔ شے س لے جا
 ۱۹۔ س لجاو ۲۰۔ شے ل م تانہ، ب س تہاں، س تھناں ۲۱۔ شے ل م تانہ ۲۲۔ شے س پیر ۲۳۔ شے زور۔ ہاں
 ۲۴۔ شے ج میں ۲۵۔ شے س گئیں ۲۶۔ شے ل س س اوس ۲۷۔ زور۔ کتیک، ر کیتک ۲۸۔ شے زور۔ شے
 ۲۹۔ شے د دیکھا ۳۰۔ شے س ہائے ۳۱۔ شے ب بوجھا ۳۲۔ شے س جیوں ۳۳۔ شے س تھیں ۳۴۔ شے ب سہنے، م
 ۳۵۔ شے د میں ۳۶۔ شے ج م اٹھ ۳۷۔ شے ب ج م سہنا ۳۸۔ شے لاک ۳۹۔ شے ل م جانے ۴۰۔ شے م
 ۴۱۔ شے د انہو، م اونھوں ۴۲۔ شے ب کہتے ۴۳۔ شے م چڑھ ۴۴۔ شے م کھور ۴۵۔ شے زور۔ دفعے
 ۴۶۔ لب ج د، زور۔ بھادو ۴۷۔ شے س چڑھ، م چڑھ ۴۸۔ شے ل، زور۔ جھوم

دکھیا پون ناسوں مانہ
 بھگانیہ کے مینہ ماں سوئے
 ڈھلے سو وہ آنکھوں منہ آئے
 بارہی مانہ نوی رت دیکھ
 بارہی منہ اس چھوڑ نو چھوڑ
 جے عاشق پر گذری بات
 ان دکھیا سب دکھیا کین
 داغ دیا سس چھاتی مانہ
 رترو داوں کرے سو لال
 تارے پڑے پھولے تانہ
 وے ہر ٹھانہ دکھاویں یوں
 ڈیرے بھار دے تن آج
 اس دکھ باو پریشاں حال
 اس دکھ تھیں بھوں چال دکھائے
 اس دکھ تھیں دکھیا دن رات
 اک نس بیٹھا ہو نسیان

بجیل جمال سو جھلکے تانہ
 آنجھو ریلا جھیل جو روئے
 ہے جو تھے پیالے مکھ لائے
 مجلس کا سکھ ہریا بسیکھ
 سب دکھیا ہو گئی بھور
 کیا جاتس ذات سنگھات
 سبئی زمانیں کا سکھ چھین
 اس دکھ سور جلے ہر ٹھانہ
 لگن سو سرگرداں بے حال
 اوٹھے جو جمال نساؤں مانہ
 مکھ پر پڑے پھولے کیوں
 کوچ کرے جیو جانیں کاج
 اس دکھ پاوک کے تن جمال
 اس دکھ جل ہر سوستا جائے
 سب ترور ہو جیوک جات
 برس قریب ہوا اس شان

۱۰ م پھیل ۱۱ ج جہاں ۱۲ زور۔ آنجھو، م آنسو ۱۳ زور، د جھیل ۱۴ ل ب د
 ۱۵ مہ، ا ج س منہ ۱۶ ل ب ج د پی، م بی ۱۷ م جو تھے ۱۸ م دہلی ۱۹ ل ب، زور۔
 آنکھوں ۲۰ م منہ ۲۱ س م دیکھیا ۲۲ زور۔ کئے، م کیتی ۲۳ حاشیہ ج ٹھور ،
 ۲۴ ل ب سبھی ۲۵ ل ب د س زمانے، زور۔ زمانہ ۲۶ د، زور، م چین ۲۷ ل ب آن
 ۲۸ ل د دکھیا ۲۹ ل ج دم دیا ۳۰ زور، م ناسوں ۳۱ ل ب ہنولے، دم پھولے ،
 ۳۲ س پڑے ۳۳ ل ب، زور، س دکھاوے ۳۴ م جیوں ۳۵ ل ب، زور۔ جانے ،
 ۳۶ م دیرے ۳۷ ج د س بھر ۳۸ ل ب دیسی، ج دہی، س دیتے ۳۹ ل اوس ۴۰
 ۴۱ م پاو، زور۔ باد ۴۲ ل ب س سستا ۴۳ د ہو ۴۴ زور۔ بیٹھا

آیا تھا جوں تریا پاس
 کیا جو ہنناں ہووے عین
 ائین پکڑی اس کی بانہ
 تجھ محبوب ملاؤں اماں
 دیئے پھول رومال اس ہاتھ
 باٹ پاتے پھر پھولوں ماٹ
 یہ ان سمجھیں چلیا آئے
 سچیں ملوں گا ہوں اس رات
 اس پہلوں جو ملنیں جائے
 کہاں سو ہوں میں ملناں کانہ
 دونہ پر جو جائیں کا چھبہ
 جھوٹ تو مرناں سچ کر لیکھ
 تن اینٹوں سس سورج چھانہ
 صاف سودل عارف کا جیوں
 قندیل اور فانوس کرور

تیسے خوش بوٹی کا باس
 بوجھے دل منہ پاوے چین
 یوں اٹکتا ویسے مانہ
 کہا کہ اڈھ آٹھ ڈمال
 یہ اڈھ نکلیا اوس کے ساتھ
 کہا پھول نا کھیں سب باٹ
 وہ آگئیں گھونگھٹ منہ جاے
 کچھ بوجھے سے ساچی بات
 ات خوشیوں گدگدیاں آئے
 جھوٹ کچھ بوجھے من مانہ
 خوف امید ہمیں ڈگ دیہ
 خوشی تہی جو جاے بسیکھ
 پونھیں آئے محل اک مانہ
 روشن گچ کی صفا سو کیوں
 شمع ہلالوں کا کنہ اور

۱۰ زور، س تیسیں ۱۱ س یاس ۱۲ د، زور۔ میں ۱۳ ج س س م پاوہ ۱۴ ہے س کہیا،
 ۱۵ ب ہننا ۱۶ ج ہوئے ۱۷ س اٹھ ۱۸ ب د مجھ ۱۹ ب م دنباں ۲۰ ب نکلا،
 ۲۱ ب، زور۔ سات ۲۲ ب ہات ۲۳ زور۔ بات ۲۴ د پاوے، م پائی ۲۵ زور۔
 مات ۲۶ زور۔ آگئیں ۲۷ زور۔ سمجھیں، س سمجھیں ۲۸ ل جلیا ۲۹ ب ج د جائے
 ۳۰ س ساچی ۳۱ ج، زور۔ س س سمجھیں ۳۲ زور۔ ہوں ۳۳ ج نزارد ۳۴ زور۔
 پھولوں ۳۵ ب، زور، م ملنے ۳۶ د جھوٹ ۳۷ س کچھ ۳۸ ل پوچھے،
 ۳۹ س تیں ۴۰ زور، س، م ملنا ۴۱ د دکہ، زور۔ رکہ، س جیو اس ڈک یہ،
 ۴۲ زور۔ جانے ۴۳ زور۔ تہی ۴۴ س ایسج ۴۵ ل ب ج د یوں، میں ۴۶ س
 ایٹوں ۴۷ س پونم ۴۸ س کیوں

اینہاں کھٹا وے دیس اتال
 جوت سو ہرنگ کی بن باو
 کا نہ ہو کہو وے دل
 اپنا تخت دیا بر باد
 دل کے پاؤ نہ تھو بھیس تانہ
 بیٹھی وہ بے مثل امول
 وہی تخت ہو رہی سونا
 جیوں سپہر بیچ تاروں مانہ
 منجھے ملے بن شان گمان
 منجھ من آج ہوئی سراج
 کہی روا تھی تینیں بات
 سنتیں ملے یو نہیں محبوب
 آج فخرے منجھ محل
 توں بھی پھر کر آتس ٹھانہ
 ہوئی سو تو عاشق صادق

اونہاں زماناں مانگ اوجال
 تخت سو بھاری نگوں جھڑاو
 تخت پھیا یا تسی مثل
 کیا سلیمانیں یہ یاد
 لاس پھپھانوں گا تن مانہ
 نس اوپر جب گھونگھٹ کھول
 دیکھ پھچھانیں تیتی بار
 ذات جو ہتی سر مجلس تانہ
 وہ ایکل سورج کی شان
 کیا دیوں شکرانے کا آج
 کیا جانوں کیوں گزری رات
 سن آ میں کہو سب خوب
 کہہ نزدیک کھیا اس ول
 بار عام دے آؤں جانہ
 بیس جہاں ایے عاشق

۱۔ د اونہاں زماناں مانگ اوجال، ۲۔ زور۔ زمانہ، ۳۔ اوجال، ۴۔ م اوجال، ۵۔ ب کہا وے، ۶۔ د کلاوے
 ۷۔ ل، زور، سن، م اک ۸۔ ل س جڈاو ۹۔ لب سن م ہریک ۱۰۔ م تن ۱۱۔ ل دم پاؤ،
 ۱۲۔ م تے ۱۳۔ لب ج د کا نہ ہو ہو ۱۴۔ م کہو وے ۱۵۔ لب ج سلیمان بنیں، ۱۶۔ د سن سلیمان پن
 زور۔ سلیمان بنیں، ۱۷۔ م سلیمان ۱۸۔ لب ج م اپنا ۱۹۔ ل ج م دیا ۲۰۔ م کی ۲۱۔ ل پاؤں، ب
 سن پانوں ۲۲۔ ل تسانہ ۲۳۔ م بیٹھے ۲۴۔ ب د پھچھانے ۲۵۔ لب ج د سن س تی تی، زور۔
 تیتے ۲۶۔ د وہی سو ۲۷۔ زور، سن م اور ۲۸۔ زور۔ سپہر ۲۹۔ ل س ایچ ۳۰۔ زور۔ کے
 ۳۱۔ د مجھے، م منجھے ۳۲۔ سن دیوں ۳۳۔ ل س م شکرانیں ۳۴۔ زور۔ دن ۳۵۔ زور تھیں ۳۶۔
 زور۔ جتیں، سن تیتی ۳۷۔ ل سنتیں ۳۸۔ زور۔ کہو ۳۹۔ ل س م ملیں ۴۰۔ زور۔ یوں ہیں ۴۱۔
 زور۔ کنہ ۴۲۔ زور، م دل ۴۳۔ ب مج ۴۴۔ زور۔ پھر جانہ ۴۵۔ زور۔ ہوئیں

مت ملتان کو جانے دیکر
 چھپا سو ملتان جو سکھاتا
 باٹ پانے کا پھولوں کا
 آؤ سو دھر پھولوں کا
 منہ منہ دکھ من مانہ سہاک
 سب جانناز ملے تھے جانہ
 تہاں نقیب طلب کے کوڑ
 چہوں دسوں میدان چھٹائیں
 مار مار کرتی ہر ٹھانہ
 خلق ملے بے حد شمار
 ہر ہر صف انکھیاں دکھائیں
 ہوئے تجلّا برقی جیوں
 دو پل رہے تو جاوے بھان
 تو موسیٰ سراں ہو جائے
 دکھلا انبر منہ چھپ جائے
 کہویں اک تھیں ایک بسیکھ

دکھ ساروں من کریں بسیکھ
 رکھے کسے یہ کہوے بات
 بھی آیا لوڑے اس ٹھانہ
 ناکھے پھول اسی پنٹھ آؤ
 یہ پھر کر آیا تس ماگ
 کھڑا رہیا تس ٹولے مانہ
 عشق کھڑا تنہ درگہ جوڑ
 ہوئے سقی آنجھو بھر آیں
 غیرت ہوئے چاؤش سو تانہ
 ہودیں تنہ دبدبے ہزار
 ایکس پر اک سیس ملایں
 تیسے نکل دکھایا کیوں
 ویوں کے دل پر اس شان
 جو موسیٰ کے دل ٹھرائے
 جیوں سس پونم نکل دکھائے
 ماہذا بشرًا مکھ دیکھ

۱۷ ب س ملنا سے س جانیں سے س رکھیں سے س نہ سے ب، زور، س ملنا سے م پاٹ
 ۱۸ سے ب پھولوں سے زور۔ بھول سے ل س اوسی سے ل ب بینتھ، ج بیستھ، د بنیٹھ
 ۱۹ سے د س مکھ سے ل س ماں سے ب کھر سے زور۔ سیہ سے زور۔ کئے سے زور۔ سفا
 ۲۰ سے ل ب آنجھو، زور۔ انبو سے زور۔ رسول سے ل ب دچھتائیں سے ل س ہاوش، ب دم چاؤس
 ۲۱ سے زور۔ کرتے سے ل دبدبہ سے زور، م ملائیں سے س انکھیاں سے زور، م دکھائیں،
 ۲۲ سے ل، زور تیسیں سے ل س س م تجلی سے ل برنی سے س پر آے
 ۲۳ سے س سرا سے س امبر سے د میں سے س انکھ سے س کہوں ،
 ۲۴ سے د ایک، زور۔ یک

سر پر چھتر ناسا آہ
 دھج کر لے سو چھل ہتھیار
 من کی یاد ترنگ بھلایں
 ہوا محبت منہ سلطان
 باطن مانہ غنی معمور
 انا بشر مشکہ دکھائے
 یہ ما یَنطِقُ عَنِ الْمَوْتِی
 قوسین او ادناء سو تمام
 اینہاں دایرے کا ہے دور
 کہوں کتھا منہ یعنی کھول

تن ماں پہ عاشق جیوں شاہ
 فوجاں باندہ چڈھے دکھ پھاڑ
 آنچھو چھانٹیں تیر چلایں
 عشق تخت گہ کر اس شان
 یہ ظاہر عاجز مہجور
 ظاہر تم جیسا کہلائے
 باطن سب ادس کیج رضا
 دنا تدا لا قرب مقام
 خاتم ولی کہیں اس طور
 قرب مقام کتھن ہیں بول

مقامات معراج

کھیا ملیں مغرب کون کال
 اینہاں ملیں کل یہ میقات
 صفت اضافت سگلے چھوڑ
 سیتیں نکلیا بن تکلیف

عاشق معشوقیں یوچال
 دوہوں وعدا کیتا رات
 عاشق سببی علایق تور
 اک احدیت کی تعریف

۱۷ من ۱۸ منہ ۱۹ من اس شعر سے قبل "فوجاں باندہ" والا شعر ہے۔ ۲۰ زور، سن،
 ۲۱ باند ۲۲ من سن لے ۲۳ لب ج سن م جھل، دچل ۲۴ د ہتھیار ۲۵ ل آنچھو،
 ۲۶ من تخیکہ، ب محض تخت ۲۷ من م کھکر ۲۸ لے د میں ۲۹ سن وہ ۳۰ م دنی،
 ۳۱ سن سن م تدلی ۳۲ ج محض ادنا، لب سن م ادنی سو ۳۳ سن کہے ۳۴ ب ج
 ۳۵ ایہنا ۳۶ زور۔ کہتے، سن کہتیں ۳۷ سن نہیں، سن ہے ۳۸ لے وکیتا، ج
 ۳۹ د سن کتھا، زور۔ کھتا ۴۰ لب ج د سن گئی کال، م محض کال ۴۱ ل م دونوں،
 ۴۲ ب دونو ۴۳ ج سن واعد، م وعدہ ۴۴ ج اینہا ۴۵ ب ج سبھی ۴۶ لے
 ۴۷ سن سنتیں، ب سونتے ۴۸ لے ب نکلا

مغرب کا وعدا جس ٹھانہ
نس ٹھنہ قرب دنا کہلائے
انگ ڈھنگ رنگ تمل چتلاج
کر انجن تن پنجنہ بنائے
دیا تنھوں پانیس کے تیر
دل لینیس کے سارے ڈھنگ
اک اک کہوں تو لاگے بار
واحدیت منہ جیوں صفات
جنہ وعدا کیتا تھا رات
یہ بھی عصر کوں آیا تانہ
قرب قدلا سوئے کہاے
وعدے پہلے فرق سو نانہ
آویں سرکھے گوشے جان
ہب معراج ہوئی اس ٹھانوں
او ادنا تب کہا جائے

کیا عصر کوں جاؤں تانہ
عاشق وعدے پہلا آئے
تند معشوق سو جانے کاج
نین بھٹوں کے ڈھنگ چڑھائے
عاشق کے آنجھو کا نیر
معشوقیت کے سب رنگ
بھانتیں بھانت سو کر سنگار
اعتبار ساروں سنہ ذات
چلیا ملنیں کی میقات
وعدا کھا مغرب کا جانہ
وعدے پہلا معشوق آئے
دوہوں برابر آئیں مانہ
جیوں کو سینکن دیکھے تان
اینھاں قاب قوسین سونانوں
جب تھیں دونہ ماں دوئی نپائے

۱۷ م کو ۱۸ م وعدہ ۱۹ وعدے ۲۰ وعدے ۲۱ وعدے ۲۲ وعدے ۲۳ وعدے ۲۴ وعدے ۲۵ وعدے ۲۶ وعدے ۲۷ وعدے ۲۸ وعدے ۲۹ وعدے ۳۰ وعدے ۳۱ وعدے ۳۲ وعدے ۳۳ وعدے ۳۴ وعدے ۳۵ وعدے ۳۶ وعدے ۳۷ وعدے ۳۸ وعدے ۳۹ وعدے ۴۰ وعدے ۴۱ وعدے ۴۲ وعدے ۴۳ وعدے ۴۴ وعدے ۴۵ وعدے ۴۶ وعدے ۴۷ وعدے ۴۸ وعدے ۴۹ وعدے ۵۰ وعدے ۵۱ وعدے ۵۲ وعدے ۵۳ وعدے ۵۴ وعدے ۵۵ وعدے ۵۶ وعدے ۵۷ وعدے ۵۸ وعدے ۵۹ وعدے ۶۰ وعدے ۶۱ وعدے ۶۲ وعدے ۶۳ وعدے ۶۴ وعدے ۶۵ وعدے ۶۶ وعدے ۶۷ وعدے ۶۸ وعدے ۶۹ وعدے ۷۰ وعدے ۷۱ وعدے ۷۲ وعدے ۷۳ وعدے ۷۴ وعدے ۷۵ وعدے ۷۶ وعدے ۷۷ وعدے ۷۸ وعدے ۷۹ وعدے ۸۰ وعدے ۸۱ وعدے ۸۲ وعدے ۸۳ وعدے ۸۴ وعدے ۸۵ وعدے ۸۶ وعدے ۸۷ وعدے ۸۸ وعدے ۸۹ وعدے ۹۰ وعدے ۹۱ وعدے ۹۲ وعدے ۹۳ وعدے ۹۴ وعدے ۹۵ وعدے ۹۶ وعدے ۹۷ وعدے ۹۸ وعدے ۹۹ وعدے ۱۰۰ وعدے

افضل من انبوت سوئے
 دنا کرے دیکھن کون دھائے
 کرے تدا دیکھ بہوڑ
 ہوئے میقات سو درپن مانہ
 او ادنا منہ کہی جو بات
 تنہیں جوئے سوں کی معراج
 تفصیل اور ولی تس کیج
 وئے دل سوں معراج سو پائے
 امریں آج سو جا تس ٹھانہ
 ختم ولی منہ تس شک نانہ
 پن ہے اصل سو تس کی ٹھانوں
 آپ ولایت کا تنہ نور
 محض ولایت کیج لباس
 عبدآہ سو دوئی صفات
 کھانی کہوں سنیں سب چھوڑ

ختم ولایت کاتب ہوئے
 جیوں نظر درپن منہ جائے
 ترت چھانہ دیکھن کی جوڑ
 دوہوں قاب قوسین اک ٹھانہ
 ان سب معنوں منہ اک ذات
 خاتم ولی کہیں جس آج
 وہی ولی اک ہے جیوں بیج
 انھوں مراتب ولی جو آئے
 قیامت کی میقات سو جانہ
 جے آدے اس منزل مانہ
 اس منزل کا ہے یہ نانوں
 جے قیامت کون کرے ظہور
 شفیع ہوئے تس دن چنہ پاس
 کرے شفاعت ولی سو ذات
 گنہ شفاعت کی اک جوڑ

حکایت مرتبہ شفاعت ولایت کہ انجا گناہ عین عبادتست
 جوان اک پکڑ پچھسی مانہ

۱۰۰ من من النبوة ۱۰۱ ب م دنی ۱۰۲ ب م تدلی ۱۰۳ ب دیکھت ۱۰۴ ب سن وہ ہوں
 ۱۰۵ ب دم ادنی ۱۰۶ م کہے ۱۰۷ د آج ۱۰۸ ب جسے ۱۰۹ لہ لسن ولی ہے اک جیوں
 ب ولی ایک ہے جیوں، سن ولی ہے جیوں ۱۱۰ ب انھو ۱۱۱ م ولی ۱۱۲ ب نانوں
 ۱۱۳ ب ٹھانو ۱۱۴ لہ لکاتوں، ب کات، سن کاتانہ ۱۱۵ لہ لہ جنہ ۱۱۶ لہ سن عبد اللہ
 ۱۱۷ لہ لسن کھانیں ۱۱۸ لہ وئے د نارد
 ۱۱۹ لہ زور۔ ایک ۱۲۰ لہ زور۔ کس ہور

جاناں آناں دوہ اک بیر
دوہی بار آدے تکرار
سن تمثیل پچھیں کر مان
جا آئیں منہ دوئی نپائے
رکھ سورج کا مثل نہ ہوئے
تہاں او جالے کون کیوں پائیں
سورج کا اجیالا تیوں
جگ کا مول اس کا تنبول
عالم او اس پر جیوں اسپند
جیوں عظمت سوں ہے کوہ طور
دیکھیا چھجا سو جیوں بادل
کیسے تجلا ہے تس کھار
نیہ سمند چڈہ آیا جوش
جیوں موسیٰ کا ہوا سو حال
جیوں چلچر نیچ پائیں ہوئے
او چالے گھس کی دس تان

سوار ترنگم من کے پھیر
تری تو جاوے ایس بار
اس کا جاناں اک دان
جیوں نظر درپن منہ جائے
اس چنچل پن تری نہ کوئے
اسی او جالے ساٹھ دوڑایں
رہے تری پیچھل رج جیوں
اور کسوت کی بھانت امول
جاتا تھیا پرھتی کر بند
دیکھی اون مارٹی اک دور
چل آیا تس مارٹی تل
تس نیچ سور ورن اک نار
انجا کیا دل جیو بے ہوش
بن سدہ بدھ پڈیا بکراں
اک ٹک رھیا پھجے دھر جوئے
جب ٹک سدہ کی ہوئی سو جان

۱۷ د منک ۱۸ جانا ۱۹ زور۔ دوں ۲۰ سے سن م جا آنا ، سن جاناں آناں ۲۱ ۲۲ ۲۳
ایک ۲۴ بے ب ڈان ۲۵ بے ب آنے ۲۶ د میں ۲۷ م نارد ۲۸ لے زور ۔ ۲۹ انہ
م رٹ ۳۰ بے ب اوسی ۳۱ لے زور م او جالے ۳۲ بے ب سات ۳۳ لے م دوڑا ئیں ،
۳۴ سن او جالیں ۳۵ م پائیں ۳۶ بے ب سن سن زور۔ کا سو ۳۷ لے د اس ۳۸ لے سن
ان ۳۹ لے سن یک ، زور۔ ایک ۴۰ د کے ، سن نارد ۴۱ لے سن اس ۴۲ لے د سن
پھجا ۴۳ لے د بچے ۴۴ لے ب ج کئے ، م گئی ۴۵ لے ب سن سن تجلی ۴۶ لے لے آنجا ، زور۔
انجاں ، سن نارد ۴۷ لے ب د جیوں ۴۸ لے ج سد ۴۹ لے لے پریا ، ب سن پریا ۵۰ لے د
ایک ، زور۔ یک ۵۱ لے سن نارد ۵۲ لے ب ج د جبر ، سن چلچر ۵۳ لے د پانی ۵۴ لے م ہوئے

گھر دیکھن کوں اور رنگ ڈھنگ
یہ نش گھر دیکھن کی چال
مع القلوب قلوب بندھائے
تیوں اس کی بھی وہی سو بات
بن بن بگٹ دوہوں کا نور
اک کوں دو جا دیکھے نانہ
جے یہ کرے کرے وہ سوئے
کچھ اک ادھکا ہے نہ مانہ
نہ بنی بٹوا اس میل
کبھی ہموں پر پتنگ چھپائیں
جل چوناں کی اک سو آٹھ
پان گھنٹا سر کیتا دور
کبھیں ہمیں رنگ لال کھسائیں
عاشق پر عاشق کر جان
داسی سب پاسے تھیں ٹال

اون بانڈی بھیجی اک سنگ
بانڈی آئے کھے سب گال
دلبر دل منہ تب شک لیائے
جیوں وے تلوکتا دن رات
جیوں دو شمع سو جلتیاں دور
دو جگ الگی مانھیں مانہ
دو نہ کا من یوں ایج ہوئے
بلکے ہے معشوق سو جانہ
جیوں تل پیل ہوویں پھر تیل
بھی دونوں مل دیہ جلاں
اوٹ کھرتن کا سو کاٹھ
کتر سوپاری تن کر چور
بھی اوروں مکھ آب ڈلاں
سب معشوق سو چھبہ زوان
اک دن من منہ اوٹھے سو جھال

۱۰۰ د بانڈی ۱۰۱ س کو ۱۰۲ م اورنگ ۱۰۳ زور۔ سبہ ۱۰۴ لب دس نس، زور۔ سن
۱۰۵ س م کئے ۱۰۶ م مصرے برعکس ہیں۔ ۱۰۷ ب ج د س م دل پر ۱۰۸ ب م لائے ۱۰۹
س وہ تولتا ۱۱۰ ل م اوس ۱۱۱ زور۔ بن ۱۱۲ زور، م بکت ۱۱۳ زور۔ چکھ ۱۱۴
زور۔ یک ۱۱۵ زور، م بلکہ ۱۱۶ س ہیں ۱۱۷ ل ادکا ۱۱۸ ل س ہویں ۱۱۹ س پتی
۱۲۰ زور۔ بنتوا ۱۲۱ س یہی ۱۲۲ زور، م جلاں ۱۲۳ زور، س س کھیں ۱۲۴ زور
م چھپائیں، س چھپائیں ۱۲۵ د س اوٹھے، م اٹھ ۱۲۶ م گہیر ۱۲۷ م کات،
۱۲۸ س چونا ۱۲۹ س کئی، س کر ۱۳۰ م آٹ ۱۳۱ زور۔ سپاری ۱۳۲ ل
کھونتا، س کھتا، زور، س کھونتا، م کھنتا ۱۳۳ لب د، زور، س س دلاں، م دلاں
۱۳۴ زور، م کھائیں، دکھلائیں ۱۳۵ م چھ ۱۳۶ م اٹھ ۱۳۷

جنہ گئی رات گھڑی اک دوئے
 سانچہ مہیں لے ڈھانپیا دیس
 سب کسوت ایسی کیتھیج
 عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
 دیئے سندیسے بھی دوچار
 تم مکھ لاگن کے سر لائے
 آؤ تو مست ہوئے تم سنگ
 ہار جیت تم آیں قبول
 آؤ تو ٹک تلوے سہلائے
 وے بھی ہوا منج بھانت اوداس
 گھنٹا پور پورا ہو تاج
 اون پگڑی گل باہی آج
 پاؤ پڈے ان مانیں ہار
 عاشق کا من لیا سو چھین
 او سے بھلا ہوہر آپ چھپائے
 توں ہیں سو بی بی توں ہیں سو پو

آپ اکیلی رہے سو سوئے
 بانڈی کا سب کیتا بھیس
 بوئم چاند کیا لے بیج
 آپ چلی اوٹھ گئی سو تانہ
 بی بی تھیں تم کیا جوہار
 کھیا کہ دارو آپ گلاٹے
 مانچ سرہی آتا ہے تنگ
 گل بندھن کر بیٹھی پھول
 تن صندل اینہاں گھسوائے
 چاند تھرک رھیا ج اکاس
 کنتھ کی پھپ سو دیکھن کاج
 نہیں کنڈالی منہ آج
 آؤ تو تم مکھ دیکھت بار
 اس اس بھانت سندیسے دین
 مصل تھلا جنہ ہو آئے
 کھیا کہ توں ہیں میرا جو

۱۰ دبانڈھی ۱۱ د ندارد ۱۲ م اورنگ ۱۳ ب د ڈھانپا ۱۴ ل بوئم ۱۵ زور بیج
 ۱۶ زور۔ سبہ ۱۷ م اٹھ چلے ۱۸ زور۔ تم ۱۹ م دلرو ۲۰ م پلائے ۲۱ س مانچ
 ۲۲ ل، زور۔ سورہی، س صراحی، ب سورتی ۲۳ ب م ہودے ۲۴ س کر ۲۵ ب آئے، زور
 اس، م آئیں ۲۶ س اپنا ۲۷ م رہیو ۲۸ ل آکاس ۲۹ نہ ج و م وہ ۳۰ ب
 ۳۱ ل ب م اداس ۳۲ ل، زور۔ بہت تمھوں کنتھ، س پھپ تمھوں کنتھ، م کنتھ کی بہت سو،
 ۳۳ ل کھتا، س کنتھ ۳۴ ب م اور ۳۵ میں ۳۶ د ندارد ۳۷ د پاؤں ۳۸ زور۔ پڑے
 ۳۹ س ملتیں ۴۰ ل زور، س س م تھلی ۴۱ ب اور ۴۲ ل ب ج د توں ہی، م توں ہے ۴۳ ل
 توں، د ندارد ۴۴ م پی پی ۴۵ د پو

بانہ گلے منہ باہی تان
 آج منجھے دے یہ جو دان
 کس تھیں بات اونہاں لگ ہوئے
 کت ڈرتی ہے توں اس ٹھانہ
 میرے سنہ سن اتنی بات
 کھینچ چھڑائے پھرے وہ بات
 نیر چھوڑو منجھے دمال
 اس دل پر عاشق کہلاؤ
 دے نادان جو مانے بات
 چاہ پکڑ سب رس کس لیت
 دے کچھ بات کہی نہیں کھول
 آہرے کہا سرپاوں لائے
 عاشق نہیں یوں آئے نذرات
 رات اونہاں رہ جی بہلائیں
 جنہ پہلوں دل گئے بسار
 کھل بادل نکلیا آدیت

تخت ہیں لے اچک سو آن
 کے کہ میرا کیا مان
 منجھے تجھ باج نہ تہجا کوے
 کون کہے گا جا کر تانہ
 تان نہ یوں جاتی ہے رات
 انہیں جھٹک کر ناکھے ہاتھ
 کہے کہ جا کہوں گج اتال
 من منہ ایتی بھرے سو بھاؤ
 بوجھے لکھن ہموں اس رات
 انہیں کیا کچھ کان نہ کیت
 فرض چھپانے تھے جے بول
 کر گدگدیاں پھپھیں منائے
 پوچھے مت کہوے یہ بات
 کہے کہ چل بی بی کن جائیں
 آئے دوہوں تس دھولر بار
 اون گھر منہ جا کسوت کیت

۱۷۱ سے سچت ۱۷۲ زور، م میں ۱۷۳ م بائی ۱۷۴ ب مجھے ۱۷۵ سے سچو تو آن ۱۷۶ ل، زور
 ۱۷۷ سے سچ منجھے اب مجھ تجھ ۱۷۸ ل اوہاں، س اوہا ۱۷۹ سے س درپی ۱۸۰ ب تانے ۱۸۱ ب سون،
 ۱۸۲ سے س سچٹک ۱۸۳ ب د بات ۱۸۴ ب کھینچ ۱۸۵ ب چھوڑ رانی،
 ۱۸۶ د پھر، زور، م بھرے ۱۸۷ زور۔ باٹھ ۱۸۸ ب د مجھ ۱۸۹ ب س س م دنبال ۱۹۰ سے س پھر
 ۱۹۱ سے س کہلای ۱۹۲ دن زور۔ تھیں ۱۹۳ ب وہ ۱۹۴ ل ہاتھ ۱۹۵ د کہا،
 ۱۹۶ ل د زور، س اہرے، ج اہرے ۱۹۷ زور۔ کہا ۱۹۸ ل ب ج میں ۱۹۹ سے س آوے ۲۰۰ سے زور۔
 ۲۰۱ کیا ۲۰۲ م پی پی ۲۰۳ م جائیں ۲۰۴ م بہلائیں ۲۰۵ زور۔ انے ۲۰۶ زور۔ دھولر،
 ۲۰۷ سے س نار ۲۰۸ سے د جن ۲۰۹ سے س ادیت

نکلیا جل تھیں کنول سو پھول
 جیوں نمد تھیں درین کاڈہ
 جیوں ڈبے تھیں کھلا رتن
 عشق تناں محکماں سو جانہ
 کہیا کھڑا رہ شرک اتال
 دے بن میت کسی دھر جوئے
 تجھ بن ہوں دیکھوں کسکوئج
 توں ہیں منجھ چکہ دیکھن کان
 ہوں بھی تجھ بن جیوں پر لوک
 کیوں جھوٹیں تھے پکڑ سو ہاتھ
 ساچ کہو کہتا ہے کون
 ہاتھ پاؤ جیوں گواہ سو کیت
 رھیا سوال جوابوں باج
 ہوئے سوال سو بھاری مل
 کون جواب سکے دے تانا

کیتا سبھی سنگار امول
 روپ کماری ناکیا چھاڈہ
 بیٹھی ابھرن کر سب تن
 عاشق حاضر کیتا تانا
 جب بیسن کوں آیا چال
 دعوا جنہ عاشق کا ہوئے
 کہے کہ میری میت سو تونج
 توں ہیں میرا جو پران
 میرے جیو کا توں ہیں سنتوک
 تب پوچھیا اوس بانڈی ساتھ
 کھائے سو ہاں کہوے سرد ہوں
 جب نشانیاں ساریاں دیت
 ہوئے سو اوس پر قیامت آج
 باج جوابوں ہوا خجل
 قاضی ہوئے خدا جس کھانا

۱۷ بے سبھی ۱۸ م بیٹھے ۱۹ زور۔ سبہ ۲۰ حاضر عشق ۲۱ بے محکماں تانا
 ۲۲ بے لب ج دس س کھڑے ۲۳ لب ج دا زور ما س س ہے ۲۴ زور، م دعویٰ
 ۲۵ س جب ۲۶ زور۔ تونج ۲۷ زور۔ کسکوئج ۲۸ زور، س جوں
 ۲۹ ب مجھ ۳۰ ب دم چک ۳۱ ب پوچھا ۳۲ در اس ۳۳ ب
 بانڈی ۳۴ ب جہونے ۳۵ ب ساچ، س ساچ ۳۶ نشانیاں، ب دا زور، م
 نشانیاں ۳۷ س ساری ۳۸ ب پانو، س پانوں ۳۹ لب ج دس س
 م ہوئے ۴۰ س اس ۴۱ ل س س ادپر ۴۲ لب ج دس س رھے
 ۴۳ س ہوئے ۴۴ دا زور۔ ندارد ۴۵ زور۔ لہ قاضی ہوئے ۴۶ دا اس
 کے دے س، س اوسکے دے، اس کے دے ۴۷ لہ لہ تہانہ

ان ان بھانت عذاب سو دین
کہو دے کو ہے گمراہ
موا سو ہر ڈگلے کے بار
سو سگلے ہوویں اس باب
من ماہی یہ سو جھی ایک
آنجھو ہوئے سو ریل چھیل
میں سر دھریا تیرے پائے
ہور وے عاجز ہوئے تمام
پاؤں دور پڑے کھکھیائے
کرے شفیع اوس کی ذات
ختم دلایت ہوئی اظہار
سب تھیں ذات قریب پچھان
اوتھیں شفاعت کے وہ دس
پھی مکھ لایا دوجی بیر
پہلی تیری ساچ سو باج
تھاں سو کیوں کر چھوڑے پاس

گنہ سو اس پر ثابت کین
یہ نہیں لائق یہ درگاہ
یا چھا ویسا اسی اوتھار
جتنیں جنسوں گنو عذاب
وے سو گنہ تس ٹھانوں نہ ٹھیک
دور پڑیا پاؤں اس میل
مار جلا کر جے تجھ بھائے
جیوں کو مارے باند غلام
جانیں کی کہیں ٹھانوں نہ پائے
مانگے منت اسی سنگھات
کھلا شفاعت کا تب دوار
ولی قریب نعت ہے جان
ذات کہیں الولی سو جس
بلا کھڑا کیتا تس پھیر
کھیا کہ توں ہے عاشق ساچ
جنہ توں پاوے میرا باس

۱۰ ل، زور، سں اس پر گنہ سو، ب گناہ سو اوس پر ۱۰ ل، زور، سں اس پر
۱۱ کہو دے ۱۱ ل، زور، سں اس پر ۱۱ کہو دے
۱۲ موا سو ہر ڈگلے کے بار ۱۲ ل، زور، سں اس پر ۱۲ موا سو ہر ڈگلے کے بار
۱۳ سو سگلے ہوویں اس باب ۱۳ ل، زور، سں اس پر ۱۳ سو سگلے ہوویں اس باب
۱۴ من ماہی یہ سو جھی ایک ۱۴ ل، زور، سں اس پر ۱۴ من ماہی یہ سو جھی ایک
۱۵ آنجھو ہوئے سو ریل چھیل ۱۵ ل، زور، سں اس پر ۱۵ آنجھو ہوئے سو ریل چھیل
۱۶ میں سر دھریا تیرے پائے ۱۶ ل، زور، سں اس پر ۱۶ میں سر دھریا تیرے پائے
۱۷ ہور وے عاجز ہوئے تمام ۱۷ ل، زور، سں اس پر ۱۷ ہور وے عاجز ہوئے تمام
۱۸ پاؤں دور پڑے کھکھیائے ۱۸ ل، زور، سں اس پر ۱۸ پاؤں دور پڑے کھکھیائے
۱۹ کرے شفیع اوس کی ذات ۱۹ ل، زور، سں اس پر ۱۹ کرے شفیع اوس کی ذات
۲۰ ختم دلایت ہوئی اظہار ۲۰ ل، زور، سں اس پر ۲۰ ختم دلایت ہوئی اظہار
۲۱ سب تھیں ذات قریب پچھان ۲۱ ل، زور، سں اس پر ۲۱ سب تھیں ذات قریب پچھان
۲۲ اوتھیں شفاعت کے وہ دس ۲۲ ل، زور، سں اس پر ۲۲ اوتھیں شفاعت کے وہ دس
۲۳ پھی مکھ لایا دوجی بیر ۲۳ ل، زور، سں اس پر ۲۳ پھی مکھ لایا دوجی بیر
۲۴ پہلی تیری ساچ سو باج ۲۴ ل، زور، سں اس پر ۲۴ پہلی تیری ساچ سو باج
۲۵ تھاں سو کیوں کر چھوڑے پاس ۲۵ ل، زور، سں اس پر ۲۵ تھاں سو کیوں کر چھوڑے پاس
۲۶ ل، زور، سں اس پر ۲۶ ل، زور، سں اس پر
۲۷ ل، زور، سں اس پر ۲۷ ل، زور، سں اس پر
۲۸ ل، زور، سں اس پر ۲۸ ل، زور، سں اس پر
۲۹ ل، زور، سں اس پر ۲۹ ل، زور، سں اس پر
۳۰ ل، زور، سں اس پر ۳۰ ل، زور، سں اس پر

منجھ بن کس کر دھرے پران
 سبجے کون سو ایتی بات
 تنہ بھی ہے وہ عین سو یار
 طبع ثنا نش کے دس جوئے
 محض طبع کا میل اس ٹھانہ
 طبع بتی لیوے گا تان
 چھانہ مہیں کھی چھپی سو دھوپ
 یوں کر ادس حسنات سو دیت
 عین ہوئے وے پھر حسنات
 عیب ہنز ہوتا اس باب
 وہی گنہ ہووئے حسنات
 کیوں نہ ہوئے محض صواب
 جے سوتا بھی کرے سو سیر

روپ مہیں تو جان نجان
 سب قیدوں منہ مطلق ذات
 جو کو غیر کون دھرتا پیار
 جے کو جس کا پیارا ہوئے
 شرط پچھان نہیں تس مانہ
 جیوں چنک لو ہے کن آن
 ہوں کھی تس بانڈی کے روپ
 منجھ بن کس سوں نہ نہ کیت
 کئے تبدیل سب سیات
 عین گنہ پھر ہوئے ثواب
 جاہل گنہ کرے دن رات
 تب پچھیں عالم کا خواب
 ادس کیوں ہووئے جاگت غیر

حکایت تشیل سیرکردن در خواب

نانوں بہادر تھا کل مانہ
 دھول رہے دل پت جیوں بیج
 دل بادل جیوں اکٹھے ہوئے

اک راجا گجر دہر ٹھانہ
 تاس کھرک کی تاب بتیج
 جنہ دل پر دل کئے ہیں کوئے

۱۷ ب مج ۱۸ د میں ۱۹ زور۔ سمجے ۲۰ د جنہ ۲۱ م کوں ۲۲ سں جو کو ۲۳ م
 ۲۴ تان ۲۵ م گن ۲۶ ب بانڈی ۲۷ م اس ۲۸ ل ب ج دم تبدیل ۲۹ زور۔
 ۳۰ سہ ۳۱ ب ہووے ۳۲ م گناہ ۳۳ زور۔ ہوئے، سں پھر ہوئے ۳۴ زور۔ ہوئے
 ۳۵ ل ب، زور، سں م ثواب ۳۶ م اس ۳۷ م جاگت ۳۸ ل سں ندارد ۳۹ زور۔ ایک
 ۴۰ م راجہ ۴۱ م گوجر ۴۲ م تھا ۴۳ سں پاس ۴۴ ل بتیج ۴۵ سں دل پٹ،
 ۴۶ د جوں، زور۔ جیو ۴۷ ل بیج ۴۸ ل ب ج دم کے، سں کہے، سں ندارد

کر جوہر آویں چڈہ کور
 کر برباد اوڈا لے جائے
 آج دکھن لے مانڈو کال
 اوٹھے سو تب جب ہوئے تمام
 رات پھرا لیتا اور بھیس
 سب لشکر کی سدہ لے آئے
 ملک کے کہ دھرتا کھانت
 بن سوئیں بسرام نہ ہوئے
 کرت پالکی ماٹھیں خواب
 جیس فلانیں جاگہ آئے
 کرتا کوچ سو سوئی بار
 وے سالک شطار کھائے

بانڈہ گھٹارج فوجاں جوڑ
 پون پھراوے تری بہلاوے
 اوس کا تھانس دن یہ چال
 یوں کرتا دنیا کا کام
 کاربار کرتا سب دیس
 ہو جاسوس چہوں دس جائے
 رات دیس رہتا اس بھانت
 جب بھر نیند چنپاتا سوئے
 تے تی بیراں مانگ شتاب
 بھویوں کون کہتا بلوائے
 منجھے جگایو تم نس ٹھار
 سوئیں جس کون چلتیں آئے

قسم اول از خواب

جے تجھ آتی ہے دن رات
 ایک سو غفلت محض پچھان

ہمیں نیند کی سن توں بات
 نیند سو دو بھانتوں کر جان

۱۰ لکناج ، م گھناج ۱۱ لچودہ ، دبیں جد ، زور۔ چود ، س م جودہ ۱۲ ل بھیرائے ،
 ۱۳ ب د پھیرائے ، زور۔ بھیریدہ ، م بہرائے ۱۴ س تیری ۱۵ د ، زور ، س حال ،
 ۱۶ س مانڈوں ۱۷ م اٹھے ۱۸ ل ہووے ۱۹ زور۔ پھیرا نہ ب کئے
 ۲۰ ل ب رکھتا ، د دہر ، س س کرتا ۲۱ ل ب نید ۲۲ ل ب بن ۲۳ ل س سوتے
 ۲۴ ل م کرتا ۲۵ ل ب م پالکھی ۲۶ ل س کو ۲۷ ل د کہا ۲۸ ل س جھیں
 ۲۹ ل زور۔ فلانی ۳۰ ل د س جاگے ، م جا ۳۱ ل م آجائے ۳۲ ل س مجھے ،
 ۳۳ ل ب سوتے ۳۴ ل ب چلتے ۳۵ ل س طالب ۳۶ ل م کہلائے ۳۷ ل ب ج نید
 ۳۸ ل س شعر ندارد ۳۹ ل د س س پچھان

ہوں دس خمس حواس سو آئیں^۲
 ہوئے احدیت پر ماہل
 نفسانیت اس کا نانوٹ
 اسے نفی کرناں دن رات
 غفلت ہے ہور غیر صواب
 بن تعبیر نہ آوے دھات
 اخت الموت نوم ہے سوئے
 کو اک جاگتا ہے تس ٹھانہ
 مارے ہاک جگاوے سوئے
 یہ ہے موت جاگنتی باج
 فید فلانیں کاج بسار
 قبل انت موتو اس ٹھانوں^{۱۳}
 نفی اس اوپر آئی بس
 اس اندھیار میں ہے نور
 یہی بھیت گوہر کی کھان
 یہ جو نفس ہے جان اسکوں

خبر متفرق ٹل جائیں
 صفت سو واحدیت کی ٹل
 ہوں اکڑا سو ہوں جس ٹھانوں
 دل کے کانوں سن یہ بات
 اس نفسانیت سوں خواب
 اینہاں سو ہے شیطانی بات
 جب غفلت نہ ہے سرہ ہوئے
 اس غفلت سونیں کی مانہ
 جیتی بار ڈھنڈو لے کوئے
 نیر سوتا سو سو تاج
 ہوں مطلق سو جاگنہار
 ہوں فلاں یہ ٹلے جو نانو
 ہوں فلاں یہ کافر نفس
 اس ڈونگر پچھیل ہے سور
 اس کوئے منہ یوسف جان
 باج فلاں جو جانے ہوں

۱۰ م جائیں ۱۱ م آئیں ۱۲ ب مل ۱۳ م پکڑا ۱۴ م جن سے د
 اوس ۱۵ ب نانو ۱۶ ب سل کرنا ۱۷ د یہاں پہلے شعر کا دوسرا مصرع اور بعد میں
 سلسلے کے چار شعر دوبارہ درج ہیں۔ ۱۸ م تو اب ۱۹ م سن اینہا ۲۰ ب سوں
 ۲۱ م تغیر ۲۲ م نام ۲۳ ب سونے ۲۴ د چیتی ۲۵ ج ڈھنڈھو لے
 ۲۶ ج دس ماریں ۲۷ ب د ہانک ۲۸ ب ج دس سن یہی ۲۹ ب م فلائے
 ۳۰ ان تموتو، ب دس ان تموتو، م ان موتو ۳۱ ب ٹھانو ۳۲ د اوس
 ۳۳ ب سن پر ۳۴ د پس ۳۵ م پچیل ۳۶ م ندارد ۳۷ د اندھارہ سن
 اندھیارے ۳۸ د میں ۳۹ م اس ۴۰ م سن پتہ ۴۱ ب ہوں

عرف ربہ میوا پائے
ہوں ہوں مطلق ہو کر جائے

عرف نفسہ بیج بوائے
آپس پائیں خدا کوں پائے

قسم دوم از خواب

جنہ سوناں عرفان کھائے
ہوویں سب اس ہوں تھیں دور
اس کا ناٹوں سو خواب دھرائے
آیا جیوں حدیث سو مانہ
اول جزئی وحی کی سوئے
روح الامیں پھیں وحی لیائے
دیکھے نبی نبی کر مان
عدمی امر انھوں دونہ مانہ
چھانہ اوسی پرگٹ کیوں جوئے
پر تک خواب طے کما سوئے
تس سہنیں لازم تعبیر
سہناں دیکھے سوئیں مانہ
عالم خواب خیال قبول

نیند جو دوجی بھانتیں آئے
خالص ہوں بن اور شعور
اینہاں جب بے ہوشی آئے
لابنام قلبی اس کھانہ
ساچا خواب اینہاں سب ہوئے
چھ ماس آج سہنے پائے
حضرت مثل نہ ہوئے شیطان
نفس اینہاں شیطان سو جانہ
سو بچ جنہ کہیں طالع ہوئے
جب روحانی غالب ہوئے
جنہ نفسانی یہ تاثیر
جگ سوتا ہے جگ ہے جانہ
مرے تو جاگے کہیا رسول

۱۰ سے سن شعر ندارد سے سن پائے ، سن پائیں
۱۱ بھانتے سے ب ب سے ب کہلائے
۱۲ سن نون سے لب ج د سن سن جو
۱۳ سے ج پھیں ، سن آج ، سن انکیج
۱۴ سے ب انے سے ب انھو
۱۵ سہنا سے ل سن سوئیں ، ب سوئے
۱۶ سے ب دویم ، سن قسم خواب دویم سے ب
۱۷ سے سن ہویں ، م ہوئیں سے ب نانو ،
۱۸ سے سن جز سے ب ج ، د چھے ،
۱۹ سے سن سہناں ، م سہنے سے م لائے
۲۰ سے م اسی سے ب سہنے سے سن

تعبیر خواب

اور تعبیر کریں تس ٹھور
علم کیا تعبیر اس ٹھانہ
صورت ماٹھیں دودھ وایج
چھری سو فرزند کے گل مانہ
حکم ہوا سہنیں منہ جیوں
عین کبش شربانی دین
پن واقع کھی کبش سو سوئے
سہناں دیکھا سہر سور
آپس سجد کرتے پائے
صورت ماٹھیں سہر سور
معنوں منہ بھائی تس ٹھانہ
ہب اس بھی تعبیر سو ہوئے
جب ماتوا انتھوا جان
معنے سب حق کاج لباس
معنوں منہ حق کی چھت دیج
یہ تعبیر اینہاں مطلق
ایک قبیلے نانوٰں مثال

خواب ہمیں کچھ دیکھیں اور
دودھ سو دیکھا سہنیں مانہ
اونہاں علم تھا جان ہیج
ابراہیمیں دیکھا جانہ
بیٹے کوں شربانی دیوں
ابراہیمیں زنج جو کیں
صورت منہ بیٹا وہ ہوئے
یوسف کوں تھا عالم نور
اگیارہ تاروں سنہ آئے
واقع تھے ماباپ ظہور
صورت منہ تارے جانہ
جگ بھی یوں جیوں سہناں جوئے
ناس نیام خبر پچھان
صورت منہ آدم ہے پاس
خلق آدم پر صورت ہیج
من سرائی فقہر امی الحق
کاہیکہ عالم خواب خیال

۱۔ لم دیکھن ۲۔ دود ۳۔ ب د دیکھا ۴۔ ب سہنے ۵۔ ب اس ۶۔ مل مل صبح
۷۔ ب د دود ۸۔ د دیکھا ۹۔ ب چھوری، م چھوڑی ۱۰۔ مل بیٹے ۱۱۔ ل ب ج د قربان،
۱۲۔ د میں ۱۳۔ بیٹھا ۱۴۔ ب سہنا ۱۵۔ ل سہر ۱۶۔ ب تارے ۱۷۔ ل س سوں، د سین،
۱۸۔ م سجدہ ۱۹۔ م تھی ماں باپ ۲۰۔ د جان ۲۱۔ ل س ندارد ۲۲۔ د ندارد ۲۳۔ ب بھی اس،
۲۴۔ م خیر ۲۵۔ ل ب ج د س ماتوا انتھوا، س ماتوا ان تھوا ۲۶۔ د م میں ۲۷۔ ل س ناس ۲۸۔ د میں
۲۹۔ ج س قد ۳۰۔ ج را ۳۱۔ ب کیا ہی، م گاہیکہ ۳۲۔ ب قبیلہ، قبیل ۳۳۔ ب نانوٰں

خیال دے جس ٹھانہ بجائے
بیٹھا ہے سجادا جانے
خیال پکڑ کر جیوں جبریل
لے کھائیں مریم کن آئیں
بھی وحیا کلبی کے شان
صورت خیالی ہے ہر ہر
جیوں صورت سہنیں منہ جوئیں
یہی تجلی یہی ظہور
نہیں تغیر جنہ ہے نور
نیلے جھاڈ پریں جب آئے
موسیٰ سنہ تنہ کرے خطاب
وے جب جگ کی بھات دکھائے
کنت لہ سمعاً بصراً
جے ہے تجھ منہ جسم صفات
سب تن سبھی صفات جو ہوئے
جو کو ولی آوے اس ٹھانوں
بی یسمع بی یمنطق مانہ

صورت پکڑا کر تہ آئے
کاڈھے ناؤسو دریے مانہ
صورت دکھلاوین تبدیل
بشر سویا ہوئے دکھائیں
حضرت کن لیاوین فرمان
پن جبریل نہیں نہیں پھر
پن تعبیر سو معنی ہوئیں
یہی مقید مطلق نور
نار تجلی ہوئے کوہ طور
پاوک کی صورت دکھلائے
کہے انا اللہ دیہ جواب
اس ماں تجھ کیا مشکل آئے
کل جوارح جس کہیں تن
وے حق کی ہے عین سو ذات
یہ وہ فرق سکے کر کوئے
قرب فرایض اس کا ناؤں
منجہ تھیں سننے نے بولے تانہ

۱۔ اس میں ٹھانوں ۲۔ ب لیجائے ۳۔ ب کہاڈے، اس کہاڈی ۴۔ ب کشتی، اس ناؤسو
۵۔ اب اس میں جب، د جوں ۶۔ م جبریل ۷۔ اس دکھلاوے، م دکھلائیں کہ،
۸۔ م کلاں ۹۔ ب آنے، اس آئے، م آئیں ۱۰۔ ب بشر ۱۱۔ ب ہو ۱۲۔ ب اس
دکھلائے، م دکھلائیں ۱۳۔ م یہی ۱۴۔ م وجہ ۱۵۔ ب اس لیائے ۱۶۔ ب د صورت،
۱۷۔ دم جبریل ۱۸۔ ب سہنے ۱۹۔ دم میں ۲۰۔ اس جوئے، م جوئیں ۲۱۔ اس تغیر ۲۲۔ ل
دس ہوئے ۲۳۔ اس چہار ۲۴۔ اس سب ۲۵۔ د دکھلائیں ۲۶۔ دسیں ۲۷۔ د کریں،
۲۸۔ دوہ، م وہی ۲۹۔ ب م منہ ۳۰۔ د بچہ، اس کیا بچہ ۳۱۔ د میں ۳۲۔ اس ندارد ←

قرب نوافل اسی مقام
لا یعرفہم غیر یار
حضرت کی سب ٹھانہ نمود
افضل من النبوت سوئے
حاکم نبی اہے جگ مانہ

ہوویں ولی پر ۲ احکام
تحت قبائی ولی ہزار
ایک ولایت ہے موجود
جس تفصیل ولی ہر کوئے
ولی قریب سو ہے ہر ٹھانہ

مرتبہ نبوت

دوجا حال وہی پچھان
ہریک کی اگی منزل
چیوں اوپر سمجھیا ہر باب
وحی مہیں الہام سو باج
حدیث نبوی ہے تس حال
الاجی وحی یوحی
علیٰ سان ۶ دھر کان
ظاہر کس کہنے کا ساز
حدیث نبوی اسی مقام
مگر جو وحی یوحی تس

نبی شرع کا بائی جان
وحی سو چنہ بھانتوں نازل
اول وحی سو ساچا خواب
دوحی وحی طبع کا ساچ
انا بشر مثلكم مقال
تو ما یینطق عن الھوی
ان اللہ یینطق جس شان
چیوں نائی تھیں ہے آواز
خدا سو اس منہ کرے کلام
ینطق ہوا سو ہوئے نہ اس

→ سن ہیں ۳۳ دے، سن سی اب سبھی ۳۴ لسن دے ۳۵ ب ٹھانو ۳۶ ب نانو
۳۷ ب بچ ۳۸ م بیچنے ۳۹ سن نے نوے
۴۰ ب ہوویں ۴۱ لسن اے ۴۲ سن اس کا نام ۴۳ اب دسن قبائی، سن قبالی،
۴۴ دہب ۴۵ سن م من النبوة ۴۶ ابائیں ۴۷ دسن جنہ ۴۸ سن بھانتو،
۴۹ سن سمجھیا ۵۰ د ولی ۵۱ ب ان ہوالا
۵۲ سن ندارد ۵۳ سن کر، م کی
۵۴ سن سوں ۵۵ د میں، م مانہ

ہوئے تو نانوں دھریں الہام
کہیں سو تقویٰ کہیں فجور
فجور ہے ظلمت کے بھاگ
تس کا نانوں سو استدرج
ہویں شیطان پرین فرمان
ہویاں جو باتاں جا معراج
کہیں حدیث نسی قدسج
باتاں کریں سو ماہیں مانہ
سو قدسج حدیث کلھائے
آجبریل کہیں جس ٹھانہ
سوئے کلام اللہ کہلائے
اوس کی شان نزول پہچان
جسے مع اللہ وقت سو ہوئے
جیوں کیتے مرتبے بیان
وحدت دوجا علم صفات
چوتھا فعل شہود ظہور
اینہاں زماناں صورت مانہ
وقت حال وحدت ہے سوئے

انیں ولی پر یہ انعام
ہے الہام سو ظلمت نور
نور چلے تقویٰ کے ماگ
جے معلوم سو ظلمت کاج
جیوں سرعون انیں یامان
تیجی وحی سو پردے باج
بن پردے جے ہوا وحیج
جیوں عاشق معشوق اک ٹھانہ
تس بیچ تیجا اور نہ آئے
چوتھی وحی سو پردے مانہ
وحی فرشتا جے لے آئے
وحی جو پردے منہ نس جان
پر دا سکے تے کہ کوئے
وحدت عین سو ہے چنہ شان
عین وجود سو وحدت ذات
تیجا اسما عین جو نور
یہ ترتیب اور وحدت تانہ
اس ترتیب زماناں ہوئے

۱۰۱ اب س انے ۱۰۲ س ہے ۱۰۳ س ہویں ۱۰۴ س نام ۱۰۵ س ہیں ۱۰۶ س
۱۰۷ س ظلمت ۱۰۸ س نانوں ۱۰۹ س ب انے ۱۱۰ س ب ہویں ۱۱۱ س ب جو ۱۱۲ س ب ہویں
۱۱۳ س اب ج د پن ۱۱۴ س س ہوئے ۱۱۵ س س کرے ۱۱۶ س د قدسی ۱۱۷ س ب کلائے
۱۱۸ س س چوتھیں ۱۱۹ س س جانہ ۱۲۰ س م جبریل ۱۲۱ س س سو، اب ج د سوئے
۱۲۲ س س لکھائے ۱۲۳ س د میں ۱۲۴ س س کنہ ۱۲۵ س س جنہ ۱۲۶ س ب کیں ۱۲۷ س
ب ج د مرتبہ ۱۲۸ س ب سو ۱۲۹ س ب ندارد

انا دہر وہ وقت سو حال
 برس سو بارہ ماس کہایں
 دیس سوئیں گھریا پنج بتیس
 پانیں دل ہے وقت سو ایک
 برس ماس دن گھری نمود
 عین حال موجود شو اب
 حال وقت اوس نانوں دھرائے
 تس بچ پردا ہووے کوئے
 سن تمشیل تو آوے دھات
 ثالث آ بیٹھے تس ٹھانہ
 ایکس تھیں نہیں ایک سو دور
 ثالث ہاتھ کہاوے گال
 تیوں جل آنجھوسوں کہے سوئے
 کہتیں ڈسکا چڑھے سو تیوں
 الجھیا من سلجھانیں کھانت
 بھٹکا ہوے اوٹھے جیوں رال

نہ دیو زمانیں کون تم گال
 سبئی زماناں برس ملایں
 پھر مہینا سو دھاڑے تیس
 گھری سو پانیں دل کیتیک
 وقت زمانیں منہ موجود
 ماضی ہو مستقبل سب
 ازل ابد دونہ اک ٹھنہ پائے
 سو جس وقت مع اللہ ہوئے
 پن پردے پردے منہ بات
 جیوں معشوق اور عاشق مانہ
 تینوں بیٹھے ہوویں حضور
 عاشق اپنا سب احوال
 موم بتی جیوں جلے نہیں روئے
 رت رنگ شیشہ کھونٹے جیوں
 تن کر جیبہ کنگھے کی بھانت
 آہ کہت بھر راوے جھال

۱۰ سن دے ۱۱ ب د زمانے ۱۲ لب ج د ندارد، سن کو ۱۳ ب سبھی ۱۴ م ملائیں
 ۱۵ سن کہلائیں، م کہائیں ۱۶ م پن ۱۷ لب ج د مہینا، م مہیناں ۱۸ م دھارے،
 ب دیہاڑے، ج د داہڑے ۱۹ سن تو ہے، م سو ہے ۲۰ لب گھریا پنج ۲۱ سن بتیس،
 ۲۲ لب د پانی ۲۳ لب ج دم کیتیک ۲۴ ب د پانی ۲۵ ب زمانے، د زمانہ ۲۶
 میں ۲۷ د ندارد ۲۸ سن اس ۲۹ ب نانو ۳۰ د سن تانہ ۳۱ د ہوویں،
 ۳۲ لب ج اپناں سب، ب اپناہب ۳۳ ب بات ۳۴ ب جلے نی، سن جلنے، سن
 جلنیں ۳۵ ب حال، م جل دکھ ۳۶ ب کہتے ڈھکا ۳۷ د بات ۳۸ ب سلجھانے، سن
 م سلجھانیں ۳۹ ج ندارد ۴۰ سن اٹھے

ترانے کی تابوں گل جائے
 سوائے سنبھے میرا بول
 کی منجھ تھیں ہو رہیا نچیت
 منجھ نہ پاؤں منجھ یہ دکھ
 کہوں قاعد اس دھر کان
 جس کس کا ہوے حاجت مند
 اور امرے نہیں تس کوں سوئے
 تیو نہیں من وحدت منہ اب
 تنہ آپس بن اور نپائے
 کا ہے کہ دو جا نہیں محبوب
 وحدت دکھ کی ٹھانہ بچھان
 اوس کوں پر پردہ ہیں کئے
 احد اکیلا وحدت مانہ
 علم وجود شہود اور نور
 عین سو وحدت ہے اس حال
 کہا کان منجھ منجھ سنہ مان
 سب دکھ تفصیل اس دکھ کج

دیکے انگ جوں کرٹا بندھائے
 سنتیں میت جو کے دکھ کھوں
 کہے کہ تک سمجھاؤ میت
 منجھ سکھ جب دیکھوں تجھ مکھ
 دکھ کی جد اکلایا مان
 ان پائیں کپڑا فرزند
 مطلق طلب سو جس کی ہوئے
 یہی اکیلا اس دکھ سب
 جس کی طلب سو جتہ کر جائے
 سو ہے اکیلا بن مطلوب
 دکھ کا تھا ایکل بن جان
 کان اللہ نہ معہ شے
 آپس بن کو دو جا نانہ
 واحدیت جس کہیں ظہور
 جس کھلتیں جگ ہوا اتال
 وہی اکیلا ہے الان
 ترور دکھ اکلایا بیج

لہ لم ترکی لہ سن ندارد لہ م تابوں لہ ب سنتے لہ س سویہ م سوائے ، ب
 سوئے لہ ل سمجھیں ، سن سنبھے لہ م کہو لہ سن سمجھاؤ لہ سن منیت لہ
 ب مج لہ ہو ریا لہ ل سن نچیت ، ج نچیت لہ ب مج ، م مجھ لہ ب دم
 مجھ ، سن منجھ لہ سن جد ، م جد لہ م اکلایا بن لہ د ندارد لہ د کسیکا لہ سن
 ہووے لہ ب د سن امرے لہ ب اکلایا لہ ب بن لہ ب کہے لہ سن کی ،
 لہ سن کھل ، م تہد لہ م ہے لہ کھل تھیں لہ سن ہو اتال لہ ل اک آن ،
 لہ ل منہ لہ سن ایلا ، سن اکیلا لہ د سن اوس

جیوں وحیٰ توحید سو ہوئے
کہویں دکھ ثالث کے ہاتھ
شان کلام اللہ کی سوے

یوں ایکل پن کا دکھ روے
جیوں عاشق معشوق اک ساتھ
یوں بن پردے پردا ہوئے

مرتبہ رسالت

ہیں انھوں گے کہوں اصول
جے دو جن کوں آن ملائے
شہ عارس نچ آوے سوئے
نہیں دللا ہوئے تس ٹھانے
ایک بات یہ را کہیں یاد
ہوا رسول سکندر جیوں
نو شابا کن آیا سوئے
آپ رسول سکندر عین
پن نو شابا الگی نار
ایسا بھی مت کرے قبول
وٹے بن بات نہ سمجھیا جائے

جگ منہ کیستی بھانت رسول
ایک رسول اس بھانت کھائے
وہ کیوں جیوں دللا ہوئے
جب شہ عارس ملیں سو جانے
ایسا نہیں رسول مراد
دو جے بھانت رسول سو کیوں
آپیں آپ رسول سو ہوئے
بھیجن ہار سو ذوالقرنین
آپ رسول اور بھیجن ہار
یہ بھی نہیں مراد رسول
تیجے بھانت رسول جو پائے

حکایت المہجاز قنطرة الحقیقہ

مطلق عشق مقید تانہ

اک متوالا کھتا نیہ مانہ

سے س اکلیں سے د ڈکا سے م وے سے ب سات سے ا ب ج د ہا ت سے ج بردا
سے ب سوئے سے د میں سے ل اونھوں سے م کی سے ل م کہلائے، ب کلائے،
سے د دو جے سے ل ب ج د س ن دارد سے ل س ہور سے س ن دارد سے د
ن دارد سے ب کریں سے د وہ سے ل ب ج د بھانت سے ب سمجھا،
س ن سمجھیا سے ب المہجاز حکایت ...

آج سو جیوں اپنوں منہ خوب
 جیسا ہرن تراکھا ہوئے
 پن جیوں بھنور پڑے نہیں پاس
 ہتھتے مانہ گیا من چھین
 جیوں چنک لوہا لے تان
 بھیکھاری بھنڈار گنوائے
 اس کا مرن او سے تھا کھیل
 صورت خوب کیا تن بند
 ساتھ پھرے پن ملناں کانہ
 اس نت اوٹھ غم کھاناں ہوئے
 آس پیاسا دن ہور نس
 رہیا سو طالب صادق ہوئے
 کچھو، علاقہ رہن نہ دین
 ہوئے نہ پن ملناں کس بھانت
 کہیا ملاویں ہم اس تان
 کر منت سر پاؤں لایں

سب محبوبوں کا محبوب
 لوہے پھاند پڑے نہیں سوئے
 رسیا مکھا کنول کی پاس
 اک منہر چک چار سو کین
 من ہر لیتے ہوئے نجان
 جیوں اندھلے کی لکڑی جائے
 چھین گیا من ایسے میل
 چنچل من بہ بھریا چھند
 نس مکھ سور ہوا اے چھانہ
 نیند سو سہنیں مانہ نجوئے
 لوہو گھونٹ سو پیناں نس
 تج ان پائیں نیند سو کھوئے
 خلق سو اخلاق اللہ کین
 کرے بہت ملنیں کی گھانت
 کیتک لوگ مہر من آن
 اک اک جدی جدی ہو آئیں

۱۰ ج آپنوں، ۱۱ اس اپنوں، ۱۲ ب د لوویں، ۱۳ آوے، ۱۴ نہو میں، ۱۵ لہ بے، ۱۶ س پدے، ۱۷ م پڑے،
 ۱۸ لہ پاس، ۱۹ زور۔ چدے، ۲۰ ب ایک، ۲۱ س ہسی، ۲۲ لہ، ۲۳ زور، ۲۴ س م لیتیں، ۲۵ لہ ب د
 چنک، ۲۶ لہ س اندھے، ۲۷ دم بھیکاری، ۲۸ س بھیکاری، ۲۹ لہ س بہو، زور۔ یہ، ۳۰ لہ ب س پدیا
 خوبصورت کے بند، زور۔ صہدیا خوبصورت کے بند، م پڑیا خوبصورت کے بند، ۳۱ لہ ب زور۔ پھرے، ۳۲ لہ د
 اوس، ۳۳ لہ ب کھانا، ۳۴ لہ س یوہو، ۳۵ لہ س پینا، ۳۶ لہ ب ج د س م تیا سا، ۳۷ لہ ب د پانی
 ۳۸ س تخلق، ۳۹ لہ ب رنے نہ، ج رہیں نہ، ۴۰ لہ س نہ رہیں، ۴۱ لہ زور۔ شعر نارد، ۴۲ لہ ب بھوت،
 ۴۳ لہ د مانیں، ب ملنے، ۴۴ لہ د س ہویں، ۴۵ لہ د س ملنا، ۴۶ لہ س کہا، ۴۷ لہ د دم ایک ایک، ج
 ایک اک، ۴۸ لہ م آئیں، ۴۹ لہ زور، ام لائیں

دے اس عاشق کوں جو دان
اوس مکھ مانہ تو نہیں دن رات
نہند نچے ہب کر بدبیر
جلناں جیجھہ پریں نہیں لیاے
جیوں شمع ہستیں جو دیہ
تج ان پانیں کہیں نہ سوئے
بوجھوں ساچ ملوں گا تب
جیوں ملنیں کا کیا گمان
کڈی اوداویں گے جے کوئے
پچھیں کر ناٹھیں مکھ پھیر
تیونھیں عشق بلندی پائے
جیوں جیوں پیار مہیں ہے ریت
پن اوس کامن ولے نہ چکھ
اک مسجد ماں بیٹھا جائے
خدا کنیں یہ مانگے بات
میرا منجھہ کوں ملا حبیب

کہیں کہ اتناں کہیا مان
دیکھ نظر بھر، کر دو بات
تجھ کارن تجیا ان نیر
موم بتی جیوں سب جل جائے
جلتیں ہب اس آیا چھیہ
پوچھیا منجھہ کارن یوں ہوئے
تم جھوٹھ سو ناو سب
دیا جواب سو ایسی شان
یہ نتھیں کی عادت ہوئے
نہ سوں دور بندھا اک بیر
کڈی لگن لگ جیوں چڈہ جائے
عاشق ہر بھانتیں کھپ کیت
سب اختیار کے دکھ سکھ
سب باتوں عاجز ہو آئے
کرے عبادت دن ہور رات
تیری ہے درگاہ مجیب

۱۰ لاس اتنا ۱۱ س جیوں ۱۲ لب، زور اس م اس ۱۳ د نارد ۱۴ ب جیب ۱۵ لائے
۱۶ ب جلتے، س جلتیں ۱۷ زور، س س جیہ ۱۸ ب ہستے، ج دہسی، زور۔ ہستے، س
۱۹ ہنسی ۲۰ ب مج ۲۱ لے زور۔ تجھ ۲۲ ب زور۔ پانی ۲۳ لے س جانو ۲۴ لے زور۔ پوچھوں
۲۵ س بوجھو ۲۶ ب، زور، س س م دیا ۲۷ لے د جو ۲۸ ب، زور، س ملنے ۲۹ لے ب نئیں، زور۔
۳۰ خن پن ۳۱ لاس کوڈی، س کڈھی، م کوڈیں ۳۲ لے دس اوداویں، زور۔ اوداویں ۳۳ لے زور۔
۳۴ سو ۳۵ زور، م دور ۳۶ زور۔ یک ۳۷ زور۔ بھیر ۳۸ زور۔ پچھیں ۳۹ لے م کوڈی
۴۰ لے س جھیں ۴۱ لے س کب ۴۲ زور۔ سبہ ۴۳ لے س جک، س چکھ ۴۴ لے زور۔ ایک،
۴۵ زور۔ مانہ، س منہ ۴۶ لے ب مج

معتوقیں یوں کیا گمان
منجہ تھیں جھٹکے نے موہیا تانہ
تالاویل ہوئے اس ماٹ
جاؤں ملاتے تھے تن پاس
دیکھوں پوچھ تنہوں کوں آج
پوچھ اوٹھیا یوں بھولے کہاں
کہیں نہ جس ان پانیں بھائے
اب جس جھوٹھ ہوا اظہار
تائب ہو بیٹھا نس ٹھانہ
حق کے شغل میں دن رات
سوتا بن نس نیند نہ آئے
سر ناہیا اور کسوت کیت
منجہ دکھلا من چھین سو لیاؤں
عاشق رہتا تھا جس ٹھانہ
کر تعظیم اسے لے جاے

کیتی دیس گئے اس شان
عاشق لیدھا ہے اور ٹھانہ
ہب کیوں آئے دیواناں باٹ
ادھ نکلیا من مانہ بھاس
جے آتے تھے منت کاج
اگر بیٹھا تک دم ٹال
جس کوں سبب نیند نہ آئے
کہاں تمہارا دے جے یار
انہوں کہا اک مسجد مانہ
ملے نہیں وہ کسی سنگھات
یہ سن بات سو گھر منہ جائے
گہ کوں جیوں نکلیا آدیت
جانیا بھی اک بار دکھاؤں
سمجھیں آیا مسجد مانہ
دیکھت عاشق دور سو آئے

۱ لے لیدھا، زور۔ لیدیا، س لب۔ ۲ ب س م چٹک ۳ لے لب د، زور، س
۴ س بموہیا، ج نموہیا ۵ د آوے ۶ لے زور، س م دیواناں، س دوانا ۷ لے ل، زور
۸ م مات ۹ لے ب ہووے ۱۰ لے زور۔ باٹ، م مات ۱۱ لے ل د نہ کیا ۱۲ لے زور۔ جانوں،
۱۳ لے م کل آتا تھا ۱۴ لے د، زور۔ بوج ۱۵ لے م تال ۱۶ لے ب اٹھا، د س ج اوٹھا ۱۷ لے س بولے
۱۸ م پھولے ۱۹ لے زور۔ کال ۲۰ لے سبب نس، س نس دن ۲۱ لے لب ج د آن ۲۲ لے ب پانی،
۲۳ لے دکھا ۲۴ لے س تمہارا ۲۵ لے س ہے وہ، م وہ ہے ۲۶ لے د س س انہوں، ب انہو،
۲۷ لے ج تائب، زور۔ تائب ۲۸ لے لب، زور، س دے ۲۹ لے دم نس، زور۔ نس ۳۰ لے
۳۱ س کھایا ۳۲ لے س س دکھانوں ۳۳ لے دکھے ۳۴ لے ل س دل ۳۵ لے م سمجھیں ۳۶ لے
ب دوڑ ۳۷ لے زور، س م اوے

آپیں رہتا تھا جس ٹھانہ
 اور سائے بھائے کئی شان
 جیوں جیوں ہیں عاشق کے فن
 انبرائیں یہ آیا تب
 کیساں عذر نواہیاں سمجھائے
 حق سوں عہد یقین سو کین
 باہر پاؤں نہ کاڈ ہوں تانہ
 دل کا دور تمھارا داس
 پن دل کوڑوں ہیں تم ہاتھ
 بہت دکھی وہ میرا دل
 سن معشوق سو ولیا تب
 زیارت کے پانوں کی شان
 اون جیو جاتا دیکھیا آج
 کن جیو جاتا دیکھیا نانہ
 جانے وہ جس ہوئے پریت
 زہیہ کشش کر آپ تنائے

بسلا یا اس حجرے مانہ
 میو ہور خوشبوئی پان
 بھانتیں بھانت منایا من
 پن وہ ولنیں لاگا جب
 مسجد کیاں سیڈ ہوں لگ آئے
 کیا میں من آن یقین
 جب لگ جیو ہووے گھٹ مانہ
 نقطہ مرکز تن منجھ پاس
 تس کی جتن کرو دل ساتھ
 میرا دل ڈھونڈھو اک تل
 اوس کی جتن کرو تم اب
 دل منہ دکھ اور منہ منہ پان
 عاشق رہ رہیا اوس باج
 آج لگیں سب پرہتی مانہ
 عجب نب کی الٹی ریت
 تیر جو زہ کوں ملنیں جائے

۱۰۰ س حجرہ ۱۰۱ لم میوہ ۱۰۲ ب ساتھی ۱۰۳ زور۔ باٹے ۱۰۴ م کی ۱۰۵ ل س ہے ،
 ۱۰۶ ب د ولنے ، س چلنیں ۱۰۷ زور۔ انبرانے ، س انبرائیں ، م انبرائیں ۱۰۸ ل سیڈ ہوں ،
 زور۔ سیر میوں ، س سڈھیاں ، س سیر ہوں ۱۰۹ ل کیا ، ب ، زور ، س م کیاں ۱۱۰ ل س سمجھائے
 ۱۱۱ زور۔ کھیا کہ ۱۱۲ ب ج س ہوے ۱۱۳ ب ، زور۔ پانوں ، ج م پاؤ ۱۱۴ م نگاد ہوں ، د
 نکاڈوں ۱۱۵ ل س م مرکز نقطا ۱۱۶ ب مجہ ۱۱۷ ل ندارد ۱۱۸ م دو ۱۱۹ ب س
 تارا ۱۲۰ د ڈھنڈھو ، س م ڈھونڈو ۱۲۱ ل د دکھی ، م دکھے ۱۲۲ د میں ۱۲۳ زور۔
 ہور ۱۲۴ ب پانو ۱۲۵ س جیوں ۱۲۶ د جانا ۱۲۷ ل دیکھا ۱۲۸ زور۔ آج ،
 ۱۲۹ د دیکھا ۱۳۰ ب اولٹی ۱۳۱ ب کن ۱۳۲ ب د س س زہ ۱۳۳ زور۔ شعر ندارد

تب تیر ناٹھ چلے پرتاپ
 تیوں معشوق سو پھر آجائے
 جانے ہوئی منجھ دعا قبول
 کرے عبادت دھرے سو دھیان
 ادن پائی حق کی دس باٹ
 ہوا سو کامل ویوں مانہ
 حق کی سیدھی اینہاں مجاز
 کہ اوکھ منہ آنجھوسوں دھوئے
 مکھ پونم گھٹ ہوا سو بیج
 ہوئے کہیں کو کہیں نہ ہوئے
 ادس ان ملناں من لیکھ
 پن عاشق پھر آئے نہ تانہ
 خادم ہوئے رھیا تس پاس
 دہوں ہوئے پھر صاحب دل
 دیکھ رسول خدا اس ٹھانہ
 ہب تھیں کہوں رسول پچھان
 دو امروں نیچ ذات رسول
 ذات رسول اور امر صفات

تیر دس زہ دورے جب آپ
 جیوں جیوں عاشق بہت تنائے
 عاشق ہوئے نس دن مشغول
 نس دن عاشق کی یہ شان
 بہت عبادت کرنیں ماٹ
 شغل بتی آیا دل ٹھانہ
 یہ بھی ایک ہوا ہم راز
 پھر معشوق سو عاشق ہوئے
 لوہو گھونٹ تنبول نتیج
 شک کا چاند ہوا گل سوئے
 جنسیں جنس سو کھپ کر دیکھ
 کھپ ماں اوچھا چھوڑیا نانہ
 سب بھانٹوں من مانہ بھاس
 دوہوں عبادت کریں سو مل
 ہوا ملن اللہ ان مانہ
 یہ بھی نہیں مراد سو جان
 چوتھا ہسین رسول قبول
 ذات سے ہو دیکھے ذات

۱۰۰ دس سر ۱۰۱ دس دس ۱۰۲ جب دورے ۱۰۳ لب دس سر ۱۰۴ لاناٹ ۱۰۵
 زور۔ شعر ندارد ۱۰۶ د بھوت ۱۰۷ سن پھیر آجائے، سن پھرتا جائے ۱۰۸ د ہوں ۱۰۹
 ہووے، د ہوں ۱۱۰ ب ب بھوت ۱۱۱ ب د کرنے ۱۱۲ م ان ۱۱۳ سن
 اک ۱۱۴ زور۔ گنت ۱۱۵ م اہہ ۱۱۶ زور۔ موں ۱۱۷ د، زور۔ آنجھوں ۱۱۸ دس
 سنہ، زور۔ سو ۱۱۹ دس لوہی، م لوہے ۱۲۰ م اس ۱۲۱ زور۔ سیکھ ۱۲۲ زور۔ او جھان ۱۲۳
 زور۔ باتوں ۱۲۴ ب م ہو ۱۲۵ ب د ہوں ۱۲۶ سن کرے ۱۲۷ د دیکھو ۱۲۸ سن سنیں

ہوں چھت ذات رسول سو سوئے
انا عبدہ کہے جگ مانہ
اس کا نانوں رسول دھرائے
دو نہ چھت مانہ ملیں اس ماٹ
پچھیں بتیلی ذات رسول
چھت دو نہ مانہ رسول پچھان
علیٰ نفسہ جان ، بیج

عبد اللہ صفت ہیں دوئے
کہے انا اللہ تنزیہ مانہ
انا جو ہوں یہ دو نہ ماں پائے
ہے تنزیہ تشبیہ اور گھاٹ
جیوں سب انگلیاں جدی اصول
عبد اللہ امر دو نہ جان
ارسل نفسہ لتفس ، بیج

حضرت جسم

الہیت دیکھناں صفات
دل صورتہ درپن منہ جوئے
ہب تھیں اوس کی بگٹ پچھان
ویسا اس کا مکھ دکھلانے
تب منہ جیسا کھیرا ہوئے
تس مکھ لانا جیوں پیزار
جانیں نیزا گز دس بار
یہ سیدھا وہ اونڈھا ہوئے
ڈاڈھی سر پر جائے بایتھ

دیکھن پار سو وحدت ذات
پھر پایا وہ روح سو ہوئے
جوسا آرسی کوں کر جان
جیسے درپن سانھیں آئے
جب اس پچھلی پائے جوئے
کرے جو کو درپن تروار
دیوا دیکھ ندی کے پار
پانیں کن رہ دیکھے کوئے
پڑی بانگری کے منہ دیکھ

۱۰۰ م اللہ ۱۰۱ ل اوس ۱۰۲ م باٹ
۱۰۳ بتھیلی ۱۰۴ ب عنبد ۱۰۵ دس نفسہ بیج
۱۰۶ م صورت ۱۰۷ س صورتہ ، ب جسا
۱۰۸ دم اوس ۱۰۹ لب س اوس ۱۱۰ س مکھ
۱۱۱ ندی ۱۱۲ ب پانی ۱۱۳ ج وہ وہ ۱۱۴ م پری
۱۱۵ کی ۱۱۶ م دیتہ ۱۱۷ د ڈاڈھی ، م دادی ۱۱۸ م بایتھ

آگ سو ویسا رنگ دکھلائے
 رترتری رنگ رہے جھالاں مار
 جوت سو نہری کہے سو نور
 نس رنگ کے بھانتوں کے داب
 کرے تابئے کن کن ڈھنگ
 جطانی رووے تیوں گل ریز
 تب رنگ جیوں عاشق کا ہوئے
 ہوئے ہوائی گگن چڑھ جائے
 جیوں معشوق سو ہوئے پھساک
 درخ مناروں منہ جب آئے
 نرم پھول جیوں ہستے سو مکھ
 ک ہو چرخ پھیری کھائے
 اوچٹ لاگے آئے ترراک
 کوس اک دوپل سوں پہنچائے
 اوڈا لجاوے گڑ پیال
 جل چھانٹے تھیں اوٹھے سو جل

جیوں جیسا جلنیں منہ آئے
 جب کاٹھی پر ہوئے اظہار
 جب دیوے پر کرے ظہور
 کرے تجلی مانجہ شراب
 پھول پھٹا کوں منہ اور رنگ
 جیوں عاشق کے آنجھو تیز
 جب مہتاب مہیں ہے سوئے
 بھی کھینک اس بھانت دکھائے
 کھٹیں چٹک جاوے بے باک
 کھیں دکھوں کے جھاڑ دکھائے
 کھیں ہرے ساروں کے دکھو
 رنگ نگینوں کے دکھلائے
 کھیں بندوق جو مارے تاک
 کھیں گولا نال بجائے
 بچھا سو دارو کورے جال
 چونیں ماہنیں آگ اگل

۱۰ ب جلنے، س جلنیں ۱۱ ب دکھائے ۱۲ س ہنو ۱۳ م رتری ۱۴ ب س س سنہری ،
 ۱۵ س مانہ، س مانچے ۱۶ س کئی شہ لذات ۱۷ م پھو ۱۸ ب پٹاخوں ۱۹ لہ لم تالی،
 ب تابیسی، س تابیسی، س تعبسی ۲۰ لہ د آنجھو ۲۱ س بی، م نہ ۲۲ م روئے ۲۳ لہ ب ج د
 کھیک، س کھیں اک ۲۴ م ہوا ۲۵ لہ لہیں ۲۶ لہ بال ۲۷ لہ د ہو ۲۸ لہ لہتکال ۲۹
 ب جھاڑ، د س م جھاڑ ۳۰ لہ س درخت ۳۱ لہ ب منارے ۳۲ س ہنسے ۳۳ لہ لہو جو ۳۴ د
 پھیرای ۳۵ لہ س آوجت ۳۶ لہ لہناک ۳۷ لہ لجاوے ۳۸ لہ م بل ۳۹ لہ لہ بچائے
 م جائے ۴۰ لہ س کورے ۴۱ م اودا ۴۲ م کڈ ۴۳ لہ لہو نیں، ب م چونے ،
 ۴۴ لہ س س آگل ، م نکل

ولے انھوں آرسیوں لاگ
 پن بن مظہر پائی نہ جائے
 بن مظہر نہیں پائے کب
 کب سپہر کب سورج مانہ
 پن ہر کٹھاہر لگے حال
 پن چھت بدلے چھتا دکھائے
 کھیلے دھول مہیں ہر ٹھانہ
 تب کیا کیا اودماد کرائے
 رج لاگے پر چھپان بنان
 جیوں متوالی رت بسنت
 بانڈہ سلہ دھج کر ہتیار
 جیوں دیک پرینگ چھنپائے
 بھرت نسائی منہ جیو وہ
 سبھوں دھیل سو اس کا کھیل
 تکتل مرناں ہے دن رات
 باتاں کرتے ہیں سب کوئے

اپنی حکم کرے اک آگ
 ہر شانوں چھت ایک دکھائے
 تیوں موجود اوچالا اب
 کبھیں اوچالا آگ سو جانہ
 کبھیں جواہر مانہ اوچال
 حکم آرسی کے سب لیاے
 تیوں اشی جو سے سونھدے مانہ
 جوان جو سا جب اس کن آئے
 تری اولالی کھاوے پان
 کسوت کرنیں توجہ بہنت
 رن پر آئے سو جیتی بار
 فوجوں پر اس بھانت بھلائے
 اور جب دھرے کسی سوں نہ
 جیوں دینا ہے بات دھیل
 نہ ماں جیوں دنیاں کیا بات
 جس ہووے نہ بوجھ سوئے

۱۰ لب ج دس س اک ۱۱ لب دس م اجالا ۱۲ لب پاوے ۱۳ لب دم اجالا ۱۴ لب م اک
 ۱۵ لب س م اجال ۱۶ لب س جھال، م چال ۱۷ لب م اے ۱۸ لب تہرے، س نین ہے، م نہیں،
 ۱۹ لب س م سب ۲۰ لب ب جسا ۲۱ لب ج د ادماد ۲۲ لب س دکھائے ۲۳ لب دس م الالی،
 ۲۴ لب تبان، م تیان ۲۵ لب یہ ۲۶ لب م جیتے ۲۷ لب س سلج ۲۸ لب ج ہتیار ۲۹ لب س
 ۳۰ لب س نارد ۳۱ لب ب د چھپائے، ج چھپائے ۳۲ لب دم میں ۳۳ لب س جیوں،
 ۳۴ لب ج د جیوں ۳۵ لب س دینا ۳۶ لب ب بہوت ۳۷ لب د دم دھیل ۳۸ لب س
 ۳۹ لب د دھیل، م دحل ۴۰ لب س م جو ۴۱ لب ب د دینا ۴۲ لب لب ج دکی ۴۳ لب م
 ۴۴ لب دس ہوئے ۴۵ لب ل کرتیں

نید کی بات نخبند بسلائے
 کہاں سو پوئیں کہاں سو پیار
 کہاں خوب نہیں کہاں محبوب
 کالا او جلا ہووے رنگ
 دھو جے تھر تھر ہووے نراس
 نبل سو پاؤں من نسیان
 ویسا حکم کرے تس ساتھ
 بولے پھیر جوئے کی شان
 درس نہ نکلے بول سو تب
 تو کس ٹھاٹھیں راگ بجائیں
 راگ نہ باجے بن کس گت
 بول نہ سمجھے تاں لگ کوئے
 شان سو باطن جیوں انسان
 پن، سیکل نہیں بولے کیوں
 جیوں، سیکل تیوں اوٹھیں پکار
 ہوا مدبر ساری ٹھانہ

باتوں کا نید سب کس آئے
 سنے بات کرتے ہیں یار
 سیکھیا سب کہتا ہے خوب
 جوان جوئے کے فلیں جو ڈھنگ
 جو سا جو بوڈھا ہووے اس پاس
 تیج نہ آنکھوں سرت نہ کان
 جیسا جو سا ہوئے اس ہاتھ
 ہر شے باطن ہے انسان
 جیوں پد جاویں دانت جو جب
 کبی جو جنتری کی پد جائیں
 جنتر کار کرے کھپ ات
 جاں لگ، سیکل درس نہ ہوئے
 سب حیوان دھریں من گیان
 گونگا بولیا لوڈے جیوں
 سب حیوان سو تیوں ہر بار
 شکل سو کامل مانس مانہ

۱۰ لب سں م بند ۱۱ سں باتاں ۱۲ ل ج د سں سں م ندارد ۱۳ ل پوئیں، ب ہونے،
 ۱۴ ج پوئیں ۱۵ ب سیکھا، سں سکھیا ۱۶ سں ندارد ۱۷ ب اور، دنے ۱۸ ب جھے،
 ۱۹ م کی ۲۰ ب ٹلے ۲۱ ل ب اجلا ۲۲ ل د جسا ۲۳ د بوڈا، سں بوتھا ۲۴ ل دباں
 ۲۵ سں تراس ۲۶ ل آنکھیں، سں آنکھیں، سں آنکوں ۲۷ ل د سورت ۲۸ ل د نیل، ۲۹ ل
 ۳۰ ب جسا، م ہوئے ۳۱ ب ہووے، جو سا ۳۲ ل پھرے ۳۳ د جھے، م جھے ۳۴ ل سں پڈہ،
 ۳۵ ل خوا، ب سو ۳۶ سں جنتر ۳۷ ل سں بد ۳۸ م جائیں ۳۹ ب بہانتیں ۴۰ ل م بجائیں
 ۴۱ م جنتری ۴۲ م جب ۴۳ م لگ ۴۴ ب م درست ۴۵ سں سنجے ۴۶ ل سں
 ۴۷ دھرے ۴۸ لب ج د سان ۴۹ د لوڑے، سں سں بورے، م لوری ۵۰ م بن ۵۱ ل د اونہیں ←

جے منجھ^۲ اوپر آوے چال^۱
 سوتا بیٹھا کجے جائے
 باو پاس یہ جھاز تنائے
 یہ چھپے^۳ منہ رہے دن رات
 بھانے گھر اوش کے بل ساتھ
 تنہ نقصان عمل اوش شان
 صورت پھرا دکھائے سوئے^{۱۳}
 ان معنوں موجود اک بار
 درپن تیس کا نانوں دھرائے^{۱۹}
 سو اس کی تفصیل کھائے^{۲۲}
 تفصیل اور اجسام نمود
 جوسا آرسی سمجھیا جیوں^{۲۴}
 بن پردے ہے پردوں مانہ

پائیں^۱ کے ڈبووں اتال
 یہ لکڑی کا جھاز گڈھائے
 بانڈھے سڈھ جیوں باد بھرائے
 پڈٹے دھوپ برے برسات
 ہاتھی کا بل آنے ہاتھ
 جہاں شکل جتنیں نقصان
 جیوں آرسی بے ہوئے^{۱۲}
 جوسا آرسی دیا قرار
 کا ہے کہ جس ماں دیکھیا جائے^{۱۶}
 ہب تھیں جنہ تکرار سو پائے
 جوسا محمد کا موجود
 چھبہ مرتبے شہادت یوں
 مطلق ذات جوسا اس ٹھانہ

حجاب صورت

وئے موجود کے اوس کوئے^{۲۵}
 مانس گھوڑا مورکھ داکھ
 جو کھو تو کچھ بھار نہ آئے

اک پردا تو صورت ہوئے
 کرد موم کی صورت لاکھ
 صورت ان ان بھانت دکھائے

→ سن اوٹھے ۱۰ ب م پانی ۱۱ ج م ڈبووں، سن ڈبووں ۱۲ ب م ج، سن نارد،
 ۱۳ د حال ۱۴ لب سن گھڑائے، د بنائے ۱۵ ب م پڈھے، سن اوپر ۱۶ م چھپر ۱۷ د میں
 ۱۸ د ہات ۱۹ ب اس ۲۰ لب سن م جتنی ۲۱ ج د جوئے ۲۲ ب سن سن دکھاوے
 ۲۳ د جسا ۲۴ ب د سن دیا، سن دینا ۲۵ م گاہے ۲۶ لب سن سن کے ۲۷ ب د دیکھا
 ۲۸ ب اوس ۲۹ ب نانو ۳۰ دم اوس ۳۱ ب کھلائے ۳۲ د جسا ۳۳ ب سن سمجھیا
 سن سمجھیا ۳۴ لب ج دول، م پن ۳۵ ب اس ۳۶ ب ج د مورکی، سن ہو رک

صورت تھیں کچھ ادھک نہ ہوئے
 موم دکھاوے تس کی شان
 دیکھے عین ذات جے معلوم
 خوبیں فنکر کرے اس دیکھ
 بھی کہتا ہوں دوجی بار
 پوٹ چڑیا کاغذ مانہ
 ریچھے پوٹ بوجھ سو سوئے
 کاغذ انیں لکیراں چار
 صورت علمی وہی بات
 عین سو صورت ہے گی تانہ
 صورت ہو ہو ہویت ہو

بھار جو موم نہیں تھا سوئے
 صورت علم منہ سو اعیان
 علم نہیں صورت معلوم
 صورت عین موم کر لیکھ
 سن اس کوں دل سنہ تکرار
 چتیا ریش کر رنگ اک ٹھانہ
 اوس کوں جا دیکھے جے کوئے
 خوبیں دیکھے جیتی بار
 کاغذ ذات الہیت صفات
 ذات جو کاغذ ہے اس ٹھانہ
 العالم ہے صورت ہو

حجاب رنگ

دیکھ کہاں موجود سو سوئے
 کپڑا رنگ تھیں کاڈھو بھار
 بلگے وہم نہیں بھی نانے
 غوسا چڑھے ہوئے لال سورنگ
 تب ہو اجلا پھٹک سو جائے

دوجا رنگ سو پردا ہوئے
 وہم نہیں یوں کرو بچار
 تب رنگ کیونھیں نہ پایا جائے
 صفت بتی رنگ پھیرے ڈھنگ
 من مانھیں جب ہیبت آئے

۱۔ ب ادک ۲۔ ج د صور ۳۔ ب دیکھیں ۴۔ ب موم عین ۵۔ ب کریں ا ج کر
 ۶۔ س کہتاں ۷۔ ب س س چتیا رے ۸۔ ج چڑیا ۹۔ س م اس ۱۰۔ س لکیراں ۱۱۔ ب
 ہیٹ ۱۲۔ ب نانہ ۱۳۔ ب د صورتہ ۱۴۔ ب ہویتہ ۱۵۔ د ہویتہ ۱۶۔ لال سورنگ
 ۱۷۔ ب د پھرے ۱۸۔ ب س اعضا، م غصہ ۱۹۔ لال چڑھے ہیں
 ۲۰۔ س ماں، م منہ ہیں ۲۱۔ س ہوئے
 ۲۲۔ لال س اجلا

تب رنگ جیوں نیلا کچھنٹال
 نس رنگ جیوں سوناں ہے زرد
 دے جل کالا کاٹھی ہوئے
 سنیش و لے کہوں دوجی بیر
 مل کر اک رنگ لال سو ہوئے
 مل رنگ نیلا ہوئے کچھنٹال
 دے واقع چھت ماں نگنائے
 دیکھیں وقت بتی اور شان
 رات سو نارنجی دکھلائے
 دے کالا ہے نس کے بھیس
 اور کا اور نظر منہ آئے
 اینہاں سو بادل کریں گمان
 دور بتی دیکھتیا اور
 جیوں دوالے کا سانپ دکھائے
 دیکھو دور قیاس دوراؤ
 دیکھ جھانجھوسی آؤ سو ول
 وہی اثر سو دیہ صفات

جب ہووے ات درد ملال
 جسکوں نیہ کا ہووے درد
 بھاوٹ پڑ دکھیا ہوئے کوئے
 صفت بتی ہیں رنگ کے پھیر
 چونان ہلد سو بھانٹاں دوئے
 ایک کلی دوجا ہرٹال
 اور دو مل اک دکھیا جائے
 رنگ کا پھیر سنیں دھر کان
 جے رنگ دن کون زرد دکھائے
 اور جے ہوئے لال سو دیس
 وقت بتی رنگ پھیر دکھائے
 رنگ ڈونگر کاے اور شان
 اور ہے رنگ ڈونگر کی ٹھور
 اور کا اور وہم منہ آئے
 جیوں جنگل منہ دھوپ اور باؤ
 جانو کی بھسریا جل تھل
 رنگ بھی جیوں صورت کی بات

۱۰۵ تب ہوئے ۱۰۶ د تب ہووے رنگ ۱۰۷ ب د کنجال، س کنجھال، س کچھال، اور کنجھال
 ۱۰۸ ب د س سونا ہے، م سونا نہی ۱۰۹ م جہات ۱۱۰ م کاٹھی ۱۱۱ م کی ۱۱۲ ل ب س
 ۱۱۳ ل س س بھانٹا ۱۱۴ ل ایک ۱۱۵ ل س کولی، د نارد ۱۱۶ م دوجے ۱۱۷ د تب
 ۱۱۸ رنگ نیلا جیوں ۱۱۹ ب د کنجال، س کچھنٹال، س کنجھال، م کنجھال ۱۲۰ م ایک ۱۲۱ د نارد
 ۱۲۲ ل سوں ۱۲۳ د م ہووے ۱۲۴ ل س پھر ۱۲۵ د نظروں میں ۱۲۶ ب دیکھیاتا، د
 ۱۲۷ دیکھتیا کچ ۱۲۸ س شعر نارد ۱۲۹ د میں ۱۳۰ د م میں ۱۳۱ د د رٹاؤ ۱۳۲ ج چل
 ۱۳۳ م جھانجھو ۱۳۴ م یہی ۱۳۵ ب صورت کی جیوں، ل صورت کی

چھت بے رنگ رنگ منہ دکھلائے
 تیوں چھت رنگ مانھیں بھی ہوئے
 وجود انھوں کی شان نمود
 نہیں سکے کر ٹھاٹن بہ بیکھ
 چھت کوں کہے گا نہیں ہر بار
 تب چھت کالا رنگ دکھلائے
 عین ذات ہے رنگ اس ڈھنگ
 جے صبغة من اللہ ہوئے

اثر صفت کی تھیں رنگ پائے
 جیوں چھت صورت مانھیں جوئے
 رنگ ہور صورت نہیں موجود
 ٹک بن رنگ چھت کے دس دیکھ
 عدم دینی گاتے قرار
 نہیں بوجھ جب دیکھن جائے
 چھت بن رنگ سو کالا رنگ
 احسن رنگ کہیں گے سوئے

حجاب ابعاد ثلاثہ

عرض طول ہور عمق سو نانوں
 یہ موجود سو ہیں کہ نانہ
 بھار گھٹے نہیں ٹونکے ماٹ
 لانب پناں بھی تنس سنگھات

تیجا پردا ہے اس ٹھانوں
 لانا چوڑا اونڈا جانہ
 لانا ٹونکا کرد جو کاٹ
 یہ بھی ہے صورت کی بات

حجاب لذت

لذت منہ بیتاں سن جاوے
 یہ طبیعت کا سبب بچار
 نینب سو ہے میٹھا مکھ تنس
 تب کر وا سب ساو بچھائے

چوتھا پردا ہوئے سو ساو
 میٹھا کر وا پھیکا کھار
 سانپ جو ڈسیا ہووے کس
 باو پت جب غالب آئے

۱۰ ب تھی ۱۱ لم اوھوں، داوونوں ۱۲ م کی ۱۳ س تہانہ ۱۴ ل س م دی کا، د دستی کا،
 ۱۵ ب دیویکا ۱۶ م ذاتہی ۱۷ ب د ٹھانو ۱۸ ب نانو ۱۹ ل س چوڑا ۲۰ لہ د جان ۲۱ لہ ب
 ۲۲ س ہے ۲۳ ب د س س کی ۲۴ ب کاٹے ۲۵ ج س پنا ۲۶ لہ د م میں بقیاں ۲۷ لہ د ہے
 ۲۸ لہ س ہوئے ۲۹ ب د س نینب، م لینب ۳۰ لہ د س پاو ۳۱ لہ س ہت

دیکھ کہ کیا تب لذت ہوئے
 بن معنی سن دوجی بیر
 عین شو تیکھا ساؤ جنائے
 مطلق حکم یہی تس ٹھانے
 چھتے لذت عین سو سوئے
 بہت فکر سوں کریں بہ بیکھ

پیار نہیں کس مارے کوئے
 یہ سب ہے طبیعت کا پھیر
 پہلوں چھت چاکھے منہ پائے
 ہب لذت آوے جس مانے
 کے لذت موجود نہ ہوئے
 مشکل ہے یہ سمجھیں دیکھ

حجاب محوش لمس

ٹھنڈھا تیتا بو جھے جس جس
 پھرے طبع تھیں جیوں ہے ساؤ
 سہی گرم اوس ٹھنڈھا بجھائے
 وے جیوں پھلی رات اکاس
 کھیا جیوں سواد سو مانے
 عین سو صورت گرم بجھائے

کہیں پانچواں پردا کس
 یہ بھی ہے طبیعت کا بھاؤ
 جب ٹھنڈہ تاپ چھتے کس آئے
 بیٹھے جنہ ہوئے دھوپ تراس
 پھیر طبع کا بھی اس ٹھانے
 پن پہلوں چھت پائی جائے

حجاب بوئی

جس تھیں ہو دیں بھنور اداس
 اوس سن خوشبوئی تس مانے

ہووے پردا چھٹا سو باس
 بد بوئی منہ جیو سو جانے

۱۰ ب جو ۱۲ ب دک، س کئی ۱۳ س سنجھیں ۱۴ ب بھوت ۱۵ ل د س س ندارد
 ۱۶ ب دم ٹھنڈا ۱۷ ب ہس ۱۸ س ندارد ۱۹ ج م بھرے ۲۰ ب طبیعت ۲۱ ب ندارد
 ۲۲ ب ٹھنڈا، م ٹھنڈا ۲۳ ل ج س م تاب ۲۴ ب چھٹے ۲۵ ل س س اس،
 ۲۶ ب ہندام ٹھنڈا ۲۷ ل دنزاس ۲۸ س جب ۲۹ ل س س اکاس ۳۰ ج بھیر
 ۳۱ س ندارد ۳۲ م سورت ۳۳ ج بھتھا ۳۴ د ہووے، س ہویں ۳۵ ل
 اداس ۳۶ م بد بو ۳۷ ل د میں

موت موتب تس جائیں آئے
 برا بھلا نسبتوں پہچان
 بگت کریں ان ماٹھیں جب
 جے غلطان تس کریں بکھان
 برا بھلا ہمب رھیا سوکانہ
 نہیں تھو کچھ ونے برا سو ہوئے
 سب ٹھاہر خوشبوئی گھات
 ان گت ہے عدم سو مانہ
 ظلمت عدم شرکھ غیہ
 نیتر تو ہے عدم پہچان
 عین بھلا یہ جائیں سب
 اس منہ کچھ نہیں شرنہ غیر
 تب اسے اندھلا بوڈا ہوئے
 عین برا اندھلا جب کین
 یہی صفت ایمان پہچان

جب جو پٹی کا باس سو پائے
 یہ بھی پھیر طبع کا جان
 جیوں پائیں کے موتی سب
 بانکا برا کہیں تس جان
 پن چھت پائیں ہے دونہ مانہ
 جے کچھ ہے چھت بھلا سو سوئے
 عین جمال اینہاں ہے ذات
 جنہ چھت ہے بھاؤ رہے تھانہ
 نور وجود محض ہے خیر
 دیا وجود بھلا یہ جان
 دیا دیکھناں سنناں جب
 اینہاں من اللہ بوجھیں خیر
 جب یہ صفت ندیوے سوئے
 اس کہانتیں اندھلا پن دین
 اینہاں من اللہ شر سو جان

سوال

وے کس کوں دیوے گا سوئے

ہے یوں جے کچھ جس کی ہوئے

۱۰ م جوئے ۱۱ ب د جو ۱۲ م بھی ہے ۱۳ ب دم پانی ۱۴ م بکت ۱۵ د
 ۱۶ اون ۱۷ ب پانی ۱۸ م دو ۱۹ ل پھلا ۲۰ ب چو ۲۱ م تانہ
 ۲۲ ب شر ہے کہ ، د شرک ، م سو شر ہے ۲۳ ب د دیا ۲۴ م سنناں ۲۵ ب
 ۲۶ جانے ۲۷ د نارد ۲۸ م یہ ، س آے ۲۹ م م بورا ،
 ۳۰ ب ج د س س س

انہ صلا پناں ہیں حق ہے جانہ
 بھلا برا جب حق نہیں ہوئے
 نہیں دیکھناں دیا سو جس
 انہ صلا پناں اس اصل سو جانہ
 ہوا سو خیرہ من اللہ جان
 جے حسناں من اللہ سوئے
 راضی خدا بھلا ہے جانہ

تو کیوں دیتا بعضوں مانہ
 کیوں دونہ پر راضی نہیں سوئے
 اس نسبت انہ صلا پناں تس
 صفت نہیں اور چھت بھی نانہ
 شر تو اس کی اصل پھیان
 شیتہ من انفسک ہوئے
 جہاں برا نہیں راضی تانا:

حجاب آواز

ہیں ساتواں پردا جان
 سن کنہ تھیں آئی آواز
 ایک ملے بچھڑیں گے تانا
 ملیں جو بچھڑیں تہ ہے کیوں
 جو کو جدا ہوئے جس ٹھانہ
 دو جا بچھڑیا ملے سو جس
 ہے آواز انھوں دونہ بھل
 یہ آواز منکر کر دیکھ
 لکڑی منہ تو نہیں سہج

نانوں سو تس آواز پھیان
 دو ٹھاپر تھیں اس کا ساز
 دو جے بچھڑے ملیں سو جانہ
 کاغذ کپڑا پھٹا سو جیوں
 شور پکار جدا تانا
 منہ آواز سو کیوں ہے تس
 لکڑی اور داماں مل
 آوے کنہ تھیں کریں بہ بیکھ
 تھیں دانا نہیں مانہ چھتج

لے ب انہ صلا پناں، لے ج حاشیہ پر یہ مصرع ہے، مگر متن میں دس کے ساتھ یہ ج چھت کی سکت سو دیتا تانا،
 ہے لے م بر لے ب ل دیکھنا ہے ب دس دیا لے ب بن لے ب ل سیات، لے سید
 لے ل بھلا خدا ہے، ج م خدا بھلا ہے، د خدا بھلا تائی لے م کی لے بن بچھڑیں لے ل کیس
 لے ل ب ج دس ل ملے لے م پہار لے ب دم ہووے لے ب پکار لے ب بچرا
 لے ج انھو لے ل کرے لے د سہج لے ل ب ج د نہ ہی، م نہ ہے، ل نہ ہیں،
 لے ل داماں، ل داما لے ل میں

یوں خاطر سوں دیا قرار
 آن دمانیں پر دھر دیکھ
 دوہوں ملے پن صوت نہ پائے
 ملے بتی بھی آئے نانہ
 غلبے تھیں ب رنگ پچھان
 غلبے بدٹے بھار سو آئے
 عالم نانوں دھریں گے سوئے
 یہ اسلام یہی ہے دین
 ہے نقاش سو صورت چین
 کہوں تمثیل نماز سو مانہ
 منجہ ملک اللہ لکھ دکھلاؤ
 کھڑیا لیکھن کاتب ذات
 کہا دیکھ اللہ کا نانوں
 لائم دکھائے رکوع جو جائے
 یہ اسم اللہ ہے پڑھ دیکھ

آوے گی دونہ ملتیں بار
 لکڑی سستیں لید بسیکھ
 ہلکیں دھر آواز نہ آئے
 توہمب آواز سو کانہ
 ہب غلبا آواز سو جان
 غلبے تھیں صورت دکھلائے
 جنہ چھت غلبے سیتیں ہوئے
 عالم قدرت بدٹے کین
 قدرت منہ ہے قادر عین
 حرف سو کاتب ہے اس ٹھانہ
 کن کاتب کون کہا آؤ
 تھان نہ کاغذ قلم دوات
 کاتب کے نماز اوس ٹھانوں
 الف قیام سو کر دکھلائے
 ہے کہا سجدے منہ لیکھ

حجاب ثقل

سوئے چھتا ہے دیکھ بچار
 یہ پرٹک جانے سب کوئے

جان آٹھواں پردا بھار
 بڈے ننھیں تھیں بھار نہ ہوئے

۱۰ م اوکی ۱۱ لیا ۱۲ لب س یہ ۱۳ لب دس دیا ۱۴ لب س سستیں، م
 ۱۵ لب دما میں ۱۶ لب س ہلکیں ۱۷ لب س میں ۱۸ لب ج د جانہ نہ لب بدلیں
 ۱۹ لب م سیتیں ۲۰ لب ب نانوں ۲۱ لب س سیتیں ۲۲ لب ج م میں ۲۳ لب س
 آئے ۲۴ لب س دکھلائے ۲۵ لب ج د س م کاغذ ۲۶ لب ب اس نہ س ہو ۲۷ لب س
 م سجدہ ۲۸ لب م میں ۲۹ لب لکھ ۳۰ لب س پردہ ۳۱ لب م سوئی ۳۲ لب م جانیں

ترے سو جل ماں ہلکا پھول
بھار بتی جا رہے پتال
سمجھ بھار کی کون اونٹار
رہیا دھوپ منہ دن دو چار
منہ تھیں بھار گیا کس بھانت
کبھیں جو کونس چونان لائے
دوبے کچھ نہیں معنی ہور

سینبل سنہ ڈالوں جڈ مول
پارا ایک رتی اک بال
پارے تھیں لکڑی منہ بھار
نیٹ لکڑے منہ تھا بھار
سوک ہوا ہلکا جیوں پانت
جیوں نارنجی رنگ اوڈ جائے
بھار سو ہے قدرت ہور زور

حکایت تمثیل

آیا راج کنور کے بار
آج تماشا اک دکھلاؤں
سو تا چٹا تس اوپرے جائے
زور پیٹھ کے رہیا سو راگھ
لاکھوں مل اک تسو ہلاڈ
کھیا زلیچا پھرتے دور
جیوں زلیچا اوچا سو لیت
اوتناں ٹوٹ رہیا تس کھانہ
جیوں پوتلا چتسریا ہوئے

ایک بلونت سو ہوا اسوار
کھیا کہ میرا زور ازماؤں
بڈا زلیچا اک بچھوائے
دوہوں ہاتھ پگ لانے ناگھ
کھیا اینہاں تھیں منجھ اجاڈ
سب بلونت ملے اک ٹھور
ایسا بل اکٹھے مل کیت
جنہ بلونت سو تا تھا تانہ
ٹوٹا یوں زلیچا سوئے

۱ سینبل ۲ سنہ ڈالوں ۳ جڈ مول ۴ پارا ۵ ایک ۶ رتی ۷ اک ۸ بال ۹ پارے ۱۰ تھیں ۱۱ لکڑی ۱۲ منہ ۱۳ بھار ۱۴ نیٹ ۱۵ لکڑے ۱۶ منہ ۱۷ تھا ۱۸ بھار ۱۹ سوک ۲۰ ہوا ۲۱ ہلکا ۲۲ جیوں ۲۳ پانت ۲۴ جیوں ۲۵ نارنجی ۲۶ رنگ ۲۷ اوڈ ۲۸ جائے ۲۹ بھار ۳۰ سو ہے ۳۱ قدرت ۳۲ ہور ۳۳ زور
۱ آیا ۲ راج ۳ کنور ۴ کے ۵ بار ۶ آج ۷ تماشا ۸ اک ۹ دکھلاؤں ۱۰ سو تا ۱۱ چٹا ۱۲ تس ۱۳ اوپرے ۱۴ جائے ۱۵ زور ۱۶ پیٹھ ۱۷ کے ۱۸ رہیا ۱۹ سو ۲۰ راگھ ۲۱ لاکھوں ۲۲ مل ۲۳ اک ۲۴ تسو ۲۵ ہلاڈ ۲۶ کھیا ۲۷ زلیچا ۲۸ پھرتے ۲۹ دور ۳۰ جیوں ۳۱ زلیچا ۳۲ اوچا ۳۳ سو ۳۴ لیت ۳۵ اوتناں ۳۶ ٹوٹ ۳۷ رہیا ۳۸ تس ۳۹ کھانہ ۴۰ جیوں ۴۱ پوتلا ۴۲ چتسریا ۴۳ ہوئے

جس کا اب لگ آیا شور
 جیوں لے جائے ٹوٹ منزل
 بھی سن اس کا کہوں بچار
 تب اوس کی ہوئی کس بھنت
 گل رہوے جنہ چھاٹھے دھول
 جیوں رنگ بھار چھتاچ نہ تھاج
 واقع چھت بن تیوں ہی بھار
 چھت ہے عین بھار کی ٹھور
 تب چھت عدم کیوں نہیں ہوئے
 یہ قوت یہ بھار کھائے
 عدم سو ہلکا دیکھ بچار
 نہیں سو پڑا ہلکا ہوئے

ایتا بھار سو تھا اک زور
 بھار تو اتنا تھا سب مل
 پن سب قدرت زور سو بھار
 بوڑھا ہوا سو وے بلونت
 ہلکا ہوئے گیا جیوں پھول
 زور بھار پن ہوا سو آج
 جیوں صورت رنگ دیکھ بچار
 بھی سن ہیں اک معنی اور
 چھت کون عدم کرے لے کوئے
 چھت چھت تھیں کا ڈھی نہیں جائے
 چھت مطلق وے عین سو بھار
 چھت جس پل منہ بھاری ہوئے

عناصر اربعہ

تس تھیں بھار پکڑ رہے آج
 قدیر قدرت اسم صفات
 سب میت کا یہی قرار

بھویں سو مظہر قدرت کاج
 صورت بھویں معنی ہیں ذات
 سرد خشک جامد اک ٹھار

→ ۳۳ س پتلا ۳۴ س چترا
 ۱۷ س سونا ۱۸ س دیجاؤ ۱۹ س د اوس ۲۰ س پوڈھا
 چھاچے ۲۱ س بھار زور ۲۲ س اب ج د س م بن
 لام سن ہیں ۲۳ س ب کیس ۲۴ س د س م کا ڈھی
 ۲۵ س س س بل ۲۶ س اب م بھوں ، ج د بہنویں
 د س م بھوں ۲۷ س ب س م ہے ۲۸ س س قدر
 ۲۹ س ب د بہی ۳۰ س ل خوشک ،

سوال

ہمیں جیوتا کہویں سوئے
اونہاں حیات ہمیں کیوں پائیں

بے لطافت سوں جے کوئے
حق ہلنیں تھی پاک بتائیں

جواب

کرے ارادت کی جب پھی
ہلناں چلناں پاؤں تانہ
صورت نس پائیں تہ پائے
ہریک ماں اللیج اونہار
مانس مانہ چلے اور بھانت
کل شنی من ماء حنی
جے ذرا تسبیح کہے سوئے
ہوں کا علم سو ساروں مانہ
علم جہالت کا بھی نس
حق عالم جاہل کی شان
وے نسوں پر پھر پڑے اتال
دیکھ نہ وہ کیوں جاہل ہوئے
سبل نبل نبلے کی ٹھانہ

ذات علم سوں جیتی ہر
علم ارادت مل نس ٹھانہ
ذات سو حنی معنوں منہ آئے
پائیں کوں ہیں چال ہزار
چلے جھاڑ منہ پائیں پانت
پائیں چلے سو شانوں کئی
جو کو جتنا وہ حنی سو ہوئے
جاہل بھی عالم اس ٹھانہ
حق عالم مطلق اس مس
کے نہ جاہل توں من آن
اینٹ پتھر توں دیہ اولال
کرے اصل پر رجو جو کوئے
ایسا قادر قدرت مانہ

۱۔ م ہے بے ہلنے سے م تھیں سے م بتائیں سے سں وہاں سے م پائیں
۲۔ پاوے سے م ٹھانہ سے لہو م ہے سے ب سں پانی سے م سے م سے دل ہے
۳۔ ج چلئی سے لہو سں جہاں م پھاڑ سے سں پائے سے لہو بابت، سں بابت سے لہو
ب دسں سں پانی، ج مانیں سے م تھیں سے دشاو سے م ہے سے لہو جے سے لہو جی،
۴۔ م یہی سے لہو لہو لہو سے م کسی سے سں کو سے ب لال سے لہو سں
سں پرے سے م رجوع سے ب سے لہو

نیت نما ہووے اس ٹھانوں
 تس تھیں جان کے نہیں کوئے
 جو کو اجان سو جوشے سکھ
 جیو چھپے بیچ پاوک جھال
 عین ہوئے وشے آگ گلال
 عین علم یہ پاوک ہوئے
 صورت منہ پاوک کی چین
 جس جس شان ارادت آئے
 نہیں تھلی بھی تکرار
 صورت منہ دیکھن تس باؤ
 چھانہ نوی ہووے ہر بار
 جسے دکھا بھی راکھو ٹھانہ
 پائیں وجود اونہاں ہر بار

ہستی مطلق جس کا نانوں
 اس ٹھنہ علم طبیعت ہوئے
 علم سو جتنان تنان دکھ
 دیکھن کارن گال گلال
 جیوں ابراہیم دیے ادچھال
 نہ کا علم پڑھے مت کوئے
 معنی علم سو حق ہے عین
 ایک ذات ہر شان دکھائے
 کہ ہیں ارادت نہیں قرار
 معنی ذات مرید سو باؤ
 اک درپن دیکھو تکرار
 کایے کہ نہیں موجود سو چھانہ
 چھانہ تھلی بن تکرار

مولدات ثلاثہ

جگ مانھیں سن کہوں سو سوئے
 کر چوگان عمل کے ہاتھ
 لجا معادت کی تنہ گوئے
 پن بوجھیں نہیں کے قیاس

جنسوں تین تولد ہوئے
 کھیل علم کے گھوڑے ساتھ
 کر میدان سو عادت کھوئے
 سنے گلال کہہ زیبا باس

۱۰ ب جیویں ۱۱ ب ج دکاج ۱۲ ب ج دس س جیوں ۱۳ د چھپتے ۱۴ م دے ۱۵
 ۱۶ ب ج دم سوجال ۱۷ ب ہووے، م دے ۱۸ م ہووے، اس ندارد ۱۹ ل پھرے، د پڑے ۲۰
 ۲۱ ب ج ل ندارد ۲۲ ل ب س م بھانت ۲۳ ب کدہیں ۲۴ س باو ۲۵ ج میں،
 ۲۶ ب ج دس پاؤ ۲۷ م چھان ۲۸ ل س س م تانہ ۲۹ د ٹھانہ ۳۰ م پائیں ۳۱ ل
 ۳۲ لولیات، اس تولدات، ۳۳ س سنیں، م سنیانہ ۳۴ ل ب س م سو ۳۵ ل بن ۳۶ س بوجھ، م پوچھے

چاکھ باج نہ سمجھے کوئے
کہیں نہ بوجھے چھوکر واد
بھینٹاں ٹپ ٹپ اوترے تہ
اک شان تولد ہوئے
دل کا دوار کھولا وہ پائے
جائے نہ یہ وہ سکے نہ پیسے
دل بالغ ہووے جب لگ
سمع بصر ہور علم سنگھات
حال سو اوس تھیں فرزند جان
دھرے جناور بیضنا جیوں
ہور اس کی سیوا منہ ہوئے
چھوٹے تب بنے تل مانہ
راکھے جیوں جو ہاتھیں ہاتھ
جیسا یہ تیسرا ہوئے سوئے
ہوئے بچا باپوں کا باپ
طبع مزاجی نس کوں جان

سے نبات کہ میٹھی ہوئے
عورت منہ جے ہوئے سواد
یہی جو بالغ ہووے جد
عورت مرد ملیں جنہ دوئے
جے آدل کے دوار بندھائے
دل کا پردا دار ہو بیس
دل کے جتن سو کر تب لگ
یہ بھی تب آوے ہر باٹ
باپ علم ما عمل پچھان
دوجے ہوئے تولد کیوں
دل کا بیضنا پاوے کوئے
چھوٹا پڈنیں دیوے نانہ
سیوا کرے سو دن ہور رات
تب اوس منہ تھیں بچا سو ہوئے
اے بچا توں سمجھیں آپ
ہب تیجے مولود پچھان

۱۰۰ بات ۱۰۱ م میٹھی ۱۰۲ سے سن سمجھے ۱۰۳ لے لاج دل سنہ ۱۰۴ لے ب یہ ۱۰۵ ب
بھینٹاں، سن بھینٹاں ۱۰۶ لے لاج د تب تب، سن سن م تب تب ۱۰۷ م ایک ۱۰۸ م اول
۱۰۹ م کھلا ۱۱۰ لے لاج دل سن سن دل کا ہور پردار سو، م دل کا پردا وار ہو ۱۱۱ لے سن نارد،
۱۱۲ م بیس ۱۱۳ لے لاج د ہوئے ۱۱۴ م بات ۱۱۵ لے لاج باب ۱۱۶ لے ب اس ۱۱۷ م
ہووے ۱۱۸ لے لاج د نہ سن م بیضہ ۱۱۹ لے لاج د اور ۱۲۰ م
اوسکے ۱۲۱ لے ب پڈنے، سن پر نہیں ۱۲۲ لے لہر ۱۲۳ لے د راکھیں،
۱۲۴ لے د میں ۱۲۵ لے سن ہوئے ۱۲۶ لے سن سمجھیں، سن سمجھے،
۱۲۷ لے لسن تیجے ہب

ہوئے مولود مزاجی تانہ
 جو پڑیں اوس مانہ کروڑ
 پھٹک آرسی شیشا کوئے
 پڑتے مزاجی آگ سو تانہ
 ہے اولاد مزاجی تیوں
 اوسی طبع ہوں پر رہ توں
 وے مسکر وہ عمل حرام
 اوس کون مسکر نہایت ہوئے
 طبع بڑھے وے مسکر کلمائے
 جسے خماری کہیں نہ ہوئے
 جیوں دھتورا اوتر سو جائے
 آپس جو پاوے تانہ
 توں ہیں جو عالم کا تب

خشک اینٹیں تر ملیں سو جانہ
 آٹا پانی ملا سو چھوڑ
 جیوں سورج سانھیں دھرجوئے
 روئی کون چھوڑیں تس ٹھانہ
 پنورے پانیں مانھیں جیوں
 جسے طبیعت جانے ہوں
 پھرے طبع جس بتی تمام
 اصل طبع پر رہے جو کوئے
 پن اوس طبع نہ پھر کر جائے
 طبع بڑھیں مستی ہوئے سوئے
 ہوئے ہشیار جو آپس پائے
 رہے مزاج طبع کے مانہ
 یوں جو جیوتا کرے سو جب

حکایت دانستن مقصد

توں بھی سنئے جو دل کر ٹھانہ
 بہت فائدے کی ہے بات

بات اک آئی ہے دل مانہ
 تو کچھ کہنیں آوے دھات

۱۰ سن نہیں ۱۱ م ہووے ۱۲ ب پانی ۱۳ دس پریں ۱۴ ب تس ۱۵ م نہ
 ۱۶ م شیشا ۱۷ ب سن روئی ۱۸ د کف، سن کو، سن کفر ۱۹ لسن چھوڑے ۲۰ ل
 ۲۱ سن پرے ۲۲ م ماہیں ۲۳ ل دس جس، سن م جیسی ۲۴ ب رہوے ۲۵ ل سن اس
 ۲۶ پڑھے، ج دس م بدھے ۲۷ سن وہ ۲۸ بڈھے، ل ج دس م بدھیں ۲۹ ل دس
 ۳۰ ل ہو ۳۱ م دھتورہ ۳۲ ل ب ج اتر ۳۳ ل عالم جیو ۳۴ ل سن سن ائی
 ۳۵ ل ب سن من ۳۶ ل م سنیں ۳۷ ل سن کہتے، سن کہنیں ۳۸ ب بھوت ۳۹ ل
 فائدہ، سن سن فائدے ۴۰ ب باب

تنہ انہڑے کی جاگہ ^۲ جان
تو کھپ چٹ کچھ مجرے آئے
تو جو کعبا جانا ہوئے
کہاں خوف ہے کنہ بسرام
ترت رہیں تاں بد ^{۱۱} فی الحال
نیرتے سب باتاں کوڈ ^{۱۲}
تو منزل کیوں امریا جائے
یہ سمجھیں ^{۲۲} سمجھے ^{۲۳} کا باب
آ محبوب ملے جب سوئے
کہہیں نہ کاغذ کوں پھر دیکھ
دیکھ کتیبان ^{۲۴} ملا سو سب
سب متفق سوہیں کس ٹھانہ
فقد عرف رہے سو سوئے
اس ٹھاہر من یقین سو آن
زیادت ہوئے یقین سو تہ
کیجیں شغل ہوئے سو ہوئے

پہلوں خوہیں پو پچیاں
جو وہ ٹھاہر بو جھی جانے
کہیں جو کعبے جاوے کوئے
پچیں رہ مارگ کے کام
اتیاں جان کرے اوٹھ چال
پاچیاں وے سہ گھڑا کوڈ ^{۱۵}
بات مہیں قہیں پھر پیر آئے
پچیں پڑھیں نہ کوئی کتاب
جس کا کاغذ آیا ہوئے
تب اوس کا کر شغل بسیلہ
سن پڑھیں ^{۲۵} کا نقا اب
کیا مقصود ہر ایکس مانہ
عرف نفع جے کو ہوئے
اینہاں مخالف کے نہ جان
بہت کتیبان ^{۲۶} دیکھے جد
پچیں کتیب نہ دیکھیں کوئے

۱۰ لے لب سن و حاشیہ ج : پہلوں توں مشوق لے ب د مل امرے ، م امرے سے م جاگہ سے م
۱۱ بو جھی سے دم کعب سے ب م چیت سے س مجرای سے ل کبھی سے م پچیں ، س
۱۲ پچیں سے س کر سے لب ج د مل م ناں سے لب پڑہ ، م چل سے ج باجوا ،
۱۳ سے ب ونا سے ب کوڑہ ، سے س کور سے م ائے سے ب کوڑہ ، س س سے ل ج
۱۴ س م بات سے سز توں سے س پڑیں سے د نکو ، م نہ کوئی سے س سے س د سمجھے
۱۵ سے لب ج د مل پچہ سے ج ملتی سے ب پڑہ نے ، ج پڑھیں ، ل س پڑھیں سے پڑھیں ،
۱۶ سے ل نرم لزا سے د مل کتاباں سے د اب سے د مل کہ کیا سے س سوے ، س سو ہووے
۱۷ سے م کسی سے لب س م دل سے ب بھوت سے س کتاباں سے د دیکھے

خوف سنبھال ہیسی ہے جانہ
پچھیں خداج کروں اختیار
یہی خوف کی ٹھاہر جان
یہی فرار اور یہ بسرام
پاؤں چلنیں کی نہیں باٹ
جس کوں بھانے توڑے کوئے
ہوں ہوں پنیں سو اپنیں مانہ
تب اوس جاگ نہیں ٹھرائے
الف ندا کا آخسر لیاں
کہیں نگار نگارا تانہ
خودی شو نفسانیت عیب
ہوں من انا عبارت سوئے
جس نہیں بگ کرے ہوں توں
یا ہوں جیوں ہوں منجھاؤ
تو بھی اس کوں خدا جلانے
بن سر بیسر ناماں کیت

انڑے کی میں بوجھی ٹھانہ
کام کروں یہ جیتی بار
اینہاں غلط یہ چوک پچھان
حق سوں رہناں جان سو کام
سن ہب پایدھر آدل ماٹ
اوجھل بھینٹ نہ پردا ہوئے
تو ہب انڑوں گا کس ٹھانہ
ہوں جب کسی صفت سوں پائے
عجم ندا کر جہاں بلاں
بت کوں کہیں بتا اس ٹھانہ
خود کھیا خدا یہ غیب
خود مطلق جو اشارت ہوئے
دیکھ فکر کر کون سو ہوں
ہوں کیا سر دھڑ ہاتھ کہ پاؤ
ہاتھ پاؤ سر جھکڑے جائے
مونڈ کٹوں وے فرزند دیت

۱۰ م انڑے ۱۱ م ابھی ۱۲ ل ب آیدھر ۱۳ م اول ۱۴ م س ندارد ۱۵ ل ب ج س س
۱۶ م بھینت، د بھیت ۱۷ م س یہ ۱۸ م د لوڑے ۱۹ م س ہوں (محض ایک) ۲۰ ل ب د اپنے
۲۱ ل د س س س س ۲۲ ل ب ج اس ۲۳ م کرد ۲۴ م بلائیں ۲۵ م لیا ئیں ۲۶ ل
۲۷ م نکار نگارا ۲۸ م عیب ۲۹ ل تو، م جو ۳۰ م نفسانیت یہ عیب ۳۱ ل ب چو،
۳۲ م نہیں بگت ۳۳ م س دوں ۳۴ د ڈ شر، م دہر ۳۵ ل ب ج د
۳۶ م س جیو ۳۷ ل ب مجہ ۳۸ م س سنبھاؤ ۳۹ م س جھکر ۴۰ م س
توں ۴۱ ل ب د س اوس ۴۲ م س خد ۴۳ م س سوتد ۴۴ ل ج د س م
کٹوں ۴۵ م فرزندیت ۴۶ ل ب بی

ہن ہوں مانھیں کچھو نہ کٹائے
جو سو ہوں سمجھا اس بار
جوں میرا گھر گھوڑے سب
میرا جو جو سا اس جوگ
ہوں کا سب جگ مانھیں شور
چھتا سو ہوں کے سان حال
ہوں بھل جاؤں رکھیں اون مانہ
ہوں بھنیں تھیں ہتی بھوائے

ہاتھ پاؤ سر اوڈ کر جائے
جوسا تو ہوں نہیں دیتا قرار
میرا جو کہوں ہوں جب
میری نسبت کہیں جوں لوگ
ہوں تو ہوں کچھ بانج ہور
رتی جو ذرا ہے پیمال
ہوں ہوں کہتے ہیں سب ٹھانہ
شیخ چھلی من کان چھنڈائے

حکایت غفلت از خود

چھٹھے پھرائیں ایکس بار
گنتیں چھپے ہوئے سو تین
تس کوں گنتیں مانہ نہ لیاں
اندازا گھر جاوے کیوں
دل سبتیں یہ دیتا قرار

شیخ چھلی کے تھے گھر چار
اونچے چڈہ کر لیکھا کین
جس پر بیٹھے آپ پھرائیں
فکر کریں نہیں کہویں یوں
من مینیں یوں کہا بچار

۱۷ ب پاؤں ، د پاؤں ۱۸ سن اوتہ ، م ار ۱۹ سن یاں تھیں ۲۰ لاج س کٹائے
۲۱ ب د کٹائے ، سن کہتائے ۲۲ م توں ۲۳ د سن س دیا ۲۴ م سمجھیا ، سن سمجھیا
۲۵ م یار ۲۶ م سبت ۲۷ لے لے مال ، سن پی مال ۲۸ لے سن بل ۲۹ لاج جاووں
۳۰ لے لے ج دم رکھے ۳۱ م چلی ۳۲ ب چھنڈائے ، سن چھنڈائے ۳۳ ب ہتی
۳۴ لاج د بھیاے ، ب م بوائے ، سن بہائے ۳۵ لے سن چلی ۳۶ سن م گھر تھے ،
۳۷ ب چڑی ۳۸ ب ، زور۔ پھرانے ۳۹ ب گنتی ۴۰ ب ہواہی ۴۱ زور
۴۲ م پھرائیں ۴۳ ب ، زور۔ سن گنتی ۴۴ زور ، م لیاں ۴۵ د نی ، سن میں ، سن
۴۶ سن ندارد ۴۷ د منیں ، زور۔ مہیں ، سن میں ، سن مانھیں ۴۸ ب
۴۹ ب د سن س ، زور۔ دیا

روس گیا گھر کس اک باٹ
 دیکھوں جاؤں منا کر لیاؤں
 گھر جاتا دیکھیا کس باٹ
 ایسی کوئی گرتے پھینتے
 دوریں کہیں نجائیں پائے
 خو کے پھروں ریل بہائے
 رہیں قلندر بھی تس ٹھانہ
 جوان طے ہوئے کئے ٹکول
 کتر گئے وہ دادھی موچھ
 دادھی کا کچھ فہم کیت
 آئے وضو کوں پائیں مانہ
 بیچ دادھی یوں دیا قرار

پہلوں سے پھرائیں باٹ
 اتروں ڈھونڈھوں جنہ کہیں پاؤں
 اوتر چلتیں پوجیس اس گھاٹ
 ایسا چھپرا ایسی بھینت
 سب کو کہے کہ اسے دیکھ جائے
 ہانچے سانس نہ منہ منہ مائے
 تھاک پڑے آ مسجد مانہ
 بات جماعت منہ کہی کھول
 شیخ چھلی کوں سوتے بوجھ
 تس گھڑی اک دو شیخیں لیت
 چلتیں فجر ہوئی جس ٹھانہ
 پائیں منہ مکھ دیکھت بار

۱۰ ب پھرانے ۱۱ ب ج ایکس، دس کسی ایک، زورہ کس ایک ۱۲ ب م اوتروں، س
 ۱۳ ب د ہونڈو، د، زور، م ڈھونڈوں ۱۴ ب س کنہ ۱۵ ب زور، س پانوں ۱۶ ب زورہ
 ۱۷ ب جانوں ۱۸ ب زور۔ لیاؤں ۱۹ ب ج د س س م چلے ۲۰ ب دیکھا ۲۱ ب دکوئی، س
 ۲۲ ب کوی ۲۳ ب د س س کرے، م گہرے ۲۴ ب پھینت، س نچیت ۲۵ ب زور۔ کو (ے) ۲۶ ب
 ۲۷ ب ای ۲۸ ب ج د دکھ، س ندارد، س ڈک ۲۹ ب نہ جانی ۳۰ ب س ہانچے، س ہانچیں
 ۳۱ ب س من ۳۲ ب چہروں، د بھرنے، س چہروں ۳۳ ب، زور، س پرے آ، س پر آئی
 ۳۴ ب م کہے ۳۵ ب س جوآن ۳۶ ب سو ۳۷ ب، زور۔ کیے، گئے ۳۸ ب وے دادھی، ب وہ
 ۳۹ ب دادھی، د وہ دادھی، س دارہی ہو ۴۰ ب م کہے ۴۱ ب زور۔ لیت ۴۲ ب لوے دادھی،
 ۴۳ ب وہ ڈاڈھی، د وہ دادھی، س دارہی ہو ۴۴ ب ج د لیت ۴۵ ب چلتی، س لیتیں
 ۴۶ ب م ہونے، زور۔ ہوے ۴۷ ب زور۔ اسے ۴۸ ب پانی ۴۹ ب، زور۔ پانی
 ۵۰ ب م نیچ ۵۱ ب وہ ڈاڈھی، د وہ دادھی، س دارہی ہو ۵۲ ب دیا

یہ منجھ ^۲ بسراتے کے کوئے
 بھولا آیا میسری ٹھانہ
 واہ، بسیں ہوں منجھ کوں پاؤں
 ہانکاں ^{۱۲} ماریں بہت ^{۱۳} بیکار
 اے ہوں ^{۱۴} ہب ہوں کوں کوں پاؤں ^{۱۵}
 پن ہوں پاوے برلا کوئے
 پھرے جنگل منہ ہوئے اوداس ^{۲۳}
 پڈیا ہے اب جس کی بندہ ^{۲۴}
 میرے نائفے تھیں ہے پاس ^{۲۵}
 سو ہے کستوری کی کھان

ہوں رہیا مسجد منہ سوئے ^۱
 کوئی قلندر ہے جنہ تانہ ^۲
 جاؤں ڈھونڈہ منجھ لے آؤں ^۳
 پھر آئے مسجد کے دوار ^۴
 ہو ہوں ہو ہوں کہ چلائے ^۵
 ہوں ہوں سب ٹھنڈے رہیا ہوئے ^۶
 جیوں مرگ کستوری پاس ^۷
 جس کی پاوے کہاں سوگندہ ^۸
 بوجھے نہیں کہ میسرا پاس ^۹
 برسوں میسرا لوہی جمان ^{۱۰}

مرتبہ انسان کامل

سن بے خمس کہیں حضرات
 اول حضرت وحدت ذات

۱۔ سن کہ ہوں ۲۔ لہ لہ دل مانہ، زور۔ مان ۳۔ لہ لہ لہ سو ہے ۴۔ بے بے بے
 ۵۔ م بسرانتیں، زور، سن براتیں ۶۔ لہ لہ کوئی ۷۔ لہ لہ جو، زور۔ جانہ ۸۔ لہ لہ زور۔ ٹھانہ
 ۹۔ لہ لہ جاووں، ج زور۔ جانوں ۱۰۔ لہ لہ ب دہوندوں، د ڈھونڈوں، م ڈھونڈوں ۱۱۔ لہ لہ ب
 ۱۲۔ مجھے، زور۔ منجھ، م منجھ ۱۳۔ لہ لہ زور، سن سن ہاکاں ۱۴۔ لہ لہ ب دم بہوت ۱۵۔ لہ لہ زور۔
 ۱۶۔ ہوں ہوں ہوں، سن ہو ہوں ہوں ہوں ۱۷۔ لہ لہ ج دس چرلاں، ب چل لایں، م چر لائیں،
 ۱۸۔ لہ لہ سن سن م رہے ۱۹۔ لہ لہ دس ہب ہوں ۲۰۔ لہ لہ سن کو ۲۱۔ لہ لہ ب بچ د پائیں، م پائیں
 ۲۲۔ سن میں مصرعوں کی ترتیب برعکس ہے۔ ۲۳۔ لہ لہ لہ ٹھانہ، ج تہنڈہ، م تہنڈہ ۲۴۔ لہ لہ لہ لہ مرکہ،
 ۲۵۔ سن مرکہ، م مرکہ ۲۶۔ لہ لہ د کستوری کی ۲۷۔ لہ لہ م پاس ۲۸۔ لہ لہ ب دم اداس ۲۹۔ لہ لہ م کے،
 ۳۰۔ لہ لہ سن ہڈھیا ۳۱۔ لہ لہ ب آپ ۳۲۔ لہ لہ سن تسکی، م جسے ۳۳۔ لہ لہ سن بندہ، لہ لہ
 ۳۴۔ ب سن م میرے ۳۵۔ لہ لہ ج پاس ۳۶۔ لہ لہ م لوہے،

جیوں ہر بار حسنیہ تکرار
 اسم صفات سو اس حضرت
 اے دو حضرت غیب قدیم
 شخص آرسی منہ پھر پائے
 درپن منہ جے عکس خیال
 ہاتھ آرسی ذات سو دیکھ
 تب درپن بھی غیر نہ ہوئے
 اٹے مرتبے سو حادث کین
 پانچوں مل کامل انسان
 لوہے کی صورت دکھلائے
 صفا سو دکھلاوے گی سوئے
 صورت دکھلاوے تس ٹھانوں
 اوہں مانھیں عالم کوں دیکھ
 چھت پاوے کا ٹھاہیں ٹھانہ
 سمجھ آشنا وے ہر حال
 انا املح وے کہوے تب
 انا افصح کہوے اس ٹھانہ
 ظاہر خوب محمد جان
 ظاہر باطن ہوا جمال
 روشن وہی جمال سو نانوں

وہ جیوں درپن دیکھن ہار
 دو جے حضرت البیت
 یہ جیوں دیکھناں ہوئے تفہیم
 نیچے حضرت روح کھائے
 چوتھے حضرت قلب مثال
 جوشا پانچویں حضرت لیکھ
 جب نگہ اپناں مانجے کوئے
 یہی شہادت حضرت تین
 غیب شہادت ہر یک شان
 جب چھت کی درپن منہ آئے
 لوہے کی جنہ درپن ہوئے
 صفا آرسی جس کا نانوں
 صورت بہور آرسی لیکھ
 ہب عالم کے درپن مانہ
 جے چھت ذات سو عین جمال
 وہی جمال حسن ماں جب
 وہی جمال کلام سو مانہ
 باطن خوب ذات من آن
 اول آخر ہب ہر حال
 جسے پچھانے توں جس ٹھانوں

۱۰۰۰ سے من میں ہوں ۱۰۰۰ تفہیم سے م شخص سے ل ج ارسی سے ج جوتھی ،
 ۱۰۰۰ ب د جسا سے ل ج پانچویں سے ب دم بات سے ج ارسی سے من میں آئے
 ۱۰۰۰ ب ہر ایک سے ب اے سے من بہر سے ج ارسی ، م آرسی آرسی سے ب دم
 سمج سے دن ہو جمال سے ب دکھانوں سے ب نانوں

ذات جمال سمجھ من آن
خلق ذات پر عاشق ہوئے
ذات جمال سو تیسرا یار
سمجھے یا نہیں سمجھے کوئے
تب دکھلاوے اسم صفات
دکھلاوے اعیان سو سوئے
وئے اشیا دکھلاوئے تب
دکھلاوے چھت ذات اوس مانہ
لقاء رہیم اینہاں پچپان
مؤمن مؤمن کی مرآت
دو نہ ماں ایک سو چھت مطلق
چھانہ چھانہ ماں دیکھ کرور
آیتہ فی الآفاق سو دیکھ
سبھی صورتاں ہیں جس مانہ
جے صورت حق کی دکھلائے
وے جب ذات ہوئے مرآت
ہوئے عکس بھی ایک اوس مانہ

اشنائی روشنائی پچپان
نہیں ذات تھیں پیارا کوئے
ہب تھیں جس پر دھرے سو پیار
سب جگ چھت کا عاشق ہوئے
ہوئے آرشی جب چھت ذات
اسم صفات جو درین ہوئے
درین ہے اعیان سو جب
ہوئے آرشی اشیا جانہ
الا انہم مریت جان
دیکھے ذات اور درین ذات
مؤمن بندہ مؤمن حق
درین دوہوں مقابل چھور
یوں سب عالم درین لیکھ
درین جیسی آیتہ کانہ
فی انفسکم آیتہ پائے
واقع چھت ماں ایک سو ذات
ایک آرشی ہوئے جانہ

۱۔ ب س س آشنائی، م اشنائی ۲۔ م روشنائی ۳۔ ل س س سمجھ ۴۔ ب س س
۵۔ ب دھر سو، س دھرے ۶۔ ل سمجھیں، س سمجھیں ۷۔ ل ما نہیں، س نا نہیں ۸۔ ج آرشی
۹۔ م سو نلے ب ہوی ۱۰۔ لے دوہ ۱۱۔ ج دکھلائے ۱۲۔ ب ہووے ۱۳۔ د س شو نڈارد
۱۴۔ ل مرتب، ب مرتبہ، س مرتبہ ۱۵۔ م مؤمن ۱۶۔ م بندہ ۱۷۔ ل دم مانہ ۱۸۔ ب نڈارد
۱۹۔ س نڈارد ۲۰۔ ب ج نڈارد ۲۱۔ م جیسے ۲۲۔ ج ایت، د س آیت، س آیت ۲۳۔ ب
سب ۲۴۔ ل ج ایت، ب د س آیت، س آیت ۲۵۔ ل ب ج نڈارد ۲۶۔ ب ج مرآت ۲۷۔ ل
د س م ہووے ۲۸۔ ب س م ہووے ۲۹۔ م اس

ایک بار پھر پاوے تب
 جسم محمد اوسے پہچان
 قلب محمد کا ہے سوئے
 یہی ابوالارواح کھائے
 ایک سو واقع اور نمود
 نفسی مثل کی مثل سو جان
 سب اوس کی تفصیل سو ہوئے
 جسم محمد عین اجسام
 اسی روح روحاں محبوب
 کثرت جگ کھٹناں اس کاج
 جیوں ہوں خوب محمد عین
 خلق سو من نوری ہے تیوں
 وے پاوے معراج سوتانہ
 یہی حقیقت محمدی
 اونہاں محمد کی معراج
 الہیت جنہ ذات صفات
 ہریک کی معراج اس ٹھانوں
 سوئے محمد منہ ہو پائے
 اسی محل آئیں ۲۲ اسلام

ایک عکس منہ دیکھے جب
 جو سا آرسی وحدت جان
 ایک عکس اوس مانہ جو ہوئے
 ایک عکس پھر ایک جو پائے
 روح مثال جو سا موجود
 لیس کمثلہ اینہاں پہچان
 مثل محمد ہوئے نہ کوئے
 ذات جو ذاتوں مانہ تمام
 اسی قلب کے حکم قلوب
 وحدت عین محمد آج
 یہ وحدت کثرت طرفین
 انا من نور اللہ سو جیوں
 ہوئے حقیقت جس کی جانہ
 اول حضرت وحدت کی
 وحدت ذات جو کثرت آج
 دوجے حضرت کی سن بات
 حقیقت انسانی اوس نانوں
 سر سو وحدت لگ جس آئے
 کافر جد اس آیں مقام

۱۰ ج اسی ۱۱ ب جس مانفیس ۱۲ م کہلاے ۱۳ ب جسا ۱۴ ہن
 ۱۵ ہووے ۱۶ ب س اس ۱۷ لسن سو ۱۸ لامنہ، ب ماہ ۱۹ م اوس
 ۲۰ م روحانی ۲۱ لسن کہولناں ۲۲ س کاج ۲۳ ل ب ج د اول وحدت حضرت کی
 ۲۴ دیہی ۲۵ لسن م سو ۲۶ لاج ۲۷ ل ب س م اس ۲۸ ب تانوں ۲۹ س
 ۳۰ نارد ۳۱ ب ج مصرعے برعکس ہیں ۳۲ ب جدا ۳۳ م آئیں ۳۴ ب ج س م انیں

آئیں صفت لگ جیوں شیطان
 انا خیر منہ کہے سو جانہ
 موسیٰ پر فرعون جتائے
 دے فرزند نبی کے جان
 وہ نہج جیسے مسلم پائے
 آپ چھپاتیں ہیں سب کوئے
 ساروں سنہ ال الگا ناز
 صورت بدلیں دے ہر حال
 کریں رکوع کب ہوئے انعام
 دے ہیں خاص نجانے عام
 کہہ میں نہ ہویں اسے مشہور
 ہویں اینٹ پتھر کی شان
 مانس تھیں منکر ہوئے کوئے
 توں رہ حکم شرع کے مانہ
 مانی منہ لے بیج سو بوئے
 سب جانے بنے اس گت
 اوس منہ تھیں کیوں اوگے جھاڈ

کافر سنتیں ہیں فرمان
 آپس کوں بوجھ کس ٹھانہ
 استدراج اینہاں لگ یائے
 کافر پر انکار نہ آن
 صفت کفر کی اون تھیں جائے
 رکھے کسی کا منکر ہوئے
 حق کی ہے ہریک سنہ راز
 حق کی قوم اک ہے ابدال
 کبھیں جھاڈ ہو کریں قیام
 ساجد ماجد کہہیں تام
 اے محبوب محض مامور
 ہویں ترور اور حیوان
 ہر شے مانہ ولی جب ہوئے
 توں معتقد سو ہو سب ٹھانہ
 جیوں عالم اک مانی ہوئے
 اوس پر چھانے پانی ات
 مانی پانی ناکھے ساڈ

۱۷ ب د سننے ۱۸ دم این ۱۹ ل ج من ہو، ب منھو ۲۰ ب کہوے ۲۱ س لیاں
 ۲۲ س جتایں ۲۳ م دے ۲۴ س رکے ۲۵ اب س م چھپاتے ۲۶ ب اک،
 ۲۷ ب سوں، س سیں ۲۸ د ندارد ۲۹ ج راز ۳۰ س ہیں ۳۱ ب کبھیں،
 ۳۲ م ہو ۳۳ ل س نجانیں ۳۴ م آئے ۳۵ ل ب نہوویں، س م نہو دے ۳۶ اب
 ۳۷ س م ہوویں ۳۸ ل ب س م ہوویں ۳۹ د پتھر ۴۰ د نہیں ۴۱ ل ہوے ۴۲ د
 ۴۳ ایک ۴۴ د میں ۴۵ س اوپر ۴۶ ب پانی ۴۷ د جب ۴۸ ل س م جانیں ۴۹ ب
 ۵۰ بانی، م ناکھیں ۵۱ ب ج د ناکھیں، م پانیں ۵۲ ل د س اس ۵۳ م میں

عالم کے کہے ہوئے گلال
حکم شرع کا یوں ہے سب
جاہل کوں یہ سمجھ نہ سوجھ
جہاں حقایق درس جو ہوئے
پائے مخالف شرع سنگھات
حق مؤمن جوں ہے بالذات
تیونھیں رسولیں کے بیان
ہمیں رسول خدا یہ تین
جوں چھاپا کیجے ہر بار
کے رسول کریں توں سوئے
خوب محمد کے احکام
من عرف اللہ وکے دوستان
ذات رسول کھلے جس ہوئے
کرنے بیان حدیث قرآن

کال باغ منجھ کرے نہال
دہول ہمیں سجدا کر اب
اس پھل تبت قیامت کوں بوجھ
عین شرع کا باطن سوئے
جان اوکے مردود سو بات
تیونھیں پچھانے رسول سنگھات
تیونھیں ہموں آئیاں ایمان
سرکھے اینہاں برابر دین
سارے ہوئیں سرکھے تکرار
فقد اطاع اللہ سو ہوئے
راکھے عارف وہی تمام
طال لسان اور کل لسان
ہوئے امام اور مرشد سوئے
یہ عارف ہے طال لسان

۱۰ لے لم ہووے ، سں ہویں ۱۱ ب ب ب ۱۲ م سجده ۱۳ لے ل سں سں سنجھ
۱۴ د ندارد ۱۵ م سوچھ ۱۶ لے ل ج بھل ۱۷ لے ل سں بت ، ب ج دم
۱۸ پت ۱۹ ب ہے جیوں ، د "ہے" ندارد ۲۰ لے ل ب ج د سں سں بالذات ،
۲۱ لے ل د تیونھیں ۲۲ لے ل ب ج د بچھاسی ، سں نچھاوی ۲۳ لے ل ب ج کی ، دسں
۲۴ کیا ۲۵ د تیونھیں ، سں تیوں ۲۶ لے ل ج د سں آئیا ، ب آنا ۲۷ لے ل ج
۲۸ اینہا ۲۹ لے ل د جیو ۳۰ لے ل م کیجے ۳۱ لے ل ساریں ۳۲ لے ل ج د
۳۳ ہوویں ، م ہوں ۳۴ لے ل ب د کرے ۳۵ د وہ ، سں وو ۳۶ لے ل
۳۷ کھولے ، سں کہی ۳۸ لے ل سں ہووے ، سں او ۳۹ لے ل ہوئے
۴۰ اور ۴۱ لے ل م قرآن

سر جیب کھلے جس ٹھانوں
ذات عام ہوئی ہے مطلوب
ذات چھپے عالم منہ جیوں
یہ محض عالم منہ تیوں
دے محض محبوب سو نانوں
ذات سو ہریک کوں محبوب
بے نشان اس کا نیشان
یہ عارف ہے کل سان

• • •

۳ ج س نیشان ، د نشان طی

سے لکھولے
سے م ہو، م ہوئی
سے م اوس
سے ب د نشان

ساتواں باب

فرہنگ

اپنیں : ہم خود ، ہمارے
 ات : اتنا ، اسقدر
 اتارے : ستارے
 اتال : فوراً ، جلد ، اب ، ابھی
 اٹھرنا : ہلنا ، تھل تھل کرنا
 اجاس : جالا
 اجمال کرنا : مجتمع کرنا ، مختصراً بیان کرنا
 اچانا : اٹھانا ، بلند کرنا ، دہرانا
 اچرت : اچرج ، حیرت ، عجب
 اچکن ہار : اچکنے والا
 ادہکا : زائد ، بڑھا ہوا
 اردا : (عرض) عرضہ ، عرض ، عرض
 اردہ : آدھا
 ارواح : جمع روح کی مگر صیغہ واحد میں استعمال ہوئی۔
 اسم صفات : اسم کے مانند
 اکاس : آکاس ، آسمان
 اک ایتی : اتنے ایک
 اکٹھنہ : (اک + ٹھنہ) یکجا ، ایک جگہ
 اگیار : گیارہ (عدد)
 الگا : جدا ، الگ ، الگ ہو کر
 الگاج : الگ ہی ، جداگانہ ، لاشریک
 الگے : الگ ، جدا
 الگیج : الگ ہی ، الگ
 امرٹناں : لاگو ہونا ، پہنچنا ، پانا
 امرٹے : لاگو ہو ، پہنچے

آت : آکر
 آتا : آنے والا
 آپس : آپ ، خود ، خود ہی
 آپیں : آپ ہی ، خود
 آٹھ : صدف
 آدیت : سورج
 آڈا : لکڑھی ، کھبا
 آرسی : شیشا ، آئینہ
 آرسی پیالہ : شیشے کا پیالہ ، جام صاف
 آگل : آگے
 آگم : آگے ، مستقبل
 آگیں : (ن زائد) آگے
 آٹی : گچھا ، بندل ، مسطر (خطوط)
 آن : لا ، آکر
 آنوں : لاؤ
 آئیں : (ن زائد) آنے ، لائے
 آتے ماٹ : آنے کے لئے ، لانے کے لئے
 آمنھیں سا منھیں : آمنے سامنے
 آون ہار : آنے والا
 اپس : آپ ہی ، خود
 اپن : ہم (خود)

اُوگنا : طلوع ہونا
 اولال : اچھال
 اوڈھا : اٹا
 اوڈا : عمق ، عمق دار
 اونوں : اس نے ، انھوں نے ، اس کو ، ان کو
 اونہا : وہاں
 اونھار : مثل ، مثال ، ظاہر ، قسم ، انداز ، مانند
 نوعیت ، آپائے ، تدبیر
 اونھیں : انھیں ، ان کو
 آہے : ہے
 ای ، اے : یہ ، یہ سب
 ایتی : اتنے ، اتنی
 ایک پنا : وحدت ، توحید ، واحدیت
 ایکس : ایک ہی ، ایک شخص
 ایک فنی : یک رنگ ، علم و عمل کا ایک ہونا
 ایکل پن : توحید ، ایک ہونا
 ایک ہوں پنا : ایک (واحد) ہونے کی صورت
 ایل { کیرا ، کیرپی
 ایل
 اینہاں : یہاں
 ایہ : یہ ، یہاں
ب
 باقہ : آغوش ، دونوں ہاتھوں کا حلقہ
 باٹ مارنا : راہ طے کرنا

امڑوں : لاگو ہونا ، پہنچنا ، پانا
 امکڑا : بے ہوش ، بے خود
 ان : اتاج
 انگ : جسم
 آنہ : وہ ، اس
 انت بڈا : بہت بڑا
 انجائے : نہ جائے
 ان چھت : ناموجود ، عدم
 انکڑ : اکھوا
 انیں انیں پر : انی انی پر ، نوک نوک پر
 اندھارا : اندھیارا ، اندھیرا
 اندھلے : اندھے ، اندھے
 انھیں : اس نے ، انھوں نے
 او : اور کا مخفف
 او : وہ
 اوپچنا : نکلنا ، اگھڑنا
 اوپڑاے : نمودار ہو ، ظاہر ہو ، معلوم ہو ، ابھرے
 اکھڑ
 اوٹھا : مثل ، کہاوت ، مقولہ ، نقل
 اوٹھار : اونھار ، تدبیر
 اوجال : نور ، جلاکر ، روشنی کر کے
 اوچھائیں { عکس ، پرچھائیں
 اوچھایاں
 اورج : اور ہی
 اوک : جعقا ، مجموعہ ، ہجوم

بسکھ : تمیز، فرق
 بکاتی : بکنے والی
 بکراں : خوفناک
 بکھانا : بیان کرنا، تفصیل پیش کرنا
 بگت : تفصیل، جزئیات
 بگائے : بلا کر
 بگنا : پٹنا، چمٹنا
 بگاس : فکر، سوچ
 بگتہ لاوے : (ن زائد) بتلاوے
 بگٹے : بگڑے، خراب ہو
 بوجھ : جاننا، سمجھنا، بوجھ (امر)
 بوجھو ہوں : (میں) جانتا ہوں
 بودھا : ایک طرح کا درخت
 بونٹ : جسم
 بھاوٹ : مصیبت
 بہ روپا : بہروپا، بہروپیا
 بہری : بحری، شکاری پرندہ
 بہور : بھی اور، صبح
 بہیکھ : طرح، انداز، طریقہ
 بھویوں : کہار
 بیج : بیجلی، بجلی، بیج پانا رات
 بیدارے : بیدھارے، کھٹے
 بیدے : بیٹھے، انڈے
 بیر : مرتبہ، دفعہ، وقت، بیلا
 بیراں : مرتبہ، دفعہ، وقت، بیلا

باج (باز) : چھوڑ، سوا، بغیر، ورنہ
 باجیں : چھوڑ، سوا، بغیر، ورنہ
 بار : خاردار جھاڑی
 بارڈی : باغ، بگیچہ
 باز : دوبارہ، سوا، ورنہ
 بانسلی : بانسری
 بانکا : پیرھا
 بانیں : بنیا
 باؤ : باد، ہوا
 ببیکھ { کرنا، امتیاز کرنا، فرق کرنا
 بہ بیکھ
 بہ پیکھ } تمیز کرنا
 بی : ... کے لئے
 بجانیا : شعبہ باز
 بجھائے : معلوم ہو
 بچار : سوچ، فکر
 بدھیں : بہت
 بڈا : بڑا
 بڈپن : بڑاپن، بزرگی
 بڈوایاں : بڑھنے والے مثلاً پھول، کلیاں
 بڈہ : زیادتی، زیادہ ہونا
 بڈھناں : بڑے ہونے والے
 برلا : بہادر
 بستار : تفصیل، وضاحت، پھیلا کر بیان کرنا
 بسلائے : بٹھائے، بٹھلا کر

بھکر : بھگوکر

بھنت : دیوار

پ

پاسے : پاس ، قریب

پالکھی : پالکی

پانت : پات ، پتے

پانیں : پانی ، پانے (بروزن آپیں) ورق ، پلکیں

پاوک : پانے والا ، وہی

پاؤے : پیرے ، قدم بقدم

پائی : (ن محذوف) پائیں ، نیچے کا

پائے کی : پانے کی

پپوٹا : حباب ، بلب

پچھلے : پیچھے

پچھناوے : پچھنواے

پچھین : بعد ، مابعد

پڈانا : (جی کا) چاہنا

پڈیا : پڑا ، گرا

پڈھالے : خود کو پڑھوائے ، پڑھنے میں آئے

پڈھتا : پڑھتا ہوا ، پڑھنے والا

پرپ : سبیل

پررتھوں : اقرار کرنا ، طے کرنا

پررتھی : دنیا

پررتھی بات : بات طے کی

پررتک : دکھائی دینا

بیسنا : بیٹھنا

بیسے راج : راج کرے ، تخت پر بیٹھ

بھار : وزن ، باہر

بھار آنا : وزن کا بڑھنا

بھارٹوں : توڑنا ، ٹکڑے ٹکڑے کرنا

بھاگا : منقسم ، بھاگ ، حصہ ، فرق

بھاگنا : بھاگ بننا ، بٹنا

بھان : معدوم ، حصہ

بھانت : طرح ، صورت ، طور ، قسم

بھانتیں : قسمیں

بھانیا : حصہ ، تقسیم کر کے

بھانوں : بھانتا ، تجزیہ کرنا

بھادنتی : بناو سنگار والی

بھگنا : غائب ہونا ، بے راہ ہونا

بھگوں : شعلہ

بھرتھار : بھرتار ، شوہر

بھریانک : بھرا ہوا

بھل : بل ، بھلا ، اچھا

بھل سیکل : چوڑا چکلا ، پہن تن

بھلنا : ملنا

بھنت : بھانت ، درگت

بھوکا : بوکا ، برادہ

بھوں : زمین ، دھرتی

بھنوری : زنبور ، شہد کی مکھی

بھیدیا : در آیا ، تاثیر دکھائی

پھرے : بیچ دار بال
 پھوک : بیکار ، عبث ، مفت ، پھوکٹ
 پھول : شراب خالص
 پھول چھانٹنا : پھول بچھانا ، پھول بکھیرنا
 پھیر : پھر ، دوبارہ ، قلب ، فرق
 پھیرا : فرق ، تبدیلی
 پھیری کھانا : چکر کھانا

ت

تابی : تعب
 تاراں : تار کی جمع
 تازی : (عربی) گھوڑا
 تاس : وقت ، ساعت
 تالاولیل : کرید ، پرشوق فکر
 تالی : چپ ، دھیان ، جوگیوں کا ایک آسن ، کنجی
 تانہ : تہاں ، وہاں
 تاماں : تامہ (طعمہ) کی جمع
 تامے : طعمہ
 تان بان : آن بان
 تبدیل : تبدیلی
 تت : ناک کا بانسا
 تتا : گرم
 تتناں : اتنا
 تتی : مشربہ ، لوٹا
 تتج ، تتج : تیرا ، تجھکو

پرٹھن : سطلے کرنا
 پرک ، پرک : جانچ
 پرکاش : نور
 پرگٹ : عیاں ، ظاہر ، روشن
 پرمان : لحاظ ، نسبت ، طرح
 پروالی : سمندری سرخ ، میرا
 پرتج : پری ، پری ، منقش پردہ
 پریں : پر
 پگ چھوڑنا : قدم رکھنا
 پلوٹ : لوٹ پوٹ
 پلیت : پلید ، نجس
 پنورنا : تیرنا
 پوپٹ : طوطا
 پونم : چودھویں (رات)
 پون کرمی : ہوا کا رخ
 پن : مگر
 پنہاری : آبدار خانہ ، پن بھرن
 پہلوں : پہلے ، اول ، شروع
 پہور : علی الصبح ، سال آئندہ
 پیڈ : پیڑ ، درخت
 پھاٹ : پھٹ کر
 پھگ : پھٹ کر ، الگ ہو کر
 پہچانیاں : پہچانا
 پھا ، پھرا کہہ : دوبارہ ، دوبارہ کہہ ، دہرا
 پھرانا : بدلنا

تیتی : فوراً ، تڑت ، اسی وقت

تیتی بار : جس کی بار ، اسی وقت

تیں : تو

تھڈ : تنا (درخت کا)

تھوڑا بول : کم مایہ سخن ، معمولی بات

تھوہٹوں : قرار پانا ، کھڑا ہونا ، رکن

تھوہیں : تھیں ، رکیں

تھی ، تھیں : سے

ٹ

ٹالنا : دور کرنا ، توڑنا

ٹکڑوں : ٹکڑے ٹکڑے

ٹکول : ٹھٹول ، ہنسی مذاق

ٹلنا : بدلنا ، ہٹنا

ٹولا : گروہ

ٹونکا : چھوٹا ، طول کم کرنے کے بعد کا حصہ ، چھوٹا کیا

ہوا

ٹینبا : ٹیلہ ، کندہ ، تودہ

ٹھاٹھ : مختلف سر

ٹھاٹھیں : ترتیب دیں ، سر ملائیں

ٹھار : جگہ

ٹھالی : زنگ ، بے مایہ ، خالی

ٹھاں (ٹھانہ) : جگہ

ٹھاں ہیں ٹھانہ (ٹھا نہیں ٹھانہ) : جگہ بہ جگہ

ٹھاہر : جگہ

تد : تب

تراٹھا : بھاگا ہوا

تراٹھ ہونا : چوکڑی بھرنا ، تیز بھاگنا

ترسنا : گرمی سے پیاسا ہونا

ترکش بند : سپاہی

ترنگم : گھوڑا

ترور : درخت

تری ، تریا : عورت

ترتج : چاند کی تیسری رات

ترٹکا : گرمی ، صبح ، دھوپ

تس : وہ ، تے ، اے ، جسے

تس تھیں : جس کی وجہ سے ، جس کے سبب

تل : نیچے

تلھار : نیچے

تمھوں سوں : تم سے

تمھیں : تم

تن : ان ، وہ

توبہ دے : توبہ قبول کرے

توت : محتب

توتی : لوٹا ، لٹیا

توٹے : مطمئن ہو ، خوش ہو ، نوازے

توکھارو : گھوڑا

تونبری : کدو ، ایک قسم کا باجا ، طنبور

توٹھیں : توں ہی ، توہی

توہیج : (ہ ساکن) توج ، توہی

ٹھیکوں پر ٹھیک بھرنا : چوکڑی بھرنا

ج

جائیں جائیں : (ن زائد) جاتے جاتے

جال : جلا کر، جلتا ہوا، جلتی ہوئی

جان پنا : جاننے کی قوت، اعتبار

جان پنیس : جاننے کی صلاحیت

جاننا : جاننا، دانائی

جاننیں : جاننا، دانائی

جانورے : ارے جانو، تم جانو

جانوں ہوں : میں جانتا ہوں

جیس : جب

جد، جدہ : جب

جدی، جدے : الگ

جڈ : جڑ، جب

جرے : جلے

جس : جس کو

جس دھات : جس طرح

جسکے کا جس : جس کے سبب

جلمچر : آبی جانور، پھلی

جمنار : راست، سیدھا، دایاں ہاتھ

جن : لوگ، فرد

جناور : جانور

جنتر : بین، آلہ موسیقی

جنہ : جانہ (جہاں) کا مخفف

جنہار : جننے والی، ماں

جنھیں : جن نے، جس نے

جوان پن : جوانی

جو تر : جوتنے کے وقت استعمال کا پتہ

جوسا : جٹا، جسم

جوسا کر : جسم سمجھ کر

جوگ : وقت، خصوصاً نجوم میں معنی وقت ساعدا

اپائے، لاگ، بندوبست، درست

جونہ : (بروزن کھونا) دیکھنا، تلاش کرنا

جونہ : (بروزن پونہ) پرانا

جونناں : (ن زائد) جونا، پرانا

جوہار : سر، پیشانی

جوئے : (بروزن کھوئے) دیکھے

جوئیں : (بروزن کھوئیں) دیکھیں

جی : جے ای، جیسی، جو بھی

جے : جو

جیتی بار : جتنی بار، جس وقت

جیتے : جتے، جتنے

جیکو : جے کو، جو کوئی

جیو : جان، روح

جیوتا : جاندار، زندہ

جیوک : جاندار

جھا جھے : سا جے، سزاوار ہو

جھال : خیال، جذبہ، ترنگ

جھانجھوی : سراب

چلتیں : (ن زائد) چلتے ہوئے

چلنیں : چلنی ، چھلنی

چہا : دور ، غائب ، چپت

چنڈناں ، چنڈنیں : چاندنی

چنگی : چنگاری

چُنہ ، چہ : آخر ، سرا ، اور چھوڑ ، چار

چُنہ پاس : آس پاس ، چاروں طرف

چنتہ : دید

چنہ دس : جس طرف سے ، جہاں پر ، چاروں طرف

چوتہ : (چوٹھ) چوتھی تاریخ کا چاند

چونتے : چوتھے ، نوچے

چوکھوناں : چوکونا ، چوکور

چوناں : (ن زائد) چونا

چوی نہ ریتیلی زمین میں کھودا ہوا گڑھا کہ جس کے

کھودنے پر پانی نکل آئے

چہ بچا : چہ بچہ

چیشی : چٹکی

چھاپ کرنا : مہر کرنا ، چھاپنا

چھت : ہست ، موجود ہے ، ہستی

چھت دے : وجود بخشنے

چھٹکنا : چٹکنا ، بھٹکنا ، بگڑنا ، برگشتہ ہونا

چھل : چہل ، چالیس

چھن : رشخہ ، پانی کی مہین بوند

چھنچھال : چنچل ، سری ، بیقراری

چھندا : ندا ، آواز

جھانہ : جہاں

جھبکتی : چمکتی ، جھلکتی

جھپلاے : جھپنے ، نیچے اترے

جھنجھنی : سنسنی

جھوم : جھکنا ، جھک کر

چ

چانگ : پرشوق آواز

چال : چلن ، رواج ، رفتار

چام : چمڑا

چانہ : عکس ، سایہ

چیشی : چٹکی

چترسال : چترسار : مصور

چتری : تصویر

چتراؤ : (تصویر) بناؤ

چتیاروں : جمع چتیار ، چترکار ، مصور

چتیاریں : (تصویر) بنائیں

چتیری : چتری ہوئی ، کھینچی ہوئی

چخ مخ : چھاق ، مقناطیس

چڈے : چرٹے

چرنا : چکنا

چک : چق ، چت ، نگاہ

چکاپوی : پانی کے گزرنے کی مدور جگہ ، نائبدان

چکر : دائرہ ، آنکھ

چلاے : چلے

داک : دیکھ ، دیکھ کر
 دائیں : (ن زائڈ) دانے
 دہلات : دہلا ، دہلا ہے یا زیادہ دہلا = دہلات
 درپن کر : آئینہ سمجھ کر
 درس : درست
 درگاہ : جگہ
 دری ، درے : دریا
 دس : طرف
 دسن : دانت
 دُمڑا : دُم دار (ہاتھی)
 دُنی : دنیا کا مخفف
 دوال : دیوار
 دوپہریں : دوپہر ، دوپہر کے وقت
 دو جوتر : کلوبند
 دوجی : دوسری
 دورپن : دوری ، فاصلہ
 دوڑا دوڑ : بھاگم بھاگ ، تیزی سے دوڑ کر
 دوڑوں : ڈور ، رسی
 دونہ : دو ، دونوں
 دونیں : دونوں ہی
 دوہوں : دوہا
 دوہے : دوہا
 دبا کا : دہائی
 دہری : دہریہ
 دُہوں : دُہا

چھو کرواد : بچوں کی طرح
 چھول : گرداب
 چھوں : چوں ، چار
 چھیر : طرار
 چھیک : چھیدا ، سوراخ
 چھیک پاڑ : سوراخ کر کے
 چھیل : جھیل ، سیلاب ، پانی کا بڑا ذخیرہ
 چھیل : حریف
 چھیلا : (بروزن کیلا) دچھلا : آخر ، موخر
 چھیہ : اور ، سرا ، آخر

ح

حق دھر : جائے حق ، طرف حق
 حمایں : حمام ، حمام میں

خ

خاصہ : اسپ خاصہ
 خداج : خدا ، خدا ہی
 خط : تحریر
 خوبیں : خوب ، خوب ہی ، اچھی طرح
 خو کے : بال کے
 خون کار : خونخوار

د

داس : غلام

ڈ

ڈاڑھ : انار
 ڈاوا : بایاں (ہاتھ، سمت)
 ڈسکا : ٹھسکا
 ڈونگر : پہاڑ، ٹیلہ
 ڈھال : ڈھلوان (چال کا مرادف)
 ڈھپن : بے نہایت خرد مندی، حماقت
 ڈھلکتی ڈھال : مست چال
 ڈھلیا : ڈھلا، ڈھلا ہوا، مرجھایا
 ڈھول دینا : سر منڈھنا

ذ

ذاتوں : ذاتیں، ذات، خود آپ
 ذری، ذرے : ذرا
 ذرے کی چھن : ذرے کے مانند، ریزہ

س

براس : راست
 راسی : درد
 راکھیں : رکھیں
 رال : گوگرو، گندھک
 رترا : لال، سرخ
 رتری { لال، سرخ
 رتری
 رچ : رچا، رچا، رچا

دیت : دے کر، دیتے ہوئے

دیس : دن

دیک : دیکھ

دیکھتا : دیکھنے والا، سُجھکا

دیکھت بار : دیکھتے وقت

دیکھ کرنا : دیکھنا

دیکھن : بینائی

دیکھیں جائے : دکھائی دے

دیکھیں کاج : دیکھنے کا ہی، دیکھنے کے لئے

دیکھنہاں : قوت بینائی

دیکھنیں : قوت بینائی

دیکھن ہار : دیکھنے والا

دیکھی : بینائی، باصرہ

دین : دے کر، دیا

دیو : دیا، چراغ، (فعل) دو

دیہ : دے، جسم

دیہ چلاے : زندہ کرے

دھات : طور، طریقہ

دھارے دوڑنا : تیز دوڑنا

دھرنا : رکھنا

دھنکے : ٹٹا، ہو، ساکت ہو، جامد ہو

دھوپ : اجالا

دھوپ چینی : (ان کے نام) دھوپ

دھوپ کھلا : دھن لال، تاک

دھوپاں : دھوپ

سرکھی، سرکھی (سرکھے) ، یکساں، برابر
 سریکا، سریکھا (سرکھا) ، سر سے ہٹا کر
 سرینہ کر: غسل کر کے، سر سے ہٹا کر
 سرین: چاند
 سستا: آہستہ
 ستانی: آہستگی
 سپہر: چاند
 سٹکائے: (ہ محذوف) سکھانے، ششک کرے
 سکر: نشہ، مستی
 سل: تختہ (پتھر)
 سلطانیں: سلطان نے، سلطان ہی
 سنائے: سنا کر، سنوائے
 سنتوک: سنتوش، قرار، الہمیت
 سنگھات: ساتھ
 سنٹی: سنائی، سنائی
 سنہ: سنوں، سنے، سنو
 سنیں: سنے، سننا، سننے
 سماں: مانند
 سمجھ کی ٹھالوں: سمجھنے کا نام
 سمجھ، سمجھ، سمجھ
 سمنا: سمنا
 سوراں: سوراں
 سوہار: سوہارا، سوہاری
 سوہنا: نظر آنا
 سوہنے: سوہنے

رجو: رجوع
 رکھوال: رکھوالا، نگہبان
 رکھے چھیا: رکھے ہوئے
 رنگ پھرانا: رنگ بدلنا، رنگ فق ہونا
 روشن کر نھار: روشن کرنے والا
 ریزو: ڈالو (ریختن سے)

ش

زریناں: زرائن، زیورات
 زیادت: کثیر، زیادہ

س

ساٹ: کوڑا
 سادھنا: مراقبہ، ریاضت
 ساروں: تمام، سب، سب نے
 ساری: تمام
 سانج: سانجھ، شام
 ساندہ: سانجھ، شام
 سانھیں: سامنے
 ساؤ: لذت، ذائقہ
 سب کیر: سب لوگ، سب کوئی
 سبی: سبھی، سب ہی
 سچیس: سچ، واقعاً
 سدھائیں: جائیں، چلیں
 سدھ کر: سدھ لے کر

ش

شرو: شروع

شہ: نوشہ، شاہ

ع

عارس: دُھن

علم اختیار کرنا: علم حاصل کرنا

ف

فکر کرنا: غور کرنا، سوچنا

فلان پناں: فلاں ہونا

ق

قایل: قابلیت والا، قابلیت والی

ک

کاٹ: کاٹھ، میل

کاج: کام، کاہی

کاچنا: کارٹھنا، نکالنا

کاڈھنا: نکالنا، کھودنا

کاغذ: خط

کاغذ آنا: خط کا آنا

کانہ، کنہ: کہاں

کاہے: کیوں

کب: کبھی

سُودھا: سیدھا

سور: سوریر، سورج

سورت: بہ سرعت

سوس: سماکر

سوستا: سامنے والا

سوکا: اس کا، سوکھا

سوکن: سوکے قریب

سوکیاں: شوقیاں، اہل ساز

سولائے: سلاکر

سوں: سے

سونان: (ن زائد) سونا

سونٹا: ڈنڈا

سوے: وہ، اس کو

سویتہ: کھاٹھ، مختلف سروں کا درست ہونا،

برابر ہونا

سہدیشی: سودیشی

سہلی مت: سہل طریقہ

سہناں: خواب

سہسار: سنسار

سیرک: سیر

سیسر: سپہر، چاند

سیسو: شیشم، آبنوس

سینا: سینہ

سیوائیں: سیٹیں

کتیب : (جمع الجمع) کتب کی جمع

کچھو : کچھ
کدھیں : کبھی

کدھریں : کدھر بھی ، کہیں بھی
کدھوے : کدھوے ، نکلوا کر

کرل : بال ، زلف ، لچھے دار بال
کرنھار : کرنے والا

کرہا : ترالہ ، برف

کڑے : گڑھے ، کدے ہوئے

کڑھی : پتنگ

کس : کسی کا محفف

کس کوں : کسی کو

کس مس : کس طرح ، کس کے مثال

کسوت : لباس ، پوشاک

کسے : کس کو

کلا : آرٹ ، فن

کلف : قفل ، تالا

کلول : کلیں

کلھائے : کہلائے

کن : کو ، کوئی ، کے پاس (بفتح ک)

کنھ : کنھیا ، حلقہ ، کنھ

کنڈالی : ہالہ

کنیر چال : مست خرامی ، آہستہ چال

کو : کوئی

کو تا : کتا

کوڈ : کارڈہ کر ، کھود کر

کوڑ : کارڈہ کر ، کھود کر ، کروڑوں

کوڑیں کوڑ : کروڑہا کروڑ ، بہت سے ، بے حد

کوز : کوزہ ، مشربہ

کو کس کا : کوئی کسی کا ، کون کسی کا

کو کنا : بولنا (پرنابے کا)

کولی : کوئیو ، کھیریل

کوں : کو

کو نھار : کہار

کو نچ ، کو نچی : پہاڑی چڑیا

کو نیں : (ن زائد) کونے

کوے : (حذف ن) کنویں

کہکا : صبح ، صبح کا

کی : کہ ، کیا

کیا کر : کیا کر کے ، کیونکر ، کس طرح

کیتا : کیا

کی تک : کتنے

کی تی : کتنے

کے کو : کتنے ایک ، کے

کیلی : تیل

کیلی : کنجی

کیس : کسے ، کیسے

کیوں : کیونکر ، کیسے

کیس : کئے ہونے

کھاڈ : کھڈ ، غار ، کھاڑی

گھانٹے : گانٹھے ، گرہ دے

گھریں : چھلے دار بال ، زلف

گھڑیالی : گھڑیاں ، گھڑی

ل

لازما : لازمہ

لاس : چمک ، صفائی

لاگ : لگ کر ، لگے ہوئے ، دشمنی

لانا : لگانا

لباس کرنا : لباس پہننا

لقمانیں : لقمان نے

لکھ : دیکھ ، لکھو ، ایک لاکھ

لکھ پائے : قریب لکھ

لگے : قریب

لوڈے : ہر طرح کوشش کرے

لوڑتا ، لوڑتا ، لوڈتا : کوشش کرنے والا

لوری : خلوت

لوریا : ظاہر کیا

لو، کنا : گرمی سے گلے کا خشک ہونا ، جسم میں گرمی آنا

لون : نمک

لوہی : لہو ، خون

لویں : لیویں ، لیں

لہیا : لیا ، لھیا

لہیں (لھیں) : لپک ، لپکیں

لیا : لا

کھان : کھانا ، خان

کھانت : خواہش

کھپ : حاصل مقصد ، سچی تمام

کھڑا : قائم

کھل : کھل کر ، ظاہر ہو کر

کھنٹا : جرہ (پانی کی)

کھو تکہار : گھوڑا

کھوٹنا : کم کرنا

کھولنا : کھلنا ، ظاہر ہونا

کھولن ہار : کھولنے والا

کھولے : ظاہر ہو ، ظاہر کرے

کھونوں ، کونوں : کونے

کھج اٹھنا : خنا ہونا ، کھجلا نا

کھیرا : سپر

گ

گال : گالی ، بات

گت : حالت ، کیفیت

گرد : مدور ، پاس

گلال : شراب ، سرخ ، گلزار ، گلاب

گنمت ، گنبد : گنبد

گہری : سمخت ، تیز

گیان : بغیر خطرہ کے اہت کا خیال رکھنا

گھاٹ : طریقہ ، صورت ، کم ہو کر

گھانٹ : گانٹھی ، گانٹھ ، گرہ

نیند بھراے : نیند بھرا پوری نیند
نیہ : محبت

و

والنا : موڑنا
ؤل : (ولنا سے) مڑ، مڑکر
ولنا : مڑنا
ولے : مڑے، مگر
وہم کرنا : سوچنا، خیال کرنا
وہیج : وہی
ویساج : ویسا ہی
ویل : وقت
ویلا : وقت

ہ

ہب : اب
ہبیں : اب
ہسٹہ : (ہسٹہ) کثافت
ہجون : ابھی، ابھی تک
ہریسا : حریص
ہسے : (ن محذوف) ہنسے، ہنستا ہے، ہنستی ہے۔
ہلدی : ہلدی
ہلے کرے : (حملے کرے) ارادہ کرے، کوشش کرے
ہمیں : ہم، ہمیں
ہمیں منہ : ہم میں، ہم میں ہی

نسچیں : اچھی طرح، یقین کے ساتھ

نساا : دھواں (آہ کا)

نساسی : آہ

نساں : نس کی جمع، نسیں

نسیاں : بھولنا

نکچہ : نہ کچھ

نکو : نہیں، نہ، مت

نگلیں : (نگ کی جمع) الگ الگ بہت سی چیزیں،

ایک ہی جنس کی چیزیں

نلوٹ : لوٹ پوٹ

نم کرنا : جھکانا

ننا، ننھدا : چھوٹا

ننھیں : چھوٹے

ننھ پن : بچپن، چھٹپن

ننھدے : بچپن

نہیں ہے پن : نہ ہونا، معدوم

نولنا : بدلنا (بھیس)

نوا، نوی : نیا، نئی

نوے نوے : نئے نئے

نی : انی بمعنی اور کا مخفف

نیتر : نہیں تو

نیر : جل، پانی

نیکاں : نہریں، نالیاں

نیلے : گیلے

نیں : اور

ہوئیں : ہوں
 ہوؤں : ہوں ، میں ہوں
 ہیٹرا ہاڈ : گوشت پوست
 ہے گی : ہے

ی
 یکس : یک کس ، ایک شخص

ہمیں : ہم ، خود
 ہوائی : مشہور آتش بازی
 ہو تج : ہوتا ہے ، ہوتے ہی
 ہور : اور
 ہوں : میں ، انیت ، انا
 ہوں توں : میں اور تو ، ہم تم
 ہوتیں : (ن زانڈ) ہوتے

...

کتابیات

- ۱ آب حیات از محمد حسین آزاد ، لاہور
- ۲ آثار الصنادید از سرسید احمد خاں ، دہلی
- ۳ آئین اکبری از ابوالفضل ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
- ۴ آئینہ تاریخ گجرات ، بمبئی
- ۵ اخبار الاخیار از عبدالحق محدث دہلوی ، دہلی
- ۶ اذکار الابرار (ترجمہ اردو ، گلزار ابرار غوثی)
- ۷ اردو شہ پارے از ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، حیدرآباد
- ۸ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام از مولوی عبدالحق
- ۹ اردو مثنوی کا ارتقا از پروفیسر عبدالقادر سروری ، حیدرآباد
- ۱۰ اردو کے قدیم از سید شمس اللہ قادری ، حیدرآباد
- ۱۱ اسلام اور تصوف از عبدالماجد دریابادی ، لکھنؤ
- ۱۲ اقبال نامہ جہانگیر سے از محمد شریف المخاطب بہ معتمد خاں ، بلیوٹھیکا انڈیا
- ۱۳ اکبر نامہ از ابوالفضل ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
- ۱۴ الفہرست (کتاب اردو) از سجاد مرزا ، حیدرآباد
- ۱۵ امواج خوبی (خوب ترنگ) از خوب محمد حشتی ، نعمانی پریس ، پٹن
- ۱۶ امواج خوبی (قلمی) از خوب محمد حشتی (تین جلدیں) ، کتب خانہ پیر محمد شاہ ، احمد آباد
- ۱۷ بادشاہ نامہ از عبدالحجید لاہوری ، بلیوٹھیکا انڈیا
- ۱۸ بانک دراز از ڈاکٹر محمد اقبال ، لاہور
- ۱۹ باغ و بہار از میرامن ، انجمن ترقی اردو ہند
- ۲۰ برکات الاولیا ، بمبئی

- ۲۱ برہانِ مآثر از سید علی طباطبائی ، حیدرآباد
- ۲۲ بساتین السلاطین از مرزا ابراہیم زبیری
- ۲۳ پنجاب میں اردو از محمود شیرانی ، لاہور
- ۲۴ تاریخ ادب اردو مرتبہ ادارہ ادبیات اردو ، حیدرآباد
- ۲۵ تاریخ الاولیا از امام الدین ، بمبئی
- ۲۶ تاریخ اولیائے گجرات از ابو ظفر ندوی ، احمدآباد
- ۲۷ تاریخ جہاں کشا از عطا ملک جوینی (گب مہموریل سیریز)
- ۲۸ تاریخ فرشتہ از ابوالقاسم فرشتہ ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
- ۲۹ تاریخ فیروز شاہی از ضیاء الدین برنی ، کلکتہ
- ۳۰ تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج عقیف ، کلکتہ
- ۳۱ تاریخ گجرات از میر ابو تراب ولی مرتبہ ای ڈینی سن راس
- ۳۲ تاریخ مانڈو از غلام یزدانی
- ۳۳ تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی ، ندوۃ المصنفین
- ۳۴ تحفہ مرغوب (ترجمہ راحت القلوب)
- ۳۵ تذکرہ اردو مخطوطات ، ادارہ ادبیات اردو ، حیدرآباد
- ۳۶ تذکرۃ الشعراء از دولت شاہ سمقندی ، لاہور
- ۳۷ تذکرۃ الانساب از عبدالفتاح گلشن آبادی ، بمبئی
- ۳۸ و ۳۹ تذکرہ محبوب الزمن فی اولیاء دکن ، وفی شعراء دکن از عبد الجبار ملکا پوری ، حیدرآباد
- ۴۰ ترک جہانگیری ، نول کشور پریس ، لکھنؤ
- ۴۱ تصوف کے آداب و اشغال اور ان کا فلسفہ از سرور
- ۴۲ جامع التواریخ از فضل اللہ رشید الدین مرتبہ ای ، بلوخت
- ۴۳ جوامع الحکایات و لوا مع الروایات از عونى مفتیہ اللہ سیرانی
- ۴۴ جواہر اسرار اللہ (قلمی) از علی جوگام دہسلی ، کتب خانہ پیر محمد شاہ ، احمدآباد
- ۴۵ جواہر اسرار اللہ ، مطبوعہ
- ۴۶ جہانگیر نامہ از ابوالقاسم

- ۳۷ حقیقۃ السورت ، بمبئی
- ۳۸ خاتمہ مرآت احمدی از علی محمد خاں مرتبہ نواب علی ، بٹوڑہ
- ۳۹ خوب ترنگ (قلمی) از خوب محمد چشتی۔ (ایک نسخہ)۔ کتب خانہ پیر محمد شاہ ، احمد آباد
- ۵۰ و ۵۱ خوب ترنگ (قلمی) از خوب محمد چشتی۔ (دو نسخے)۔ کتب خانہ سالار جنگ میوزیم ، حیدر آباد
- ۵۲ خزینۃ الاصفیا از غلام سرور ، لاہور
- ۵۳ دکن میں اردو ، طبع چہارم ، از نصیر الدین ہاشمی ، لاہور
- ۵۴ دول رانی خضر خان از امیر خسرو ، علی گڑھ
- ۵۵ رسالہ حفظ مراتب (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
- ۵۶ رسالہ خلاصہ موجودات (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
- ۵۷ رسالہ شراب جام (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
- ۵۸ رسالہ صلح کل (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
- ۵۹ رسالہ عقیدہ صوفیہ (قلمی) از خوب محمد چشتی ، احمد آباد
- ۶۰ راحت القلوب (ملفوظات نظام الدین اولیا)
- ۶۱ زمین الاخیار از گردیزی
- ۶۲ سب رس از وجہی ، انجمن ترقی اردو، ہند
- ۶۳ سخنوران گجرات از ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی ، مقالہ پی ایچ۔ ڈی
- ۶۴ سفینۃ الاولیا از دارا شکوہ ، لاہور
- ۶۵ سوانح مولانا روم از شبلی نعمانی ، دہلی
- ۶۶ سیر الاولیا از بدر اسحاق
- ۶۷ سیف الملوک و بدیع الجمال ، حیدر آباد
- ۶۸ شعرا عجم از شبلی نعمانی ، دارالمصنفین
- ۶۹ شعرا ہند از عبدالسلام ندوی ، دارالمصنفین
- ۷۰ طبقات اکبری از خواجہ نظام الدین احمد ، بلیو تھیکا انڈیا
- ۷۱ عرب و ہند کے تعلقات از سید سلیمان ندوی ، الہ آباد
- ۷۲ عمل صالح از محمد صالح کنبو مرتبہ غلام یزدانی ، بلیو تھیکا انڈیا

غزلیات شمس تبریز از جلال الدین رومی	۷۳
فصوص الحکم (اردو ترجمہ) ، حیدرآباد	۷۴
فوائد الفواد مرتبہ خواجہ امیر حسن سجزی ، نول کشور پریس ، لکھنؤ	۷۵
فہرستیں : کتب خانہ آصفیہ ، حیدرآباد	۷۶
کتب خانہ انڈیا آفس ، لندن	۷۷
کتب خانہ برٹش میوزیم ، لندن	۷۸
کتب خانہ رام پور	۷۹
کتب خانہ قاہرہ	۸۰
کتب خانہ کیمرج یونیورسٹی	۸۱
کتب خانہ لیڈن	۸۲
کتب خانہ موتی محل ، لکھنؤ	۸۳
کتب خانہ وی آنا	۸۴
قرآن اور تصوف از میر ولی الدین ، حیدرآباد	۸۵
قرآن مجید	۸۶
قول الجمیل از شاہ ولی اللہ ، لاہور	۸۷
کتاب الہند از البیرونی ، انجمن ترقی اردو ، ہند	۸۸
کشف المحجوب از علی الہجویری ، لاہور	۸۹
دیوان فیضی ، نول کشور پریس ، لکھنؤ	۹۰
کلیات قطب شاہ مرتبہ ڈاکٹر زور ، حیدرآباد	۹۱
گلزار ابرار از محمد غوثی	۹۲
لباب الالباب از محمد عوفی ، بلیوٹھیکا انڈیا	۹۳
مآثر الامرا از شاہ نواز خاں ، بلیوٹھیکا انڈیا	۹۴
مآثر الکرام از غلام علی آزاد بلگرامی ، مفید عام ، آگرہ	۹۵
مرآت احمدی از علی محمد خاں مرتبہ نواب علی ، برطودہ	۹۶
مرآت سکندری از سکندر بن منجھو ، بمبئی	۹۷

- ۹۸ مخبر الاولیا (قلمی) ایشیاٹک لائبریری، بمبئی
- ۹۹ مخزن الشعرا از قاضی نور الدین فائق، جامع پریس، دہلی
- ۱۰۰ مقدمہ تاریخ زبان اردو، طبع دوم، از مسعود حسین خاں
- ۱۰۱ مقدمہ شعرو شاعری از حالی مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور
- ۱۰۲ منتخب التواریخ از عبدالقادر بدایونی، بلیوٹھیکا انڈیکا
- ۱۰۳ منتخب اللباب از خانی خان، بلیوٹھیکا انڈیکا
- ۱۰۴ نضیات الانس از عبدالرحمن جامی، بمبئی
- ۱۰۵ نقوش سلیمانی از سید سلیمان ندوی، دارالمصنفین
- ۱۰۶ نورس مرتبہ ڈاکٹر نذیر احمد
- ۱۰۷ نہ سپہر از امیر خسرو، اسلامک ریسرچ سوسائٹی، بمبئی
- ۱۰۸ ہفت اقلیم از امین احمد رازی، بلیوٹھیکا انڈیکا
- ۱۰۹ ہندستانی زبان کا ارتقا از شوکت سبزواری، ڈھاکہ
- ۱۱۰ ہندستانی لسانیات از ڈاکٹر زور، حیدرآباد
- ۱۱۱ ہندستان لسانیات ہا کہ از احتشام حسین، لکھنؤ
- ۱۱۲ ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں از ابو الحسنات ندوی، وکیل بک ڈپو، امرتسر
- ۱۱۳ یاد ایام از سید عبدالحی، لکھنؤ
- ۱۱۴ یورپ میں دکنی مخطوطات از نصیر الدین ہاشمی، حیدرآباد
- ۱۱۵ یوسف زلیخا از امین گجراتی مرتبہ ڈاکٹر محمد عبدالحمید فاروقی، مقالہ پی ایچ۔ ڈی
- رسالے
- ۱۱۶ اردو (انجمن ترقی اردو، ہند)، ۱۹۲۷ء
- ۱۱۷ اردو (انجمن ترقی اردو، ہند)، ۱۹۲۹ء
- ۱۱۸ اسلامک کلچر، حیدرآباد، ۱۹۳۲ء
- ۱۱۹ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، ۱۹۳۰ء
- ۱۲۰ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، ۱۹۳۱ء
- ۱۲۱ معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۳۳ء

- 123 A Literary History of Fersia by F. G. Brousses.
- 124 An Arabic History of Gujarat by Hujwud Dabir by G. Ross.
- 125 Architecture of Ahmedabad by Hope and Kennison
- 126-128 Bombay Gazetteers (Ed by Sir James Simbel),
 Vol. I - Part I History of Gujarat;
 Vol. IV - Ahmedabad;
 Vol. V Part II Gujarat Population (Musalmans & Hindus).
- 129 Comparative Grammar of the Modern Aryan Languages by Benze.
- 130 Encyclopaedia of Islam Vol. IV.
- 131 Gujarat by Bayley.
- 132 Gujarata and its literature from Earliest Time by H. H. Munshi. Bombay.
- 133 Gujarat's Contribution to Arabic Language and Literature by Dr. Baqir Ali Termidiki (Thesis - Ph.D., Bombay Univ.)
- 134 History of Gujarat by Commissioner, Bombay.
- 135 History of the Arabs by F. W. Hitti.
- 136 Official Gazetteers of India - Ahmedabad, District.
- 137 Indian and Eastern Architecture by Hope.
- 138 Indian Contribution to Arabic Literature by G. S. Khan, Aligarh.
- 139 Indo-Iranian and Hindi by G. S. Khan, Aligarh.
- 140 Life and Works of Amir Khusrow by G. S. Khan, Aligarh.

- 141 Linguistic Survey of India by Grearson.
- 142 Mahmud of Ghazna by Dr. Nazim.
- 143 Moments of Ahmedabad by Dr. M. Abdulla Khahtai.
- 144 Mystics of Islam by R.A. Nicholson.
- 145 Reconstruction of Religious Thought in Islam by Dr. M. Iqbal.
- 146 Studies in Islamic Mysticism by R.A. Nicholson.
- 147 The Glory that was Gujaradesa by K.M. Munshi, B'bay.
- 148 The Doctrines of the Sufis by A.J. Arberry.

• • •



KHUBTARANG

PUBLICATION OF GUJARAT URDU AKADEMI GANDHINAGAR-17

- | | | |
|----|---|-----------|
| 1. | ADABIASNAF
DR. GYANCHAND JAIN | RS. 30-00 |
| 2. | GUJRIMATHNAVIYAN
DR. SAIYEDZAHIRUDIN MADNI | RS. 35-00 |
| 3. | KUCH BACHA LAYAHOOON
PROF. VARIS ALVI | RS. 51-00 |
| 4. | MAZAMINE MADNI
DR. SAIYED ZAHIRUDDINMADNI | RS. 53-00 |
| 5. | PESHA TO SIPHGARI KA BHALA
PROF. VARIS ALVI | RS. 57-00 |
| 6. | TAZKIRATUL WAJEEH
SAIYED HUSAINI PEER | RS. 47-00 |
| 7. | KHUBTARANG (A critical Edition)
A. N. JAFREE | RS. 85.50 |
| 8. | DIVAN-E-AFSA-HUZ-ZAMAN
MIYA SAMJHU SURTI | |
| 9. | TARIKH - E- AUOLIYA - YE - GUJARAT -
TRANSLATED BY MAULVI SAIYED
ABUZAFAR NADVI | RS. 30-00 |

ANNUAL JOURNALS

- | | | | |
|----|-------------|------|-----------|
| 1. | SABARNAMA - | 1985 | RS. 40-00 |
| 2. | SABARNAMA - | 1988 | RS. 40-00 |
| 3. | SABARNAMA - | 1990 | RS. 26-00 |



GUJARAT URDU AKADEMI
GANDHINAGAR - 17